فتاوی ناموس انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام

جلد سوم

مرتب

محمد خالد البلوشی الحنفی
فاضل جامع مطلع العلوم کوئٹہ بلوچستان پاکستان

کتاب کا نام: فتاوی ناموس انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام رجلد سوم

مرتب: محمد خالد حنفی

صفحات:

سائز: ۲۰×۲۶

ناشر:

سن اشاعت:

تعداد:

رابطہ

Gmail: khalidhanfi11@gmail.com

03379735574

03185110565

محترم قارئین! اپنی بساط کے مطابق بھر پور توجہ سے پروف ریڈنگ کی گئی ہے کہ غلطی نہ رہے، پھر بھی انسان کمزور ہے اور غلطی کا امکان موجود ہے۔ قارئین مطلع فرمادیں تو آئندہ درستگی ہوسکتی ہے۔(حنفی)

فہرست مضامین

حیات انبیاء علیہم السلام کا بیان

ردقادیانیت کا بیان

حیات انبیاء علیہم السلام اور سماع موتیٰ کا بیان

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ !

جناب محترم مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب!

السلام علیکم!

﴿سوال﴾:

گزارش ہے کہ چند روز قبل مجھے بھینس کالونی کمرشل ایریا کی گول مسجد میں درس قرآن سننے کا اتفاق ہوا۔ اپنے درس کے دوران مسجد کے پیش امام صاحب نے عذاب قبر پر درس دیتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر میں بقید حیات ہیں اور دلائل دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ''جو شخص میرے روضہ اقدس پر حاضری دے گا تو میں قیامت کے دن اس کے لیے شفاعت کروں گا''۔ (مولانا موصوف کا تعلق دیوبند مسلک سے ہے) جب کہ میں نے خود شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب سے سنا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفات پاچکے ہیں اور اس پر حضرت صاحب نے ایک کتاب ''وفات النبیؐ'' بھی لکھی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا کا کوئی علم نہیں ہے۔

جناب والا سے قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیلاً معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ:

۱۔ کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں؟

۲۔ کیا دنیاوی معاملات کا آپ کو علم ہے؟

کیا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضری دینا ضروری ہے جبکہ حج کے تمام ارکان مکہ معظمہ میں تکمیل کو پہنچتے ہیں۔

سائل: زمرد خان شیریں جناح کالونی کلفٹن کراچی

﴿الجواب باسمہٖ تعالیٰ﴾:

آپ کے سوال میں چند مسائل قابل تحقیق ہیں:

پہلا مسئلہ: ''مسئلہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' اس ضمن میں چند امور کا سمجھ لینا ضروری ہے۔

اوّل: یہ کہ محل نزاع کیا ہے؟ یہ بات تو ہر عامی سے عامی بھی جانتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں؟ اور یہ کہ آپ اپنے روضہ مطہرہ مقدسہ میں مدفون ہیں۔ اس لیے حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے کسی کے ذہن میں یہ بات نہیں ہوتی اور نہ ہونی چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دنیوی حیات زیر بحث ہے۔

نہیں! بلکہ گفتگو اس میں ہے کہ دنیا سے رخصت ہونے کے بعد برزخ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو حیات حاصل ہے اس کا تعلق جسد اطہر سے ہے یا نہیں؟ اس تنقیح سے معلوم ہوا ہوگا کہ یہاں تین چیزیں ہیں:

۱۔ دنیا کی حیات کا نہ ہونا۔

۲۔ برزخ کی حیات کا حاصل ہونا۔

۳۔ اور اس برزخی حیات کا جسد اطہر سے تعلق ہونا یا نہ ہونا۔

پہلے دو نکتوں میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اختلاف صرف تیسرے نکتے میں ہے۔ ہمارے اکابر جسد اطہر کو ایک خاص نوع حیات کے ساتھ متصف مانتے ہیں۔

دوم: اہل حق کا عقیدہ ہے کہ قبر کا عذاب وثواب برحق ہے۔ چنانچہ شرح عقائد نسفی میں ہے:

" عذاب القبر للکافرین ولبعض عصاۃ المومنین وتنعیم اھل الطاعۃ فی القبر وسوال منکر ونکیر بالدلائل

السمعية"(۱).

"کافروں اور بعض گناہ گار اہل ایمان کو قبر میں عذاب ہونا اور قبر میں اہل طاعت کو نعمت وثواب کا ملنا اور منکر نکیر کا سوال کرنا یہ تمام امور برحق ہیں دلائل سمعیہ سے ثابت ہیں"۔

عقیدہ طحاویہ میں ہے:

"ونؤمن...... بعذاب القر من كان له اهل وسوال منكر و نكير للميت فى قبره عن ربه و دينه على ما جاء ت به اثار عن النبى ﷺ عن اصحابه. والقبر روضه من رياض الجنة او حفرة من حفر النار"(۲).

"اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ قبر میں اس شخص کو عذاب ہوگا جو اس کا مستحق ہو اور منکر نکیر قبر میں میت سے سوال کرتے ہیں، اس کے رب، اس کے دین اور اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے احادیث وارد ہیں اور قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے"۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے رسالہ فقہ اکبر میں ہے:

وسوال منكر ونكير فى القبر حق كائن...... واعادة الروح الى جسد العبد فى قبره حق وضغطة القبر وعذابه حق

---

(۱):(شرح العقائد النسفية، مبحث عذاب القبر والثواب فيه، ص: ۲۴۲، ط، مكتبة البشرىٰ كراتشى)

(۲):(العقيدة الطحاوية، ص: ۳۹، ط، دار الهدىٰ)

كائن للكفار كلهم ولبعض عصاة المسلمين (۳).

”اور قبر میں منکر و نکیر کا سوال کرنا برحق ہے اور قبر میں روح کا لوٹایا جانا اور میت کو قبر کا بھینچنا اور تمام کافروں کو اور بعض مسلمانوں کو قبر میں عذاب ہونا برحق ہے ضرور ہوگا“۔

قبر کے عذاب پر قرآن کریم کی آیات اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ وارد ہیں اور سلف صالحین صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم السلام اجمعین کا اس پر اجماع ہے۔ چنانچہ شرح عقائد میں چند آیات و احادیث کا حوالہ دینے کے بعد لکھا ہے:

” وبالجملة الاحاديث فى هذا المعنى وفى كثير من احوال الآخرة متواترة المعنىٰ وان لم يبلغ احادها حد التواتر“(۴).

”حاصل یہ ہے کہ عذاب و ثواب قبر اور بہت سے احوال آخرت میں احادیث معنیً متواتر ہیں اگرچہ فرداً فرداً آحاد ہیں“۔

شرح عقائد کی شرح ”نبراس“ میں ہے:

ثم قد روى احاديث عذاب القبر وسواله عن جمع عظيم من الصحابة فمنهم عمربن الخطاب وعثمان بن عفان وانس بن مالك والبراء وتميم الدارى، وثوبان، وجابر بن عبد الله، وحذيفة، وعبادة بن الصامت، وعبد الله بن رواحة، وعبد الله بن عباس، وعبد الله بن عمر، وعبد الله بن

---

(۳): (شرح الفقه الأكبر، بحث فى أن عذاب القبر حق وبيان أن الروح تعاد للميت، ص: ۸۹، ۹۰، ط، دار الكتب العربية الكبرىٰ مصر)

(۴): (شرح العقائد النسفية، مبحث عذاب القبر والثواب فيه، ص: ۲۴۵، ط، مكتبة البشرىٰ كراتشى)

مسعود، وعمر وبن العاص، ومعاذ بن جبل، وابو امامة، وابو الدراء، وابوهريرة، وعائشة رضی الله عنهم ثم روی عنهم اقوام لا يحصی عدد هم (۵).

''قبر کے عذاب وثواب اور سوال کی احادیث صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہیں جن میں مندرجہ ذیل حضرات بھی شامل ہیں: حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت انس، حضرت براء، حضرت تمیم داری، حضرت ثوبان، حضرت جابر، حضرت خدیفہ، حضرت عبادۃ، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عمرو بن عاص، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابو امامہ، حضرت ابو الدداء، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ پھر ان سے اتنی قوموں نے روایت کی ہے جن کی تعداد کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔''

امام بخاریؒ نے عذاب قبر کے باب میں قرآن کریم کی تین آیات اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چھ احادیث ذکر کی ہیں جو مندرجہ ذیل پانچ صحابہؓ سے مروی ہیں۔ حضرت براء بن عازب، حضرت عمر، حضرت عائشہ، حضرت اسماء اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم (۶)۔

---

(۵):(النبراس شرح شرح العقائد السنفية، عذاب القبر وثوابه، ص: ۲۰۸)

(۶):فی صحیح البخاری: وقوله تعالیٰ: ﴿ولو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت والملائكة باسطوا أيديهم أخرجوا أنفسكم اليوم تجزون عذاب الهون﴾ [الأنعام: ۹۳] قال أبو عبدالله: الهون هو الهوان: والهون: الرفق. وقوله جل ذكره: ﴿سنعذبهم مرتين ثم يردون الى عذاب عظيم﴾ [التوبة: ۱۰۱] وقوله تعالى: ﴿وحاق بآل فرعون سوء العذاب، النار يعرضون عليها غدوا وعشيا ويوم تقوم

اس کے ذیل میں حافظ الدنیا ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

وقد جاء في عذاب القبر هذه الاحاديث منها عن أبي هريرة و ابن

الساعة أدخلوا آل فرعون أشد العذاب﴾ [المؤمن: ۴۵، ۴۶]

حدثنا حفص بن عمر: حدثنا شعبة، عن علقمة بن مرثد، عن سعد بن عبيدة عن البراء بن عازب رضى الله عنهما عن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم قال: اذا أقعد المؤمن فى قبره أتى ثم شهد أن لا اله الا الله، وأن محمداً رسول الله، فذلك قوله: ﴿يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت﴾ [ابراهيم: ۲۷].

حدثنا محمد بن بشار: حدثنا غندر: حدثنا شعبة بهٰذا، وزاد ﴿يثبت الله الذين آمنوا﴾ نزلت فى عذاب القبر.

حدثنا على بن عبدالله: حدثنا يعقوب بن ابراهيم: حدثنى أبى، عن صالح: حدثنى نافع أن ابن عمر رضى الله عنهما أخبره قال: اطلع النبى صلى الله تعالى عليه وسلم على أهل القليب فقال: وجدتم ما وعد ربكم حقا؟ فقيل له: أتدعوا أمواتا فقال: ما أنتم بأسمع منهم ولكن لايجيبون.

حدثنا عبدالله بن محمد: حدثنا سفيان، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة رضى الله عنها قالت: انما قال النبى صلى الله تعالى عليه وسلم: انهم ليعلمون الآن أن ما كنت أقول لهم حق. وقد قال الله تعالى: ﴿انك لاتسمع الموتى﴾ [النحل: ۸۰]

حدثنا عبدان، أخبرنى أبى عن شعبة: سمعت الأشعث، عن أبيه، عن مسروق، عن عائشة رضى الله عنها: أن يهودية دخلت عليها فذكرت عذاب القبر فقالت لها: أعاذك الله من عذاب القبر. فسألت عائشة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عن عذاب القبر، فقال: نعم عذاب القبر. قالت عائشة رضى الله تعالىٰ عنها: فما رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بعد صلى صلاة الا تعوذ من عذاب القبر. وزاد غندر "عذاب القبر حق".

حدثنا يحيى بن سليمان: حدثنا ابن وهب قال: أخبرنى يونس، عن ابن

عباس وأبی ایوب وسعد وزید بن ارقم وأم خالد فی الصحیحین او احدهما، وعن جابر عند ابن ماجة، وابی سعید عند ابن مردویه، وعمر، وعبد الرحمٰن بن حسنة وعبد اللّٰه بن عمرو عند أبی داؤد، وابن مسعود عند الطحاوی، وأبی بکرة واسماء بنت یزید عند نسائی، وام مبشر عند أبی شیبة وعن غیرهم(۷).

''اورعذاب قبر میں ان مذکورہ بالا احادیث کے علاوہ اوراحادیث بھی وارد ہیں چنانچہ ان میں حضرت ابوہریرہ، ابن عباس، ابوایوب، سعد،

شهاب: أخبرنی عروة بن الزبیر أنه سمع أسماء بنت أبی بکر رضی اللّٰه تعالی عنهما تقول: قام رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم خطیباً فذکر فتنة القبر التی یفتتن فیها المرء، فلما ذکر ذلک ضج المسلمون ضجة.

حدثنا عیاش بن الولید: حدثنا عبدالأعلی: حدثنا سعید، عن قتادة، عن أنس بن مالک رضی اللّٰه تعالی عنه: أنه حدثهم أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم قال: ان العبد اذا وضع فی قبره وتولی عنه أصحابه، وانه لیسمع قرع نعالهم، أتاه ملکان فیقعدانه فیقولان: ما کنت تقول فی هذا الرجل لمحمد صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم؟ فأما المؤمن فیقول: أشهد أنه عبداللّٰه ورسوله. فیقال له: انظر الی مقعدک من النار قد أبدلک اللّٰه به مقعداً من الجنة. فیراهما جمیعا. قال قتادة: وذکر لنا أنه یفسح له فی قبره. ثم رجع الی حدیث أنس قال: وأما المنافق والکافر فیقال له: ما کنت تقول فی هذا الرجل؟ فیقول: لاأدری، کنت أقول ما یقوله الناس. فیقال: لادریت ولاتلیت، ویضرب بمطارق من حدید ضربة فیصیح صیحة یسمعها من یلیه غیر الثقلین. (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، ص: ۲۷۰، ۲۷۱، ط، دار السلام ریاض)

(۷):(فتح الباری بشرح صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، ج: ۳، ص: ۲۸۳)

زید بن اَرقم اور ام خالد کی احادیث تو صحیحین میں یا ان میں سے ایک میں موجود ہیں۔

حضرت جابر کی حدیث ابن ماجہ میں ہے، حضرت ابوسعید کی حدیث ابن مردویہ نے روایت کی ہے اور حضرت عمر، عبدالرحمٰن بن حسنہ اور عبداللہ بن عمرو کی ابوداؤد میں ہیں۔ حضرت ابن مسعود کی حدیث طحاوی میں ہے، حضرت ابوبکر اور اسماء بنت یزید کی احادیث نسائی میں ہیں اور حضرت ام مبشر کی حدیث مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے اور ان کے علاوہ دوسرے صحابہ سے بھی احادیث مروی ہیں۔

یہ قریباً تیس صحابہ کرامؓ کے اسماء گرامی کی فہرست ہے جو میں نے عجلت میں مرتب کی ہے اور جن سے عذاب قبر کی احادیث مروی ہیں، اس لیے قبر کے عذاب وثواب کے متواتر ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

سوم: جب یہ ثابت ہوا کہ قبر کا عذاب وثواب برحق ہے اور یہ اہل حق کا اجماعی عقیدہ ہے تو اب اس سوال پر غور کرنا باقی رہا کہ قبر کا یہ عذاب وثواب صرف روح سے متعلق ہے یا میت کے جسم عنصری کی بھی اس میں مشارکت ہے؟ اور یہ کہ اس عذاب وثواب کا محل آیا یہی حسّی گڑھا ہے جسکو عرف عام میں ’’قبر‘‘ سے موسوم کیا جاتا ہے یا برزخ میں کوئی جگہ ہے جہاں میت کو عذاب وثواب ہوتا ہے اور اسی کو عذاب قبر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کے تتبع سے بالبداہت معلوم ہوتا ہے کہ قبر کا عذاب صرف روح کو نہیں ہوتا بلکہ میت کا جسم بھی اس میں شریک ہے اور یہ کہ عذاب وثواب کا محل یہی حسّی قبر ہے جس میں مردہ کو دفن کیا جاتا ہے۔ مگر چونکہ یہ عذاب وثواب دوسرے عالم کی چیز ہے اسلئے میت پر جو حالات قبر میں گذرتے ہیں، زندوں کو انکا ادراک وشعور عموماً نہیں ہوتا (عموماً اسلئے کہ بعض اوقات بعض امور کا انکشاف بھی ہوجاتا ہے) جس طرح نزع کے وقت مرنے والا فرشتوں کو دیکھتا ہے

اور دوسرے عالم کا مشاہدہ کرتا ہے مگر پاس بیٹھے والوں کو ان معاملات کا ادراک وشعور نہیں ہوتا جو نزع کی حالت میں مرنے والے پر گزرتے ہیں۔ ہمارے اس دعویٰ پر کہ عذاب وثواب اسی حسی قبر میں ہوتا ہے اور یہ کہ میت کا بدن بھی عذاب وثواب سے متاثر ہوتا ہے، احادیث نبویہ سے بہت سے شواہد پیش کئے جاسکتے ہیں، مگر چونکہ ان شواہد کا استیعاب نہ تو ممکن ہے اور نہ ضروری ہے۔ اسلئے چند عنوانات کے تحت ان شواہد کا نمونہ پیش کرتا ہوں۔

(۱): حدیث جرید

" عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنه قال: مرّ النبی ﷺ بحائط من حیطان المدینة او مکة فسمع صوت انسانین. یعذبان فی قبورهما فقال: انهما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر ثم قال: بلی، کان أحدهما لایستتر من بوله وکان الآخر یمشی بالنمیمة ثم دعا بجریدة فکسرها کسرتین فوضع علی کل قبر منهما کسرة فقیل له یارسول اللّٰہ لم فعلت هذا قال لعله ان یخفف عنهما مالم تیبسا"(۸).

" حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ نے دو آدمیوں کی آواز سنی، جنکو قبر میں عذاب ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ" ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب بھی کسی بڑی بات پر نہیں ہو رہا ہے (کہ جس سے بچنا مشکل ہو) پھر فرمایا۔ ہاں (وہ بڑا گناہ ہی ہے) ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔ اور دوسرا چغل خور تھا" پھر آپ نے (کھجور کی) ایک شاخ لی اور اسکو بیچ سے آدھوں آدھ چیرا، انہیں ایک ایک

(۸):(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب من الکبائر أن لایستتر من بوله، ص: ۵۰، رقم: ۲۱۶، ط، دار السلام ریاض)

کر کے دونوں قبروں پر رکھ دیا۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا شاید (اس عمل سے) ان کے عذاب میں (اس وقت تک کے لئے) تخفیف ہو جائے جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں"۔

یہی مضمون حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علاوہ مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ سے بھی مروی ہے:

(۱) حضرت ابوبکرۃ (۹)۔ (۲) حضرت ابوہریرۃ (۱۰)۔

(۳) حضرت انس (۱۱)۔ (۴) حضرت جابر (۱۲)۔

---

(۹): قال الحافظ ابو بکرؒ: حدثنا وکیع عن الأسود بن شیبان قال: حدثنی بحر بن مرار عن جدة أبی بکرة قال: کنت أمشی مع النبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم، مر علی قبرین، فقال: انهما لیعذبان، من یأتینی بجریدة؟ فاستبقت أنا ورجل، فأتینا بها قال: فشقها من رأسها، فغرس هذا واحدة، وعلی هذا واحدة. وقال لعله یخفف عنهما ما بقی فیهما من بلولتهما شیء، ان یعذبان فی الغیبة والبول. (المصنف لابن أبی شیبة، کتاب الجنائز، باب فیما یخفف به عذاب القبر، ج: ٤، ص: ٦١٥، رقم: ١٢١٥٩، ط، مکتبة الرشد ناشرون)

(۱۰): وعن أبی هریرة رضی اللّٰہ عنه قال مر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم علی قبر فقال ائتونی بجریدتین فجعل احداهما عند رأسه والاخری عند رجلیه فقیل یارسول اللّٰہ[ﷺ] أینفعه ذلک قال لن یزال یخفف عنه بعض عذاب البقر ما دام فیهما ندو. رواه احمد ورجاله الصحیح. (مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب فی العذاب فی القبر، ج: ٣، ص: ٥٧، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

(۱۱): عن أنسؓ قال مر النبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم بقبرین لبنی النجار یعذبان بالنمیمة والبول فأخذ سعفة فشقها فوضع علی هذا القبر شقاً وعلی هذا القبر شقاً وقال لایزال یخفف عنهما ما دامتا رطبتین. رواه أحمد والطبرانی فی الأوسط وفیه عبید بن عبدالرحمٰن وهو ضعیف. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الطهارة،

(۵) حضرت ابورافع (۱۳)۔ (۶) حضرت ابوامامہ (۱۴)۔

بـاب الاستـنـزاه مـن الـبـول والاحـتـراز مـنـه لما فيه من العذاب، ج: ١، ص: ٢٠٧، ط، دار الكتاب العربى بيروت لبنان)

(۱۲):عـن أبـى الـزبير، أنه سمع جابر بن عبدالله يقول: دخل النبى صلى الله تـعـالـىٰ عليه وسلم يوماً نخلاً لبنى النجار، فسمع أصوات رجال من بنى النجار ماتوا فـى الـجـاهـلية يـعـذبـون فى قبورهم، فخرج رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فـزعـاً، فـأمـر أصحابه أن تعوذوا من عذاب القبر. أخرجه احمد ۳/ ۲۹۵. (المسند الـجـامع، مسند جابر بن عبدالله رضى الله تعالىٰ عنهما، ج: ٣، ص: ٥٣٤، رقم: ٢٣٧٥، دار الجيل بيروت لبنان)

(۱۳):عـن أبـى رافـع قـال: كـان الـنـبـى صلى الله تعالى عليه وسلم اذا صلى الـعـصـر ربما ذهب الى بنى عبدالأشهل، فيتحدث عندهم، وربما يتحدث الى صلاة الـمـغـرب، فبيـنـمـا أنـا أمشـى مـع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الى صلاة المغرب وهو يسرع فمررنا بالبقيع فقال: "أف أف لک" أنه يريدنى فقال لى: امش مـالـک؟ فـقـلـت: يـارسول الله [صلى الله تعالى عليه وسلم] أحدثت شيئا قال: وما ذاک؟ فقلت: أففت منى يارسول الله، فقال: لا ولكن هذا قبر فلان بعثته ساعياً على بـنـى فلان فغل درعاً، فدرع الآن مثلها من النار. (الـمـعـجـم الكبير للطبرانى، ج: ١، ص: ٣٢٣، رقم: ٩٦٢، ط، مكتبة ابن تيمية القاهرة)

(۱۴):وعـن أبـى امـامة رضى الله تعالى عنه قال مر النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسـلـم فـى يـوم شـديـد الحر نحو البقيع الغرقد فلما مر ببقيع الغرقد قال اذا بقبرين دفـنـوا فيهما رجلين فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من دفنتم ههنا اليوم قـالوا يارسول الله وما ذاک قال أما أحد هما فكان يمشى بالنميمة وأما الآخر فكان لاينزه من البول وأخذ جريدة فشقهـا ثـم جـعـلها على القبرين قالوا يا نبى الله ولم فـعلت ذاک قال ليخفف عنهما قالوا يا نبى الله وحتى متى يعذبان قال غيب لايعلمه الا الـلّـه ولولا تجافى قلوبكم وتزيدكم فى الحديث سمعتم ما أسمع. رواه الطبرانى

(۷)حضرت عائشہ(۱۵)۔ (۸)حضرت ابن عمر(۱۶)۔
(۹)یعلی بن شیابہ(۱۷)۔

فی الکبیر وفیه علی بن یزید وفیه کلام. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجنائز، باب فی العذاب فی القبر، ج: ۳، ص: ۵۶، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

(۱۵):عن عائشةؓ قالت مر النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم بقبرین یعذبان فقال انهما یعذبان وما یعذبان فی کبیر کان أحدهما لایتنزه من البول وکان الآخر یمشی بالنمیمة فدعا بجریدة رطب فکسرها فوضع علی هذا وعلی هذا وقال لعله یخفف عنهما حتی ییبسا. رواه الطبرانی فی الأوسط ورجاله موثقون. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الطهارة، باب الاستنزاه من البول والاحتراز منه لما فیه من العذاب، ج: ۱، ص: ۲۰۷، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

(۱۶):عن ابن عمر رضی اللّٰه تعالی عنهما أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم مر یوماً بقبور ومعه جریدیة رطبة فشقها باثنتین ووضع واحدة علی قبر والاخری علی قبر آخر فقلنا یارسول اللّٰه لم فعلت ذلک فقال أما أحدهما فکان یعذب فی النمیمة وأما الآخر فکان لایتقی البول ولن یعذبا هذه رطبة. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجنائز، باب فی العذاب فی القبر، ج: ۳، ص: ۵۶، ۵۷، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

(۱۷):عن حبیب بن أبی جبیرة عن یحیی بن سیابة: أن النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم مر بقبر یعذب صاحبه، فقال: ان صاحب هذا القبر یعذب فی غیر کبیر. ثم دعا بجریدة، فوضعها علی قبره، ثم قال: لعله یخفف عنه ما کانت رطبة. وفی حاشیة هذا الحدیث: فی [م] یحیی بن شبابة. وفی [ط س]: یعلی بن شبابة. وفی [أ]: یحیی بن سیابة. والصواب: یعلی بن سیابة. وانظر: "الجرح" ۳/ ۹۷ حیث عده فی شیوخ حبیب. (المصنف لابن أبی شیبة، کتاب الجنائز، باب فیما یخفف به عذاب القبر، ج: ۴، ص: ۶۱۵، رقم: ۱۲۱۶۰، ط، مکتبة الرشد ناشرون)

۱۰۔ اسی نوعیت کا ایک اور واقعہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم میں منقول ہے(۱۸)۔

۱۱۔ اور اسی نوعیت کا ایک اور واقعہ حضرت ابوھریرہؓ سے مسند احمد میں بسند صحیح منقول ہے(۱۹)۔

۱۲۔ اور اسی نوعیت کا ایک اور واقعہ ابن ابی شیبہ اور مسند میں حضرت یعلی بن شیابہ سے منقول ہے(۲۰)۔

ان احادیث میں ہمارے دعویٰ پر درج ذیل شواہد ہیں:

---

(۱۸):فی حدیث طویل: قال جابرؓ: فقمت فأخذت حجراً فکسرته وحسرته، فانذلق لی، فأتیت الشجرتین فقطعت من کل واحدة منهما غصباً، ثم أقبلت أجرهما حتی قمت مقام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم، أرسلت غصبا عن یمینی وغصباً عن یساری، ثم لحقته فقلت: قد فعلت: یا رسول اللّٰہ! فعم ذاک؟ قال: انی مررت بقبرین یعذبان، فأحببت، بشفاعتی، أن یرفه ذاک عنهما، ما دام الغصنان رطبین. (صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب حدیث جابر الطویل وقصة أبی الیسر، ص: ۱۳۰۲، رقم: ۷۵۱۸، ط، دار السلام ریاض)

(۱۹):وعن أبی هریرة رضی اللّٰہ عنه قال مر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم علی قبر فقال ائتونی بجریدتین فجعل احداهما عند رأسه والاخری عند رجلیه فقیل یارسول اللّٰہ[ﷺ] أینفعه ذلک قال لن یزال یخفف عنه بعض عذاب القبر ما دام فیهما ندو. رواه احمد ورجاله الصحیح. (مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب فی العذاب فی القبر، ج: ۳، ص: ۵۷، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

(۲۰):وعن یعلی بن سیابةؓ أن النبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم مر بقبر فقال ان صاحب هذا القبر یعذب فی غیر کبیر ثم دعا بجریدة فوضعها علی قبره فقال لعله یخفف عنه ما دامت رطبة. رواه احمد. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجنائز، باب فی العذاب فی القبر، ج: ۳، ص: ۵۷، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان دونوں قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے عذاب قبر کو محسوس فرمانا اور جن دو شخصوں کو عذاب قبر ہو رہا تھا ان کی آواز سننا، دونوں قبروں پر شاخ خرما کا گاڑنا اور دریافت کرنے پر یہ فرمانا کہ شاید ان کے عذاب میں کچھ تخفیف ہو جائے جب تک کہ یہ شاخیں خشک نہ ہوں۔

اگر یہ گڑھا، جسکو قبر کہا جاتا ہے۔ عذاب قبر کا محل نہ ہوتا تو ان شاخوں کو قبروں پر نصب نہ فرمایا جاتا اور اگر میت کے بدن کو عذاب نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان دو شخصوں کی آواز سنتے ،اور نہ قبر...... کے پاس سے گزرتے ہوئے عذاب قبر کا احساس ہوتا۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عذاب قبر کو سننا

اوپر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آیا ہے۔

" فسمع صوت انسانین یعذبان فی قبور ھما"(۲۱).

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی آواز سنی جن کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا"۔

یہ مضمون بھی متعدد احادیث میں آیا ہے۔

ا. " عن ابی ایوب رضی اللّٰہ تعالی عنه قال خرج رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم وقد وجبت الشمس فسمع صوتا، فقال: یھود تعذب فی قبورھا"(۲۲).

" حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غروب آفتاب کے بعد باہر نکلے تو آواز سنی،

---

(۲۱):(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب من الکبائر أن لایستتر من بوله، ص: ۵۰، رقم: ۲۱۶، ط، دار السلام ریاض)

(۲۲):(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر، ص: ۲۷۱، رقم: ۱۳۷۵، ط، دار السلام ریاض)

فرمایا، یہود کوان کی قبروں میں عذاب ہورہا ہے“۔

۲. ”عن انس رضی اللّٰه عنه قال بینما رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم فی نخل لابی طلحة یبرز لحاجته. قال وبلال وراء ہ، یکرم نبی اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم ان یمشی الی جنبه، فمر نبی اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم بقبر فقام حتی تم الیه بلال. قال ویحک یا بلال! هل تسمع ما أسمع، قال ماأسمع شیئا قال: صاحب القبر یعذب فسأل عنه فوجد یهودیا“(۲۳).

”حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت ابوطلحہؓ کے کھجوروں کے باغ میں قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جارہے تھے، حضرت بلالؓ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے چل رہے تھے۔ ادب کی بناء پر برابر نہیں چل رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے تو کھڑے ہوگئے، یہاں تک کہ حضرت بلالؓ آپہنچے، فرمایا بلال! کیا تم بھی سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ عرض کیا، میں تو کچھ نہیں سن رہا۔ فرمایا صاحب قبر کو عذاب ہورہا ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس قبر کے بارے میں دریافت فرمایا کہ یہ کس کی قبر ہے؟ تو معلوم ہوا کہ یہودی کی قبر ہے“۔

۳. ”عن انس رضی اللّٰه عنه اخبرنی من لا اتّهم من اصحاب النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم قال: بینما رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم وبلال یمشیان بالبقیع، اذ قال

---

(۲۳):(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجنائز، باب فی العذاب فی القبر، ج: ۳، ص: ۵۵، ٥٦، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم: یا بلال ھل تسمع ما اسمع، قال واللّٰہ یارسول اللّٰہ ما اسمع، قال الا تسمع اھل ھذہ القبور یعذبون فی قبورھم. یعنی قبور اھل الجاھلیۃ"(۲۴).

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے کسی صاحب نے بتایا کہ آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ بقیع میں چل رہے تھے اچانک آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بلال! جو کچھ میں سن رہا ہوں کیا تم بھی سن رہے ہو؟ عرض کیا، اللہ کی قسم، یارسول اللہ! میں اسکونہیں سن رہا۔ فرمایا کہ تم اہل قبور کو سنتے نہیں ہو؟ ان کو قبروں میں عذاب ہورہا ہے''۔

۴. "عن جابر بن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ عنھما قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم محلا لبنی النجار، فسمع اصوات رجال من النجار ماتوا فی الجاھلیۃ یعذبون فی قبورھم، فخرج رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم فزعاً فامر اصحابہ ان یتعوذوا من عذاب القبر"(۲۵).

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنونجار کی ایک جگہ میں داخل ہوئے تو بنونجار کے چند مردوں کی آوازسنی، جو جاہلیت کے زمانے میں مرے تھے اور انکو قبروں میں عذاب

(۲۴):(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجنائز، باب فی العذاب فی القبر، ج: ۳، ص:٥٦، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

(۲۵):(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجنائز، باب فی العذاب فی القبر، ج: ۳، ص: ٥٥، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

ہو رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں سے گھبرا کر نکلے اور اپنے صحابہؓ کو حکم فرمایا کہ عذاب قبر سے پناہ مانگیں''۔

ان احادیث میں قبروں کے پاس جا کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عذاب قبر کو سننا مذکور ہے۔ اگر یہ گڑھے (جنکو قبریں کہا جاتا ہے) عذاب کا محل نہ ہوتے اور قبروں میں مدفون ابدان کو عذاب نہ ہوتا تو اس عذاب قبر کا قبروں کے پاس سننا نہ ہوتا۔

(۳) آنحضرت ﷺ کے علاوہ دوسروں کے لئے بھی عذاب قبر کا سننا ممکن ہے۔

متعدد احادیث میں یہ مضمون بھی وارد ہوا ہے کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنے کی ہمت نہیں کرسکو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ قبر کا جو عذاب میں سنتا ہوں وہ تم کو بھی سنا دیتے۔

۱۔" عن زيد بن ثابت قال: بينما النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم فی حائط لبنی النجار علی بغلة له ونحن معه اذ حادت به فکادت تلقيه واذا اقبر ستة اوخمسة او اربعة قال: کذا کان يقول الجريری فقال: من يعرف اصحاب هذه الا قبر فقال رجل: انا. قال: فمتی مات هولاء قال: ماتوا فی الاشراک فقال: ان هذه الامة تبتلی فی قبورها: فلولا ان لاتدافنوا لدعوت اللّٰہ ان يسمعكم من عذاب القبر الذی اسمع منه"(۲۶). (الحديث).

''حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے خچر پر سوار ہوکر بنو نجار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے، ہم بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ اچانک خچر بدک گیا قریب تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۲۶):(صحیح مسلم، کتاب الجنة ونعيمها، باب عرض مقعد الميت فی الجنة والنار عليه، واثبات عذاب القبر، والتعوذ منه، ص: ۱۲۴۲، ط، دار السلام رياض)

گر جاتے، وہاں کوئی چار، پانچ یا چھ قبریں تھیں۔ آپ نے فرمایا ان قبروں کو کوئی پہچانتا ہے؟ ایک آدمی نے عرض کیا جی ہاں! میں جانتا ہوں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کب مرے تھے۔؟ اس نے عرض کیا حالت شرک میں، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ اپنی قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں اور اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم اپنے مردے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں بھی عذاب قبر سنا دیتے جس طرح میں سنتا ہوں''۔

۲۔ یہی حدیث صحیح ابن حبان میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

۳. " عن انس رضی اللّٰہ تعالی عنه ان النبی ﷺ سمع صوتا من قبر، فقال: متی مات ھذا قالوا: مات فی الجاھلیة، فسّر بذلک وقال: لولا ان لا تدافنوا لدعوت اللّٰہ ان یسمعکم عذاب القبر"(۲۷).

''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قبر سے آواز سنی تو فرمایا یہ کب مرا تھا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتلایا گیا کہ زمانہ جاہلیت میں۔ اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہوئے اور فرمایا اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم اپنے مردے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں بھی عذاب قبر ہوتا ہوا سنائی دیتا''۔

۴. " عن انس رضی اللّٰہ تعالی عنه قال: دخل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم خر بالبنی النجار کانه یقضی

---

(۲۷): احسان فی تقریب صحیح ابن حبان، کتاب الجنائز، باب ذکر العلة التی من أجلها لایسمع التاس عذاب القبر، ج: ٤، ص: ١٣٠، رقم: ٣١٢٨، ط، دار التاصیل)

حاجته، فخرج وهو مذعور، فقال: لولا ان لاتدافنوا لدعوت الله ان يسمعكم من عذاب القبر ما اسمعنی"(۲۸).

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنونجار کے ویرانے میں قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو گھبرا کر نکلے اور فرمایا اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں بھی وہ عذاب قبر سنادے جو میں سنتا ہوں"۔

مندرجہ بالا احادیث ہمارے مدعا پر تین وجہ سے شاہد ہیں:

۱: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عذاب قبر کو خود سننا۔

۲: اور یہ فرمانا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں بھی عذاب قبر سنادیں۔ جو میں سن رہا ہوں۔ جس سے معلوم ہوا کہ عذاب قبر کا سننا ہمارے حق میں بھی ممکن ہے، اگر عذاب کا تعلق قبر کے گڑھے سے نہ ہوتا تو قبروں کے اس عذاب کے سننے کی کوئی وجہ نہ تھی۔

۳: اور یہ فرمانا کہ اندیشہ یہ ہے کہ خوف کی وجہ سے تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے۔ اگر عذاب کا تعلق قبر کے گڑھے سے نہ ہوتا تو اس اندیشہ کی کوئی وجہ نہ تھی۔

بہائم کا عذاب قبر کو سننا

اوپر حضرت زید بن ثابت اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کی احادیث میں عذاب قبر کے سننے سے جانور کا بدکنا مذکور ہے۔ یہ مضمون بھی متعدد احادیث میں آیا ہے کہ مردے کو قبر میں جو عذاب ہوتا ہے اس کو جن وانس کے علاوہ قریب کے سب حیوانات سنتے ہیں۔ اس سلسلہ میں درج ذیل احادیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

۱. حديث انس رضی الله عنه: ثم يضرب بطرقة من

---

(۲۸):(كنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، الموت وأحوال تقع بعدهٗ، سؤال القبر وعذابه، ص: ۲۰۷۴، رقم: ۴۲۹۴۳، ط، بيت الأفكار الدولية)

حدید ضربۃ بین اذنیہ فیصیح صیحۃً یسمعہا من یلیہ الا الثقلین"(۲۹).

"پھر اس (مردے) کو لوہے کے ہتھوڑے سے اس کے کانوں کے درمیان مارا جاتا ہے۔ جس سے مردہ ایسی چیخ مارتا ہے، جسے جن وانس کے علاوہ قریب کے تمام حیونات سنتے ہیں"۔

۲۔حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

"فیفتح لہ باب من جہنم ثم یضرب ضربۃ تسمع کل دابۃ الا الثقلین"(۳۰).

"پھر اس کے لئے جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر اس کو ماری جاتی ہے ایسی مار کہ اس کو سنتے ہیں تمام جانور سوائے جن وانس کے"۔

۳۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ:

ثم یفتح لہ باب الی النار ثم یقمعہ قمعۃ بالمطراق یسمعہا خلق اللّٰہ کلہم غیر الثقلین(۳۱).

"پھر اس (کافر مردے) کے لئے دوزخ کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے پھر فرشتہ اسکو ایسا گرز مارتا ہے جس کو جن وانس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سنتی ہے"۔

(۲۹):(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب المیت یسمع خفق النعال، ص: ۲۶۲، ۲۶۳، رقم: ۱۳۳۸، ط، دار السلام ریاض)

(۳۰):(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجنائز، باب فی العذاب فی القبر، ج: ۳، ص: ۵۳، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

(۳۱):(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجنائز، باب السؤال فی القبر، ج: ۳، ص: ٤۸، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

۴۔حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ:

" فیضربه ضربة یسمعها مابین المشرق والمغرب الا الثقلین فیصیر ترابا قال ثم تعاد فیه الروح"(۳۲).

"پس فرشتہ اسکو ایسی ضرب لگاتا ہے، جس کو جن وانس کے سوا مشرق ومغرب کے درمیان کی ساری مخلوق سنتی ہے وہ اس ضرب سے مٹی ہوجاتا ہے۔فرمایا پھر اس میں دوبارہ روح لوٹائی جاتی ہے"۔

۵۔حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا:

" انهم یعذبون عذاباً تسمعه البهائم کلها"(۳۳).

"مردوں کو قبروں میں ایسا عذاب دیا جاتا ہے جسکو سب چوپائے سنتے ہیں"۔

٦۔حدیث ام میسر رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

" عن ام میسر قالت: دخل علی رسول اللهﷺ وانا فی حائط من حوائط بنی النجار فیه قبور منهم، وهو یقول: استعیذوا بالله من عذاب القبر فقلت: یارسول الله وللقبر عذاب؟ قال: نعم، انهم لیعذبون فی قبورهم تسمعه البهائم"(۳۴).

(۳۲):(سنن أبی داؤد، کتاب السنة، باب المسألة فی القبر وعذاب القبر، ص: ٦٧٢، رقم: ٤٧٥٣، ط، دار السلام ریاض)

(۳۳):(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ من عذاب القبر، ص: ١٣٤٦، رقم: ٦٣٦٦، ط، دار السلام ریاض)

(۳۴):(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجنائز، باب فی العذاب فی القبر، ج: ٣، ص: ٥٦، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

''حضرت ام میسر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک دن بنونجار کے باغ میں تھی کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے، وہاں بنونجار کی کچھ قبریں تھیں (انہیں دیکھ کر) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے عذاب قبر سے پناہ مانگو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا قبر میں عذاب دیا جاتا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، بے شک انہیں اپنی قبروں میں عذاب دیا جارہا ہے۔ جسے تمام جانور سنتے ہیں''۔

۷۔حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود اللہ عنہ:

" ان الموتی لیعذبون فی قبورھم حتی ان البھائم تسمع اصواتھم"(۳۵).

''آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے، یہاں تک کہ چوپائے ان کی آواز سنتے ہیں''۔

۸۔حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ:

" کنت مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم فی سفر وھو یسیر علی راحلتہ فنفرت، قلت: یارسول اللّٰہ، ما شان راحلتک، نفرت؟ قال انھا سمعت صوت رجل یعذب فی قبرہ فنفرت لذالک"(۳۶).

''ایک سفر میں، میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ

---

(۳۵):(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجنائز، باب فی العذاب فی القبر، ج: ۳، ص: ۵٦، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

(۳٦):(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجنائز، باب فی العذاب فی القبر، ج: ۳، ص: ۵٦، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

تھا۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ناقہ (اونٹنی) پرتشریف لے جارہے تھے کہ اچانک سواری بدک گئی، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کی سواری کو کیا ہوا یہ بدک گئی۔فرمایا، اس نے ایک ایسے شخص کی آواز سنی جس کو قبر میں عذاب دیا جارہا ہے۔اس وجہ سے بدک گئی۔

ان احادیث میں جن وانس کے علاوہ باقی حیوانات کا عذاب قبر کوسننا مذکور ہے ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عذاب قبر ایک حسی چیز ہے جس کو نہ صرف اس عالم میں محسوس کیا جاسکتا ہے بلکہ جن وانس کو جوادراک نہیں ہوتا اس میں حکمت یہ ہے کہ ان کا ایمان، ایمان بالغیب رہے دوسری حکمت وہ ہے جواوپر بیان ہوئی ہے کہ اگر عذاب قبر کا انکشاف انسانوں کو عام طور پر ہوجایا کرتا تو کوئی شخص مردوں کو قبرستان میں دفن کرنے کی ہمت نہ کرتا۔بہرحال اس عذاب کا محسوس ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ عذاب قبر اسی گڑھے میں ہوتا ہے اور یہ کہ میت کے بدن کو بھی ہوتا ہے۔

عذاب قبر کے مشاہدہ کے واقعات

عذاب قبر انسانوں اور جنات کی نظر سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔لیکن بعض اوقات خرق عادت کے طور پر عذاب قبر کے کچھ آثار کا مشاہدہ بھی کرادیا جاتا ہے،اس نوعیت کے بے شمار واقعات میں سے چند واقعات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ "عن قبیصة بن ذویب (رضی اللّٰہ تعالی عنه) قال: اغار رجل من اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ علی سریة من المشرکین فانهزمت فغشی رجل من المسلمین رجلاً من المشرکین وهو منهزم فلما اراد ان یعلوه بالسیف قال الرجل: لاالٰه الااللّٰہ فلم ینزع عنه حتی قتله ثم وجد فی نفسه من قتله فذکر حدیثه لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم، فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم: فهلا نقبت عن

قلبه...... فلم يلبثوا الاقليلا حتى توفى ذلك الرجل القاتل فدفن، فاصبح على وجه الارض فجاء اهله فحدثوا رسول الله ﷺ فقال: ادفنوه فدفنوه فاصبح على وجه الارض ثلاثا فقال رسول الله ﷺ ان الارض قد ابت ان تقبله فاطرحوه في غار من الغيران "(۳۷).

"حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے ایک صاحب نے مشرکین کے ایک دستہ پر حملہ کیا۔ اس دستہ کو شکست ہوئی، پھر ایک مسلمان نے مشرکوں کے ایک آدمی کو بھاگتے ہوئے جالیا۔ جب اس پر تلوار اٹھانے کا ارادہ کیا تو اس شخص نے "لا الہ الا اللہ" پڑھا، لیکن کلمہ سن کر بھی ہٹا نہیں۔ یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا۔ پھر اس کے ضمیر نے اس کے قتل پر ملامت کی، چنانچہ اس نے اپنا قصہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا "تو نے اس کا دل کرید کر کیوں نہ دیکھ لیا؟" تھوڑی مدت گذری تھی کہ اس قاتل کا انتقال ہو گیا، اسے دفن کیا گیا مگر اگلے دن دیکھا کہ وہ کھلی زمین پر پڑا ہے۔ اس کے گھر کے لوگوں نے یہ قصہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "اسکو دفن کر دو"۔ دوبارہ دفن کیا گیا تو پھر دیکھا گیا کہ زمین پر پڑا ہے۔ تین بار یہی ہوا، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "زمین نے اسکو قبول کرنے سے انکار کر دیا

---

(۳۷):(كنز العمال فى سنن الأقوال والأفعال، كتاب القصاص والقتل والديات والقسامة، فصل فى ترهيب القتل، ص: ۱۹٦۷، ۱۹٦۸، رقم: ٤٠٤٥٤، ط، بيت الأفكار الدولية)

ہے۔اسے کسی غار میں ڈال دو“۔

۲۔ ”عن انس بن مالک رضی اللّٰہ عنه قال: کان منا رجل من بنی النجار قد قرأ البقرة و آل عمران و کان یکتب لرسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم فانطلق هارباً حتی لحق باهل الکتاب قال: فرفعوه قالوا: هذا قد کان یکتب لمحمد فاعجبوا به فما لبث ان قصم اللّٰه عنقه فیهم فحفروا له فواروه فاصبحت الارض قد نبذته علی وجهها ثم عادوا فحفروا له فواروه فاصبحت الارض قد نبذته علی وجهها ثم عادوا فحفروا له فواروه فاصبحت الارض قد نبذته علی وجهها فترکوه منبوذا“ (۳۸).

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ہم سے یعنی بنو النجار سے تھا۔اس نے سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران پڑھی ہوئی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھا کرتا تھا۔پھر وہ بھاگ کر اہل کتاب سے جاملا،انہوں نے اس کو خوب اچھالا،اور کہا یہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھا کرتا تھا،وہ لوگ اس پر بہت خوش ہوئے۔ کچھ ہی دنوں بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی گردن توڑ دی،(یعنی مر گیا) انہوں نے گڑھا کھود کر اسے دفن کر دیا،صبح ہوئی تو زمین نے اسکو باہر پھینک دیا۔ انہوں نے اس پھر دفن کیا،زمین نے اسے پھر باہر پھینک دیا،انہوں نے سہ بارہ دفن کیا زمین نے اسے پھر اگل دیا،عاجز ہو کر انہوں نے اسے بغیر دفن کے پڑا رہنے دیا“۔

---

(۳۸):(صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین وأحکامهم، ص: ۱۲۱۳، رقم: ۷۰٤۰، ط، دار السلام ریاض)

۳. " عن اسامة بن زید...... قال بعث رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم رجلاً فکذب علیه فدعا علیه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم فوجد میتاً قد انشق بطنه ولم تقبله الارض "(۳۹).

"حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ایک شخص کو (کسی کام سے) بھیجا، اس نے آپ سے منسوب کر کے ایک جھوٹ بولا، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے حق میں بددعا کی، اس کے نتیجہ میں وہ مردہ حالت میں پایا گیا۔ اس کا پیٹ پھٹا ہوا تھا، اور زمین نے اسے قبول نہیں کیا"۔

۴. " عن عمران...... شهدت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم وقد بعث جیشا من المسلمین الی المشرکین...... الی قوله...... فلم یلبث الا یسیراً حتی مات فدفناه، فاصبح علی ظهر الارض، فقالوا لعل عدواً نبشه فدفناه ثم امرنا غلماننا یحرسونه، فاصبح علی ظهر الارض فقلنا لعل الغلمان نعسو، فدفناه ثم حرسناه بانفسنا فاصبح علی ظهر الارض، فالقیناه فی بعض تلک الشعاب. وفی روایة فنبذته الارض فاخبر النبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم قال: ان الارض لتقبل من هو اشر منه ولکن اللّٰہ احب یریکم تعظیم حرمة لا اله الا اللّٰہ"(۴۰).

---

(۳۹):(الخصائص الکبریٰ، باب معجزته فیمن مات ولم تقبله الأرض، ج: ۲، ص: ۳۱۳، ط، دار الکتب الحدیثة)

(۴۰):(سنن ابن ماجة، ابواب الفتن، باب الکف عمن قال لااله الا اللّٰہ، ص:

''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کا ایک لشکر کافروں سے جہاد کے لئے بھیجا (اس کے بعد ایک شخص کے قتل کا واقعہ ذکر کیا) پھر وہ قاتل چند ہی دنوں کے بعد مر گیا۔ ہم نے اس کو دفن کیا تو صبح کو کھلی زمین پر پڑا تھا، ہم نے سوچا شاید کسی دشمن نے اسکو اکھاڑ پھینکا ہے۔ ہم نے دوبارہ دفن کر دیا اور اس پر اپنے غلاموں (لڑکوں) کا پہرہ لگا دیا، اگلے دن پھر زمین کی سطح پر پڑا تھا، ہم نے سوچا شاید غلام (لڑکے) سو گئے ہوں گے، ہم نے تیسری بار دفن کیا اور خود پہرہ دیا۔ لیکن اگلے دن پھر زمین پر پڑا تھا۔ بالآخر ہم نے اسے ایک غار میں ڈال دیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی خبر کی گئی تو فرمایا زمین اس سے بھی برے لوگوں کو قبول کر لیتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ تمہیں یہ دکھائیں کہ لا الہ الا اللہ کی حرمت کس قدر بڑی ہے''۔

۵. عن الحسن البصری ان محلما لما جلس بین یدیه علیه الصلوة و السلام قال: امنته ثم قتلته؟ ثم دعا علیه، قال الحسن: فواللّٰه ما مکث محلم الا سبعاً حتی مات فلفظته الارض ثم دفنوه فلفظته الارض ثم دفنوه فلفظته الارض، فرضموا علیه من الحجارة حتی واروه، فبلغ رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم فقال ان الارض لتطابق علی من شر منه ولکن اللّٰه اراد ان یعظکم فی حرم ما بینکم لما اراکم منه"(۴۱).

۲۸۱، ط، قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۴۱):(البدایة و النهایة، السریة التی قتل فیها محلم بن جثامة عامر بن الاضبط، ج:

''حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ محلم (ایک مسلمان کو قتل کرکے) جب کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تو نے اسے امن دینے کے بعد قتل کردیا؟'' پھر اس کے حق میں بددعا فرمائی۔ حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ محلم اس واقعہ کے ایک ہفتہ بعد مرگیا تو زمین نے اس کو اگل دیا۔ لوگوں نے اسے پھر دفن کیا تو زمین نے اسے پھر اُگل دیا۔ بالآخر لوگوں نے اس کے گرد پتھر جمع کرکے اسے چھپادیا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی تو فرمایا کہ زمین تو اس سے بھی بُرے لوگوں کو چھپالیتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ منظر تم کو دکھا کر یہ چاہا کہ تمہاری آپس کی حرمتوں کے بارے میں تم کو نصیحت وعبرت دلائیں''۔

٦ . عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالی عنھما قال: بینما اسیر بجنبات بدر اذ خرج رجل من حفرۃ فی عنقہ سلسلۃ فنادانی یاعبداللّٰہ، اسقنی فلا ادری اعرف اسمی او دعانی بدعایۃ العرب وخرج رجل فی ذلک الحفیر فی یدہ سوط فنادانی لاتسقہ فانہ کافر ثم ضربہ بالسوط حتی عاد الی حفرۃ فاتیت النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم مسرعا فاخبرتہ فقال لی اوقد رایتہ، قلت: نعم قال ذالک عدو اللّٰہ ابوجھل بن ھشام وذاک عذابہ الی یوم القیامۃ''(۴۲).

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دریں اثناء کہ میں

٤، ص: ٢٢٥، ط، مکتبۃ المعارف بیروت لبنان)

(۴۲):(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجنائز، باب فی العذاب فی القبر، ج: ٣، ص: ٥٧، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

بدر کے قریب سے گزر رہا تھا اتنے میں ایک گڑھے سے ایک شخص نکلا جسکے گلے میں زنجیر تھی، اس نے مجھے پکار کر کہا ''اے عبداللہ! مجھے پانی پلاؤ''۔ مجھے معلوم نہیں کہ آیا اسے میرا نام معلوم تھا، یا عرب کے دستور کے مطابق اس نے ''عبداللہ'' (اللہ کا بندہ) کہہ کہ پکارا، اس گڑھے سے ایک اور آدمی نکلا جسکے ہاتھ میں کوڑا تھا۔ اس نے مجھے پکار کر کہا کہ ''اسکو پانی نہ پلانا، یہ کافر ہے''۔ پس اس نے پہلے شخص کو کوڑا مارا اور مار کر گڑھے کی طرف واپس لے گیا۔ میں جلدی سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ سارا قصہ عرض کیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تو نے واقعی اسکو دیکھا ہے؟'' عرض کیا، جی ہاں! فرمایا، ''یہ اللہ کا دشمن ابوجہل تھا۔ اور قیامت تک اس کی یہی سزا ہے''۔ **نعوذ باللّٰہ من ذالک.**

۷. (وقال) ابن ابی الدنیا: حدثنا ابی، حدثنی موسی بن داؤد، حدثنا حماد بن سلمة، عن هشام بن عروة، عن ا بيه، قال: بينما راكب يسير بين مكة والمدينة اذ مر بمقبرة فاذا برجل قد خبرج من قبر يلتهب نارا مصفداً فی الحديد فقال: ياعبد اللّٰه، انضح، ياعبد اللّٰه انضح، قال: وخرج آخر يتلوه فقال: ياعبد اللّٰه لاتنضح، يا عبداللّٰه لا تنضح، قال: وغشی علی الراکب، وعدلت به راحلته الی العرج، قال: واصبح قد ابيض شعره، فاخبر عثمان، بذلک، فنهی ان يسافر الرجل وحده''(۴۳).

''ابن ابی الدنیا کہتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا میرے والد نے وہ

(۴۳): (کتاب الروح، فصل المسألة السابعة، وهی قول السائل: ماجوابنا للملاحدة والزنادقة. الخ، ص: ۱۹۵، ۱۹۶، ط، دار عالم الفوائد)

کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا حماد بن سلمہ نے وہ روایت کرتے ہیں ہشام بن عروہ سے، وہ اپنے والد سے کہ دریں اثناء کہ ایک سوار مکہ و مدینہ کے درمیان جارہا تھا کہ ایک قبرستان سے گزرا، اچانک ایک شخص قبر سے نمودار ہوا جو آگ سے بھڑک رہا تھا اور لوہے کی بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا۔ اس نے کہا اے بندہ خدا! مجھے پانی دو، اے بندہ خدا! مجھے پانی دو۔ اور ایک اور شخص اس کے پیچھے نکلا، اس نے پکار کر کہا اے بندہ خدا! اسے پانی نہ دینا، اے بندہ خدا! اسے پانی نہ دینا۔ اس منظر سے سوار پر غشی طاری ہوگئی اور اس کی سواری اس کو موضع ''عرج'' لے گئی، اور اس صدمہ سے اس شخص کے بال سفید ہوگئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع کی گئی تو آپؓ نے آدمی کے تنہا سفر کرنے سے منع فرمادیا''۔

۸. '' وقد ذکر ابن ابی الدنیا فی '' کتاب القبور'': عن الشعبی انه ذکر رجلاً قال للنبی ﷺ: مررت ببدر فرایت رجلاً یخرج من الارض فیضربه رجل بقمعة حتی یغیب فی الارض ثم یخرج فیفعل به ذلک، فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم: ذلک ابوجهل بن هشام یعذب الی یوم القیامة''(۴۴).

''ابن ابی الدنیا نے ''کتاب القبور'' میں امام شعبیؒ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں بدر سے گزر رہا تھا، میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ زمین سے نکلتا ہے تو دوسرا آدمی اسکو ہتھوڑے سے مارتا ہے، یہاں تک کہ وہ زمین میں غائب ہوجاتا

(۴۴): (کتاب الروح، فصل المسألة السابعة، وھی قول السائل: ماجوابنا للملاحدة والزنادقة.الخ، ص: ۱۹۴،۱۹۵،، ط، دار عالم الفوائد)

ہے۔ وہ پھر نکلتا ہے تو وہ دوسرا اس کے ساتھ یہی کرتا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ ابوجہل بن ہشام ہے اسے قیامت تک یہی عذاب ہوتا رہے گا''۔

۹. " (وذکر) من حديث حماد بن سلمة، عن عمرو بن دينار، عن سالم بن عبدالله، عن ابيه، قال: بينا انا اسير بين مكة والمدينة على راحلة وانا محقب اداوة اذ مررت بمقبرة فاذا رجل خارج من قبره يلتهب ناراً وفي عنقه سلسلة يجرها فقال: ياعبدالله انضح، ياعبد الله انضح، فوالله ادري اعرفني باسمي ام كما تدعوا الناس؟ قال: فخرج آخر فقال يا عبدالله لاتنضح، ياعبدالله لاتنضح، ثم اجتذب السلسلة فاعاده في قبره"(۴۵).

''اور ابن ابی الدنیا نے حماد بن سلمہ کی روایت سے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے سالم بن عبد اللہ سے انہوں نے اپنے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ دریں اثنا کہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان اونٹنی پر سوار ہو کر جا رہا تھا۔ میری سواری پر پانی کا مشکیزہ بھی تھا۔ ایک قبرستان سے گزرا تو دیکھا کہ ایک شخص اپنی قبر سے نکل رہا ہے، جس پر آگ بھڑک رہی ہے اور اس کی گردن میں زنجیر ہے، جس کو وہ گھسیٹ رہا ہے۔ اس نے مجھے پکار کر کہا کہ ''اے عبد اللہ! مجھ پر پانی چھڑک دو۔ اے عبد اللہ مجھ پر پانی چھڑک دو''۔ پس اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ وہ میرے نام کو جانتا تھا یا جس طرح لوگ کسی کو بندۂ خدا کہہ کہ

(۴۵): (كتاب الروح، فصل المسألة السابعة، وهى قول السائل: ماجوابنا للملاحدة والزنادقة.الخ، ص: ۱۹۵،، ط، دار عالم الفوائد)

پکارتے ہیں اسی طرح اس نے مجھے بھی پکارا، پھر اس کے پیچھے ایک اور شخص نکلا، اس نے مجھے پکار کر کہا کہ اے عبداللہ! اس پر پانی نہ چھڑکنا، اے عبد اللہ! اس پر پانی نہ چھڑکنا، پھر وہ پہلے شخص کی زنجیر کھینچ کر اسے دوبارہ قبر میں لے گیا"۔

حافظ ابن قیمؒ نے "کتاب الروح" میں اس نوعیت کے مزید اٹھارہ واقعات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

" وهذه الاخبار واضعافها واضعاف اضعافها مما لا يتسع لها الكتاب مما اراه الله سبحانه وتعالى لبعض عباده من عذاب القبر ونعيمه عياناً. واما روية المنام ذكرناها لجاء ت عدة اسفار "(۴۶).

"یہ واقعات اور اس سے دوگنے چوگنے واقعات، جو اس کتاب میں نہیں سما سکتے ایسے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے بعض بندوں کو قبر کے عذاب وثواب کا مشاہدہ کرادیا۔ جہاں تک خواب کے واقعات کا تعلق ہے، اگر ہم انہیں ذکر کرنے بیٹھیں تو ان کے لئے کئی دفتر چاہییں"۔

قبر میں پیش آنے والے حالات واقعات

احادیث شریفہ میں ان حالات وواقعات کو بڑی تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے جو میت کو قبر میں پیش آتے ہیں، ان میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حالات اسی قبر میں پیش آتے ہیں اور یہ کہ ان حالات کا تعلق میت کے جسم سے بھی ہے۔ جہاں چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں، ان کے بعد قبر میں پیش آنے والے حالات کا ایک خاکہ پیش کیا جائے گا۔

۱. " عن انس مالك رضى الله تعالى عنه ان رسول

(۴۶): (كتاب الروح، فصل المسألة السابعة، وهى قول السائل: ماجوابنا للملاحدة والزنادقة. الخ، ص: ۲۰۵، ۲۰۶، ط، دار عالم الفوائد)

اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم قال: ان العبد اذا وضع فی قبرہ، وتولی عنہ اصحابہ، انہ لیسمع قرع نعالھم، اذا انصرفوا: اتاہ ملکان، فیقعدانہ، فیقولان لہ: ما کنت تقول فی ھذا الرجل، محمد؟ فاما المؤمن فیقول اشھد انہ عبداللّٰہ رسولہ، فیقال لہ: انظر الی مقعدک من النار، ابدلک اللّٰہ بہ مقعداً من الجنۃ، قال النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم: فیراھما جمیعاً، قال قتادہ: وذکر لنا انہ یفسح لہ فی قبرہ. ثم رجع الی حدیث انس. واما الکافر. اوالمنافق. وفی روایۃ: واما الکافر والمنافق. فیقول: لاادری، کنت اقول ما یقول الناس فیہ، فیقال: لادریت، ولا تلیت، ثم یضرب بطرقۃ من حدید ضربۃ بین اذنیہ فیصیح صیحۃ یسمعھا من یلیہ الا الثقلین"(۴۷).

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندے کو جب اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کو دفن کرنے والے اس کے دفن سے فارغ ہوکر لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ تب اس کے پاس دوفرشتے آتے ہیں، اس کو بٹھاتے ہیں پھر اس سے کہتے ہیں کہ تو اس شخص یعنی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ پس اگر مردہ مؤمن ہوتو کہتا ہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اپنے

---

(۴۷): (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب المیت یسمع خفق النعال، ص: ۲۶۲، ۲۶۳، رقم: ۱۳۳۸، ط، دار السلام ریاض)

دوزخ کے ٹھکانے کی طرف دیکھ! اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کے بدلے میں جنت کا ٹھکانہ عطا فرمایا ہے، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''پس وہ جنت اور دوزخ دونوں میں اپنے ٹھکانوں کو دیکھتا ہے''۔ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سے یہ ذکر کیا گیا کہ پھر اس کی قبر کشادہ کردی جاتی ہے۔ لیکن کافر اور منافق، وہ فرشتوں کے سوال کے جواب میں کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا (کہ کون ہیں) میں تو ان کے بارے میں وہی بات کہتا تھا جو دوسرے (کافر) لوگ کہتے تھے، پس اس سے کہا جاتا ہے کہ نہ تو نے خود جانا اور نہ کسی جاننے والے کے پیچھے چلا، پھر لوہے کے ہتھوڑے سے اس کے کانوں کے درمیان مارا جاتا ہے، جس سے وہ ایسا چلاتا ہے کہ جن وانس کے علاوہ قریب کی ساری مخلوق سنتی ہے''۔

۲. ''عن سمرة بن جندب رضی اللّٰه تعالی عنه انه قال: كان النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم اذا صلی صلوة اقبل علینا بوجهه فقال: من رای منكم اللیة رؤیا؟ قال فان رای احد قصها فیقول ماشاء اللّٰه، فسالنا یوماً فقال: هل رای منكم احد رؤیا؟ قلنا: لا، قال، لكن رایت اللیلة رجلین اتیانی فاخذا بیدی واخرجانی الی ارض مقدسة، فاذا رحل جالس ورجل قائم بیده، قال بعض اصحابنا عن موسی بیده كلوب من حدید، یدخله فی شدقه حتی یبلغ قفاه، ثم یفعل بشدقه الاخر مثل ذلک ویلتئم شدقه هذا، فیعود فیصنع مثله، قلت: ماهذا؟ قالا: انطلق، فانطلقنا حتی اتینا علی رجل مضطجع علی قفاه ورجل قائم علی راسه بفهر، اوصخرة، فیشدخ بها راسه، فاذا ضربه، تدهده الحجر فانطلق الیه لیاخذه، فلا

یرجع الی هذا حتی یلتئم راسه وعاد راسه کما هو، فعاد الیه فضربه، فقلت: ماهذا؟ قالا، انطلق فانطلقنا حتی اتینا الی نقب مثل التنور، اعلاه ضیق واسفله واسع تتوقد تحته نار، فاذا فتر ارتفعوا حتی کادوا یخرجون منها، فاذا خمدت رجعوا فیها، (وفیها) رجال ونساء عراة فقلت: ماهذا؟ قالا: انطلق فانطلقنا حتی اتینا علی نهر من دم فیه رجل قائم وعلی شط النهر رجل بین یدیه حجارة، فاقبل الرجل الذی فی النهر، فاذا اراد ان یخرج رمی الرجل بحجر فی فیه فرده حیث کان، فجعل کلما جاء لیخرج، رمی فی فیه بحجر فیرجع کما کان، فقلت: ماهذا؟...... فقلت لهما: انکما قد طوفتمانی اللیلة فاخبرانی عمارایت؟ قالا: نعم، اما الرجل الذی رایته یشق شدقه، فکذاب یحدث بالکذبه فتحمل عنه حتی تبلغ الافاق، فیصنع به ما تری الی یوم القیامة، والذی رایته یشدخ راسه فرجل علمه اللّٰه القرآن فنام عنه باللیل ولم یعمل بما فیه بالنهار، یفعل به الی یوم القیامة، والذی رایته فی النقب فهم الزناة والذی رایته فی النهر اکل الربوا"(۴۸).

جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ فجر کی نماز پڑھ کر اپنے یار واصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے رات کو کسی نے کوئی خواب تو نہیں دیکھا؟ اگر کوئی دیکھتا تو عرض کر دیا جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ تعبیر ارشاد فرما دیا کرتے

(۴۸):(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما قیل فی اولاد المشرکین، ص: ۲۷۳، رقم: ۱۳۸۶، ط، دار السلام ریاض)

تھے۔ عادت کے موافق ایک بار سب سے پوچھا کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ سب نے عرض کیا کوئی نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے کہ دو شخص میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو ایک زمین مقدس کی طرف لے چلے۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں لوہے کی زنبور ہے۔ اس بیٹھے ہوئے کے کلّے کو اس سے چیر رہا ہے یہاں تک کہ گدی تک جا پہنچتا ہے۔ پھر دوسرے کلّے کے ساتھ یہی معاملہ کر رہا ہے اور پھر وہ کلا اس کا درست ہو جاتا ہے پھر اس کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے؟ وہ دونوں شخص بولے آگے آگے چلو، ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک ایسے شخص پر گزر ہوا۔ جس کے سر پر ایک شخص ہاتھ میں بڑا بھاری پتھر لئے کھڑا ہے۔ اس سے اس کا سر نہایت زور سے پھوڑتا ہے۔ جب وہ پتھر اس کے سر پر دے مارتا ہے پتھر لڑھک کر دور جا گرتا ہے۔ جب وہ اس کے اٹھانے کے لئے جاتا ہے تو اب تک لوٹ کر اس کے پاس نہیں آنے پاتا کہ اس کا سر پھر اچھا خاصا جیسا تھا ویسا ہی ہو جاتا ہے اور وہ پھر اس کو اسی طرح پھوڑتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے۔ یہاں تک کہ ہم ایک غار میں پہنچے جو مثل تنور کے تھا نیچے سے فراخ تھا اور اوپر سے تنگ۔ اس میں آگ جل رہی ہے اور اس میں بہت سے ننگے مرد اور عورت بھرے ہوئے ہیں جس وقت آگ اوپر کو اٹھتی ہے اس کے ساتھ وہ سب اٹھ آتے ہیں یہاں تک کہ قریب نکلنے کے ہو جاتے ہیں پھر جس وقت بیٹھتی ہے وہ بھی نیچے چلے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے۔ یہاں تک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے۔ اس کے بیچ میں ایک شخص کھڑا ہے اور

نہر کے کنارے پر ایک شخص کھڑا ہے اور اس کے سامنے بہت سے پتھر پڑے ہیں۔ وہ نہر کے اندر والا شخص نہر کے کنارہ کی طرف آتا ہے جس وقت نکلنا چاہتا ہے کنارہ والا اس شخص کے منہ پر ایک پتھر اس زور سے مارتا ہے کہ پھر اپنی جگہ جا پہنچتا ہے۔ پھر جب کبھی وہ نکلنا چاہتا ہے اسی طرح پتھر مار کر اس کو ہٹا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟...... میں نے ان دونوں شخصوں سے کہا کہ تم نے مجھ کو تمام رات پھرایا اب بتاؤ کہ یہ سب کیا اسرار تھے۔ انہوں نے کہا کہ وہ شخص جو تم نے دیکھا تھا کہ اس کے کلے چیرے جاتے تھے وہ شخص جھوٹا ہے جھوٹی باتیں کہا کرتا تھا اور وہ باتیں تمام جہاں میں مشہور ہو جاتی تھیں اس کے ساتھ قیامت تک یوں ہی کرتے رہیں گے۔ اور جس کا سر پھوڑتے ہوئے دیکھا۔ وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو علم قرآن دیا۔ رات کو اس سے غافل ہو کر سو رہا اور دن کو اس پر عمل نہ کیا۔ قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ ہوگا۔ اور جن کو تم نے آگ کے غار میں دیکھا وہ زنا کرنے والے لوگ ہیں اور جس کو خون کی نہر میں دیکھا وہ سود کھانے والا ہے"۔

۳. " عن البراء بن عازب رضی اللّٰہ تعالی عنه قال: "خرجنا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم فی جنازة رجل من الانصار، فانتهینا الی القبر ولما یلحد بعد، فجلس رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم وجلسنا حوله کانما علی رؤوسنا الطیر، وبیده عود ینکت به فی الارض، فرفع راسه فقال: تعوذوا باللّٰہ من عذاب القبر. مرتین، اوثلاثاً. وقال: " ان المیت لیسمع خفق نعالهم اذا ولوا مدبرین حین یقال له: یا هذا، من ربک؟ وما دینک؟ ومن نبیک؟". وفی

روایة: " ویاتیه ملکان، فیجلسانه، فیقولان له: من ربک؟ فیقول، ربی اللّٰه، فیقولان له: ما دینک؟ فیقول: دینی الاسلام، فیقولان له: ماهذا الرجل الذی بعث فیکم؟ فیقول هو رسول اللّٰه، فیقولان، وما یدریک؟ فیقول:قرات کتاب اللّٰه، وآمنت به، وصدقت". زاد فی روایة "فذلک قوله: یثبت اللّٰه الذین امنو بالقول الثابت الحیاة الدنیا وفی الاخرة، ثم اتفقا: فینادی مناد من السماء ان صدق عبدی، فافرشوه من الجنة، والبسوه من الجنة، وافتحوا له باباً الی الجنة، فیاتیه من روحها وطیبها، ویفسح له فی قبره مد بصره، وان الکافر...... فذکر موته، قال: فتعاد روحه فی جسده، ویاتیه ملکان، فیجلسانه، فیقولان له: من ربک؟ فیقول: هاه هاه، لاادری، فیقولان: مادینک؟ فیقول: هاه هاه، لاادری، فیقولان له: ماهذا الرجل الذی بعث فیکم؟ فیقول: هاه هاه لاادری، فینادی مناد من السماء: ان کذب، فافرشوه من النار، والبسوه من النار، وافتحوا له باباً الی النار، فیاتیه من حرها وسمومها، ویضیق علیه قبره حتی تختلف فیه اضلاعه". زاد فی روایة: ثم یفیض له اعمی ابکم، معه مرزبة من حدید، لوضرب بها جبل لصار تراباً. فیضربه بها ضربة یسمعها من بین المشرق والمغرب الا الثقلین، فیصیر تراباً ثم تعاد فیه الروح"(۴۹).

(۴۹):(المصنف لعبدالرزاق، کتاب الجنائز، باب فتنة القبر، ج: ٣، ص: ٥٨٠ تا ٥٨٢، رقم: ٦٧٣٧، ط، المکتب الاسلامی)

”حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک انصاری کے جنازے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، قبر پر پہنچے تو ابھی لحد تیار نہیں ہوئی تھی۔ اسلئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ اور ہم بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد بیٹھ گئے۔ گویا ہمارے سروں پر پرندے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس کے ساتھ زمین کرید رہے تھے جیسا کہ گہری سوچ میں آدمی ایسا کیا کرتا ہے۔ پھر سر مبارک اوپر اٹھا کر فرمایا کہ عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا۔ پھر فرمایا کہ جب لوگ میت کو دفن کر کے لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ آدمی کون تھا جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ وہ کہتا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، فرشتے کہتے ہیں کہ تجھے کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی۔ میں اس پر ایمان لایا اور میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کی حق تعالیٰ شانہ، کے ارشاد ”يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ“. (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ کی برکت) سے دنیا اور آخرت میں مضبوط رکھتا ہے) (ترجمہ حضرت تھانویؒ) میں جس تثبیت کا ذکر ہے اس سے مردے کا منکرین کے سوال وجواب میں ثابت قدم رہنا مراد ہے۔ پھر ایک منادی آسمان سے آواز دیتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لئے جنت سے فرش بچھاؤ، اس کو جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لئے جنت

کی طرف دروازہ کھول دو چنانچہ (اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے) پس اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے، اور حد نظر تک اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کافر کی موت کا ذکر کرنے کے بعد اس کی قبر کے حالات کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی روح اس کے بدن میں لوٹا دی جاتی ہے۔ اور دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں، وہ اسکو بٹھاتے ہیں، پھر اس سے کہتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے، ہاہ ہاہ، میں نہیں جانتا۔ وہ کہتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ، میں نہیں جانتا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ کون آدمی تھا جو تم میں سے بھیجا گیا؟ وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ، میں نہیں جانتا۔ پس آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ یہ جھوٹ بولتا ہے۔ اس کے لئے آگ کا فرش بچھاؤ، اس کو آگ کا لباس پہناؤ، اور اس کے لئے دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو چنانچہ دوزخ کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ پس اس کو دوزخ کی گرمی اور اس کی لو پہنچتی ہے۔ اور اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ پسلیاں ایک دوسری میں نکل جاتی ہیں۔ (نعوذ باللہ)۔ پھر اس پر ایک اندھا بہرا فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ جسکے ہاتھ میں لوہے کا گرز ہوتا ہے، اگر وہ گرز پہاڑ پر مار دیا جائے تو وہ مٹی ہو جائے۔ وہ کافر مردے کو اس گرز سے ایسی مارتا ہے جس کو جنوں اور انسانوں کے سوا مشرق و مغرب کے درمیان کے سارے حیوان سنتے ہیں، وہ گرز لگنے سے مٹی ہو جاتا ہے پھر اس میں دوبارہ روح لوٹائی جاتی ہے۔

۴. " عن ابی هريرةؓ، عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم قال: ان الميت يسمع خفق نعالهم اذا ولوا مدبرين فان كان مؤمنا كانت الصلوة عند راسه وكان الصوم عن يمينه

وكان الزكوٰة عن يساره وكان فعل الخيرات من الصدقةالصلوة والصلة والمعروف والاحسان الى الناس عند رجليه فيؤتى من قبل رأسه فتقول الصلوة ما قبلى مدخل ويؤتى من عن فيقول الصوم ما قبلى مدخل ويؤتى من عن يساره فتقول الزكوٰة ما قبلى مدخل ويؤتى من قبل رجليه فيقول فعل الخيرات ما قبلى مدخل فيقال له اقعد فيقعد وتمثل له الشمس قد دنت للغروب فيقال له ما تقول في هذا الرجل الذى كان فيكم وما تشهد به، فيقول دعونى اصلى، فيقولون انك ستفعل، ولكن اخبرنا عما نسألك عنه، قال وعم تسألونى عنه، فيقولون اخبرنا عما نسالك عنه فيقول دعونى اصلى فيقولون انك ستفعل ولكن اخبرنا عما نسالك عنه قال وعم تسألونى فيقولون اخبرنا ما تقول.في هذا الرجل الذى كان فيكم وما تشهد به عليه فيقول محمد (صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم)، اشهد انه عبداللّٰه وانه جاء بالحق من عنداللّٰه فيقال له على ذلك حييت، وعلى ذلك مت، وعلى ذلك تبعث ان شاء اللّٰه، ثم يفتح له باب من قبل النار، فيقال له انظر الى منزلك والى ما اعد اللّٰه لك لو عصيت، فيزداد غبطة وسروراً وذلك قول اللّٰه تبارك وتعالىٰ " يثبت اللّٰه الذين امنو بالقول الثابت فى الحيوة الدنيا وفى الاخرة ويضل اللّٰه الظالمين ويفعل اللّٰه مايشاء". قال وقال ابو الحكم عن ابى هريرة فيقال له ارقد رقدة العروس الذى لا يوقظه الا اعز اهله اليه أو احب اهله اليه ثم رجع الى

حدیث ابی سلمة عن ابی هریرة قال وان کان کافرا اتی من قبل راسه، فلا یوجد شیٔ، ویؤتی عن یمینه، فلا یوجد شیٔ، ثم یوتی عن یساره، فلا یوجد شیٔ، ثم یؤتی من قبل رجلیه فلا یوجد شیٔ، فیقال له اقعد، فیقعد خائفاً مرعوباً، فیقال له ما تقول فی هذا الرجل الذی کان فیکم وماذا تشهد به علیه؟ فیقول ای رجل؟ فیقولون الرجل الذی کان فیکم قال فلا یهتدی له، قال فیقولون: محمد، فیقول سمعت الناس قالوا فقلت کما قالوا، فیقولون علی ذلک حییت، وعلی ذلک مت، وعلی ذلک تبعث ان شاء اللّٰه، ثم یفتح له باب من قبل الجنة فیقال له انظر الی منزلک والی ما اعد اللّٰه لک لو کنت اطعته، فیزداد حسرة وثبوراً قال: ثم یضیق علیه قبره حتی تختلف اضلاعه، قال وذلک قوله تبارک وتعالی ''وان له معیشة ضنکا ونحشره یوم القیامة اعمی''(۵۰).

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب لوگ مردے کو دفنا کر واپس لوٹتے ہیں تو مردہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ پھر اگر مردہ مومن ہو تو اس کی نماز اس کے سر کی طرف ہوتی ہے، روزہ دائیں طرف ہوتا ہے۔ زکوٰۃ بائیں جانب ہوتی ہے اور دوسری نفلی عبادتیں مثلاً صدقہ، نماز، صلہ رحمی، لوگوں کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک کرنا اس کی پائنتی کی طرف ہوتے ہیں، اگر کوئی اس کے سر کی طرف آنا چاہے تو نماز کہتی ہے کہ ادھر سے

(۵۰): (المستدرک علی الصحیحین، کتاب الجنائز، ج: ۱، ص: ۵۳۵، ۵۳۶، رقم: ۱۴۰۳، ط، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

کوئی راستہ نہیں، اور اگر دائیں جانب سے آنا چاہے تو روزہ کہتا ہے کہ ادھر سے کوئی راستہ نہیں اور اگر بائیں جانب سے آنا چاہے تو زکوٰۃ کہتی ہے ادھر سے کوئی راستہ نہیں اور پاؤں کی طرف سے آنا چاہے تو نفلی عبادتیں کہتی ہیں کہ ادھر سے کوئی راستہ نہیں۔ پھر فرشتے (منکر نکیر) اسکو کہتے ہیں کہ اٹھ کر بیٹھ، وہ بیٹھ جاتا ہے تو اسکو ایسا لگتا ہے گویا سورج غروب ہونے کے قریب ہے، فرشتے اس سے کہتے ہیں تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے جو تم میں تھا اور تو اس کے بارے میں کیا گواہی دیتا ہے، مردہ کہتا ہے، ٹھہرو! میں ذرا نماز پڑھ لوں، فرشتے کہتے ہیں کہ نماز خیر تم پڑھتے رہنا، ہم جو کچھ تجھ سے پوچھتے ہیں اس کا جواب دے، وہ کہتا ہے تم مجھ سے کیا پوچھتے ہو؟ وہ کہتے ہیں یہی جو ہم نے سوال کیا ہے اس کا جواب دو، وہ کہتا ہے ذرا ٹھہرو! میں نماز پڑھ لوں، وہ کہتے ہیں یہ تو خیر تم کرتے رہوگے۔ ہم تجھ سے جو کچھ پوچھتے ہیں وہ ہمیں بتاؤ، وہ کہتا ہے، ''اور تم مجھ سے پوچھتے کیا ہو؟ وہ کہتے ہیں ہمیں یہ بتا کہ یہ شخص جو تم میں تھا اس کے بارے میں تو کیا کہتا ہے اور کیا شہادت دیتا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ تمہاری مراد حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے؟ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے پاس سے حق اور سچا دین لے کر آئے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اسی عقیدے پر جیا، اسی پر مرا، اور ان شاء اللہ اسی پر اٹھایا جائے گا۔ پھر اس کے لئے دوزخ کی طرف دروازہ کھول کر بتایا جاتا ہے کہ دیکھ اگر تو نافرمان ہوتا تو دوزخ میں تیرا ٹھکانا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے تیری سزا کے لئے یہ سامان تیار کر رکھا تھا۔ اس سے اس کی مسرت اور شادمانی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول کر بتایا جاتا ہے کہ دیکھ اب جنت میں یہ تیرا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ

نے تیری راحت کا یہ سامان تیار کر رکھا ہے اور حق تعالیٰ شانہ کے مندرجہ ذیل ارشاد کا یہی مطلب ہے: **یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ** (ابراھیم: ۲۷). "اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ کی برکت) سے دنیا اور آخرت میں مضبوط رکھتا ہے"۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ) پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ سو جاؤ، جیسے دلہن سو جاتی ہے کہ اسکو اس کی محبوب ترین شخصیت کے سوا کوئی نہیں جگا سکتا۔ اگر مردہ کافر ہو تو اگر اس کے سر کی طرف آنا چاہیں تو کوئی روکنے والا نہیں دائیں طرف سے آنا چاہیں تو وہاں بھی کوئی چیز موجود نہیں۔ بائیں طرف سے آنا چاہیں تو ادھر بھی کوئی چیز موجود نہیں، اور اگر پائنتی کی طرف سے آنا چاہیں تو اس جانب بھی کوئی روکنے والی چیز موجود نہیں۔ چنانچہ فرشتے اسکو کہتے ہیں بیٹھ جاؤ، وہ خوفزدہ اور مرعوب ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں یہ شخص کون تھا، جو تم میں موجود تھا، اور تو اس کے بارے میں کیا گواہی دیتا ہے، وہ کہتا ہے کون سا آدمی؟ فرشتے کہتے ہیں کہ یہی شخص جو تم میں تھا؟ لیکن وہ نہیں سمجھتا کہ کس آدمی کے بارے میں پوچھ رہے ہیں، پھر فرشتے (آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی لے کر) کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو ان کے بارے میں ایک بات کہتے ہوئے سنا تو میں نے بھی وہی بات کی (کہ نعوذ باللہ، آپ سچے نہیں) فرشتے کہتے ہیں کہ تو اسی عقیدے پر جیا، اسی پر مرا اور ان شاء اللہ اسی پر اٹھایا جائے گا۔ پھر اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول کر اس سے کہا جاتا ہے کہ دیکھ! اگر تو فرمانبردار ہوتا تو تیری یہ جگہ تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے تیری راحت کا یہ یہ سامان تیار کر رکھا تھا، پس اس کی حسرت و ہلاکت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی قبر تنگ کر دی جاتی

ہے۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں سے نکل جاتی ہیں اور یہی مطلب ہے حق تعالیٰ شانہ کے اس ارشاد کا:" وَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكاً وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ القِيَامَةِ اَعْمٰى". (طه: ١٢٤) "اور جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کرے گا تو اس کے لئے تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے روز ہم اسکو اندھا کر کے (قبر) سے اٹھائیں گے"۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

٥. " عن ابی سعید رضی اللّٰہ تعالی عنه قال دخل رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم مصلاه فرای ناسا کانهم یکتشرون قال اما انکم لو اکثرتم ذکرها ذم اللذات لشغلکم عما اری الموت فاکثروا من ذکر ها ذم اللذات الموت فانه لم یات علی القبر یوم الا تکلم فیه فیقول انا بیت الغربة وانا بیت الغربة وانا بیت الوحدة وانا بیت التراب وانا بیت الدود فاذا دفن العبد المومن قال له القبر مرحبا واهلا اما ان کنت لاحب من یمشی علی ظهری الی فاذ ولیتک الیوم وصرت الی فستری صنیعی بک قال فیتسع له مد بصره ویفتح له باب الی الجنة واذا دفن العبد الفاجر او الکافراً قال له القبر لامرحبا ولا اهلا اما ان کنت لابغض من یمشی علی ظهری الی فاذ ولیتک الیوم وصرت الی فستریٰ صنیعی بک قال فیلتأم علیه حتی یلتقی علیه وتختلف اضلاعنه قال قال رسول اللّٰهﷺ باصابعه فادخل بعضها فی جوف بعض قال ویقیض اللّٰه له سبعین تنینا لو ان واحدا منها نفخ فی الارض ما انبتت شیئا ما بقیت الدنیا فینهشنه

ويخدشنه حتى يفضى به الىٰ الحساب قال قال رسول الله ﷺ انما القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر النار قال ابو عيسى هذا حديث حسن غريب لانعرفه الامن هذا الوجه"(۵۱).

ترجمہ:''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مصلی پر تشریف لائے تو دیکھا کہ کچھ لوگ ہنس رہے ہیں، یہ دیکھ کر فرمایا کہ سنو! اگر تم لذتوں کو چور چور کرنے والی چیز کو کثرت سے یاد کیا کرتے تو وہ تم کو اس حالت سے مشغول کردیتی جو میں دیکھ رہا ہوں۔ پس لذتوں کو توڑنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ کیونکہ قبر پر کوئی دن نہیں گذرتا ہے۔ جس میں یہ بات نہ کہتی ہو کہ میں بے وطنی کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ پھر جب بندۂ مومن اس میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر اسکو خوش آمدید کے بعد کہتی ہے کہ میری پشت پر جتنے لوگ چلتے تھے تو ان میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا، آج جب کہ تو میرے سپرد کیا گیا ہے اور مجھ تک پہنچا ہے تو تو دیکھ لے گا کہ میں تجھ سے کیسا اچھا برتاؤ کرتی ہوں،۔ چنانچہ وہ اس کے حد نظر تک کشادہ ہوجاتی ہے اور اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور جب بدکار یا (فرمایا کہ) کافر دفن کیا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے کہ تیرا آنا نامبارک ہے۔ میری پشت پر جتنے لوگ پھرتے تھے تو ان میں مجھے سب سے زیادہ مبغوض تھا۔ آج جب کہ تو میرے حوالے کیا گیا ہے اور میرے پاس پہنچا ہے تو تو دیکھ لے گا کہ

---

(۵۱): (جامع الترمذی، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع، باب حديث أكثر من ذكر هاذم اللذات، ص: ٥٦٠، ٥٦١، رقم: ٢٤٦٠، ط، دار السلام رياض)

میں تجھ سے کیسا بُرا سلوک کرتی ہوں۔ پس قبر اس پر مل جاتی ہے یہاں تک کہ اسکو اس قدر بھینچ دیتی ہے کہ ادھر کی ہڈیاں ادھر نکل جاتی ہیں (اسکو سمجھانے کے لئے) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری میں ڈالیں فرمایا۔ اور اس پر ستر زہریلے سانپ مسلط کر دیئے جاتے ہیں (یہ سانپ اس قدر زہریلے ہیں کہ) اگر ان میں سے ایک زمین پر پھونک مارے تو رہتی دنیا تک زمین پر کوئی سبزہ نہ اُگے۔ پس وہ سانپ اسے ہمیشہ نوچتے اور کاٹتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اسے قیامت کے دن حساب کے لئے پیش کیا جائے گا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے"۔

مندرجہ بالا چند احادیث بطونمونہ ذکر کی ہیں۔ ان میں جو مضامین ذکر فرمائے گئے ہیں، ان کا خلاصہ درج ذیل عنوانات کے تحت پیش کیا جاتا ہے۔

اول: میت کا دفن کرنے والے کے جوتوں کی آہٹ سننا:

یہ مضمون درج ذیل احادیث میں آیا ہے:

ا: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں:

"قال: العبد، اذا وضع قبره وتولى وذهب أصحابه حتى أنه ليسمع قرع نعالهم"(۵۲).

ترجمہ: "مردہ جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اسکو دفن کرنے والے واپس لوٹتے ہیں یہاں تک کہ وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے

(۵۲):(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب المیت یسمع خفق النعال، ص: ۲۶۲، ۲۶۳، رقم: ۱۳۳۸، ط، دار السلام ریاض)

تو......"

۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" قال: فیجلس قال ابو هريرة: فانه يسمع قرع نعالهم"(۵۳).

" ترجمہ: اسے بٹھایا جاتا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ (دفن کر کے لوٹنے والوں کے) قدموں کی آہٹ سنتا ہے"۔

مسند احمد کے الفاظ یہ ہیں:

" قال ان الميت ليسمع خفق نعالهم اذا ولوا مدبرين"(۵۴).

" ترجمہ: جب لوگ مردہ کو دفن کر کے واپس لوٹتے ہیں تو وہ ان کے قدموں کی آہٹ سنتا ہے"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" ان الميت ليسمع خفق النعال اذا ولوا عنه الناس مدبرين".

ترجمہ: بے شک میت جوتوں کی آہٹ کو بھی سنتا ہے جب لوگ اسے دفن کر کے واپس لوٹتے ہیں۔

۳: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

---

(۵۳): (المصنف لعبدالرزاق، كتاب الجنائز، باب الصبر والبكاء والنياحة، ج: ۳، ص: ٥٦٧، رقم: ٦٧٠٣، ط، المكتب الاسلامي)

(۵۴): (المستدرك على الصحيحين، كتاب الجنائز، ج: ١، ص: ٥٣٥، رقم: ١٤٠٣، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

"قال: وانه ليسمع خفق نعالهم اذا ولو مدبرين"(۵۵).

ترجمہ: "اور بے شک وہ ان کے قدموں کی چاپ سنتا ہے، جب لوگ اسے دفن کرکے واپس لوٹتے ہیں"۔

۴: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"اذا دفن الميت سمع خفق نعالهم اذا ولو مدبرين"(۵۶).

ترجمہ: "میت کو جب دفن کرکے لوٹتے ہیں تو وہ (میت) ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے"۔

۵: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"حتى يسمع صاحبكم خبط نعالكم"(۵۷).

ترجمہ: "یہاں تک کہ تمہارا ساتھی (میت) تمہارے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے"۔

۶: عبداللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"قال: ان الميت يقعد وهو يسمع خطو مشيعيه"(۵۸).

---

(۵۵): (المصنف لعبدالرزاق، كتاب الجنائز، باب فتنة القبر، ج: ۳، ص: ۵۸۱، رقم: ۶۷۳۷، ط، المكتب الاسلامی)

(۵۶): (كنز العمال فن سنن الأقوال والأفعال، باب الدفن، ص: ۲۰۵۹، رقم: ۴۲۳۷۹، ط، بيت الافكادر الدولية)

(۵۷): (المصنف لعبدالرزاق، كتاب الجنائز، باب فتنة القبر، ج: ۳، ص: ۵۸۳، رقم: ۶۷۳۹، ط، المكتب الاسلامی)

(۵۸): (اتحاف السادة المتقين، بيان كلام القبر للميت، ج: ۱۰، ص: ۳۹۷، ط،

ترجمہ: ''میت کو بٹھایا جاتا ہے اور وہ اپنے رخصت کرنے والے کے قدموں کی چاپ کو سنتا ہے''۔

منکر نکیر کا آنا

یہ مضمون متواتر احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جب میت کو دفن کیا جاتا ہے تو دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں، اسکو بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال وجواب کرتے ہیں۔ ان کے سوال وجواب کو'' فتنة القبر '' (قبر میں مردے کا امتحان) فرمایا گیا ہے۔

حافظ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح صدور میں اور علامہ زبیدی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح احیاء میں لکھتے ہیں:

'' جاننا چاہئے کہ '' فتنہ قبر'' دو فرشتوں کے سوالوں کا نام ہے، اور اس بارے میں مندرجہ ذیل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متواتر احادیث مروی ہیں۔ ابو ہریرہ، براء، تمیم داری، عمر بن الخطاب، انس، بشیر بن الال، ثوبان، جابر بن عبد اللہ، خدیفہ، عبادہ بن صامت، ابن عباس، ابن عمر، ابن عمرو، ابن مسعود، عثمان بن عفان، عمرو بن عاص، معاذ بن جبل، ابوامامہ، ابوالدرداء، ابورافع، ابوسعید خدری، ابوقتادہ، ابوموسیٰ، اسماء، عائشہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' (۵۹)۔

مؤسسة التاريخ العربی بيروت لبنان)

(۵۹):قال العلامة السيد محمد الزبيدی رحمه اللّٰه تعالی: اعلم أن فتنة القبر هی سؤال الملكين وقد تواترت الاحاديث بذلک عن أبی هريرة والبرء وتميم الداری وعمر بن الخطاب وانس وبشير بن أكال وثوبان وجابر بن عبداللّٰه وحذيفة وعبادة بن الصامت وابن عباس وابن عمر وابن عمرو وابن مسعود وعثمان بن عفان وعمرو بن العاص ومعاذ بن جبل وأبی امامة وأبی الدرداء وأبی رافع وأبی سعيد الخدری وأبی قتادة وأبی موسی وأسماء وعائشة رضی اللّٰه تعالی عنهم. (اتحاف السادة المتقين، بيان سؤال منكر ونكير وصورتها وضغطة القبر وبقية القول فی عذاب القبر، ج: ۱۰، ص: ۴۱۲، ۴۱۳، ط، مؤسسة التاريخ العربی بيروت لبنان)

اس کے بعد ان دونوں حضرات نے ان تمام روایات کی تخریج کی ہے، یہاں پہلے ان احادیث کے مآخذ کی طرف اشارہ کرتا ہوں جنکو ان دونوں حضرات نے ذکر فرمایا ہے، اس کے بعد مزید احادیث کا اضافہ کروں گا اور جن مآخذ تک ہماری رسائی نہیں وہاں شرح صدور اور شرح احیاء کے حوالہ سے ماخذ ذکر کیے جائیں گے۔

۱: حدیث انس رضی اللہ عنہ پہلے گذر چکی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

" اتاه ملكان فاقعداه فيقولان له"(٦٠).

" ترجمہ: اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھلاتے ہیں......"

۲: حدیث عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما، جس کے الفاظ یہ ہیں:

" اذا مات عرض عليه مقعده بالغداة والعشي ان كان من اهل الجنة فمن اهل الجنة وان كان من اهل النار فمن اهل النار فيقال هذا مقعدک"(٦١).

" ترجمہ: جب آدمی مرجاتا ہے (تو قبر میں سوال وجواب کے بعد) اس کے سامنے اس کا اصل ٹھکانہ صبح وشام پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ اہل جنت میں سے ہو تو جنت میں اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے۔ پھر اس کو بتایا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے"۔

اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین دیلمی کی "مسند الفردوس" سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

---

(٦٠): (صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال، ص: ٢٦٢، ٢٦٣، رقم: ١٣٣٨، ط، دار السلام رياض)

(٦١): (صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب الميت يعرض عليه مقعده بالغداة والعشي، ص: ٢٧١، ٢٧٢، رقم: ١٣٧٩، ط، دار السلام رياض)

" ألظلو ألسنتكم قول لا اله الا اللّٰه وان محمداً رسول اللّٰه، وان اللّٰه ربنا والاسلام ديننا ومحمداً نبينا فانكم تسئلون عنها في قبوركم"(۶۲).

"ترجمہ: "اپنی زبانوں کو کلمہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا عادی بناؤ......اور یہ بات بہ کثرت کہا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے، اسلام ہمارا دین ہے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے نبی ہیں، کیونکہ تم سے ان امور کے بارے میں قبروں میں سوال کیا جاتا ہے۔

۳: حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں:

" قال اذا اقعد المؤمن في قبره اتى......"(۶۳).

"ترجمہ: فرمایا، جب مومن کو اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتوں کی آمد ہوتی ہے"۔

۴: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" يقال ماعلمك بهذا الرجل فاما المومن او الموقن لا ادرى ايهما قالت اسماء، فيقول هو محمد هو رسول اللّٰه جاء نا بالبينات والهدى فاجبناه واتبعناه هو محمد ثلاثاً"(۶۴).

(۶۲):(اتحاف السادة المتقين، بيان سؤال منكر ونكير وصورتها وضغطة القبر وبقية القول في عذاب القبر، ج: ۱۰، ص: ٤١٦، ط، مؤسسة التاريخ العربي بيروت لبنان)

(۶۳): (صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر، ص: ۲۷۰، رقم: ۱۳٦۹، ط، دار السلام رياض)

(۶۴): (صحيح البخاري، كتاب العلم، باب من أجاب الفتيا باشارة اليد والرأس، ص: ٢٤، رقم: ٨٦، ط، دار السلام رياض)

”ترجمہ: میت سے کہا جاتا ہے کہ تم اس شخص (یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ تو مومن جواب دیتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں جو ہمارے پاس واضح احکام اور ہدایت لے کر آئے، ہم نے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو قبول کیا اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی پیروی کی۔ تین مرتبہ کہتا ہے کہ یہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں۔

۵: حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پہلے گذر چکی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

" اذا اقبر المیت او قال احدکم اتاہ ملکان اسودان ازرقان یقال لاحدھما المنکر والآخر النکیر"(۶۵).

”ترجمہ: جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں سیاہ رنگ اور نیلی آنکھوں والے، ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔

۶: حدیث عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں:

" فاذا دفنتمونی فسنو علی التراب سناً ثم اقیمو حول قبری قدر ما تنحر الجزور ویقسم لحمھا استانس بکم وانظر ماذا اراجع بہ رسل ربی"(۶۶).

”ترجمہ: جب مجھے دفن کر چکو تو مجھ پر مٹی ڈالنا، پھر میری قبر کے گرد اتنی دیر تک کھڑے رہنا کہ اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا

(۶۵): (جامع الترمذی، أبواب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، ص: ۲۵۸، رقم: ۱۰۷۱، ط، دار السلام ریاض)

(۶۶): (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الاسلام یھدم ما قبلہ وکذا الھجرۃ والحج، ص: ۶۵، رقم: ۳۲۱، ط، دار السلام ریاض)

جائے، تاکہ مجھے تمہاری موجودگی سے اُنس ہو اور میں یہ دیکھوں کہ اپنے رب کے فرستادوں کو کیا جواب دیتا ہوں"۔

۷: حدیث عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ یہ ہیں:

" فقال استغفروا لاخیکم واسئالوا له بالتثبیت فانه الآن یسأل"(٦٧).

"ترجمہ: فرمایا، اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور اس کے لئے ثابت قدمی کی دعا کرو، کیونکہ اس سے سوال وجواب ہو رہا ہے"۔

۸: حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں:

" اذا ادخل المومن قبره وتولی عنه اصحابه جاء ه ملک شدید الانتهار فیقول ما کنت تقول فی هذا الرجل"(٦٨).

ترجمہ: "جب مومن کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے اور اسکو دفن کرنے والے لوٹتے ہیں تو اس کے پاس فرشتہ آتا ہے نہایت جھڑکنے والا، وہ کہتا ہے کہ تو اس شخص کے (یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتا تھا؟

۹: حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ یہ ہیں:

" فاما فتنة القبر ففیّ تفتنون وعنی تسألون. فاذا کان الرجل الصالح اجلس فی قبره غیر فزع ولا مشعوف ثم یقال

---

(٦٧): (مشکاة المصابیح، کتاب الایمان، باب اثبات عذاب القبر، الفصل الثانی، ص: ٢٦، ط، قدیمی کتب خانه کراچی)

(٦٨): (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجنائز، باب فی العذاب فی القبر، ج: ٣، ص: ٤٨، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

له فيم كنت فيقول فى الاسلام"(٦٩).

"ترجمہ: رہی قبر کی آزمائش! سوتم سے میرے بارے میں امتحان لیا جاتا ہے اور میرے بارے میں تم سے سوال کیا جاتا ہے، پس جب مردہ نیک آدمی ہوتو اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے، درآنحالیکہ نہ وہ گھبرایا ہوا ہوتا ہے اور نہ حواس باختہ ہوتا ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو کس دین میں تھا، وہ کہتا ہے، اسلام میں!

۱۰: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

اذا دخل الرجل قبره فان كان من اهل السعادة ثبته اللّٰه بالقول الثابت فيسأل ما أنت؟ فيقول أنا عبد اللّٰه حياً وميتاً (الحديث)(٧٠).

ترجمہ: جب آدمی کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اگر اہل سعادت میں سے ہو تو اللہ تعالیٰ اسے قول ثابت کے ساتھ ثابت قدم رکھتے ہیں چنانچہ اس سے سوال کیا جاتا ہے کہ تم کون ہو؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ میں زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ تھا اور مرنے کے بعد بھی۔

۱۱: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ بھی یہی ہیں:

۱۲: حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

وذكر منكراً ونكيراً يخرجان فى افواههما واعينهما

---

(٦٩): (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الجنائز، باب فى العذاب فى القبر، ج: ٣، ص: ٤٨، ط، دار الكتاب العربى بيروت لبنان)

(٧٠): (المصنف لابن أبى شيبة، كتاب الجنائز، باب المسألة فى القبر، ج: ٤، ص: ٦١٦، رقم: ١٢١٦٣، ط، مكتبة الرشد ناشرون)

النار...... فقالا من ربک؟(٧١).

ترجمہ: اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منکر نکیر کا تذکرہ فرمایا کہ ان کے منہ سے اور آنکھوں سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں اور وہ کہتے ہیں ''تیرا رب کون ہے؟

۱۳: حدیث ابورافع رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں:

فقال رسول اللہ ﷺ لا ولکنی افففت من صاحب ھذا القبر الذی سئل عنی فشک فیّ (٧٢).

ترجمہ: پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں! (میں نے تم پر اف نہیں کی) بلکہ اس قبر والے پر اُف کی ہے جس سے میرے بارے میں سوال کیا گیا تو اس نے میرے بارے میں شک کا اظہار کیا۔''

۱۴: حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے الفاظ یہ ہیں:

''ان المیت یسمع خفق نعالھم حین یولّون قال ثم یجلس فیقال له من ربک؟ فیقول اللہ''(٧٣). (الحدیث)

ترجمہ: میت کو دفن کرنے والے جب واپس لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی چاپ سنتا ہے فرمایا، پھر اس کو بٹھلایا جاتا ہے پس اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے''۔

---

(٧١):(المصنف لعبدالرزاق، کتاب الجنائز، باب فتنة القبر، ج: ٣، ص: ٥٩٠، ٥٩١، ط، المکتب الاسلامی)

(٧٢):(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجنائز، باب فی العذاب فی القبر، ج: ٣، ص:٥٣، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

(٧٣):(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجنائز، باب فی العذاب فی القبر، ج: ٣، ص:٤٨، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

۱۵: حدیث ابودرداء رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں:

"فجاءک ملکان ازرقان جعدان یقال لھما منکر ونکیر فقالا من ربک وما دینک ومن نبیک......الخ"(۷۴).

ترجمہ: پھر تیرے پاس دو فرشتے آئیں گے جن کی آنکھیں نیلی اور بال مڑے ہوئے ہوں گے ان کو منکر نکیر کہا جاتا ہے وہ دونوں کہیں گے کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟"

۱۶: حضرت بشیر بن اکال المعوی کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"انی مررت بقبر وھو یسأل عنی فقال لا ادری فقلت لا دریت"(۷۵).

ترجمہ: بے شک میں ایک قبر کے پاس سے گزرا تھا جس سے میرے بارے میں سوال کیا جارہا تھا اس نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا اس پر میں نے کہا کہ تم نے نہ تو خود جانا (نہ کسی جاننے والی کی بات مانی)۔

۱۷: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"ان المؤمن اذا مات اجلس فی قبرہ فیقال لہ من ربک فیقول اللہ تعالی...... الحدیث"(۷۶).

---

(۷۴):(اتحاف السادة المتقین، بیان سؤال منکر ونکیر وصورتھا وضغطة القبر وبقیة القول فی عذاب القبر، ج: ۱۰، ص: ٤١٧، ط، مؤسسة التاریخ العربی بیروت لبنان)

(۷۵):(کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، الموت وأحوال تقع بعده، عذاب قبر، ص: ٢٠٥٦، رقم: ٤٢٥٣٣، ط، بیت الأفکار الدولیة)

(۷۶):(اتحاف السادة المتقین، بیان سؤال منکر ونکیر وصورتھا وضغطة القبر وبقیة القول فی عذاب القبر، ج: ١٠، ص: ٤١٨، ط، مؤسسة التاریخ العربی بیروت

ترجمہ: ''جب مومن مرجاتا ہے تو اسے اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ''۔

۱۸: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

فاذا وضع فی قبره وسوی علیه وتفرق عنه اصحابه أتاه منکر ونکیر فیجلسانه فی قبره(٧٧).

ترجمہ: جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے اور اس کو دفن کرنے والے رخصت ہوتے ہیں تو اس کے پاس منکر اور نکیر آتے ہیں، پس اسے قبر میں بٹھاتے ہیں۔''

۱۹: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''کیف انت فی اربع اذرع فی ذراعین ورأیت منکراً ونکیراً؟ قلت یارسول اللّٰه وما منکر ونکیر قال فتانا القبر''(٧٨).

ترجمہ: چار ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ چوڑی جگہ (قبر) میں تیری کیا حالت ہوگی؟ جب تم منکر اور نکیر کو دیکھو گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ منکر اور نکیر کون ہیں؟ فرمایا قبر میں امتحان لینے والے فرشتے۔''

لبنان)

(٧٧):(اتحاف السادة المتقین، بیان سؤال منکر ونکیر وصورتها وضغطة القبر وبقیة القول فی عذاب القبر، ج: ١٠، ص: ٤١٧، ط، مؤسسة التاریخ العربی بیروت لبنان)

(٧٨):(اتحاف السادة المتقین، بیان سؤال منکر ونکیر وصورتها وضغطة القبر وبقیة القول فی عذاب القبر، ج: ١٠، ص: ٤١٤، ط، مؤسسة التاریخ العربی بیروت لبنان)

۲۰۔حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" ثم سدوا علیک من اللبن واکثروا علیک من اتراب فجاءک ملکان ازرقان جعدان یقال لهما منکر ونکیر"......(٧٩).

ترجمہ:......تیری اس وقت کیا حالت ہوگی جب تمہیں قبر میں میں رکھ کرتمہارے اوپر اینٹیں چن دیں گے اور ڈھیر ساری مٹی ڈال دیں گے، پھر تیرے پاس کیری آنکھوں اور ڈراؤنی شکل کے دوفرشتے آئیں گے جنہیں منکر ونکیر کہا جاتا ہے۔

۲۱:حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" فان منکراً ونکیراً یاخذ کل واحد منهما بید صاحبه ویقول انطلق بنا"......(٨٠).

ترجمہ: جب (مردہ سوالوں کے جواب صحیح دے دیتا ہے تو) منکر ونکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں کہ بس اب یہاں سے چلیئے۔

۲۲:حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ یہ ہیں:

" ان الملک لیمشی معه الی القبر فاذا سوی علیه سلک فیه فذالک حین یخاطب".

---

(٧٩):(اتحاف السادة المتقين، بيان سؤال منكر ونكير وصورتها وضغطة القبر وبقية القول فى عذاب القبر، ج: ١٠، ص: ٤١٤، ط، مؤسسة التاريخ العربى بيروت لبنان)

(٨٠):(كنز العمال فى سنن الأقوال والأفعال، الموت وأحوال تقع بعده، التلقين، ط، بيت الأفكار الدولية/مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الجنائز، باب تلقين الميت بعد دفنه، ج: ٣، ص:٤٥، ط، دار الكتاب العربى بيروت لبنان)

ترجمہ: بے شک فرشتہ جنازہ کے ہمراہ قبر کی طرف جاتا ہے پس جب میت کو قبر میں رکھ کر اس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے تو فرشتہ اس قبر میں چلا جاتا ہے اور اس سے مخاطب ہوتا ہے"۔

۲۳۔حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" ویبعث اللّٰہ الیہ ملکین ابصارھما کالبرق الخاطف واصواتھما کالرعد القاصف"......(۸۱).

ترجمہ: (کافر) میت کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس دو فرشتے (منکر ونکیر) بھیجتے ہیں جن کی آنکھیں چندھیا دینے والی بجلی کی طرح چمکتی ہوں گی اور آواز کڑکتی بجلی کی طرح ہوگی۔

۲۴۔۲۵۔حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروی حدیث کے علاوہ اس مضمون پر حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرسل بھی ہے۔

فتنۃ القبر

قبر میں میت کے پاس منکر ونکیر کا آنا اور سوال وجواب کرنا، اس کو حدیث شریف میں "فتنة القبر" (یعنی قبر میں مردے کا امتحان) فرمایا گیا ہے مندرجہ ذیل احادیث میں اس کا ذکر ہے۔

۱۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"انھم یعذبون عذاباً تسمعه البھائم کلھا، فما رأیته بعد فی صلوٰۃ الا تعوذ من عذاب القبر"(۸۲).

---

(۸۱):(اتحاف السادة المتقین، الباب الثالث فی سکرات الموت وشدته ومایستحب من الاحوال عنده، ج: ۱۰، ص: ۲٦۸، ط، مؤسسة التاریخ العربی بیروت لبنان)

(۸۲):(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ من عذاب القبر، ص:

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ جس کو تمام چوپائے سنتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں عذاب قبر سے ضرور پناہ مانگتے تھے۔

صحیح مسلم کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" کان یدعو بھٰؤلاء الدعوات اللّٰھم فانی اعوذبک من فتنة النار وعذاب النار وفتنة القبر "(۸۳).

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے" اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں دوزخ کے فتنہ اور عذاب سے اور قبر کے فتنہ سے۔

مسند حمیدی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" انکم تفتنون فی قبورکم".

ترجمہ: قبروں میں تمہارا امتحان (یعنی تم سے سوال وجواب) ہوتا ہے۔

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" اللّٰھم انی اعوذبک من العجز والکسل والجبن والھرم واعوذبک من عذاب القبر واعوذبک من فتنة المحیا والممات "(۸۴).

١٣٤٦، رقم: ٦٣٦٦، ط، دار السلام ریاض)

(۸۳):(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب الدعوات والتعوذ، ص: ١١٧٦، رقم: ٦٨٧١، ط، دار السلام ریاض)

(۸۴):(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ من فتنة المحیا

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عجزہ وکسل سے، بزدلی اور انتہائی بڑھاپے سے، اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عذاب قبر سے اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے۔

مسند احمد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" قال تعوذوا باللّٰہ من عذاب القبر وعذاب النار وفتنة الدجال قالوا وما ذاک یارسول اللّٰہ قال ان ھذہ الامة تبتلیٰ فی قبورھا".

ترجمہ: فرمایا! اللہ کی پناہ مانگو عذاب قبر سے، اور دوزخ کے عذاب سے اور فتنہ دجال سے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! فتنہ قبر کیا چیز ہے، فرمایا قبر میں اس امت کا امتحان لیا جاتا ہے۔

ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" فان مات او قتل غفرت له ذنوبه کلھا واجیر من عذاب القبر"(٨٥).

ترجمہ: پس مرابط اگر مرجائے یا شہید ہوجائے تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اسے عذاب قبر سے بچالیا جاتا ہے۔

٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم یدعو: اللّٰھم انی اعوذبک من عذاب القبر و من عذاب

والممات، ص: ١٣٤٦، ١٣٤٧، رقم: ٦٣٦٧، ط، دار السلام ریاض)

(٨٥):(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجھاد، باب ماجاء فی الشھادة وفضلھا، ج: ٥، ص: ٢٩١، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

النار"(٨٦).

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے، اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عذاب قبر سے اور عذاب دوزخ سے۔

ترمذی شریف کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" استعیذوا باللہ من عذاب القبر"(٨٧).

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو عذاب قبر سے۔

سنن ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"من مات مرابطا فی سبیل اللہ اجری علیہ اجر عملہ الصالح الذی کان یعمل واجری علیہ رزقا وامناً من الفتان(٨٨).

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں پہرہ دیتے ہوئے مرجائے، اس کے وہ تمام اعمال جاری رہتے ہیں جو وہ کیا کرتا تھا اور اس کا رزق جاری رکھا جاتا ہے، اور وہ قبر میں امتحان لینے والوں سے محفوظ رہتا ہے (اس سے سوال وجواب نہیں ہوتا)۔

۴۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث (جو پہلے گزر چکی ہے) کے الفاظ یہ ہیں:

"قام رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خطیباً

(٨٦):(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر، ص: ٢٧١، رقم: ١٣٧٧، ط، دار السلام ریاض)

(٨٧):(جامع الترمذی، أحادیث شتی من أبواب الدعوات، باب فی الاستعاذة، ص: ٨٢١، رقم: ٣٦٠٤، ط، دار السلام ریاض)

(٨٨):(سنن ابن ماجہ، کتاب الجهاد، باب فضل الرباط فی سبیل اللہ، ص: ١٩٨، ط، قدیمی کتب خانہ کراچی)

فذکر فتنة القبر"(۸۹).

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ دیا، اس میں فتنہ قبر کا ذکر فرمایا۔

مسند احمد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" انه قد اوحی الیّ انکم تفتنون فی القبور".

ترجمہ: مجھے وحی کی گئی ہے کہ تم سے قبروں میں امتحان ہوتا ہے۔

۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" اللّٰهم انی اعوذ بن من البخل واعوذ بک من الجبن واعوذ بک من ان ارد الی ارذل العمر واعوذ بک من فتنة الدنیا واعوذ بک من عذاب القبر"(۹۰).

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں بزدلی سے اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں نکمی عمر کی طرف اٹھایا جاؤں اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں دنیا کے فتنہ سے اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عذاب قبر سے۔

۶۔ حضرت ام خالد بنت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" سمعت النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم وهو یتعوذ

(۸۹): (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، ص: ۲۷۰، رقم: ۱۳۶۹، ط، دار السلام ریاض)

(۹۰): (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ من البخل، ص: ۱۳۴۷، رقم: ۶۳۷۰، ط دار السلام ریاض)

من عذاب القبر"(۹۱).

ترجمہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا۔

مصنف ابن شیبہؒ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" قد اوحی الیّ انکم تفتنون فی القبور"(۹۲).

ترجمہ: مجھے وحی کی گئی ہے کہ قبروں میں تمہارا امتحان ہوتا ہے۔

کنز العمال بحوالہ طبرانی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" استجیروا باللّٰہ من عذاب القبر"(۹۳).

ترجمہ: عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو۔

۷۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" فقال: تعوذوا باللّٰہ من عذاب القبر فقالوا نعوذ باللّٰہ من عذاب القبر"(۹۴).

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! اللہ کی پناہ مانگو عذاب قبر سے، پس صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کہنے لگے ہم اللہ سے پناہ

---

(۹۱):(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ من عذاب القبر، ص: ١٣٤٦، رقم: ٦٣٦٤، ط، دار السلام ریاض)

(۹۲): (المصنف لابن أبی شیبة، کتاب الجنائز، باب فی عذاب القبر ومم هو؟، ج: ٤، ص: ٦١٣، رقم: ١٢١٥٣، ط، مکتبة الرشد ناشرون)

(۹۳): (کنز العمال، الموت وأحوال تقع بعده، عذاب القبر، ص: ٢٠٥٥، رقم: ٤٢٥١٠، ط، بیت الأفکار الدولیة)

(۹۴): (مشکاة المصابیح، کتاب الایمان، باب اثبات عذاب القبر، ص: ٢٥، ط، قدیمی کتب خانه کراچی)

مانگتے ہیں عذاب قبر سے۔

۸۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" اللّٰھم انی اعوذبک من عذاب جھنم ومن عذاب القبر "(۹۵).

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے پناہ چاہتا ہوں، جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے۔

۹۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" رباط یوم ولیلة خیر من صیام شھر وقیامه وان مات جری علیه عمله الذی کان یعمله واجری علیه رزقه وامن الفتان "(۹۶).

ترجمہ: ایک دن رات اسلامی سرحد کا پہرہ دینا مہینے کے قیام وصیام سے افضل ہے۔ اور اگر وہ شخص مرجائے تو جو عمل وہ کیا کرتا تھا وہ اس کے لئے برابر جاری رکھا جائے گا اور اس کا رزق بھی جاری رکھا جائے گا اور یہ شخص قبر کے امتحان سے مامون رہے گا۔

ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" رباط یوم فی سبیل اللّٰہ افضل وربما قال خیر من صیام شھر وقیامه ومن مات فیه وقی فتنة القبر ونمی له عمله

---

(۹۵):(جامع الترمذی، ابواب الدعوات، باب بلاترجمة، ص: ۷۹۷، رقم: ۳۴۹۴، ط، دار السلام ریاض)

(۹۶):(صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب فضل الرباط فی سبیل اللّٰہ عزوجل، ص: ۸۵۶، رقم: ۴۹۳۸، ط، دار السلام ریاض)

الی یوم القیمة"(۹۷).

ترجمہ: ایک دن اللہ کے راستے میں پہرہ دینا ایک مہینے کے قیام وصیام سے افضل ہے اور جو شخص اس حالت میں مرجائے اسے قبر کے سوال وجواب سے بچایا جائے گا اور اس کا عمل تا قیامت بڑھتا رہے گا۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" من مات مرابطا اجیر من فتنه القبر"(۹۸).

ترجمہ: جو راہ خدا میں پہرہ دیتے ہوئے مرے اسے فتنۂ قبر سے پناہ میں رکھا جائے گا۔

۱۰۔حضرت زید بن ارقم رضی اللہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" کان یقول: اللّٰهم انی اعوذبک من العجزو الکسل والجبن والبخل والهرم وعذاب القبر"(۹۹).

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے، اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عاجز ہونے سے، کسلمندی، بزدلی سے، بخل سے، انتہائی بڑھاپے سے، اور قبر کے عذاب سے۔

ترمذی کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" انه کان یتعوذ من الهرم وعذاب القبر".

---

(۹۷):(جامع الترمذی، ابواب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی فضل المرابط، ص: ٤٠٠، رقم: ١٦٦٥، ط، دار السلام ریاض)

(۹۸):(المعجم الکبیر للطبرانی، ج: ٨، ص: ١١٤، رقم: ٧٤٨٠، ط، مکتبه ابن تیمیة القاهرة)

(۹۹):(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب الأدعیة، ص: ١١٨١، رقم: ٦٩٠٦، ط، دار السلام ریاض)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے انتہائی بڑھاپے سے اور قبر کے عذاب سے۔

۱۱: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" اللّٰھم انی اعوذ بک من الھم والکسل وعذاب القبر".

ترجمہ: اے اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں دنیوی افکار سے، کسلمندی سے اور عذاب قبر سے۔

۱۲: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" ان النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم کان یتعوذ من الجبن والبخل وارذل العمر وعذاب القبر وفتنۃ الصدر"(۱۰۰).

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے بزدلی سے، بخل سے، نکمی عمر، عذاب قبر سے اور سینے کے فتنے سے۔

۱۳۔ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" للشھید عند اللّٰہ ست خصال یغفر لہ فی اول دفعۃ ویریٰ مقعدہ من الجنۃ ویجار من عذاب القبر"(۱۰۱).

ترجمہ: شہید کو چھ انعام ملتے ہیں (۱) اولّ مرتبہ میں اس بخشش ہو جاتی ہے (۲) جنت میں اس کو کاٹھکانہ دکھایا جاتا ہے (۳) اور اسے

---

(۱۰۰):(سنن نسائی، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ من فتنۃ الدنیا، ص: ۷٤٦، رقم: ٥٤٨٢، ط، دارالسلام ریاض)

(۱۰۱):(جامع الترمذی، ابواب فضائل الجھاد، باب ماجاء فی ثواب الشھید، ص: ٤٠٠، رقم: ١٦٦٣، ط، دار السلام ریاض)

عذاب قبر سے بچایا جاتا ہے۔

۱۴۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"لوسالت اللّٰہ ان یعافیک من عذاب فی النار وعذاب القبر لکان خیراً لک"(۱۰۲).

ترجمہ: اگر تم اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کرتی کہ تمہیں دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے عافیت میں رکھیں تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوتا۔

ترمذی شریف کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" اللّٰھم انی اعوذبک من فتنۃ النار وعذاب النار وعذاب القبر"(۱۰۳).

ترجمہ: اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے۔

حاکم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" اللّٰھم انی اعوذبک ...... من فتنۃ الدجال وعذاب القبر"(۱۰۴).

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں...... دجال کے فتنہ

---

(۱۰۲):(صحیح مسلم، کتاب القدر، باب بیان أن الآجال والأرزاق وغیرھا، لاتزید ولاتنقص عما سبق به القدر، ص: ١١٦٠، رقم: ٦٧٧٠، ط، دار السلام ریاض)

(۱۰۳):(جامع الترمذی، ابواب الدعوات، باب بلاترجمة، ص: ٧٩٧، رقم: ٣٤٩٥، ط، دار السلام ریاض)

(۱۰۴):(المستدرك علی الصحیحین، کتاب الدعاء والتکبیر والتھلیل والتسبیح والذکر، ج: ١، ص: ٧١٦، رقم: ١٩٥٧، ط، دار الکتب العلمية بیروت لبنان

سے اور عذاب قبر سے۔

۱۵۔فضالہ ابن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" الذی مات مرابطا فی سبیل اللّٰہ فانہ ینمی لہ عملہ الی یوم القیٰمۃ و یامن فتنۃ القبر"(۱۰۵).

ترجمہ: جو شخص راہ خدا میں پہرہ دیتے ہوئے مرجائے قیامت تک اس کا عمل بڑھتا رہتا ہے اور وہ قبر کے فتنہ سے مامون رہتا ہے۔

۱۶۔حضرت براء بن عذاب رضی اللہ عنہ کی حدیث جو پہلے گزر چکی ہے کے الفاظ یہ ہیں:

" قال ویاتیہ ملکان فیجلسانہ فیقولان لہ من ربک......"(۱۰۶).

ترجمہ: اور میت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں پس اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟

(۱۷) حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم کان یتعوذ بھن دبر الصلوۃ اللّٰھم انی أعوذبک من الجبن واعوذبک من البخل وأعوذبک من أرذل العمر وأعوذبک من فتنۃ الدنیا وعذاب القبر"(۱۰۷).

---

(۱۰۵):(جامع الترمذی، أبواب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی فضل من مات مرابطاً، ص: ۳۹۲، ط، دارالسلام ریاض)

(۱۰۶):(سنن أبی داؤد، کتاب السنة، باب المسألة فی القبر وعذاب القبر، ص: ۶۷۲، رقم: ۴۷۵۳، ط، دار السلام ریاض)

(۱۰۷):(جامع الترمذی، احادیث شتی من أبواب الدعوات، باب فی دعاء النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم وتعوذه فی دبر کل صلاة، ص: ۸۱۳، ط، رقم: ۳۵۶۷، ط،

ترجمہ: ”آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد ان چیزوں سے پناہ مانگا کرتے اور فرماتے اے اللہ! میں آپ سے بزدلی، بخل، ارذل عمر، دنیا کی آزمائش اور عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں“۔

۱۸: حضرت سلیمان بن صردؓ اور خالدؓ بن عرفطہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" من قتل بطنه لم يعذب فى قبره "(۱۰۸).

ترجمہ: ”جو شخص پیٹ کے مرض میں فوت ہوا اسے عذاب قبر نہیں ہوگا“۔

۱۹: حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" اللّٰهم انى اعوذبک من عذاب القبر ووسوسة الصدر "(۱۰۹).

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے اور سینے کے وسواس سے“۔

۲۰: حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہؓ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" اللّٰهم انى اعوذبک من الكسل...... واعوذبک من عذاب القبر واعوذبک من النار "(۱۱۰).

دار السلام رياض)

(۱۰۸):(جامع الترمذی، أبواب الجنائز، باب ماجاء فی الشهداء من هم، ص: ٢٥٧، رقم: ١٠٦٤، ط، دار السلام رياض)

(۱۰۹):(جامع الترمذی، باب دعاء عرفة اللّٰهم لك الحمد، ص: ٨٠٢، رقم: ٣٥٢٠، ط، دار السلام رياض)

(۱۱۰):(سنن نسائی، كتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة من الهرم، ص: ٧٤٧، رقم: ٥٤٩٢، ط، دار السلام رياض)

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں سستی سے، قبر کے عذاب اور آگ سے''۔

۲۱: حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتعوذ من خمس من البخل والجبن وسوء العمر وفتنۃ الصدر وعذاب القبر "(۱۱۱).

ترجمہ: ''آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان پانچ چیزوں سے پناہ مانگا کرتے بخل، بزدلی، بری عمر، سینے کے فتنہ اور عذاب قبر سے''۔

۲۲: حضرت راشد بن سعد عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" قال یارسول اللہ مابال المؤمنین یفتنون فی قبورھم الا الشھید "(۱۱۲).

ترجمہ: یارسول اللہ! کیا شہید کے علاوہ تمام مومنوں کو قبر میں آزمایا جائے گا؟۔

۲۳: حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" اللّٰھم انی اعوذبک...... ومن فتنۃ المحیا والممات "(۱۱۳).

---

(۱۱۱): (سنن نسائی، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ من البخل، ص: ۷٤۱، رقم: ٥٤٤۸، ط، دار السلام ریاض)

(۱۱۲): (سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب الشھید، ص: ۲۸۸، رقم: ۲۰٥٥، ط، دار السلام ریاض)

(۱۱۳): (سنن نسائی، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ من الھرم، ص: ۷٤۷،

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں زندگی اور مرنے کے بعد کے فتنہ سے''۔

۲۴: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"اعوذبک...... من عذاب القبر...... ومن فتنة الغنی ومن فتنة القبر"(۱۱۴).

ترجمہ: ''اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے، دولت کے فتنہ سے اور قبر کی آزمائش سے''۔

۲۵: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" ان هذه الامة تبتلیٰ فی قبورها......"(۱۱۵).

ترجمہ: ''بے شک یہ امت قبروں میں آزمائی جاتی ہے''۔

مصنف عبدالرزاق کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" فامر اصحابه ان یتعوذوا من عذاب القبر"(۱۱۶).

ترجمہ: ''آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرامؓ کو فرمایا کہ عذاب قبر سے پناہ مانگا کرو''۔

۲۶: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جو گذر چکی ہے، کے الفاظ یہ

رقم: ٥٤٩٢، ط، دار السلام رياض)

(۱۱۴): (المستدرك على الصحيحين، كتاب الدعاء والتكبير والتهليل والتسبيح والذكر، ج: ١، ص: ٧٠٥، رقم: ١٩٢٢، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان

(۱۱۵): (كنز العمال، الموت وأحوال تقع بعده، قبيل عذاب القبر، ص: ٢٠٥٥، رقم: ٤٢٥٠٨، ط، بيت الأفكار الدولية)

(۱۱۶): (المصنف لعبدالرزاق، كتاب الجنائز، باب فتنة القبر، ج: ٣، ص: ٥٨٤، ٥٨٥، رقم: ٦٧٤٢، ط، المكتب الاسلامی)

ہیں:

" ان هذه الامة تبتلى فى قبورها"(۱۱۷).

ترجمہ: ''بے شک یہ امت اپنی قبروں میں آزمائی جاتی ہے''۔

مجمع الزوائد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" من توفى مرابطا وقى فتنة القبر"(۱۱۸).

ترجمہ: ''جو شخص اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوا وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا''۔

موارد الظمان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" لولا ان تدافنوا لدعوت اللّٰه ان يسمعكم عذاب القبر الذى اسمع منه ان هذه الامة تبتلى فى قبورها"(۱۱۹).

ترجمہ: ''اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں بھی عذاب قبر سنا دے جو میں سنتا ہوں''۔

اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین کے الفاظ یہ ہیں:

" من توفى مرابطا وقى فتنة القبر"(۱۲۰).

---

(۱۱۷): (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الجنائز، باب المسألة فى القبر، ج: ٤، ص: ٦١٦، رقم: ١٢١٦٣، ط، مكتبة الرشد ناشرون)

(۱۱۸): (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الجهاد، باب فى الرباط، ج: ٥، ص: ٢٨٩، ٢٩٠، ط، دار الكتاب العربى بيروت لبنان)

(۱۱۹): (كنز العمال، الموت وأحوال تقع بعده، قبيل زيارة القبور، ص: ٢٠٥٧، رقم: ٤٢٥٤٥، ط، بيت الأفكار الدولية)

(۱۲۰): (اتحاف السادة المتقين بشرح احياء علوم الدين، الباب السابع فى حقيقة الموت ومايلقاه الميت فى القبر الى نفخة الصور، ج: ١٠، ص: ٢٨١، ط، مؤسسة التاريخ العربى بيروت لبنان)

ترجمہ: ”جو شخص اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوا وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا“۔

۲۷: حضرت ام مبشر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" استعیذوا باللّٰہ من عذاب القبر قلت یارسول اللّٰہ: وللقبر عذاب؟ قال انھم لیعذبون فی قبورھم عذاباً تسمعہ البھائم"(۱۲۱).

ترجمہ: ”عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگا کرو۔ میں نے عرض کیا! یا رسول اللہ کیا قبر میں عذاب ہوگا؟ فرمایا ہاں! ان (کفار) کو قبر میں ایسا عذاب دیا جارہا ہے جسے تمام جانور سنتے ہیں“۔

۲۸: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" ویؤمن من فتان القبر"(۱۲۲).

ترجمہ: ”جو شخص سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوا وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا“؟

۲۹: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" اللّٰھم ان فلان بن فلان فی ذمتک وحبل جوارک فقہ فتنۃ القبر وعذاب النار"(۱۲۳).

---

(۱۲۱): (مصنف ابن أبی شیبة، کتاب الجنائز، باب فی عذاب القبر ومم هو؟، ج: ٤، ص: ٦١٢، ٦١٣، رقم: ١٢١٤٩، ط، دار مکتبة الرشد ناشرون)

(۱۲۲): (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجهاد، باب فی الرباط، ج: ٥، ص: ٢٨٩، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

(۱۲۳): (سنن أبی داؤد، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت، ص: ٤٦٨، رقم: ٣٢٠٢، ط، دار السلام ریاض)

ترجمہ: ”اے اللہ فلاں بن فلاں آپ کی امان اور آپ کے جوار میں آیا ہے اسے قبر کی آزمائش سے بچا لیجئے“۔

۳۰: جارۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

” اللّٰھم انی اعوذبک من عذاب القبر وفتنة القبر “(۱۲۴).

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عذاب قبر اور فتنہ قبر سے“۔

۳۱: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

” ویجار من عذاب القبر “(۱۲۵).

ترجمہ: ”اور (شہید) عذاب قبر سے محفوظ رہے گا“۔

۳۲: حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

” کیف بک یاعمر! بفتانی القبر “(۱۲۶).

---

(۱۲۴): (مسند الامام احمد بن حنبلؒ، حدیث امرأة جارة للنبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم، ص: ۱۶۵۱، رقم: ۲۲۶۸۴، بیت الأفکار الدولیة)

(۱۲۵): (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجهاد، باب ماجاء فی الشهادة وفضلها، ج: ۵، ص: ۲۹۳، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

(۱۲۶): قال الامام عبدالرزاق عن معمر عن عمرو دینار أن النبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم قال لعمر: کیف بک یا عمرؓ! بفتانی القبر؟ اذا أتیاک یحفران بأنیابهما، ویطآن فی اشعارهما، أعینهما کالبرق الخاطف، وأصواتهما کالرعد القاصف، معهما مرزبة لو اجتمع علیها أهل منی لم یقلوها. قال عمرؓ: وأنا علی ما أنا علیه الیوم؟ قال: وأنت علی ما أنت علیه الیوم، قال: اذا أکفیهما ان شاء اللّٰہ، قال: وکان عبید بن عمیر یقول: نعم ذلک منکر ونکیر.

وقال العلامة حبیب الرحمٰن الاعظمی فی تخریج هذا الحدیث: أخرجه

ترجمہ: ”اے عمر! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب قبر میں تیرے پاس منکر ونکیر آئیں گے“۔

۳۳: حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

” فقال او ماعلمتم ما اصاب صاحب بنی اسرائیل کان الرجل منهم اذا اصابه الشئ من البول قرضه بالمقراض فنهاهم عن ذالک فعذب فی قبره“(۱۲۷).

ترجمہ: ”جانتے نہیں ہو کہ بنی اسرائیل کے اس آدمی کے ساتھ کیا ہوا؟ بنی اسرائیل میں سے کسی کو اگر کہیں پیشاب لگ جاتا تو اسے مقراض (قینچی) سے کاٹ لیتا مگر اس شخص نے انکو اس سے روکا جس کی وجہ سے اسے عذاب قبر دیا گیا“۔

۳۴: حضرت یعلی بن شبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

أبوداؤد فی البعث والبیهقی فی عذاب القبر کما فی شرح الصدور [۵۰] وأخرجه غیرهما مرسلاً. (المصنف لعبدالرزاق، کتاب الجنائز، باب فتنة القبر، ج: ۳، ص: ۵۸۲، ۵۸۳، رقم: ٦٧٣٨، ط، المکتب الاسلامی)

(۱۲۷): قال الامام أبوبکرؒ: حدثنا وکیع عن الأعمش عن زید بن وهب عن عبدالرحمٰن ابن حسنة قال: کنت أنا وعمرو بن العاصؓ جالسین، فخرج علینا رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم، ومعه درقة أو شبهها، فاستتر بها، ثم بال وهو جالس، فقلنا تبول یا رسول اللّٰه، کما تبول المرأة؟! قال: فجاء نا، فقال: أو ما علمتم ما أصاب صاحب بنی اسرائیل، کان الرجل منهم اذا أصابه الشئ من البول، قرضه بالمقراض، فنهاهم عن ذلک، فعذب فی قبره. (المصنف لابن أبی شیبة، کتاب الجنائز، باب فی عذاب القبر ومم هو؟، ج: ٤، ص: ٦١٤، رقم: ١٢١٥٥، ط، مکتبة الرشد ناشرون)

" ان صاحب هذا القبر يعذب......"(۱۲۸).

ترجمہ: بے شک اس قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے"۔

۳۵: حضرت حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" اللّٰهم انی اعوذبک من غلبة العدو ومن غلبة الدين وفتنة الدجال وعذاب القبر"(۱۲۹).

ترجمہ: "اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں دشمن کے غلبہ سے، قرض کے غلبہ سے، فتنہ دجال اور عذاب قبر سے"۔

۳٦: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اثر کے الفاظ یہ ہیں:

" فان بها عذابا من عذاب القبر"(۱۳۰).

(۱۲۸): عن حبيب بن أبي جبيرة عن يحيى بن سيابة: أن النبي صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم مر بقبر يعذب صحابه، فقال: ان صاحب هذا القبر يعذب في غير كبير. ثم دعا بجريدة، فوضعها على قبره، ثم قال: لعله يخفف عنه ما كانت رطبة. وفي حاشية هذا الحديث: في [م] يحيى بن شبابة. وفي [ط س]: يعلى بن شبابة. وفي [أ]: يحيى بن سيابة. والصواب: يعلى بن سيابة. وانظر: "الجرح" ۳/ ۹۷ حيث عده في شيوخ حبيب. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الجنائز، باب فيما يخفف به عذاب القبر، ج: ٤، ص: ٦١٥، رقم: ١٢١٦٠، ط، مكتبة الرشد ناشرون)

(۱۲۹): قال الامام أبوبكرؒ: حدثنا أبو الأحوص عن أبي اسحاق عن الحكم قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم يتعوذ من أربع: اللّٰهم اني أعوذ بك من غلبة العدو، ومن غلبة الدين، وفتنة الدجال، وعذاب القبر. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الجنائز، كتاب الدعاء، باب، ج: ١٠، ص: ١١، رقم: ٢٩٦٤٠، ط، مكتبة الرشد ناشرون)

(۱۳۰): قال الامام أبوبكرؒ: حدثنا عيسى بن يونس عن الأوزاعي عن حسان بن عطية عن أبي الدرداء قال: اذا عرض عليكم الغزو فلا تختاروا أرمينيه! فان بها

ترجمہ: بے شک وہاں عذاب قبر کی طرح کا ایک عذاب ہے"۔

۳۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے لفاظ یہ ہیں:

"واعوذبک من عذاب القبر واعوذبک من عذاب النار"(۱۳۱).

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے اور آگ کے عذاب سے۔

۳۸: حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"حادت عن رجل يضرب فى قبره من اجل النميمة"(۱۳۲).

ترجمہ: "(میرا خچر اس لئے) بِدکا ہے کہ ایک شخص کو قبر میں چغل خوری کرنے کی وجہ سے مارا جارہا ہے"۔

عذاباً من عذاب الله: القر. وفى حاشيته: فى (ط س): "من عذاب القبر"! والقر: البرد. (المصنف لابن أبى شيبة، كتاب الجهاد، باب، ج: ۷، ص: ۴۲، رقم: ۱۹٦۸۰، ط، مكتبة الرشد ناشرون)

(۱۳۱): **فى كنز العمال: اللهم انى أعوذ بك من الكسل والهرم والمغرم والمأثم وأعوذ بك من فتنة الدجال، وأعوذ بك من عذاب القبر، وأعوذ بك من عذاب النار. [الخرائطى عن ابن عمرؓ].** (كنز العمال فى سنن الأقوال والأفعال، الأذكار، جوامع الأدعية، ص: ۲۰۳، رقم: ۳۸۰۰، ط، بيت الأفكار الدولية)

(۱۳۲): **فى كنز العمال: عن الحسن أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان على على بغلة له شهباء فحادت به، فقال حادت ولم تحد عن كبير، حادت عن رجل يضرب فى قبره من أجل النميمة وآخر يعذب فى الغيبة. [ق فى عذا القبر].** (كنز العمال فى سنن الأقوال والأفعال، الموت، سؤال القبر وعذاب، ص: ۲۰۷٤، رقم: ٤۲۹۳۹، ط، بيت الافكار الدولية)

۳۹: حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مولاۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"یا میمونة تعوذی باللّٰه من عذاب القبر"(۱۳۳).

ترجمہ: "اے میمونہ! اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو عذاب قبر سے"۔

۴۰: حضرت ابوالحجاج ثمالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"یقول القبر للمیت...... الم تعلم أنی بیت الظلمة وبیت الفتنة......"(۱۳۴).

ترجمہ: "قبر میت سے کہتی ہے کہ کیا تمہیں معلوم نہیں تھا کہ میں اندھیرے اور آزمائش کا گھر ہوں"۔

۴۱: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

---

(۱۳۳): فی کنز العمال: عن میمونة مولاة النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم أن النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم قال لها: یا میمونة تعوذی باللّٰه من عذاب القبر! قالت: یارسول اللّٰه! وانه لحق؟ قال: نعم، وان من أشد عذاب القبر الغیبة والبول. [ق فی عذاب القبر]. (کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، الموت، سؤال القبر وعذاب، ص: ۲۰۷٤، رقم: ٤۲۹۳۹، ط، بیت الافکار الدولیة)

(۱۳۴): فی کنز العمال: یقول القبر للمیت حین یوضع فیه: ویحک یا ابن آدم! ما غرک بی؟ ألم تعلم انی بیت الظلمة وبیت الفتنة وبیت الوحدة وبیت الدود؟ ما غرک بی اذ کنت تمشی فداداً، فان کان مصلحاً أجاب عنه مجیب القبر فیقول: أرأیت أن کان یأمر بالمعروف وینهی عن المنکر! فیقول القبر: انی أعود علیه خضرا، ویعود جسده علیه نوراً، وتصعد روحه الی رب العالمین. [الحکیم، ع، طب، حل عن أبی الحجاج الثمالی]. (کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، الموت وأحوال تقع بعده، قبیل زیارة القبور، ص: ۲۰۵۷، رقم: ٤۲۵٤٦، ط، بیت الافکار الدولیة)

" مـن رابـط فـی سبیـل اللّٰـہ أمنـہ اللّٰـہ مـن فتنۃ القبر"(۱۳۵).

ترجمہ:" جس شخص نے اسلامی سرحد پر پہرہ دیا اسے اللہ فتنہ قبر سے محفوظ فرمادیں گے"۔

۴۲: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" ربـاط یـوم ولیلۃ یعدل صیام شھر وقیامہ...... ویوقی الفتان"(۱۳۶).

ترجمہ:" ایک دن اللہ کے راستے میں پہرہ دینا ایک مہینے کے قیام وصیام سے افضل ہے...... اور جو شخص اس حال میں مرجائے اُسے قبر کے سوال وجواب سے بچالیا جائے گا"۔

۴۳: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" مـن مـات مـرابـطـا فی سبیل اللّٰہ...... امن من الفتان ویبعثہ اللّٰہ تعالی آمنا من الفزع الاکبر"(۱۳۷).

(۱۳۵):(أخـرجـه الهيـثـمـی فـی مـجـمـع الـزوائـد وقال رواه الطبرانی فی الكبير والأوسـط، كتـاب الـجـهـاد، بـاب فـی الرباط، ج: ٥، ص: ٢٨٩، ط، دار الكتاب العربی بيروت لبنان)

(۱۳۶):فـی كـنـز الـعـمـال: رباط يوم وليلة يعدل صيام شهر وقيامه، ويجری عليه رزقه ويبقى له عمله ويوقی الفتان. [طب عن أبی الدرداء]. (كنز العمال فی سنن الأقـوال والأفـعـال، الـجـهـاد، فـصل الرباط، ص: ٥١٥، رقم: ١٠٧٤٠، ط، بيت الأفكار الدولية)

(۱۳۷): فـی اتـحـاف السادة المتقين: روی البزار من حديث عثمانؓ من مات مـرابـطـاً فـی سبيـل الـلّٰـه أجـری عليه أجر عمله الصالح وأجری عليه رزقه وأمن من الـفـتـان ويبـعـثه اللّٰه تعالى آمنا من الفزع الاكبر. (اتـحـاف السادة المتقين بشرح احياء

ترجمہ: ''جوشخص اللہ کے راستے میں پہرہ دے...... اللہ تعالیٰ اسے منکر ونکیر کے سوال وجواب سے محفوظ رکھے گا اور قیامت کے دن گھبراہٹ سے بھی وہ مامون رہے گا''۔

۴۴: حضرت ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" اذا وضع الميت فى قبره احتوشته اعماله الصالحة وجاء ملک العذاب فيقول له بعض اعماله اليک عنه. فلو لم يكن الا انا لما وصلت اليه".

ترجمہ: ''جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے اعمال صالحہ اسے گھیر لیتے ہیں اور جب فرشتہ عذاب آنے لگتا ہے تو اس کے اعمال صالحہ میں سے ایک عمل کہتا ہے، اس سے دور رہیے اگر میں اکیلا ہی ہوتا تب بھی آپ اس کے قریب نہیں آسکتے تھے''۔

۴۵: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" اللّٰهم اغفر لابى سلمة وارفع درجته.... اللّٰهم افسح له فى قبره ونور له فيه"(۱۳۸).

علوم الدين، الباب السابع فى حقيقة الموت ومايلقاه الميت فى القبر الى نفخة الصور، ج: ۱۰، ص: ۲۸۲، ط، مؤسسة التاريخ العربى بيروت لبنان)

(۱۳۸): عن أم سلمةؓ قالت: دخل رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم على أبى سلمة وقد شق بصره، فأغمضه، ثم قال: ان الروح اذا قبض تبعه البصر. فضج ناس من أهله فقال: لاتدعوا على أنفسكم الا بخير، فان الملائكة يؤمنون على ما تقولون. ثم قال: اللّٰهم اغفر لأبى سلمة وارفع درجته فى المهديين واخلفه فى عقبه فى الغابرين، واغفر لنا وله يارب العالمين! وافسح له فى قبره، ونور له فيه. (صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب فى اغماض الميت والدعاء له، اذا حضر، ص: ۳۷۰، رقم:

ترجمہ: ''اے اللہ ابوسلمہ کی مغفرت فرما اور اس کے درجات بلند فرما......اے اللہ اس کی قبر کشادہ فرما اور اسکو منور فرما۔

۴۶: حضرت عوف بن مالک کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" اللّٰهم اغفر له...... واعذه من عذاب القبر "(۱۳۹).

ترجمہ: ''اے اللہ اس کی مغفرت فرما اور اسے عذاب قبر سے نجات عطا فرما۔

منکر اور نکیر میت کو قبر میں بٹھاتے ہیں:

احادیث شریفہ میں جہاں میت کے پاس منکر نکیر کے آنے اور سوال وجواب کرنے کا ذکر آتا ہے وہاں یہ مضمون بھی متواتر احادیث میں وارد ہے کہ نکیرین میت کو بیٹھنے کا حکم دیتے ہیں اور وہ سوال وجواب کے لئے قبر میں اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل احادیث کا حوالہ دینا کافی ہوگا:

۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

" اتاه ملكان فاقعداه "(۱۴۰).

۲۱۳۰، ط، دار السلام ریاض)

(۱۳۹): عن معاوية ابن صالح عن حبيب بن عبيد، عن جبير بن نفير سمعه يقول: سمعت عوف بن مالكؓ يقول: صلى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم على جنازة، فحفظت من دعائه وهو يقول: اللّٰهم! اغفر له وارحمه وعافه، واعف عنه، وأكرم نزله، ووسع مدخله، واغسله بالماء والثلج والبرد، ونقه من الخطايا كما نقيت الثوب الأبيض من الدنس، وأبدله داراً خيراً من داره، وأهلاً خيراً من أهله وزوجاً خيرا من زوجه، وأدخله الجنة، وأعذه من عذاب القبر ومن عذاب النار. قال: حتى تمنيت أن أكون أنا ذلك الميت. (صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الدعاء للميت في الصلاة، ص: ۳۸۷، رقم: ۲۲۳۲، ط، دار السلام رياض)

(۱۴۰): عن أنس رضي اللّٰه تعالىٰ عنه عن النبي صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم

ترجمہ: قبر میں میت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھلاتے ہیں۔

۲: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے:

" اذا اقعد المؤمن فی قبره" (۱۴۱).

ترجمہ: "مومن کو جب قبر میں بٹھایا جاتا ہے۔

مسند احمد میں ان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" فیاتیه ملكان فیجلسانه" (۱۴۲).

قال: العبد اذا وضع فی قبره وتولی وذهب أصحابه حتى أنه ليسمع قرع نعالهم، أتاه ملكان فأقعداه فيقولان له: ما كنت تقل فی هذا الرجل محمد صلى الله تعالى عليه وسلم؟ فيقول: أشهد أنه عبدالله ورسوله. فيقال: انظر الى مقعدک من النار أبدلک الله به مقعداً من الجنة. قال النبی صلى الله تعالى عليه وسلم فيراهما جميعا. وأما الكافر أو المنافق فيقول: لا أدری، كنت أقول ما يقول الناس. فيقال: لا دريت ولا تليت. ثم يضرب بمطرقة من حديد ضربة بين أذنيه فيصيح صيحة يسمعها من يليه الا الثقلين. (صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال، ص: ۲۶۲، ۲۶۳، رقم: ۱۳۳۸، ط، دار السلام رياض)

(۱۴۱): عن البراء بن عازب رضی الله عنهما عن النبی صلى الله تعالى عليه وسلم قال: اذا أقعد المؤمن فی قبره أتى ثم شهد أن لا اله الا الله، وأن محمداً رسول الله، فذلک قوله: ﴿يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت﴾ [ابراهيم: ۲۷]. (صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، ص: ۲۷۰، ط، دار السلام رياض)

(۱۴۲): عن البراء بن عازب عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: يأتيه ملكان فيجلسانه، فيقولان له: من ربک؟ فيقول: ربی الله. فيقولان له: ما دينک؟ فيقول دينی الاسلام. فيقولان: ما هذا الرجل الذی بعث فيكم؟ فيقول هو

ترجمہ: ''پس اس میت کے پاس دوفرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھلاتے ہیں:

۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" ان الميت يصير الى القبر فيجلس الرجل الصالح فى قبره غير فزع ولا مشغوف...... الى قوله...... ويجلس الرجل السوء فى قبره فزع مشغوفا"(۱۴۳).

ترجمہ: ''بلاشبہ میت کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو نیک صالح آدمی کو بٹھایا جاتا ہے، اس وقت نہ وہ گھبرا ہوا ہوتا ہے اور نہ پریشان...... اور بُرے آدمی کو اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے، اس وقت وہ نہایت گھبرایا ہوا پریشان ہوتا ہے۔

مستدرک حاکم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

" فيقال له اقعد فيقعد وتمثل له الشمس"(۱۴۴).

رسول اللّٰه...الخ. رواه احمد وأبوداؤد. (مشكاة المصابيح، كتاب الايمان، باب اثبات عذاب القبر، ص: ۲۵، ط، قديمى كتب خانه كراچى)

(۱۴۳): حدثنا أبوبكر بن أبى شيبة حدثنا شبابة عن ابن أبى ذئب عن محمد بن عمرو ابن عطاء عن سعيد بن يسار عن أبى هريرةؓ عن النبى صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم قال ان الميت يصير الى القبر فيجلس الرجل الصالح فى قبره غير فزع ولامشغوف له..الخ.قال البوصيرى: هذا اسناد صحيح. (مصباح الزجاجة فى زوائد ابن ماجة لأحمد بن أبى بكر البوصيرىؒ ومعه كفاية الحاجة، كتاب الزهد، باب ذكر القبر والبلى، ص: ۱۵۶۸، رقم: ۴۲۶۸، ط، بيت الافكار الدولية)

(۱۴۴): عن أبى هريرةؓ عن النبى صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم قال: ان الميت يسمع خفق نعالهم اذا ولوا مدبرين فان كان مؤمناً كانت الصلاة عند رأسه وكان الصوم عن يمينه وكانت الزكاة عن يساره وكان فعل الخيرات من الصدقة والصلاة

ترجمہ:''میت کو کہا جاتا ہے کہ بیٹھ جا۔ پس وہ (اُٹھ کر) بیٹھ جاتا ہے اور اسے سورج (غروب ہوتا ہوا) نظر آتا ہے۔

مجمع الزوائد میں بروایت طبرانی ان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" فيقال له اجلس فيجلس وقد مثلت له الشمس للغروب"(۱۴۵).

ترجمہ: پس اسے (میت سے) کہا جاتا ہے کہ اٹھ کر بیٹھ جا پس وہ بیٹھ جاتا ہے اور اسے سورج غروب ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔

۴: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

"فاذا الانسان دفن فتفرق عنه اصحابه جاء ملك في يده مطراق فاقعده..."(۱۴۶).

والصلة والمعروف والاحسان عند رجليه فيؤتى من قبل رأسه فتقول الصلاة ما قبلي مدخل ويؤتى من عن يمينه فيقول الصوم: ما قبلي مدخل ويؤتى من عن يساره فتقول الزكاة: ما قبلي مدخل ويؤتى من قبل رجليه فعل الخيرات: ما قبلي مدخل فيقال له: أقعد فيقعد وتمثل له الشمس قد دنت للغروب..الخ.

قال العلامة الذهبيؒ في التلخيص: تابعه حماد بن سلمة بنحوه على شرط مسلم. (المستدرك على الصحيحين، كتاب الجنائز، ج: ١، ص: ٥٣٥، ٥٣٦، رقم: ١٤٠٣، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

(۱۴۵):عن أبي هريرةؓ عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: ان الميت يسمع خفق نعالهم.....وقد مثلت له الشمس للغروب...الخ. رواه الطبراني في الاوسط واسناده حسن. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الجنائز، باب السؤال في القبر، ص: ٥١، ٥٢، ط، دار الكتاب العربي بيروت لبنان)

(۱۴۶):عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال شهدت مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يا ايها

ترجمہ: ''پس جب کسی انسان کو دفن کر کے اس کے دفن کرنے والے وہاں سے منتشر ہو جاتے ہیں تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جس کے ہاتھ میں ایک گرز ہوتا ہے پس وہ اسکو بٹھلاتا ہے......

۵: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے:

" قال فيناديه قال فيجلس فيقول له......"(۱۴۷).

الناس ان هذه الأمة تبتلى فى قبورها فاذا الانسان دفن فتفرق عنه أصحابه، جاء ه ملک فى يده مطراق فأقعداه، قال ما تقول فى هذا الرجل؟ فان كان مؤمناً قال أشهد ان لااله الا الله وان محمداً عبده ورسوله، فيقول صدقت...الخ.

وفى الفتح الربانى تحت هذا الحديث: "تخرجه" أورده الهيثمى وقال رواه أحمد والبزار وزاد فى الحياة الدنيا والآخرة ويضل الله الظالمين ويفعل الله ما يشاء. ورجاله رجال الصحيح. (الفتح الربانى لترتيب مسند الامام احمد بن حنبل الشيبانىؒ مع شرحه بلوغ الأمانى من اسرار الفتح الربانى، ابواب عذاب القبر، باب ماجاء فى هول القبر وفتنه والسؤال فيه وشدته، ج: ۸، ص: ۱۰۸ تا ۱۱۰، ط، دار احياء التراث العربى بيروت لبنان)

(۱۴۷):عن محمد بن المنكدر قال كانت اسماء (بنت أبى بكر رضى الله تعالى عنهما) تحدث عن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم قالت قال اذا دخل الانسان قبره، فان كان مؤمنا أحف به عمله الصلاة والصيام، قال فيأتيه الملک من نحو الصلاة فتردّه ومن نحو الصيام فيرده، قال فيناديه اجلس، قال فيجلس فيقول له ماذا تقول فى هذا الرجل يعنى النبى صلى الله تعالى عليه وسلم؟...الخ.

وفى الفتح الربانى تحت هذا الحديث: "تخرجه" لم أقف عليه لغير الأمام أحمد، وأورده الهيثمىؒ وقال رواه أحمد، وروى الطبرانى منه طرفاً فى الكبير، ورجال أحمد رجال الصحيح. (الفتح الربانى لترتيب مسند الامام احمد بن حنبل الشيبانىؒ مع شرحه بلوغ الأمانى من اسرار الفتح الربانى، ابواب عذاب القبر، باب ماجاء

ترجمہ: ”فرمایا قبر میں میت کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور وہ اسے آواز دیتا ہے اور اسے بٹھلا دیتا ہے اور اسے کہتا ہے......۔

کنز العمال میں ایک دوسری روایت میں حضرت اسماء کی حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

" ان المومن یقعد فی قبرہ"(۱۴۸).

ترجمہ: ”بلاشبہ مومن بٹھلایا جاتا ہے۔

۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" فاذا کان الرجل الصالح اجلس فی قبرہ غیر فزع ولا مشغوف......"(۱۴۹).

فی هول القبر وفتنه والسؤال فیه وشدته، ج: ۸، ص: ۱۱٤، ۱۱٥، ط، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

(۱۴۸):فی کنز العمال: ان المؤمن یقعد فی قبره حتی ینکفئ عنه من شهده، فیقال له: رجل یقال له محمد، فان کان مؤمناً قال: هو عبداللّٰه ورسوله، فیقال له: نم، نم، نامت عیناک، وان کان غیر مؤمن قال: واللّٰه ما أدری، سمعت الناس یقولون شیئاً فقتله یخوضون فخضته، فیقال له: نم، لانامت عیناک. [طب عن أسماء بنت أبی بکر]. (کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، الموت وأحوال تقع بعده، سؤال القبر، ص: ۲۰٥٥، رقم: ٤۲٥۰۷، ط، بیت الأفکار الدولیة/ المعجم الأوسط للطبرانی، ج: ۳، ص: ۲۹۰، رقم: ۳۱۸۲، ط، دار الحرمین)

(۱۴۹):عن عائشةؓ قالت جاء ت یهودیة استطعمت علی بابی فقالت أطعمونی أعاذکم اللّٰه من فتنة الدجال ومن فتنة عذاب القبر قالت فلم أزل أحبسها حتی جاء رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم فقالت یارسول اللّٰه ما تقول هذه الیهودیة قال وما تقول قلت تقول أعاذکم اللّٰه من فتنة الدجال ومن فتنة عذاب القبر....فأما فتنة القبر فی تفتنون وعنی تسألون فاذا کان الرجل الصالح أجلس فی قبره غیر فزع

ترجمہ: ’’جب میت نیک صالح ہوتو اسکو قبر میں بٹھلایا جاتا ہے اور اس وقت سے کوئی گھبراہٹ اور پریشان نہیں ہوتی۔

۷: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے:

" اماالمنافق فیقعد اذا تولی عنه اهله......"(۱۵۰).

ترجمہ: ’’رہا منافق تو جب اس کے دفن کرنے والے چلے جاتے ہیں تو اسکو (قبر میں) بٹھلایا جاتا ہے۔

ولامشغوف فيقال هيم كنت فيقول فى الاسلام.... الخ.

وفـى الـفـتـح الـربانى تحت هذا الحديث: "تخرجه" لم أقف عليه لغير الأمام أحمد ورجاله من رجال الصحيحين. (الفتح الربانى لترتيب مسند الامام احمد بن حنبل الشيبـانـيؒ مع شرحه بلوغ الأمانى من اسرار الفتح الربانى، ابواب عذاب القبر، باب ماجاء فـى هـول الـقبر وفتنه والسؤال فيه وشدته، ج: ۸، ص: ۱۱۱، ۱۱۲، ط، دار احياء التراث العربى بيروت لبنان)

(۱۵۰):عـن أبـى الـزبيـر أنـه سأل جابر بن عبدالله رضى الله تعالى عنهما عن فتـانـى الـقبـر، فـقال سمعت النبى صلى الله تعالى عليه وآله وصحبه وسلم يقول ان هـذه الأمة تبتـلـى فى قبورها، فاذا أدخل المؤمن قبره وتولى عنه أصحابه جاء ملك شـديـد الانتهار..... وأما المنافق فيقعد اذا تولى عنه أهله، فيقال له ما كنت تقول فى هذا الرجل؟..الخ.

وفـى الـفتح الربانى تحت هذا الحديث: "تخرجه" أورده الهيثمى، وقال فى الـصـحـيـح مـنـه "يبعث كل عبد على ما مات عليه. فقط. رواه أحمد والطبرانى فى الأوسـط. وفيـه ابـن لهيعة وفيه كلام وبقية رجاله ثقات. (الـفـتـح الربانى لترتيب مسند الامـام احـمـد بـن حـنبل الشيبانيؒ مع شرحه بلوغ الأمانى من اسرار الفتح الربانى، ابواب عـذاب الـقبـر، بـاب مـاجـاء فى هول القبر وفتنه والسؤال فيه وشدته، ج: ۸، ص: ۱۱۳، ۱۱٤، ط، دار احياء التراث العربى بيروت لبنان)

سنن ابن ماجہ میں ان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" اذا ادخل الميت مثلت الشمس عند غروبها فيجلس يمسح عينيه......"(۱۵۱).

ترجمہ: "جب میت کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اسے سورج غروب ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے پھر اسے بٹھلایا جاتا ہے اور وہ آنکھیں ملتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔

۸:حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

" ان المؤمن اذا مات جلس فی قبره فيقال من ربک"(۱۵۲).

---

(۱۵۱):عن أبی سفيان [عن جابر]عن النبی صلی اللّٰه تعالى عليه وسلم قال اذا دخل الميت القبر مثلت الشمس عند غروبها فيجلس يمسح عينيه ويقول دعونی أصلی.

قال البوصيريؒ: هذا اسناد حسن، ان كان أبو سفيان واسمه طلحة بن نافع سمع من جابر بن عبداللّٰه.

ورواه ابن حبان فی صحيحه من طريق اسماعيل بن حفص الأبلی. (مصباح الزجاجة فی زوائد ابن ماجة لأحمد بن أبی بكر البوصيريؒ ومعه كفاية الحاجة، كتاب الزهد، باب ذكر القبر والبلی، ص: ۱۵۷۰، رقم: ۴۲۷۲، ط، بيت الافكار الدولية)

(۱۵۲):وعن عبداللّٰه قال اذا حدثتكم بحديث انبئكم بتصديق ذلک ان المؤمن اذا مات جلس فی قبره فيقال من ربک مادينک من نبيک فيقول ربی اللّٰه ودينی الاسلام ونبی محمد صلی اللّٰه تعالى عليه وسلم فيوسع له فی قبره ويفرج له فيه ثم يقرأ عبداللّٰه ﴿يثبت اللّٰه الذين آمنوا بالقول الثابت فی الحياة الدنيا وفی الآخرة ويضل اللّٰه الظالمين﴾ رواه الطبرانی فی الكبير واسناده حسن. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الجنائز، باب السؤال فی القبر، ج: ۳، ص: ۵۴، ط، دار

ترجمہ: ''مومن جب مرجاتا ہے تو اسے قبر میں بٹھلایا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟

۹: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوف حدیث میں ہے:

" ثم جاءک ملکان اسودان ارزقان جعدان اسمائهما منکر ونکیر فاجلساک ثم سألاک......"(۱۵۳).

الکتاب العربی بیروت لبنان)

(۱۵۳): حدثنا غندر عن شعبة عن يعلى بن عطاء عن تميم عن غيلان بن سلمة قال: جاء رجل الى أبى الدرداءؓ، وهو مريض، فقال: يا أبا الدرداء، انک قد أصبحت على جناح فراق الدنيا، فمرني بأمر ينفعني الله به، وأذكرک به. قال: انا من أمة معافاة، فأقم الصلاة، وأد زكاة مالک - ان كان لک - وصم رمضان، واجتنب الفواحش، أبشر. قال: ثم أعاد الرجل على أبى الدرداء فقال له مثل ذلک. قال شعبة: واحسبه أعاد عليه ثلاث مرات، ورد عليه أبو الدرداءؓ ثلاث مرات. فنفض الرجل رداءه، وقال: ﴿ان الذين يكتمون ما أنزلنا من البينات والهدى من بعد ما بيناه للناس فى الكتاب﴾ الى قوله ﴿ويلعنهم اللاعنون﴾ [البقرة: ۱۵۹]، فقال أبو الدرداء: على بالرجل، فجاءه، فقال أبوالدرداء: ما قلت؟ قال: كنت رجلاً معلماً، عند من العلم ماليس عندى، فأردت أن تحدثني بما ينفعني الله به، فلم ترد على الا قولاً واحداً! فقال أبوالدرداء: اجلس، ثم اعقل ما أقول لک. أين أنت من يوم ليس لک من الأرض الا عرض ذراعين فى طول أربعة أذرع أقبل بک أهلک الذين كانوا لايحبون فراقک، وجلساؤک وأخوانک، فأثبوا عليک البنيان، ثم أكثروا عليک التراب، ثم تركوک بمثل ذلک، ثم جاءک ملكان أسودان أزرقان جعدان أسماؤهما: منكر، ونكير، فأجلساک، ثم سألاک ما أنت؟ أم على ماذا كنت؟ ثم ماذا تقول فى هذا؟ فان قلت: والله ما أدرى سمعت الناس قالوا قولاً، فقلت [فقد] والله دريت، وخزيت، وهويت. وان قلت: محمد رسول الله، أنزل الله عليه كتابه، فأحببت به، وبما جاء به، فقد - والله - نجوت، وهديت، ولم تسطع

ترجمہ: ”پھر تیرے پاس سیاہ رنگ کیری آنکھوں میں ڈراؤنی شکل والے دوفرشتے آئیں گے جنکے نام منکر اور نکیر ہیں پھر وہ تمہیں بٹھائیں گے اور تم سے سوال کریں گے۔

۱۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" ان المیت یسمع خفق نعالھم حین یولون قال ثم یجلس فیقال له......"(۱۵۴).

ترجمہ: ”بلاشبہ میت دفن کرکے واپس جانے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے فرمایا پھر اسکو بٹھایا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے......“۔

۱۱: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" ان المؤمن اذا اجلس فی قبره......"(۱۵۵).

ذلک الا بتثبیت من اللّٰہ، مع ما تری من الشدة والخوف. (المصنف لابن أبی شیبة، کتاب الجنائز، باب فی المسألة فی القبر، ج: ٤، ص: ٦١٨، ٦١٩، رقم: ١٢١٦٧، ط، مکتبة الرشد ناشرون)

(۱۵۴): فی اتحاف السادة المتقین: وأما حدیث ابن عباس فاخرح البیهقی بسند حسن عنه رفعه ان المیت یسمع خفق نعالهم حین یولون قال ثم یجلس فیقال له من ربک فیقول اللّٰہ ثم یقال له مادینک فیقول الاسلام ثم یقال له من نبیک فیقول محمد فیقال وما علمک فیقول عرفته وآمنت به وصدقت بما جاء به من الکتاب ثم یفسح له فی قبره مد بصره وتجعل روحه مع أرواح المؤمنین. (اتحاف السادة المتقین بشرح احیاء علوم الدین، بیان عذاب القبر وسؤال منکر ونکیر، ج: ١٠، ص: ٤١٦، ط، مؤسسة التاریخ العربی بیروت لبنان)

(۱۵۵): فی اتحاف السادة المتقین: وأما حدیث فاخرجه ابن أبی حاتم والطبرانی فی الاوسط وابن منده عنه قال ان المؤمن اذا مات أجلس فی قبره فیقال له ربک فیقول اللّٰہ تعالی فیقال له من نبیک فیقول محمد بن عبداللّٰہ فیقال له

ترجمہ: ''بلاشبہ جب کوئی مؤمن مرجاتا ہے تو اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے۔

۱۲: حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''اتاه منكر ونكير فيجلسانه في قبره...... (۱۵۶)''.

ترجمہ: ''میت کے پاس منکر اور نکیر آتے ہیں اور اسے قبر میں بٹھاتے ہیں''۔

میت کا جنازہ اٹھانے والوں کے کندھوں پر بولنا

جب کسی کا انتقال ہوجاتا ہے اور اس کی میت اٹھا کر قبرستان لے جائی جارہی ہو، میت اگر نیک صالح ہو تو کہتی ہے مجھے میرے ٹھکانے پر جلدی لے جاؤ، اور اگر وہ بدکار ہو تو کہتی ہے کہ ہائے افسوس مجھے کہاں لے جارہے ہو؟ مندرجہ احادیث میں اس کا ذکر ہے:

عن أبي سعيد رضي الله عنه يقول قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا وضعت الجنازة فاحتملها الرجال على اعناقهم فان كانت صالحة قالت قدموني قدموني وان كانت غير صالحة قالت ياويلها اين تذهبون بها

ذلک ثلاث مرات..الخ. (اتحاف السادة المتقين بشرح احياء علوم الدين، بيان عذاب القبر وسؤال منكر ونكير، ج: ۱۰، ص: ۴۱۸، ط، مؤسسة التاريخ العربي بيروت لبنان)

(۱۵۶): في اتحاف السادة المتقين: وأما حديث معاذ فروى البزار عنه رفعه ان البيت الذي يقرأ فيه القرآن عليه خيمة من نور فساقه وفيه فاذا وضع في قبره وسوى عليه وتفرق عنه أصحابه أتاه منكر ونكير فيجلسانه في قبره...الحديث بطوله وهو غريب وفي اسناده جهالة وانقطاع. (اتحاف السادة المتقين بشرح احياء علوم الدين، بيان عذاب القبر وسؤال منكر ونكير، ج: ۱۰، ص: ۴۱۷، ط، مؤسسة التاريخ العربي بيروت لبنان)

یسمع صوتها کل شئ الا الانسان ولو سمعها الانسان لصعق(۱۵۷).

ترجمہ:...... حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب جنازہ رکھا جاتا ہے پس لوگ اس کو اپنے کندھوں پر اٹھالیتے ہیں تو اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ مجھے لے جاؤ مجھے جلدی لے جاؤ، اور اگر نیک نہیں ہوتا تو کہتا ہے کہ ہائے میری ہلاکت تم اس جنازہ کو کہاں لے جارہے ہو؟ اس کی آواز کو ہر چیز سنتی ہے سوائے انسان کے اور اگر اس کو انسان سن لیتا تو بے ہوش ہوجاتا۔"

"عن عبد الرحمٰن بن مهران أن أباهريرة رضى الله تعالى عنه قال سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا وضع الرجل الصالح على سريره قال قدمونى قد مونى واذا وضع الرخل يعنى السوء على سريره قال ياويلتى اين تذهبون بى(۱۵۸).

ترجمہ:......"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ ایک نیک آدمی کی میت کو جنازہ کی چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ مجھے (جلدی) آگے لے چلو، (جلدی) آگے لے چلو اور جب کسی بدکار آدمی کی میت کو جنازہ کی چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ اے میری ہلاکت! مجھے کہاں لے

(۱۵۷): (صحيح البخارى، كتاب الجنائز، باب حمل الرجال الجنازة دون النساء، ص: ۲۵۸، رقم: ۱۳۱٤، ط، دارالسلام رياض)

(۱۵۸): (سنن نسائى، كتاب الجنائز، باب السرعة بالجنازة، ص: ۲٦۹، رقم: ۱۹۰۹، ط، دارالسلام رياض)

جا رہے ہو؟

قبر کا بھینچنا

میت کو جب دفن کیا جاتا ہے، اس کے پاس منکر ونکیر آتے ہیں اور سوال جواب کرتے ہیں، اور پھر مردے کے ساتھ اس کے اعمال کے مطابق معاملہ کیا جاتا ہے۔

بعض اوقات قبر مردے کو بھینچتی ہے اس کو "ضغطة القبر" فرمایا گیا ہے مندرجہ ذیل حدیث میں اس کا ذکر ہے۔

حدیث ابن عمرؓ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

قال هذا الذی تحرک له العرش وفتحت له ابواب السماء وشهده سبعون الفاً من الملائكة لقد ضم ضمة ثم فرج عنه(۱۵۹).

ترجمہ:......فرمایا یہ وہ تھے جن کی موت پر عرش بھی ہل گیا تھا اور اس (کی روح) کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے تھے اور اس کے جنازہ میں ستر ہزار ملائکہ نازل ہوئے تھے مگر اسے بھی قبر نے بھینچا مگر بعد میں وسیع ہوگئی۔

حدیث عائشہؓ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"ان للقبر ضغطة ولو كان احدنا ناجيا منها نجا منها سعدبن معاذ"(۱۶۰).

---

(۱۵۹): (سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب ضمة القبر وضغطته، ص: ۲۸۸، رقم: ۲۰۵۷، ط، دار السلام ریاض)

(۱۶۰): (الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، کتاب الجنائز، باب ذکر البیان

ترجمہ:...... بلاشبہ قبر کے لئے بھینچنا ہے، اگر اس سے کسی کو نجات ہوتی تو (حضرت) سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور اس سے بچ جاتے۔"

حدیث جابرؓ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

" قال لقد تضايق على هذا العبد الصالح قبره حتى فرجه الله عزوجل عنه(۱۶۱).

ترجمہ:...... فرمایا بلاشبہ اس نیک اور صالح آدمی پر اس کی قبر تنگ ہوگئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے کشادگی فرمادی۔"

حدیث ابوہریرہؓ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

بأن ضغطة القبر لاينجو منها أحد من هذه الأمة نسأل الله حسن السلامة منها، ج: ٤، ص: ١٢٠، رقم: ٣١١٥، ط، دار التاصيل)

(۱۶۱): عن جنابر بن عبدالله الانصاري رضي الله تعالى عنهما قال خرجنا مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الى سعد بن معاذؓ حين توفى فلما صلى عليه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وضع فى قبره وسوى عليه سبح رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فسبحنا طويلاً ثم كبر فكبرنا فقيل يارسول الله لم سبحت ثم كبرت قال لقد تضايق على هذا العبد الصالح قبره حتى فرجه الله عنه.

وفى الفتح الربانى تحت هذا الحديث: "تخرجه" أخرجه أيضاً الطبرانى فى الكبير وسنده جيد. (الفتح الربانى لترتيب مسند الامام احمد بن حنبل الشيبانیؒ مع شرحه بلوغ الأمانى من اسرار الفتح الربانى، فصل رابع فيما جاء فى ضغطة القبر، ج: ٨، ص: ١٣٣، ١٣٤، ط، دار احياء التراث العربى بيروت لبنان)

"یضیق علیه قبره حتی تلتقی اضلاعه"(۱۶۲).

ترجمہ:...... اس پر قبر تنگ کردی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں"۔

حدیث ابوسعیدؓ

حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

قال یضیق علیه قبره حتی تختلف اضلاعه(۱۶۳).

---

(۱۶۲): عبدالرزاق عن جعفر بن سلیمان قال: حدثنی محمد ابن عمرو بن علقمة قال: حدثنا أبوسلمة بن عبدالرحمٰن عن أبی هریرةؓ قال: اذا وضع المیت فی قبره......ویضیق علیه قبره حتی تلتقی أضلاعه، فذلک قول الله عزوجل (معیشة ضنکا) قال: وتجعل روحه فی سجین. وفی حاشیة هذا الحدیث: أخرجه "ت" وهناد فی الزهد، والطبرانی فی الأوسط، وابن حبان وغیرهم بزیادة ونقص کما فی شرح الصدور [۵۱، ۵۲] والزوائد [۳: ۵۱] و "ت" [۲: ۱۲۲]، وموارد الظمآن [۱۹۷]. من طریق معتمر بن سلیمان عن محمد بن عمر، والجملة الأخیرة لیست عند أحد منهم. وفی ص کأنه تحبس روحه. (المصنف لعبدالرزاق، کتاب الجنائز، قبیل باب فی زیارة القبور، ج: ۳، ص: ٥٦٧تا ٥٦٩، رقم: ٦٧٠٣، ط، المکتب الاسلامی)

(۱۶۳): فی الدرالمنثور: وأخرج عبدالرزاق، وسعید بن منصور، ومسدد فی مسنده، وعبد بن حمید، وابن جریر، وابن المنذر، وابن أبی حاتم، والحاکم وصححه، وابن مردویه، والبیهقی فی کتاب عذاب القبر، عن أبی سعید الخدریؓ مرفوعاً فی قوله: ﴿معیشة ضنکاً﴾. قال: "عذاب القبر". ولفظ عبدالرزاق: قال: "یضیق علیه قبره حتی تختلف أضلاعه". ولفظ ابن أبی حاتم: قال: ضمة القبر. وفی حاشیة الدر: عبدالرزاق ۲/ ۲۱ موقوفاً، وسعید بن منصور ـ کما فی فتح الباری ۸/ ۴۳۳ ـ ومسدد ـ کما فی المطالب العالیة ۴۰۴۰، وابن جریر ۱۶/ ۱۹۶،

ترجمہ:......فرمایا اس پر قبر تنگ کردی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔

حدیث ابن عمروؓ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

ثم یؤمر بہ فی قبرہ فیضیق علیہ حتی تخلتف اضلاعہ (۱۶۴).

ترجمہ:......پھر حکم کیا جاتا ہے اس کے بارے میں اس کی قبر میں، پس قبر تنگ ہوجاتی ہے اس پر یہاں تک کہ پسلیاں ایک دوسرے میں نکل جاتی ہیں۔"

---

۱۹۸ اموقوفاً، وابن أبی حاتم۔ کما فی تفسیر ابن کثیر ۵/ ۳۱۶، وقال الموقوف أصح۔ والحاکم ۲/ ۳۸۱، والبیهقی ۷۱. (الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، سورة طٰهٰ، الآیة: ۱۲۳، ج: ۱۰، ص: ۲۵۵)

(۱۶۴): عبدالرزاق عن معمر عن زید بن أسلم عن عبدالرحمٰن ابن البیلمانی عن عبداللّٰه بن عمرو، وقال: ان أول قطرة تقطر من دم الشهید یغفر له بها ما تقدم من ذنبه....وان الکافر اذا توفی بعث اللّٰه الیه ملکین بخرقة من بجاد أنتن من کل نتن، وأخشن من کل خشن، فیقال: اخرجی أیتها النفس الخبیثة، ولبئس ما قدمت لنفسک، فتخرج کأنتن رائحة أحد قط بأنفه ثم یؤمر به فی قبره وفیضیق علیه حتی تختلف أضلاعنه، ثم یرسل علیه حیات کأنها أعناق البخت یأکل لحمه.الخ. وفی حاشیة هذا الحدیث: أخرجه هنا ابن السدی فی الزهد. وعبد بن حمید فی تفسیره، والطبرانی فی الکبیر بسند رجاله ثقات کما فی شرح الصدور [۲۵]. والزوائد [۲/ ۳۲۷]. (المصنف لعبدالرزاق، کتاب الجنائز، باب الصبر، والبکاء، والنیاحة، ج: ۳، ص: ٥٦٤ تا ٥٦٧، رقم: ٦٧٠٢، ط، المکتب الاسلامی)

حدیث حذیفہؓ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عن حذیفة بن یمان قال کنا مع النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم فی جنازة فلما انتهینا الی القبر قعد علی شقته فجعل یرد بصره فیه ثم قال یضغط فیه المؤمن ضغطة تزول منها حمائله ویملا علی الکافر نارا(۱۶۵).

ترجمہ......حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک جنازہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، پس جب ہم قبر تک پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے کنارے بیٹھ گئے اور اس میں نظر مبارک پھرانے لگے، پھر فرمایا کہ اس میں مومن کو ایسا بھینچا جاتا ہے کہ اس سے اس کے کندھے اور سینہ ہل جاتے ہیں اور کافر کی قبر آگ

---

(۱۶۵): أخرجه الامام أحمد بن حنبل رحمه اللّٰه تعالیٰ فی مسنده. وقال العلامة الساعاتی فی تخرج هذا الحدیث: "تخرجه" أورده الهیثمی وقال رواه أحمد وفیه محمد بن جابر ضعیف اهـ. قلت: روی القسم الثانی منه المختص بشر عباد اللّٰه وخیرهم الشیخان وغیرهما. وهذا الحدیث مما حکم علیه ابن الجوزی بالوضع وذب عنه الحافظ ابن حجر العسقلانی رحمه اللّٰه[تعالیٰ] فی کتابه "القول المسدد فی الذب عن المسند للأمام أحمد" بعد ذکر الحدیث وسنده قال رحمه اللّٰه [تعالیٰ] قال ابن الجوزی هذا حدیث لایصح، وقال أحمد لایحدث عنه الا من شر منه قال الحافظ وأبو البختری اسمه سعید بن فیروز لم یدرک حذیفة، ولکن مجرد هذا لایدل علیه أن المتن موضوع فان له شواهد. .الخ. (الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانیؒ مع شرحه بلوغ الأمانی من اسرار الفتح الربانی، فصل رابع فیما جاء فی ضغطة القبر، ج: ۸، ص:۱۳۵، ط، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

سے بھر جاتی ہے۔

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

وعن ابن عباسؓ ان النبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم یوم دفن سعد بن معاذ وهو قاعد علی قبره قال لونجا احد من فتنة القبر او مسئلة القبر لنجا سعد بن معاذ ولقد ضم ثم ارخا عنه رواه الطبرانی فی الکبیر والأوسط ورجاله موثقون(١٦٦).

ترجمہ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس دن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تعالیٰ کو دفن کیا ان کی قبر کے کنارے پر بیٹھے تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اگر کوئی شخص قبر کی آزمائش سے یا فرمایا قبر کے سوال سے نجات پاتا تو البتہ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نجات پاتے البتہ تحقیق ایک دفعہ تو ان کو بھی بھینچا گیا، پھر ان سے کشائش کر دی گئی۔''

حدیث انسؓ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عن انسؓ قال توفیت زینب بنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم فخرجنا معه فرأینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم مهتما شدید الحزن فجعلنا لانکلمه حتی انتهینا الی القبر فاذا لم یفرغ من لحده فقعد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم وقعدنا حوله فحدث نفسه هنیعة وجعل

(١٦٦): (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجنائز، باب فی ضغطة القبر، ٣، ص: ٤٦، ٤٧، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

ینظر الی السماء ثم فرغ من القبر فنزل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم فیہ فرأیتہ یزداد حزنہ ثم انہ فرغ فخرج فرأیتہ سری عنہ وتبسم صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم فقلنا یارسول اللّٰہ رأیناک مھتما حزینا فلم نستطع ان نکلمک ثم رأیناک سری عنک فلم ذلک؟ قال کنت اذکر ضیق القبر وغمہ وضعف زینب فکان ذلک یشق علی فدعوت اللّٰہ عزوجل ان یخفف عنھا ففعل ولقد ضغطھا ضغطۃ سمعھا من بین الخافقین (۱۶۷).

ترجمہ:...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوئی تو ہم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہایت ہی غمگین ہیں، پس ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بات نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ قبر پر گئے تو دیکھا کہ ابھی ان کی لحد سے فراغت نہیں ہوئی، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے اور وہ تھوڑی دیر دل میں کچھ سوچتے رہے اور آپ آسمان کی طرف دیکھتے رہے پھر قبر سے فراغت ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر میں بہ نفس نفیس اترے، پس میں نے دیکھا کہ آپ کا غم بڑھ رہا ہے، پھر آپ فارغ ہوگئے، پس باہر نکلے تو میں نے دیکھا کہ آپ کی وہ کیفیت زائل ہوگئی اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ

---

(۱۶۷): أخرجہ الھیثمیؒ وقال رواہ الطبرانی فی الکبیر والأوسط واسنادہ ضعیف. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجنائز، باب فی ضغطۃ القبر، ج: ۳، ص: ۴۷، ط، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

علیہ وسلم نے تبسم فرمایا، پس ہم نے کہا یا رسول اللہ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ شدید غمگین اور فکر مند ہیں، اس لئے ہم آپ سے بات نہیں کر سکے، پھر ہم نے دیکھا کہ آپ کی وہ کیفیت زائل ہوگئی، فرمایا: اس کی وجہ یہ تھی کہ میں قبر کی تنگی اور غم کو اور زینب رضی اللہ عنہا کے ضعف کو یاد کرتا تھا، پس یہ چیز مجھ پر شاق گزرتی تھی، پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان سے تخفیف فرمادیں پس اللہ نے ایسا ہی کیا، قبر نے اس کو ایسا بھینچا تھا کہ مشرق ومغرب کے لوگ اس کو سنتے"۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

" عن عبد اللّٰہ قال اذا ادخل الرجل قبرہ فان کان من اھل السعادۃ ثبتہ اللّٰہ بالقول الثابت فیسأل ما انت فیقول أنا عبداللّٰہ حیا ومیتا واشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ قال فیقال کذلک کنت فیوسع علیہ قبرہ ماشاء اللّٰہ ویفتح لہ باب الی الجنۃ......الخ (۱۶۸).

ترجمہ:...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وایت ہے کہ جب آدمی کو اس کی قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اگر وہ اہل سعادت میں سے ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قول ثابت کے ساتھ ثابت قدم رکھتے ہیں پس اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تو کون ہے؟ پس وہ کہتا ہے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ

---

(۱۶۸): (کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، الموت وأحوال تقع بعدہ، عذاب القبر، ص: ۲۰۵۶، رقم: ۴۲۵۲۰، ط، بیت الأفکار الدولیة)

تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، فرمایا پس اس کو کہا جاتا ہے تو ایسا ہی تھا، پس اس پر اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے جتنی کہ اللہ کو منظور ہے اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ الخ

حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

فینادی مناد من السماء ان کذب عبدی فافرشوا له من النار وافتحوا له باباً فی النار فیأتیه حرها ولمومها ویضیق علیه قبره حتی تختلف اضلاعه(۱۶۹).

ترجمہ:...... دوزخی کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا پس آسمان سے ایک منادی اعلان کرتا ہے کہ میرا بندہ جھوٹ بولتا ہے پس اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور اس کے لئے آگ کی طرف دروازہ کھول دو، پس اس شخص کو آگ کی تپش اور لو پہنچتی ہے اور قبر اس پر تنگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر سے ادھر نکل جاتی ہیں۔

حدیث معاذ رضی اللہ عنہ

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"الضمة فی القبر کفارة لکل مومن لکل ذنب بقی

---

(۱۶۹): عبدالرزاق عن ابن جریج قال: عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ: وذکر منکراً ونکیراً، یخرجان فی أفواههما وأعیینهما النار، وعلیهما المسوح، وترجف به الأرض، حتی اذا حیل بینه وبین عقله فلم یعقل شیئاً بعقله الا ما ألقی اللّٰه علی لسانه، فقالا: .....وانظر الی مقعدک من النار، ثم یسلب کفنه، فیبدل ثیاباً من نار، ویضیق علیه حتی تختلف فیه أضلاعه، ثم یفتح بینه وبین النار کوة تخرج علیه منها حرها، وریحها، ونتنها. (المصنف لعبدالرزاق، کتاب الجنائز، باب فتنة القبر، ج: ۳، ص: ۵۹۰، ۵۹۱، رقم: ٦٧٥٩، ط، المکتب الاسلامی)

عليه ولم يغفر له(۱۷۰).

ترجمہ:......"قبر میں بھینچنا ہر مومن کے لئے کفارہ ہے ہر اس گناہ کے لئے جو اس پر باقی ہو اور اس کی مغفرت نہ ہوئی ہو۔"

حدیث عبید بن عمیرؓ

حضرت عبید بن عمیرؓ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"ثم يسلب كفنه فيبدل ثيابا من نار ويضيق عليه حتى تختلف فيه اضلاعه"(۱۷۱).

ترجمہ:......"پھر اس کا کفن چھین لیا جاتا ہے اور اس کے بجائے آگ کے کپڑے بدل دیئے جاتے ہیں، اور قبر اس پر تنگ کر دی جاتی ہے، یہاں تک کہ اس میں اس کی پسلیاں ادھر سے ادھر نکل جاتی ہیں"۔

حدیث صفیہ بنت ابی عبیدؓ

حضرت صفیہ بنت ابو عبیدؓ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

وعن نافع قال أتينا صفية بنت أبي عبيد فحدثنا أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال ان كنت لأرى لو أن احدا اعفى من ضغطة القبر لعفي سعدبن معاذ ولقد ضم ضمة(۱۷۲).

---

(۱۷۰): **أخرجه الهيثميّ وقال رواه الطبراني في الأوسط وهو مرسل وفي اسناده من لم أعرفه.** (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الجنائز، باب في ضغطة القبر، ج: ۳، ص: ٤٧، ط، دار الكتاب العربي بيروت لبنان)

(۱۷۱): (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الجنائز، باب في ضغطة القبر، ج: ۳، ص: ٤٧، ط، دار الكتاب العربي بيروت لبنان)

(۱۷۲): **أخرجه الامام أحمد رحمه الله تعالى في مسنده واللفظ له، وقال**

ترجمہ:......حضرت نافع فرماتے ہیں کہ ہم حضرت صفیہ بنت ابی عبیدؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے (یہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی اہلیہ تھیں) تو انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا خیال یہ تھا کہ اگر کسی کو قبر کے بھینچنے سے معافی مل جائے گی تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضرور معافی ملے گی، اور البتہ تحقیق ایک دفعہ تو ان کو بھی بھینچا گیا۔''

حدیث ابوایوبؓ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

وعن ابی ایوب ان صبیا دفن فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم لو افلت احد من ضمة القبر لافلت هذا الصبی رواه الطبرانی فی الکبیر ورجاله رجال الصحیح (۱۷۳).

العلامة الساعاتی فی تخرجه: رواه ابن اسحاق فی المغازی، و اورده الهیثمیؒ وقال رواه أحمد ورجاله ثقات. (الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانیؒ مع شرحه بلوغ الأمانی من اسرار الفتح الربانی، کتاب السیرة النبویة، أبواب غزوة بدر الکبریٰ، باب اخبار النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم بمصارع صنادید قریش قبل موتهم الخ، ج: ۲۱، ص: ٤١، ط، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان/ صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، ص: ۲۷۰، رقم: ۱۳۷۰، ط، دار السلام ریاض)

(۱۷۳): (أخرجه النسائی فی سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب أرواح المؤمنین، ص: ۲۹۰، ۲۹۱، ط، دار السلام، وقال العلامة الولوی فی تخریجه:أن رجاله کلهم رجال الصحیح، انظر: ذخیر العقبیٰ فی شرح المجتبیٰ، کتاب الجنائز، باب أرواح المومنین، ج: ۲۰، ص: ۱٤٤، رقم: ۲۰۷٤، ط، دار آل بروم)

ترجمہ:...... حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بچہ دفن کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر قبر کی بھینچنے سے محفوظ رہتا تو یہ بچہ ضرور محفوظ رہتا۔

احادیث واقعہ قلیب بدر

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد اس کی روح کا اس کے بدن کے ساتھ تعلق ہوتا ہے جس سے اس کو ثواب وعذاب کا احساس ہوتا ہے، چنانچہ غزوہ بدر کے موقع پر کفار کے ستر سردار مارے گئے، تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ان سب کو گڑھے میں ڈال دیا جائے، جب سب کو گڑھے میں ڈال دیا گیا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس گڑھے پر تشریف لے گئے اور فرمایا اے اہل قلیب! کیا تم نے وہ چیز پائی جس کا تم سے ہمارے رب نے وعدہ کیا تھا؟ کیونکہ میں نے تو وہ چیز پالی جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا تھا، حضرت عمرؓ نے فرمایا آپ ایسے جسموں سے کلام کررہے ہیں جن میں روحیں نہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں ان کو جو کچھ کہہ رہا ہوں، تم ان سے زیادہ نہیں سنتے، مندرجہ ذیل احادیث میں اس کا ذکر ہے۔

هل وجدتم ماوعد ربكم حقّا؟

حدیث عائشہؓ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"عن عائشةؓ قالت أمر رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم بالقتلى أن يطرحوا فى القليب فطرحوا فيه الا ما كان من أمية ابن خلف فانه انتفخ فى درعه فملاها فذهبوا ليخرجوه فتزايل (لحمه) فاقروه والقوا عليه ماغيبه من التراب والحجارة فلما القاهم فى القليب وقف عليهم رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم فقال يا اهل القليب هل

وجدتم ما وعدكم ربكم حقا فاني قد وجدت ما وعدني ربي حقا(۱۷۴).

ترجمہ:...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدر کے مقتولین کے بارے میں یہ حکم فرمایا کہ ان کو گڑھے میں ڈال دیا جائے، چنانچہ ان کو ڈال دیا گیا مگر یہ کہ امیہ بن خلف زرہ میں پھول گیا تھا، پس اس نے اس کو بھر دیا تھا، اس کو حرکت دینے لگے تو وہ اور زیادہ بڑھتا جاتا، پس اس کو ویسا ہی رکھا اور اس پر کوئی ایسی چیز ڈال دی جو اس کو چھپائے یعنی مٹی اور پتھر، پس جب صحابہؓ نے ان کو اس قلیب (گڑھے) میں ڈالا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان پر کھڑے ہوئے، پس ارشاد فرمایا کہ اے اہل قلیب! کیا تم نے وہ چیز پالی جس کا تم سے تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا میں نے تو وہ چیز پالی جس کا مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا تھا۔ الخ

حدیث انسؓ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

عن انسؓ قال كنا مع بين مكة والمدينة أخذ يحدثنا عن اهل بدر فقال ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ليرينا مصارعهم بالامس، قال: هذا مصرع فلان ان شاء الله غدا، قال عمر والذي بعثه بالحق! ما اخطوه تيک فجعلوه في بير فاتاهم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فنادى يا فلان بن فلان يافلان بن فلان! هل وجدتم ما وعد ربكم حقا؟ فاني

(۱۷۴): (صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر، ص: ۲۷۰، رقم: ۱۳۷۰، ط، دار السلام رياض)

وجدت ماوعدنی اللّٰہ حقا! فقال عمر تکلم اجسادا لا ارواح فیھا؟ فقال ماانتم باسمع لما اقول منھم"(۱۷۵).

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے تو آپ ہم سے اہل بدر کے بارے میں بیان کرنے لگے۔، پس فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شام کے وقت ہمیں ان کی قتل گاہیں دیکھا رہے تھے اور فرمارہے تھے کہ یہ ان شاء اللہ کل فلاں آدمی کی قتل گاہ ہوگی، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا اور وہ لوگ ان جگہوں سے ادھر ادھر نہیں ہوئے، پس ان کو ایک گڑھے میں ڈال دیا گیا، پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے، پس پکار کر فرمایا اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا تم نے پالیا ہے جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا حق کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا تو میں نے حق پایا، پس حضرت عمرؓ نے کہا آپ ایسے جسموں سے کلام فرماتے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں؟ پس ارشاد فرمایا میں ان کو جو کچھ کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ نہیں سنتے۔"

حدیث عبداللہ بن عمرؓ

حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

حدثنی نافع عن ابن عمرؓ أخبرہ، قال: اطلع النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم علی اھل القلیب، فقال: ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا؟ فقیل لہ: تدعوا امواتا؟ قال ما انتم

(۱۷۵): (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قتل أبی جھل، ص: ۸۱۶، ۸۱۷، رقم: ۳۹۷۶، ط، دار السلام ریاض)

بأسمع منهم، ولكن لا يجيبون.

ترجمہ:...... ''حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس گڑھے کی طرف جھانکا جس میں بدر کے کافر مقتول ڈال دیئے گئے تھے، پس فرمایا کیا تم نے پایا اس چیز کو جس کا تم سے، تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا سچ؟ پس عرض کیا گیا کہ آپ بے جان مردوں کو پکارتے ہیں؟ فرمایا تم میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سنتے لیکن وہ جواب نہیں دیتے''۔

حدیث ابن عباسؓ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" اخبرج ابو سهل السرى ابن سهل الجند نيسابورى الخامس من حديثه من طريق عبد القدوس عن ابى صالح عن ابن عباس فى قوله فانك لاتسمع الموتىٰ وما أنت بمسمع من فى القبور قال كان النبى صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم يقف على القتلى يوم بدر ويقول هل وجدتم ماوعد ربكم حقا.

ترجمہ...... '' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے " **لاتسمع الموتى** اور **ومـا انت بمسمع من فى القبور** (بے شک آپ نہیں سنا سکتے مردوں کو'' اور ''نہیں سنانے والے ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں) کی تفسیر میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے مقتولین پر بدر کے دن اور یوں فرماتے تھے کہ جو وعدہ تم سے تمہارے رب نے کیا تھا وہ تم نے سچ پالیا یا نہیں؟ الخ''

حدیث ابوطلحہؓ

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"عن ابی طلحة ان نبی اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم امر یوم بدر باربعة وعشرین رجلا من صنادید قریش فقذفوا فی طوی من اطواء بدر خبیث مخبث وکان اذا ظهر علی قوم اقام بالعرصة ثلاث لیال فلما کان ببدر الثالث امر براحلته فشد علیها رحلها ثم مشی واتبعه اصحابه وقالوا: ما نریٰ ینطلق الا لبعض حاجته حتی قام علی شفة الرکی فجعل ینادیهم باسمائهم واسماء آبائهم: یافلان بن فلان! ویافلان بن فلان ایسرکم انکم اطعتم اللّٰہ ورسوله؟ فانا قد وجدنا ماوعدنا ربنا حقا فهل وجدتم ما وعد ربکم حقا قال فقال عمر یارسول اللّٰہ ماتکلم من اجساد لا ارواح لها فقال النبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم والذی نفس محمد بیده ما انتم باسمع لما اقول منهم.

ترجمہ...... حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدر کے دن چوبیس آدمیوں کے بارے میں جو قریش کے رئیس تھے حکم فرمایا کہ ان کو بدر کے گندے اور خبیث گڑھے میں ڈال دیا جائے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی قوم پر غالب آتے تھے تو اس میدان میں تین دن ٹھہرتے تھے، جب تیسرا دن ہوا تو اپنی سواری (تیار کرنے) کے بارے میں حکم فرمایا پس اس کا کجاوہ کسا گیا، پھر تشریف لے گئے اور آپ کے صحابہ آپکے ساتھ تھے اور ہم نہیں جانتے تھے مگر یہ کہ آپ کسی کام کے لئے تشریف لے جارہے ہیں، یہاں تک کہ کھڑے ہوئے اس گڑھے کے کنارے پر، پس ان کا اور ان کے باپوں کا نام لے کر پکارنے لگے کہ اے فلاں بن فلاں اور اے فلاں بن

فلاں! کیا تم کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کی بات مان لی ہوتی؟ کیونکہ ہم نے جو ہم سے ہمارے رب نے وعدہ کیا تھا اس کو سچا پایا، پس کیا تم نے پالیا ہے جو تمہارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا حق؟ راوی کہتے ہیں کہ پس حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ایسے جسموں سے گفتگو فرماتے ہیں جن میں روح نہیں پس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان اس کے قبضہ میں ہے تم میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سنتے۔"

حدیث موسیٰ بن عقبہؓ

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

" وامر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم بقتلیٰ قریش من المشرکین فالقوا فی قلیب بدر ولعنهم وهو قائم یسمیهم باسمائهم غیران امیة ابن خلف کان رجلا مسمنا فانتفخ فی یومه فلما ارادوا ان یلقوه فی القلیب تفقا فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم دعوه! وهو یلعنهم هل وجدتم ماوعد ربکم حقا"۔

ترجمہ......اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقتولین قریش کے بارے میں حکم فرمایا تو ان کو بدر کے گڑھے میں ڈال دیا گیا اور ان پر لعنت فرمائی اور آپ کھڑے تھے ان کا اور ان کے باپوں کا نام لے رہے تھے سوائے امیہ بن خلف کے کہ وہ موٹا تازہ آدمی تھا پس اس دن پھول گیا، پس جب لوگوں نے اس کو گڑھے میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو پھٹ گیا، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو چھوڑ دو اور آپ ان پر لعنت فرما رہے تھے "جو وعدہ تم سے تمہارے رب نے کیا تھا تم نے اس کو سچ پایا یا نہیں"۔

لاتؤذ صاحب القبر

قبر مٹی کا ڈھیر نہیں، بلکہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے قبر والے کو نہ صرف یہ کہ قبر کے ثواب وعذاب کا احساس ہوتا ہے بلکہ قبر پر چڑھنے سے بھی اس کو ایذا ہوتی ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبرستان جانے کے آداب بیان فرمائیں ہیں۔ مندرجہ ذیل احادیث میں اس کا ذکر ہے۔

"عن زیاد بن نعیم ان ابن حزم ابا عمارة أو ابا عمرو قال رانی النبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم وأنا علی قبر فقال: قم لاتؤذ صاحب القبر او یؤذیک".

ترجمہ:...... حضرت ابو عمارہ یا ابو عمرو فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں قبر کے ساتھ ٹھیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا، آپ نے فرمایا: اٹھ جاؤ، قبر والے کو ایذا نہ دو، یا فرمایا کہ قبر سے ٹیک نہ لگاؤ کہ یہ تیرے لیے عذاب کا سبب ہوگا۔"

"عن عمرو بن حزم قال رأنی النبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم وأنا متکئی علی قبر قال: لاتؤذ صاحب القبر!".

ترجمہ...... حضرت عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یکھا کہ میں قبر کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر والے کو ایذا نہ پہنچاؤ۔

"عن عمارة بن حزم رضی اللّٰہ تعالی عنه قال: رانی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم جالساً علی قبر، قال: أنزل عن القبر! لاتؤذ صاحب القبر ولایؤذیک".

ترجمہ...... حضرت عمارہ بن حزمؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے قبر پر بیٹھے دیکھا تو فرمایا قبر والے کو ایذا نہ دے قبر

سے اُتر جا، تاکہ تیرا یہ عمل تیرے لئے عذاب آخرت کا سبب نہ بنے۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ:

الف......عذاب وثواب قبر برحق ہے۔

ب......عذاب وثواب کا تعلق اسی گڑھے سے ہے جس کو عرف عام میں قبر کہا جاتا ہے، چنانچہ حدیث میں صراحت فرمائی گئی ہے "القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر النار" (قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے)۔

ج......اور یہ بھی ثابت ہوا کہ عذاب وثواب قبر کی احادیث متواتر ہیں اور ان انکار ایک مسلمان کے لئے (جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو) ممکن نہیں۔

د...... چونکہ برزخ کے معاملات عام لوگوں کے احساس ومشاہدہ سے ماوراء ہیں، اس لئے عذاب وثواب قبر کا انکار محض اپنے احساس ومشاہدہ کی بناء پر قطعاً غلط ہے، اس لئے ہمیں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات اور مشاہدات پر ایمان رکھنا ضروری ہے، اور وہ بقدر ضرورت اوپر آچکے ہیں، جو ایک مومن کے لئے کافی وشافی ہیں۔

چہارم......اب تک ہم نے عام اموات کے بارے میں گفتگو کی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ ان کا عذاب وثواب متواتر ہے جس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں، اس پر ایمان لانا فرض ہے، اور اس کے منکر کے حق میں اندیشۂ کفر ہے۔

اب ہم اس پر گفتگو کریں گے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص سید الانبیاء سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنی قبر شریف میں حیات ہونا اور حیات کے تمام لوازم کے ساتھ متصف ہونا برحق اور قطعی ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے، چنانچہ مذکورہ بالا تقریباً ایک سو پچاس احادیث سے حضرات انبیاء کرام کی حیات (جو عام اموات، شہداء اور صدیقین سے افضل ہیں) دلالت النص سے بطریق اولیٰ ثابت ہوتی

ہے، چنانچہ محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس سرہٗ اپنے رفیق خاص حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوریؒ کے نام لکھے گئے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

۱......شہداء کے لئے بنص قرآن ''حیات'' حاصل ہے اور مزید دفع تجویز کے لئے ''**یرزقون**'' کا ذکر بھی کیا گیا۔ جیسے آج کل محاورہ بھی ہے ''**فلان حی یرزق**'' عام اہل برزخ سے ان کی حیات ممتاز ہے۔

۲......جب انبیاء کا درجہ عام شہداء سے اعلیٰ وارفع ہے تو بدلالۃ النص یا بالاولیٰ خود قرآن کریم سے ان کی حیات ثابت ہوئی (علیہم الصلوات والتسلیمات) اور جب مرتبہ اعلیٰ وارفع ہے تو حیات بھی اقویٰ واکمل ہوگی۔

۳......اس حیات کی اکملیت کے بارے میں دو حدیثیں آئی ہیں...... ''**ان اللّٰہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء**'' اور حدیث ''**الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون**'' اور اس کے علاوہ بھی روایات ہیں......اور ان احادیث کے شواہد کے طور پر دیگر احادیث صحیحہ موجود ہیں مثلاً موسیٰ علیہ السلام کا تلبیہ حج۔

۴......روح کے تعلقات اجساد سے پانچ قسم کے ہیں: (۱) فی حالۃ الجنین، (۲) بعد الولادۃ فی الدنیا، اس کی دو صورتیں ہیں (۳) حالت نوم میں اور حالت یقظہ میں، (۴) بعد الموت فی البرزخ، (۵) بعد البعث فی الحشر۔

ضعیف ترین اول ورابع ہے، قوی ترین خامس اور متوسط دنیوی ہے ''**کما حققہ المتکلمون وابن القیم فی کتاب الروح والقاری فی شرح الفقہ الاکبر**''۔

۵......انبیاء کرام علیہم السلام کی نوم جیسے ممتاز ہے عام نوم سے (**ان عینای تنامان ولا ینام قلبی**) اسی طرح ان کی موت کی حالت بھی عام اموات جیسی نہیں ''**النوم اخ الموت**'' اور ''عام موتی میں تحقیق موت کے وقت انقطاع الروح عن الجسد بالکلیہ ہوتا ہے اور یہاں بالکلیہ نہیں ہوتا اور پھر علوم مرتبہ جتنا ہوتا ہے اتنا ہی تعلق قوی ہوگا۔

۶......مفارقۃ الروح عن الجسد سے مفارقت تعلق الروح عن الجسد لازم نہیں آتا۔

۷...... نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسد مبارک کو تروح کی کیفیت حاصل ہے، جیسے معراج میں جسد پر روح کی کیفیت طاری ہوئی، تجسد ارواح اور تروح اجساد دونوں کی نظیریں عالم شہادت میں ہیں تو عالم ارواح میں کیوں استبعاد کیا جائے جبکہ اس کا تعلق عالم غیب سے ہے۔

۸...... دنیا میں صوفیاء کرام کے یہاں ابدان مثالیہ کا تعدد وقت واحد میں متعدد امکنہ میں ظہور اور آثار کے ثبوت پر مشہور واقعات ہیں، انبیاء کرام کی نقل وحرکت بالا جساد المتز وجہ اس کی نظیر ہوگی۔

۹...... الغرض انبیاء کرام کے لئے حیات وبقائے اجساد، نقل وحرکت، ادراک وعلم سب چیزیں حاصل ہیں۔

۱۰...... یہ حیات، دینوی حیات کے مماثل بلکہ اس سے اقویٰ ہے، دنیا میں ہمیشہ جسد کو روح کی خاصیت حاصل نہیں ہوتی اور برزخ میں ہوتی ہے اب اگر اس کو حیات دنیوی سے بعض حضرات نے تعبیر کیا ہے تو اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے کیا ہے، بہرحال وہ حیات دنیوی بھی ہے اور حیات برزخی بھی، صرف حیات برزخی نہیں جس میں عام شہداء یا اموات بھی شریک ہوں، بلکہ اقویٰ واکمل ہے اس لئے حیات دنیوی کے مماثل ہے، بلکہ اس سے بھی اقویٰ ہے۔

اختلاف تعبیرات میں نزاع لفظی ہے اس دنیا سے رسمی ختم ہونے کے بعد برزخی دور شروع ہوتا ہے اب جو چاہے اطلاق کیا جائے۔

۱۱...... اگر احادیث ونصوص میں حیات کا ثبوت ہے اور پھر عدم نکاح بالا زواج المطہرات اور عدم توریث وغیرہ کی علت اصل حیات کو کہا جائے تو درست ہے، بہرحال حکم شرعی کی کوئی علت ہی ہوتی ہے اور یہاں تو علت از قبیل العلل المعتبرہ کے ہوگی نہ کہ علل مرسلہ کی قسم سے اور اس علت کی تنقیح، اصول تنقیح المناط اور تحقیق المناط سے زیادہ قطعی ہوگی۔

خیر القرون سے لے کر چودہ صدیوں تک اس مسئلہ میں کسی قسم کا کوئی اختلاف وافتراق نہیں تھا بلکہ تمام اکابر امت نے اپنی اپنی تصنیفات میں اپنے اپنے انداز میں اس مسئلہ کو واضح فرمایا، یہاں تک کے اکابر اسلاف میں سے بعض حضرات نے اس موضوع پر مشتمل رسائل تصنیف فرمائے اور ثابت کیا کہ حیات انبیاء کا مسئلہ بالکل واضح، بے غبار اور امت کا اجماعی عقیدہ رہا ہے اور جس طرح شہداء کرام کی حیات قرآن کریم سے ثابت ہے، اسی طرح حضرات انبیاء کرام کی حیات بھی بطور دلالت النص قرآن کریم سے ثابت ہے، لیکن ناس ہو تو خود رائی وخود روی اور اسلاف بیزاری کا کہ اس نے تحقیق کے نام پر جہالت، اور سنت کے نام پر بدعت کو رواج دیا، جس کہ وجہ نام نہاد محققین نے جہاں دوسرے بعض اجماعی مسائل سے انحراف کیا وہاں اس عقیدہ کا بھی انکار کر دیا، چنانچہ محدث العصر حضرت بنوری تحریر فرماتے ہیں۔

"انبیاء کرام علیہم الصلوات والسلام کی حیات بعد الممات کا مسئلہ صاف اور متفقہ مسئلہ تھا شہداء کی حیات بنص قرآن ثابت تھی اور دلالتہ النص سے انبیاء کرام کی حیات قرآن سے ثابت تھی اور احادیث نبویہ سے عبارۃ النص کے ذریعہ ثابت تھی لیکن برا ہوا اختلاف اور فتنوں کا کہ ایک مسلمہ حقیقت زیر بحث آکر مشتبہ ہوگی، کتنی ہی تاریخی بدیہات کو کج بحثوں نے نظری بنالیا اور کتنے ہی حقائق شرعیہ کو کج فہمی نے مسخ کر کے رکھ دیا، یہ دنیا ہے اور دنیا کے مزاج میں داخل ہے کہ یہاں ہر دور میں کج فہم، کجرو اور کج بحث موجود ہوتے ہیں زبان بند کرنا تو اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت میں ہے، ملا حدہ وزنادقہ کی زبان کب بند ہو سکی؟ کیا اس دور میں امام حسینؓ کی شہادت کو افسانہ نہیں بنایا گیا؟ اور یہ کہا گیا کہ یہ واقعہ ہے نہیں؟ اور کیا امام حسینؓ باغی اور واجب القتل اور یزید (بن معاویہؓ) کو امیر المومنین اور خلیفہ برحق نہیں کیا گیا؟ کسی صحیح حدیث کو ضعیف بنانے کے لئے کسی راوی کے بارے میں

کتب رجال میں جرح کا کوئی دیکھ لینا بس کافی ہے کہ اس پر بنیاد قائم کی جائے؟ اگر عقل سے کام نہ لیا جائے اور صرف کسی کتاب میں جرح کو دیکھا جائے تو امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ، اما شافعیؒ، امام احمد تمام کے تمام ائمہ مجروح ہو کر دین کا سرمایہ ختم ہی ہو جائے گا۔

الغرض حیات انبیاء کرام علیہم السلام کا مسئلہ بھی تقریباً اسی قسم کی کج بحثوں میں الجھ کر اچھا خاصا فتنہ بن گیا عصمت تو انبیاء کرام کا خاصہ ہے، علماء معصوم تو ہیں نہیں، کچھ حضرات نے دانستہ یا نادانستہ حدیثی وکلامی بحثیں پیدا کردیں اور سمجھا یہ گیا یا سمجھایا گیا کہ اس طرح توسل بالاموات اور استعانت بغیر اللہ وغیرہ وغیرہ بہت سی بدعات کا خاتمہ ہو جائے گا، گویا علاج یہ تجویز کیا گیا کہ حیات انبیاء سے انکار کرتے ہی یہ مفاسد ختم ہو سکتے ہیں، اس کی مثال تو ایسی ہوئی کہ بارش سے بچنے کے لئے پرنالے کے نیچے جا کر بیٹھ گئے، بہر حال ان تفصیلات میں جانے کی حاجت نہیں خلفشار کو ختم کرنے کے لئے ارباب فکر وخلوص نے چند حضرات کے نام تجویز کئے کہ اس اختلاف کو جس نے فتنہ کی شکل اختیار کرلی ہے، ختم کرنے کی کوشش کریں اور راقم الحروف کا نام بھی انہیں میں شامل تھا، تجویز یہ ہوئی کہ اس موضوع پر ایک محققانہ کتاب موثر انداز میں لکھی جائے اور تشکیک پیدا کرنے والے حضرات کے شبہات کا جواب بھی دیا جائے، اور مسئلہ کے تمام گوشوں پر سیر حاصل تبصرہ بھی کیا جائے باتفاق رائے اس کام کی انجام دہی کے لئے برادر گرامی مآثر مولانا ابوالزاہد مولانا سرفراز صاحب منتخب ہوگئے جس کے دماغ میں بحث وتمحیص کی صلاحیت بھی ہے اور قلم میں پختگی بھی، علوم دینیہ اور حدیث اور جال سے اچھی اور قابل قدر مناسبت بلکہ عمدہ بصیرت بھی ہے، مختلف مکان سے غرر نقول جمع کرنے کی پوری قدرت بھی ہے اور حسن

ترتیب کی پوری اہلیت بھی، الحمد اللہ کہ برادر موصوف نے توقع سے زیادہ مواد جمع کر کے تمام گوشوں کو خواب واضح کر دیا اور تحقیق کا حق ادا کر دیا میرے ناقص خیال میں اب یہ تالیف (تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور) اس مسئلہ میں جامع ترین تصنیف ہے اور اس دور میں جتنی تصانیف اس مسئلہ پر لکھی گئی ہیں ان سب میں جامع، واضح، عالمانہ بلکہ محققانہ ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کی اس خدمت کو قبول سے نوازے اورر اس قسم کی مزید خدمت کی توفیق فرمائے''۔

اس تمہید کے بعد اب ہم بالترتیب قرآن وسنت اور اجماع امت کے حوالہ سے حیاۃ النبی پر چند گزارشات پیش کریں گے اس سے پہلے ملاحظہ ہو حیات الانبیاء قرآن کریم کی روشنی میں:

حیاۃ الانبیاء قرآن کی روشنی میں

قرآن کریم میں بیشتر مقامات پر حیات الانبیاء کا ثبوت اشارتاً دلالتاً اور اقتضاءً ملتا ہے، ان سب کا احصاء مشکل بھی ہے اور موجب طول بھی اس لئے اختصار کے پیش نظر چند آیتوں کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے:

ا ...... **واسئل من أرسلنا من قبلک من رسلنا أجعلنا من دون الرحمٰن ألهة يعبدون.** (الزخرف: ٤٥)

ترجمہ...... ''اور آپ ان سب پیغمبروں سے جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے، پوچھ لیجئے کہ کیا ہم نے خدائے رحمٰن کے سوا دوسرے معبود ٹھہرا دیئے تھے کہ ان کی عبادت کی جائے؟''

اس آیت کے ذیل میں صاحب ''زادالمسیر'' لکھتے ہیں:

" انه لما أسرى به جمع الأنبياء فصلى بهم ثم قال له جبريل :سل من ارسلنا قبلک الأية فقال: لا أسأل قد اكتفيت

رواه عطاء عن ابن عباس وهذا قول سعيد بن جبير والزهری وابن زيد قالوا: جمع له الرسل ليلة أسری به فلقيهم وأمر أن يسألهم فما شک ولا سأل (۱۷۶).

ترجمہ...... جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج پر پہنچایا گیا تو آپ کے لئے تمام انبیاء کو جمع کیا گیا، آپ نے نماز میں ان سب کی امامت فرمائی، پھر حضرت جبرئیلؑ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ ''آپ ان سب پیغمبروں سے پوچھئے جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے...... الخ۔'' پس آپ نے فرمایا مجھے سوال کی ضرورت نہیں، میں نے اس پر اکتفا کیا (جو مجھے بتلایا گیا) حضرت سعید بن جبیر، زہری اور ابن زید فرماتے ہیں کہ معراج کی رات آپ کے لئے تمام انبیاء کرام کو جمع کیا گیا، اس موقع پر آپ کی ان سے ملاقات ہوئی اور آپ کو حکم ہوا کہ آپ ان سے پوچھئے، پس آپ کو نہ تو شک تھا اور نہ آپ نے پوچھا۔''

''تفسیر کبیر'' میں ہے:

قال عطاء عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالی عنه لما أسری به صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم الی المسجد الأقصیٰ بعث اللّٰہ له آدم وجمع المرسلين من ولده فاذن جبريل ثم أقام فقال: يا محمد! تقدم فصل بهم فلما فرغ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم من الصلاة قال له جبريل عليه السلام: واسال يا محمد من أرسلنا من قبلک من رسلنا...الآية، فقال صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم لا أسأل لأنی

---

(۱۷۶): (زاد المسیر فی علم التفسیر، سورة الزخرف، الآیة: ۴۵، ج: ۷، ص: ۳۱۹، ط، المکتب الاسلامی)

لست شاكا فيه(۱۷۷).

ترجمہ.... حضرت عطاء حضرت ابن عباسؓ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج پر لے جایا گیا اور جب آپ مسجد اقصیٰ میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام جو ان کی اولاد میں سے تھے سب کو جمع کیا پس حضرت جبرئیل نے اذان اور اقامت کہی اور عرض کیا یا محمدؐ! آگے بڑھیے اور ان کو نماز پڑھائیے، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا اے محمدؐ! اور پوچھیے ان سے جن کو ہم نے آپ سے پہلے رسول بنا کر بھیجا ہے، پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان سے کچھ نہیں پوچھتا کہ مجھے اس میں کوئی شک نہیں۔"

"تفسیر قرطبی" میں اس کی مزید تفصیلات یوں بیان کی گئی ہیں:

"لما أسرى برسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من المسجد الحرام الى المسجد الأقصى۔ وهو مسجد بيت المقدس۔ بعث الله له آدم ومن ولد من المرسلين وجبريل مع النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فأذن جبريل عليه السلام ثم أقام الصلوٰة ثم قال: يا محمد! تقدم فصل بهم فلما فرغ رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال له جبريل عليه السلام: سل يا محمد من أرسلنا من قبلك من رسلنا أجعلنا من دون الرحمٰن آلهة يعبدون فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: لا أسأل قد اكتفيت. قال ابن عباسؓ:

(۱۷۷): (تفسير كبير للرازیؒ، سورة الزخرف، الآية: ٤٥، ج: ٢٧، ص: ٢١٧، ط، دار الفكر)

وكانوا سبعين نبياً منهم ابراهيم وموسىٰ وعيسىٰ عليهم السلام فلم يسألهم لأنه كان أعلم بالله منهم، في غير رواية ابن عباسؓ: فصلوا خلف رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم سبعة صفوف، المرسلون ثلاثة صفوف والنبيون أربعة وكان يلي ظهر رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ابراهيم خليل الله وعلىٰ يمينه اسماعيل وعلىٰ يساره اسحاق ثم موسىٰ ثم سائر المرسلين فأمهم ركعتين، فلما انفتل قام فقال: ان ربي أوحىٰ اليّ ان اسألك هل أرسل أحد منكم يدعو الى عبادة غير الله؟ فقالوا: يامحمد! ان نشهد انا أرسلنا أجمعين بدعوة واحدة أن لا اله الا الله وأن ما يعبدون من دونه باطل، وأنك خاتم النبين وسيد المرسلين، قد استبان ذلك لنا بامامتك ايانا وأن لانبي بعدك الىٰ يوم القيامة الا عيسىٰ بن مريم فانه مأمور أن يتبع أثرك (۱۷۸).

ترجمہ:۔ ”جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک معراج پر لے جایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور جو ان کی اولاد میں سے انبیاء تھے سب کو اکٹھا فرمایا، جبرئیل علیہ السلام بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، پس جبرئیلؑ نے اذان واقامت کہی اور عرض کیا: اے محمد! آگے بڑھیئے اور ان کو نماز پڑھایئے، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوال کیجئے ان رسولوں سے جو آپ سے

(۱۷۸): (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، سورة الزخرف، الآية: ٤٥، ج: ١٩، ص: ٥٤، ٥٥، ط، مؤسسة الرسالة بيروت لبنان)

پہلے بھیجے گئے تھے کہ کیا ہم نے اللہ کے علاوہ کوئی معبود بنائے تھے کہ جن کی پوجا کی جاتی تھی؟ پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے سوال کی ضرورت نہیں کہ میں نے اس پر کفایت کی (جو مجھے بتایا گیا)۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہاں ستر نبی تھے، جن میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام بھی تھے، پس آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ان سے کوئی سوال نہیں کیا، اس لیے کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان سب سے زیادہ اللہ کی جانب سے علم رکھتے تھے، ابن عباسؓ کی روایت کے علاوہ دوسری روایت میں ہے کہ: پس آپ کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی سات صفیں تھیں، جن میں سے تین صفیں رسولوں کی اور چار انبیاء کی تھیں، آپ کے پیچھے متصل حضرت ابراہیم علیہ السلام، دائیں جانب حضرت اسماعیل علیہ السلام اور بائیں جانب حضرت اسحٰق علیہ السلام پھر موسیٰ علیہ السلام، پھر عیسیٰ علیہ السلام اور پھر تمام انبیاء تھے، آپ نے ان کو دو رکعتیں نماز پڑھائی، جب آپ نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا: بے شک میرے رب نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ میں آپ سے سوال کروں کہ کیا تم میں سے کوئی ایک ایسا رسول بھیجا گیا تھا جو لوگوں کو غیر اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہو؟ ان سب نے کہا: اے محمد! بے شک ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم بھیجے گئے ایک (اللہ) کی طرف دعوت دینے کے لئے اور یہ کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے اور یہ کہ جو لوگ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرتے ہیں وہ سب باطل ہے، بے شک آپ خاتم النبیین اور تمام رسولوں کے سردار ہیں اور یہ بات اس سے واضح ہو گئی ہے کہ آپ نے ہماری امامت فرمائی ہے اور یہ کہ آپ کے علاوہ قیامت تک کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا سوائے عیسیٰ ابن مریم کے کہ بے شک وہ اس پر مامور

ہے کہ وہ آپ کی اتباع کرے۔''

اسی طرح اس آیت سے حیات الانبیاء پر استدلال کرتے ہوئے خاتمۃ المحدثین علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ:

''یستدل به علی حیاة الأنبیاء''.

۲. وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی الْکِتَابَ فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِقَآئِهٖ. (الم سجدة:۲۳)

ترجمہ....اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی سو آپ اس کے ملنے پر شک نہ کیجئے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں:

''معراج کی رات ان سے ملے تھے اور بھی کئی بار''۔

اور ملاقات بغیر حیات ممکن نہیں، لہٰذا اس آیت میں اقتضاء النص سے حیات النبی کا ثبوت ہوتا ہے، یہاں اصول فقہ کا یہ مسئلہ بھی پیش نظر رہنا چاہئے کہ جو حکم اقتضاء النص سے ثابت ہوتا ہے وہ بحالت انفراد قوت واستدلال میں عبارت النص کے مثل ہوتا ہے۔

اسی طرح علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وأراد بذالک لقائه صلی الله تعالی علیه وسلم ایاه لیلة الاسراء کما ذکر فی الصحیحین وغیرهما، وروی نحو ذلک عن قتادة وجماعة من السلف....... وکان المراد من قوله تعالی ''فلاتکن فی مریة من لقائه'' علی هذا وعده تعالی نبیه علیه السلام بلقاء موسی وتکون الآیة نازلة قبل الاسراء''(۱۷۹).

(۱۷۹): (تفسیر روح المعانی، سورة السجدة، الآیة: ۲۳، ج: ۲۱، ص: ۱۳۸، ط، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

ترجمہ...اس سے مراد یہ ہے کہ معراج کی رات آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تھی، جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں ہے، اور اسی طرح کی ایک اور روایت حضرت قتادہؓ اور سلف کی ایک جماعت سے بھی منقول ہے....اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''سو آپ اس کے ملنے میں شک نہ کیجئے۔'' کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا وعدہ فرمایا۔اس اعتبار سے یہ آیت واقعہ معراج سے پہلے نازل ہوئی ہے۔

تفسیر ''زادالمسیر'' میں ہے:

''والثانی من لقاء موسی لیلة الاسراء قاله ابو العالیه ومجاهد وقتادة وابن السائب''(۱۸۰).

ترجمہ...''دوسری بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات معراج کی رات ہوئی تھی۔''

تفسیر ''بحرمحیط'' میں اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے:

''أی من لقائک موسیٰ أی فی لیلة الاسراء، أی شاهدته حقیقةً وهو النبی الذی اوتی التوراة وقد وصفه الرسول فقال طوال جعد کأنه من رجال شنوٴة حین رآه لیلة الاسراء....''(۱۸۱).

ترجمہ......''یعنی آپ معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

(۱۸۰): (زاد المسیر فی علم التفسیر، سورة السجدة، الآیة: ۲۳، ج: ٦، ص: ۳٤۳، ط، المکتب الاسلامی)

(۱۸۱): (تفسیر البحر المحیط، سوره السجدة، الآیة: ۲۳، ج: ۷، ص: ۱۹۹، ط، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

ملاقات میں شک نہ کیجئے، یعنی آپؐ نے واقعتاً ان کو دیکھا ہے اور وہ وہی نبی تھے جن کو توراۃ دی گئی تھی اور تحقیق آپؐ نے ان کا حلیہ بیان کیا اور فرمایا: وہ لمبے قد گھنگریالے بالوں والے تھے، جیسے قبیلہ شنوءہ کے آدمی ہوتے ہیں......"۔

۳. " وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّاتَشْعُرُوْنَ". (البقرة: ١٥٤)

ترجمہ...... اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں ان کی نسبت یوں نہ کہو کہ وہ مردے ہیں بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں لیکن تم حواس سے ادراک نہیں کرسکتے۔

۴. " بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ، فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ".(آل عمران: ١٦٩)

ترجمہ...... "بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں، ان کو رزق بھی ملتا ہے وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے"۔

ان دونوں آیتوں کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" واذا ثبت أنهم أحياء من حيث النقل فانه يقويه من حيث النظر كون الشهداء أحياء بنص القرآن والأنبياء أفضل من من الشهداء(۱۸۲).

یعنی جب نقل کے اعتبار سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ شہداء زندہ ہیں تو عقل کے اعتبار سے بھی یہ بات پختہ ہوجاتی ہے کہ انبیاء کرامؑ

(۱۸۲): (فتح الباری بشرح صحيح البخاری، كتاب الأنبياء، باب قول الله عزوجل: ﴿واذكر فی الكتاب مريم اذا انتبذت من أهلها﴾، ج: ٦، ص: ٥٦٢)

زندہ ہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام تو شہداء سے ہر حال میں افضل ہیں اس لئے اس آیت سے ان کی حیات بطریق اولیٰ ثابت ہوتی ہے۔

غور فرمائیے کہ حافظ الدنیا کس قدر قوت کے ساتھ آیت کریمہ سے بدلالۃ النص بلکہ بدرجہ اولویت حیات الانبیاء کو ثابت فرما رہے ہیں۔

۵. "فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ"...... الآية.

(السبا: ١٤)

ترجمہ...... "پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے ان کو مرنے کا پتہ نہ بتلایا مگر گھن کے کیڑے نے کہ وہ سلیمان علیہ السلام کے عصا کو کھاتا تھا، سو جب وہ گر پڑے تب جنات کو حقیقت معلوم ہوئی"۔

اس آیت سے بھی بطریق دلالۃ النص حیات الانبیاء کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے، اس لیے کہ جب کیڑوں نے مضبوط اور سخت ترین عصاء سلیمانی کو کھالیا تو جسم عنصری کا کھانا اس سے کہیں سہل اور آسان تھا مگر اس کے باوجود جسم کا ٹکا رہنا بلکہ محفوظ ہونا حیات کی صریح دلیل ہے۔

اسی طرح آیت میں ذکر شدہ "خرور سلیمان" سے بھی حضرات انبیاء کی حیات مبارکہ پر استدلال کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے جسد اطہر کے زمین پر آجانے کو "خـر" کے لفظ کے ساتھ تعبیر فرمایا مگر اس کو سقط سے تعبیر نہیں فرمایا کیونکہ "خر" کا لفظ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں جہاں کہیں بھی مذکور ہے وہ زندہ انسان کے جھک جانے یا گر جانے کے لئے ارشاد فرمایا گیا ہے، مثلاً:

الف...... وَخَرُّوْا لَهٗ سجداً. (یوسف: ١٠٠)

ترجمہ...... "سجدہ میں گر پڑے اور رجوع ہوئے"

ب...... فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا. (الاعراف: ۱۴۳)

ترجمہ...... ''پس ان کے رب نے جو اس پر تجلی فرمائی، تجلی نے ان کے پرخچے اڑا دیئے اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔''

لہٰذا حضرت سلیمان علیہ السلام کے جسد اطہر کے سلامت زمین پر آنے سے حیات بعد الوفات کا جو بھی انکار کرتا ہے وہ قرآن کے معارف و علوم سے ناواقف ہے۔

۶. '' وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ''. (الانعام: ۵۴)

ترجمہ...... ''اور جب یہ لوگ آپ کے پاس آویں جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو یوں کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے، تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کرلیا ہے''۔

مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو ایمان کی دولت کے ساتھ بارگاہ نبوت پر حاضر ہو، اس کے لئے خداوند قدوس کا اپنے رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم ہے کہ آپ اس کو السلام علیکم کی دعا کے ساتھ رب کی رحمت و مغفرت کا پیغام پہنچائیے، تو حق تعالیٰ کا یہ حکم دونوں حالتوں میں (ماقبل الموت و مابعد الموت) کے لئے عام ہے، یعنی رہتی دنیا تک کے لئے یہ حکم باقی ہے، جس طرح قرآن کریم دیگر آیات کے بارے میں یہ اصول مسلّم ہے کہ اگر چہ ان کے نزول کا واقعہ خاص ہے، لیکن ان کا حکم قیامت تک کے لئے جاری و باقی ہے، اسی طرح اس آیت مبارکہ میں بھی یہ حکم قیامت تک کے لئے ہے۔

۷. '' وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا''. (النساء: ۶۴)

ترجمہ...... ''اور اگر جس وقت اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اس وقت

آپ کی خدمت میں حاضر ہوجاتے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کوتوبہ قبول کرنے والا رحمت کرنے والا پاتے۔"

علماء امت کی تصریحات سے ثابت ہے کہ حیات نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیثیت ختم ہونے کے بعد بھی جو مؤمن بارگاہ نبوت میں حاضر ہوکر خداوند قدوس سے مغفرت طلب کرے گا وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے دعاء مغفرت کا مستحق ہوگا چنانچہ "تفسیر قرطبی" میں ہے:

"عن علیؓ قال: قدم علینا أعرابی بعد مادفنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم بثلاثۃ ایام، فرمی بنفسہ علی قبر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم وحثا عَلی رأسہ من ترابہ، فقال: قلت یا رسول اللّٰہ فسمعنا قولک ووعیت عن اللّٰہ فوعینا عنک وکان فیما انزل اللّٰہ علیک ولو أنھم اذ ظلموا أنفسھم...... الآیۃ وقد ظلمت نفسی وجئتک تستغفر لی فنودی من القبر انہ قد غفر لک"(۱۸۳).

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دفن کے تین روز بعد ایک بدوی نے روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر آیت کریمہ کے حوالے سے مغفرت طلب کی، روایت ہے کہ مرقد اطہر سے صدا آئی" انہ قد غفر لک".

ان ارشادت ربانی کے مطابق رحمت العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی عالم دنیا کی حیات ظاہری ختم ہونے کے بعد بھی حاضری دینے والے امتی کوسلام علیکم کے

---

(۱۸۳): (الجامع لأحکام القرآن للقرطبی، سورۃ النساء، الآیۃ: ٦٤، ج: ٦، ص: ٤٣٩، ط، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان)

جواب سے نوازتی ہے، اور آپ اس کو رب کی رحمت و مغفرت کا پیغام پہنچانے اور ان کیلئے دعائے مغفرت کرنے پر خداوند قدوس کی طرف سے مامور ہیں، یہ بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات جاودانی اور اسی مدینہ والی قبر میں حیات پر قرآنی دلیل اور واضح ثبوت ہے اس کے بعد بھی اگر کوئی انکار کرے تو منکر کو یہی کہا جاسکتا ہے کہ: ع اگر تو نہ مانے بہانے ہزار۔

حیاۃ الانبیاء حدیث کی روشنی میں

۱. عن أنس رضی اللہ تعالی عنہ قال. قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: الأنبیاء أحیاء فی قبورھم یصلون. رواہ أبو یعلی البزار ورجال أبی یعلی ثقات.

ترجمہ...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (حضرات) انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز ادا فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو روایت کیا ہے ابو یعلی اور مسند بزار نے اور ابو یعلی کے تمام روای ثقہ ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنی مشہور زمانہ تصنیف ''الحاوی للفتاویٰ'' میں حیات انبیاء سے متعلق اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" حیاۃ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی قبرہ ھو وسائر الأنبیاء معلومۃ عندنا علماً قطعیاً کما قام عندنا من الأدلۃ فی ذلک وتواترت (بہ) الأخبار".

ترجمہ...... ''آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام کا اپنی اپنی قبروں میں حیات ہونا ہمارے نزدیک علم قطعی سے ثابت ہے، اس لئے کہ اس سلسلہ میں ہمارے نزدیک دلائل واخبار درجہ تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں۔''

مزید اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

''قال البیهقی فی کتاب الاعتقاد: الأنبیاء بعد ما قبضوا ردت الیهم أرواحهم فهم أحیاء عند ربهم کالشهداء، وقال القرطبی فی التذکرة فی حدیث الصعقة نقلاً شیخه: الموت لیس بعدم محض انما هو انتقال من حال الی حال''.

ترجمہ...... امام بیہقی کتاب الاعتقاد میں فرماتے ہیں کہ انبیاء کی ارواح قبض ہو جانے کے بعد ان کی طرف لوٹا دی جاتی ہیں، پس وہ اپنے ب کے ہاں شہداء کی طرح زندہ ہیں۔ علامہ قرطبی نے ''تذکرہ'' میں ''حدیث صعقہ'' کے ذیل میں اپنے شیخ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ موت کا معنی عدم محض نہیں بلکہ ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہونے کا نام موت ہے۔''

مزید آگے چل کر لکھتے ہیں:

'' قال المتکلمون المحققون من أصحابنا: أن نبینا صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم حی بعد وفاته''.

ترجمہ...... ہمارے اصحاب میں سے محقق متکلمین فرماتے ہیں کہ بے شک ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں''۔

آگے مزید لکھتے ہیں:

'' وقال الشیخ تقی الدین السبکی: حیاة الأنبیاء والشهداء فی القبر کحیاتهم فی الدنیا ویشهد له صلوٰة موسی فی قبره فان الصلاة تستدعی جسداً حیاً''.

ترجمہ...... ''شیخ تقی الدین سبکیؒ فرماتے ہیں کہ انبیاء اور شہداء کی قبر کی حیات ان کی دنیاوی حیات کی مانند ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت

موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے، کیونکہ نماز پڑھنا زندہ جسم کا تقاضا کرتا ہے۔"

حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت انسؓ کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"برزخ صغریٰ چوں از یک وجہ از مواطن دنیوی است گنجائش ترقی دارد واحوال این موطن نظر باشخاص متفاوۃ تفاوت فاحش دارد" **الأنبياء يصلون في القبور** " شنید باشد"(۱۸۴)۔

ترجمہ...... چھوٹا برزخ (یعنی قبر) جب ایک وجہ سے دنیوی جگہوں میں سے ہے تو یہ ترقی کی گنجائش رکھتا ہے۔ اور مختلف اشخاص کے اعتبار سے جگہ کے حالات خاصے متفاوت ہیں، آپ نے یہ تو سنا ہی ہوگا کہ حضرات انبیاء کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہیں۔

۲...... **عن ابي هريره رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم : من صلى عليَّ عند قبري سمعته ومن صلى عليَّ نائياً أبلغته" رواه البيهقي في شعب الايمان(۱۸۵).**

ترجمہ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے میری قبر کے پاس سے مجھ پر درود شریف پڑھا، میں خود اس کو سنتا ہوں اور جو دور سے

---

(۱۸۴): (مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب شانزدهم، ص: ٤٥، ط، سعید ایم ایچ کراچی)

(۱۸۵): (مشكلة المصابيح، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد، الفصل الثالث، ص: ۸۷، ط، قديمي كتب خانه كراچي)

مجھ پر درود وسلام پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

حدیث کی سند پر اشکال کا جواب:

امام ابوالحسن علی بن محمد بن عراق الکنائی (المتوفی ۹۶۳ھ) اس حدیث کی سند کے ضعف وثقاہت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حديث من صلى عليَّ عند قبري سمعته، ومن صلى علي نائياً وكل الله بها ملكاً يبلغني وكفىٰ أمر دنياه وآخرته وكنت له شهيداً وشفيعاً (خط) من حديث أبي هريرة ولا يصح فيه محمد بن مروان وهو السدى الصغير، وقال العقيلي: لا أصل لهذا الحديث (تعقب) بأن البيهقي أخرجه في الشعب من هذا الطريق وتابع السدى عن الأعمش فيه أبو معاوية أخرجه أبو الشيخ في الثواب، قلت: وسنده جيد كما نقله السخاوي عن شيخه الحافظ ابن حجر والله تعالى أعلم وله شواهد من حديث ابن مسعود وابن عباس وأبي هريرة أخرجها البيهقي ومن حديث أبي بكر الصديق أخرجه الديلمي ومن حديث عمار أخرجه العقيلي من طريق علي بن لقاسم الكندي، وقال: علي بن قاسم شيعي فيه نظر لايتابع على حديثه. انتهىٰ.

وفي لسان الميزان ان ابن حبان ذكر علي بن القاسم في الثقات وقد تابعه عبدالرحمن بن صالح وقبيصة بن عقبة أخرجهما الطبراني".

ترجمہ...... حديث من صلى علي......الخ یعنی جس نے میری قبر کے پاس درود شریف پڑھا تو میں خود سنتا ہوں اور جس نے دور سے

پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے فرشتہ مقرر کیا ہے جو مجھے پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے دنیا وآخرت کے کام پورے کرتا ہے اور میں اس کے حق میں گواہ اور شفیع ہوں گا، (خطیب بغدادی نے یہ حدیث نقل کی ہے) یہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے اور صحیح نہیں، کیونکہ اس کی سند میں محمد بن مروان السدی الصغیر ہے اور امام عقیلیؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں (عقیلی کی اس بات پر گرفت کی گئی ہے کہ) امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں اس طریق سے اس کی تخریج کی ہے اور ابو معاویہ، اعمشؒ سے روایت کرنے میں سدی کا متابع ہے اس کی تخریج امام ابو الشیخ نے "کتاب الثواب" میں کی ہے، میں کہتا ہوں کہ ابو الشیخ کی سند جید ہے، جیسا کہ علامہ سخاویؒ نے اپنے استاد حافظ ابن حجرؒ سے نقل کیا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اس حدیث کے حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے شواہد موجود ہیں جن کی تخریج امام بیہقیؒ نے کی ہے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی حدیث بھی شاہد ہے اس کی تخریج امام دیلمیؒ نے کی ہے اور حضرت عمارؓ کی حدیث بھی اس کا شاہد ہے جس کی تخریج علی بن القاسم الکندی کے طریق سے امام عقیلیؒ نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ راوی شیعہ ہے اس میں کلام ہے اور اس کی حدیث کی متابعت نہیں کی گئی مگر لسان المیزان (ج۔۴، ص ۲۴۹) میں ہے کہ امام ابن حبان نے علی بن قاسم کو ثقات میں لکھا ہے اور عبد الرحمٰن بن صالح اور قبیصہ بن عقبہ اس کے متابع موجود ہیں۔

۳. عن أوس بن أوس رضی اللّٰہ تعالی عنه من النبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم قال: ان من أفضل أیامکم یوم الجمعة فیه خلق آدم علیه السلام وفیه قبض وفیه النفخة وفیه الصعقة فأکثروا علیّ من الصلوٰة فان صلوتکم معروضة علیّ،

قالوا: یارسول اللّٰہ! کیف تعرض صلاتنا علیک وقد أرمت؟ أی یقولون قد بلیت، قال: ان اللّٰہ عزوجل قد حرم علی الأرض أجساد الأنبیاء علیھم السلام"(۱۸٦).

ترجمہ...... حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک دنوں میں سے افضل دن جمعہ ہے کہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اسی دن ان کا انتقال ہوا، اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اسی دن دوبارہ زندہ کیا جائے گا، پس (جمعہ کے دن) مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارا صلوٰۃ وسلام آپ کے انتقال کے بعد آپ کو کیسے پہنچے گا؟ حالانکہ آپ تو اس وقت مٹی میں مل جائیں گے؟ یعنی آپ بوسیدہ ہوجائیں گے، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر اس کو حرام قرار دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔"

۴. عن ابن مسعود رضی اللّٰہ تعالی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم: ان للّٰہ ملٰئکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی عن أمتی السلام"(۱۸۷).

---

(۱۸٦): أخرجہ النسائی فی سننہ (رقم الحدیث: ۱۳۷۵) وقال العلامۃ الولوی فی تخریجہ: لطائف ھذا الاسناد: منھا: أنہ من خماسیات المصنف رحمہ اللّٰہ تعالی، وأن رجالہ کلھم رجال الصحیح. (ذخیر العقبیٰ فی شرح المجتبیٰ، کتاب الجمعۃ، باب اکثار الصلاۃ علی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الجمعۃ، ج: ١٦، ص: ٩٤، ط، دار آل بروم)

(۱۸۷): أخرجہ النسائی فی سننہ (رقم الحدیث: ۱۲۸۳) وقال العلامۃ

ترجمہ...... ”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک زمین میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسے ملائکہ مقرر ہیں جو مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔“

۵. عن أبی الدرداء رضی اللّٰہ تعالی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: أکثروا الصلوٰۃ علیّ یوم الجمعۃ فانہ مشہود تشہدہ الملٰئکۃ وان أحدا لن یصلی علیّ الا عرضت علیّ صلوٰتہ حتی یفرغ منہا، قال: قلت: وبعد الموت؟ قال: وبعد الموت، ان اللّٰہ حرم علی الأرض أن تأکل أجساد الأنبیاء فنبیّ اللّٰہ حی یرزق“(۱۸۸).

ترجمہ...... حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، اس لئے کہ جمعہ کے دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کے پڑھتے ہی اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، حضرت ابو درداء فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اور

الولوی فی تخریجہ: لطائف ہذا الاسناد: منہا: أنہ من سداسیات المصنف رحمہ اللّٰہ تعالی، وأن رجالہ کلہم موثقون. (ذخیر العقبیٰ فی شرح المجتبیٰ، کتاب السہو، باب السلام علی النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم، ج: ۱۵، ص: ۹۳، ط، دار آل بروم)

(۱۸۸): أخرجہ ابن ماجۃ فی سننہ (۱۶۳۷). قال الوصیری: ہذا اسناد رجالہ ثقات الا أنہ منقطع فی موضوعین. عبادۃ بن نسی روایتہ عن أبی الدرداء مرسلۃ، قال العلائی وزید بن أیمن، عن عبادۃ بن نسی مرسلۃ، قالہ البخاری. (مصباح الزجاجۃ فی زوائد ابن ماجۃ للبوصیریؒ ومعہ کفایۃ الحاجۃ، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص: ۲۵۱، ط، بیت الافکار الدولیۃ)

موت کے بعد؟ فرمایا: اور موت کے بعد بھی، بے شک اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے زمین پر اس بات کو کہ وہ انبیاء کے اجساد کو کھائے، پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے۔''

٦. عن أبی هريرة رضی الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: ما من أحد يسلم عليّ الا رد الله عليّ روحی أرد عليه السلام"(١٨٩).

ترجمہ..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو میری طرف لوٹا دیتے ہیں یہاں تک کہ میں اس سلام کہنے والے کے سلام کا جواب دیتا ہے۔''

٧–عن أبی هريرة رضی الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: وصلوا عليّ فان

---

(١٨٩): أخرجه أبو داؤد فی سننه فی كتاب المناسك (رقم: ٢٠٤١) **وسكت عنه. وكذا أخرجه النووی فی رياض الصالحين وقال: رواه أبوداؤد باسناد صحيح.** (رياض الصالحين، كتاب الصلاة على رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، باب الأمر بالصلاة عليه وفضلها وبعض صيغها، ص: ٥٢٨، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

وفی عون المعبود: قال ابن القيم: وقد صح اسناد هذا الحديث وسألت شيخنا ابن تيمية عن سماع يزيد بن عبدالله من أبی هريرةؓ فقال كأنه أدركه وفی سماعه منه نظر انتهى كلامه. وقال النووی فی الأذكار ورياض الصالحين: اسناده صحيح. وقال ابن حجر: رواته ثقات. وقال المنذری: أبو صخر حميد بن زياد وقد أخرج له مسلم فی صحيحه وقد أنكر عليه شیء من حديثه وضعفه يحيى بن معين مرة ووثقه أخرى انتهى كذا فی غاية المقصود مختصراً. (عون المعبود، كتاب المناسك، باب زيارة القبور، ج: ٦، ص: ٣٠، ٣١)

صلوتكم تبلغني حيث كنتم"(۱۹۰).

ترجمہ.... ''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ: مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ مجھ تک تمہارا درود پہنچتا ہے، چاہے تم جہاں بھی ہو''۔

وفي فتح الملك المعبود: (والحديث): أخرجه أيضاً أحمد والبيهقي بسند صحيح ورواته ثقات. (فتح الملك المعبود تكملة المنهل العذب المورود شرح سنن الامام أبي داؤد، كتاب المناسك، باب زيارة القبور، ج: ٢، ص: ٢٥٣/ الفتح الرباني لترتيب مسند الامام احمد بن حنبل الشيبانيؒ، كتاب الأذكار والدعوات، باب ماجاء في فضل الصلاة على النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ومضاعفة أجر فاعلها، ج: ١٤، ص: ٣١٢، دار أحياء التراث العربي بيروت لبنان)

وقال العلامة العثمانيؒ: ما سكت عنه ابو داؤد فهو صالح للاحتجاج به...الخ. (قواعد في علوم الحديث، مقدمة اعلاء السنن، ص: ٨٣، ط، ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراتشي/ نوادر الحديث للجونفوريؒ، ص: ١١٧)

(۱۹۰): أخرجه أبو داؤد في سننه في كتاب المناسك (رقم: ۲۰۴۲) **وسكت عنه. وفي فتح الملك المعبود: (والحديث): أخرجه أيضا أحمد والضياء المقدسي في المختارة وأبو يعلى وسعيد بن منصور بسند حسن. ولفظ أحمد: لاتتخذوا قبري عيداً و لاتجعلوا بيوتكم قبوراً وحيثما كنتم فصلوا على فان صلاتكم تبلغني.** (فتح الملك المعبود تكملة المنهل العذب المورود شرح سنن الامام أبي داؤد، كتاب المناسك، باب زيارة القبور، ج: ٢، ص: ٢٥٥/ الفتح الرباني لترتيب مسند الامام احمد بن حنبل الشيبانيؒ، كتاب الأذكار والدعوات، باب ماجاء في وجوب الصلاة على النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ج: ١٤، ص: ٣٠٧، دار أحياء التراث العربي بيروت لبنان)

٨–عن أبی هريرة رضی اللّٰه تعالی عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم يقول: والذی نفس أبی القاسم بيده! لينزلن عيسی ابن مريم.... ثم لئن قام علی قبری فقال يا محمد! لأجبته. قلت: هو فی الصحيح باختصار". "رواه أبويعلیٰ ورجاله الصحيح"(١٩١).

ترجمہ..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں ابوالقاسم کی جان ہے کہ البتہ نازل ہوں گے حضرت عیسٰی بن مریم .... پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہوکر یہ کہیں گے یا محمد! تو میں ان کو جواب دوں گا۔

علامہ آلوسیؒ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ:

......انه (عیسٰی) علیه السلام يأخذ الأحكام من نبينا صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم شفاهاً بعد نزوله وهو(صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم) فی قبره الشريف علیه الصلوٰة والسلام وأيد بحديث أبی يعلی والذی نفسی بيده لينزلن عیسیٰ ابن مريم ثم لئن قام علیٰ قبری وقال يا محمد! لأجيبنّه"(١٩٢).

ترجمہ.... حضرت عیسٰی علیہ الصلاۃ السلام نازل ہونے کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہوکر آپ سے براہ

(١٩١): (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب فيه ذكر الأنبياء، باب ذكر الأنبياء عليه الصلاة والسلام، ج: ٨، ص: ٢١١، ط، دار الكتاب العربی بيروت لبنان)

(١٩٢): (روح المعانی، سورة الاحزاب، الآية: ٤٠، الكلام علی خاتم النبيين، ج: ٢٢، ص: ٣٥، ط، دار احياء التراث العربی بيروت لبنان)

راست احکام حاصل کریں گے، جبکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں استراحت فرما ہوں گے اور اس کی تائید ابویعلی کی اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری قبر پر آ کر یا محمد کہیں گے تو میں اس کا جواب دوں گا۔

حضرت انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے ملاقات

حدیث ابو ہریرہؓ:

عن أبی هريره رضی الله تعالی عنه قال: قال النبی صلى الله تعالى عليه وسلم: ليلة أسرى بى لقيت موسىٰ قال: فنعته فاذا رجل حسبته قال: مضطرب رجلِ الرأس كأنه من رجال شنوء ة قال: ولقيتُ عيسى فنعته النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فقال: ربعة أحمر كأنما خرج من ديماس يعنى الحمام ورأيت ابراهيم وأنا أشبه ولده به......"(۱۹۳).

ترجمہ...... ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی (حضرت ابو ہریرہؓ نے) فرمایا کہ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حلیہ بیان فرمایا اور کہا پس وہ جوان تھے، میرا خیال ہے آپ نے فرمایا کسی قدر گھنگریالے بالوں والے تھے، ایسے جیسے کہ قبیلہ شنوءہ کے مرد ہوتے ہیں، فرمایا اور میں عیسیٰ علیہ السلام سے ملا، پھر آپ نے ان کا حلیہ بیان فرمایا اور کہا: وہ چوڑے جسم کے سرخ رنگ کے تھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے ابھی ابھی غسل خانہ

---

(۱۹۳): (صحيح البخارى، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالىٰ: ﴿واذكر فى الكتاب مريم اذ انتبذت من أهلها﴾، ص: ۷۰۸، رقم: ۳٤۳۷، ط، دار السلام رياض)

سے نکل کر آئے ہیں، اور میں نے حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا اور میں ان کی اولاد میں سے سب سے زیادہ ان سے مشابہ ہوں۔

حدیث ابن عمرؓ:

"عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالی عنه قال: قال النبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم: رأیت عیسیٰ وموسیٰ وابراهیم فأما عیسیٰ فأحمر جعد عریض الصدر وأما موسیٰ فأدم جسیم سبط کأنه من رجال الزُّط"(۱۹۴).

ترجمہ......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (شب معراج میں) میں نے حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا، پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو سرخ رنگ، پر گوشت جسم اور چوڑے سینے والے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ اور موزوں ساخت والے تھے، وہ ایسے تھے جیسے (سوڈان) کے طویل القامہ زط ہوتے ہیں۔

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی امامت

حدیث ابوہریرۃؓ:

"...... وقد رأیتنی فی جماعة من الأنبیاء فاذا موسیٰ علیه السلام قائم یصلی......و اذا عیسی بن مریم علیه السلام قائم یصلی ...... واذا ابراهیم علیه السلام قائم یصلی...... فحانت الصلوٰۃ فامتهم فلما فرغت من الصلوٰۃ...... قال قائل: یا محمد! هذا مالک صاحب النار فسلم علیه......"(۱۹۵).

(۱۹۴): (صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول اللّٰہ تعالیٰ: ﴿واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من أهلها﴾، ص: ۷۰۸، رقم: ۳٤۳۸، ط، دار السلام ریاض)

(۱۹۵): (مشکلۃ المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب المعراج، ص:

ترجمہ...... میں نے اپنے آپ کو انبیاء کی جماعت میں دیکھا، پس اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں...... اور پھر اچانک دیکھتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز ادا کررہے ہیں...... حضرت ابراہیم کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں...... پس اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا تو میں نے ان کو نماز پڑھائی، پس جب میں نماز سے فارغ ہوا...... تو کسی نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ جہنم کے داروغے مالک ہیں، ان سے سلام کیجئے......۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا قبر میں نماز پڑھنا:

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں نہ صرف حیات ہیں بلکہ وہ نماز تلذذ بھی ادا فرماتے ہیں، مندرجہ ذیل حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں۔

"عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: مررت على موسىٰ ليلة أسري بي عند الكثيب الأحمر وهو قائم يصلي في قبره"(۱۹۶).

ترجمہ...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزر ہوا تو وہ سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں

الفصل الأول، ج: ۵۲۹، ۵۳۰، ط، قديمى كتب خانه كراچى)

(۱۹۶): (صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب من فضائل موسىٰ عليه السلام، ص: ۱۰٤٤، رقم: ٦١٥٧، ط، دار السلام رياض)

کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روشنی میں

۱۔ وعن عائشه رضي الله تعالى عنها قالت: كنت أدخل بيتي الذي فيه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم واني واضع ثوبي وأقول انما هو زوجي وأبي فلما دفن عمر رضي الله تعالى عنه معهم فوالله ما دخلته الا وأنا مشدودة على ثيابي حياءً من عمرؓ" (۱۹۷).

ترجمہ...... ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں اپنے اس کمرے میں جس میں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدفون ہیں، بلاحجاب داخل ہوجاتی تھی اور میں سمجھتی تھی کہ ایک تو میرے شوہر ہیں اور دوسرے میرے والد ماجد، پس جب ان کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین ہوئی اللہ کی قسم میں اس حجرہ میں حضرت عمرؓ سے حیاء کی وجہ سے بغیر پردہ کبھی نہ جاتی تھی۔''

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے حاشیہ ''مشکوۃ'' میں ہے۔

حياءً من عمرؓ أوضح دليل على حياة الميت (۱۹۸).

---

(۱۹۷): (مشكلة المصابيح، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، الفصل الثالث، ص: ١٥٤، ط، قديمي كتب خانه كراچى)

وكذا اخرجه الحاكم فى المستدرك، وقال: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه. وسكت عنه الذهبي فى التلخيص. (المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة، ذكر الصحابيات من أزواج رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الخ، ج: ٤، ص: ٨، رقم: ٦٧٢١، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

(۱۹۸): (حاشية مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، الفصل

ترجمہ......(حیاءً من عمر) کے الفاظ میت کی زندگی پر واضح دلیل ہیں"۔

اس پر طیبی شارح مشکوۃ لکھتے ہیں:

" قال الطیبی: انه یجب احترم اهل القبور وتنزیه کل منهم ماهو علیه فی حیاته من مرعاة الأدب معهم علی قدر مراتبهم "۔

ترجمہ......علامہ طیبی نے کہا ہے کہ اس (حدیث) میں اس امر کی دلیل ہے کہ میت کا احترام بھی اس طرح کیا جائے جس طرح زندگی میں کیا جاتا ہے۔

۲۔"عن سعید بن المسیب قال: لم ازل أسمع الأذان والاقامة فی قبر رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم أیام الحرة حتی عاد الناس"(۱۹۹).

ترجمہ......حضرت سعید بن میبّب سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ واقعہ حرہ کے دنوں میں، میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف سے اذان اور اقامت کی آواز سنتا رہا یہاں تک کہ لوگ واپس آگئے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی قدس سرہٗ لکھتے ہیں:

"أن النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم حیّ کما تقرر وانه یصلی فی قبره بأذان واقامة"۔

ترجمہ...... بے شک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (اپنی قبر

الثالث، ص: ۱۵۴، رقم الحاشیة:۷، ط، قدیمی کتب خانه کراچی)

(۱۹۹): (الخصائص الکبریٰ، باب حیاته صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم فی قبره وصلاته فیه، ج: ۳، ص: ۴۰۵، ط، دار الکتب الخدیثة)

شریف میں) زندہ ہیں جیسا کہ ثابت ہو چکا اور بے شک آپ اپنی قبر میں اذان واقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔

عقیدۂ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وائمہ مذاہب اربعہ

حنفیہ کرام

فضل اللہ بن حسین تورپشتی الحنفی المتوفی ۶۳۰ھ

"وازاں جملہ آنست کہ بدانند کالبدوے راز مین نخورد و بوسیدہ نشود و چوں زمین از وے شگافتہ شود کالبدوے بحال خود باشد وحشر وے ودیگر انبیاء چنیں باشد وحدیث درست است کہ ان اللّٰہ حرم علی الأرض أجساد الأنبیاء هم أحیاء فی قبورهم یصلون واول ہمہ پیغمبر ما برخیز داز گور"۔

ترجمہ......ان خصوصیات میں سے ایک یہ بھی جاننی چاہیئے کہ آپ کے جسم مبارک کو زمین نہیں کھاتی اور نہ وہ ریزہ ریزہ ہوگا اور (قیامت کو) جب زمین میں شق ہوگی تو آپ کا جسم مبارک اپنی حالت میں محفوظ ہوگا اور اسی وجود مبارک کے ساتھ آپ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا حشر ہوگا اور صحیح احادیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجسام حرام کردیئے ہیں، انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور سب سے پہلے قبر مبارک سے ہمارے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھیں گے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ:

"فمن المعتقد المعتمد أنه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم حیّ فی قبره کسائر الأنبیاء فی قبورهم وهم أحیاء عند

ربهم وأن لأرواحهم تعلقاً بالعالم العلوی والسفلی کما کان فی الحال الدنیوی فهم بحسب القلب عرشیون وباعتبار القالب فرشیون".

ترجمہ: ''عقیدہ جس پر پورا اعتماد ہے وہ یہی ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور اسی طرح تمام انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان ارواح قدسیہ کو عالم علوی اور عالم سفلی کے ساتھ ایک تعلق بھی ہوتا ہے جیسا کہ دنیاوی حالت میں تھا پس وہ قلوب کے اعتبار سے عرشی اور جسم کے اعتبار سے فرشی ہیں۔''

علامہ ابن ہمامؒ المتوفی ۶۸۱ھ:

"...... تستقبل القبر بوجهک، ثم تقول: السلام علیک أیها النبی ورحمة اللّٰه وبرکاته...... وذلک انه علیه السلام فی القبر الشریف المکرم علی شقه الأیمن مستقبل القبلة...... ثم یسئل النبی الشفاعة فیقول: یارسول اللّٰه! أسألک الشفاعة یارسول اللّٰه! أسألک الشفاعة ولیکثر دعائه. بذالک فی الروضة الشریفة عقیب الصلوٰة وعند القبر ویجتهد فی خروج الدمع فانه من أمارات القبول وینبغی أن یتصدق بشیٔ علی جیران النبی ثم ینصرف متباکیاً متحسراً علی فراق الحضرة الشریفة النبویة والقرب منها"(۲۰۰).

---

(۲۰۰): (فتح القدیر، کتاب الحج، مسائل منثورة، المقصد الثالث: فی زیارة قبر النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم، ج: ۳، ص: ۱۶۹، ۱۷۴، ط، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

ترجمہ...... "تم حضور انور کی قبر شریف کے سامنے ہو کر السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ عرض کرو اور یہ اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر شریف میں دائیں کروٹ قبلہ کی طرف رخ کئے ہوئے ہیں...... پھر حضور انور سے شفاعت کرنے کی التجا بھی کرے اور کہے کہ یا رسول اللہ! میں شفاعت کے لئے سوال عرض کرتا ہوں ...... روضہ شریفہ میں درود شریف کے بعد...... اور قبر کے پاس پھر کثرت سے دعا کرے اور آنسو آجانے کی حدتک زاری کرے، کیونکہ یہ قبولیت کی علامات میں سے ہے اور چاہیئے کہ روضہ اطہر کے مجاورین پر کچھ صدقہ بھی کرے، پھر روتا ہوا اور آپ کے قرب اقدس سے جدا ہونے کا غم ساتھ لیتے ہوئے واپس ہو۔"

شارح بخاری علامہ عینیؒ المتوفی ۸۵۵ھ:

" ومذهب أهل السنة والجماعة أن في القبر حياةً وموتاً فلابد من ذوق الموتتين لكل أحد غير الانبياء"(۲۰۱).

ترجمہ...... پورے اہل سنت والجماعت کا یہی مذہب ہے کہ قبر میں حیات اور پھر موت یہ دونوں سلسلے ہوتے ہیں پس ہر ایک کو دو موتوں کا ذائقہ چکھنے سے چارہ نہیں، ماسوائے انبیاء کے (کہ وہ اپنی قبروں میں زندہ رہتے ہیں، ان پر دوبارہ موت نہیں آتی)۔

علامہ عینیؒ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

---

(۲۰۱): (عمدة القاري، كتاب فضائل الصحابة، باب قول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: "لو كنت متخذا خليلا"، ج: ۱٦، ص: ۲٥۷، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

" فانهم لايموتون فى قبورهم بل أحياء(۲۰۲).

ترجمہ......"یقیناً انبیاء کرامؑ اپنی قبور شریفہ میں مردہ نہیں ہوتے بلکہ وہ وہاں زندہ ہوتے ہیں۔"

علامہ بدرالدین محمود بن احمد العینی الحنفیؒ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد" امتنا اثنين...... الآية" کی تفسیر کرتے ہوئے رقم فرماتے ہیں:

" أراد بالموتتين الموت فى الدنيا والموت فى القبر وهما الموتتان المعروفتان المشهورتان فلذلك ذكرهما بالتعريف وهما الموتتان الواقعتان لكل أحد غير الأنبياء عليهم الصلوٰة والسلام فانهم لايموتون فى قبورهم بل هم أحياء وأما سائر الخلق فانهم يموتون فى القبور ثم يحيون يوم القيامة"(۲۰۳).

ترجمہ......"دوموتوں سے ایک وہ موت مراد ہے جو دنیا میں آتی ہے اور دوسری وہ ہے جو قبر میں آتی ہے یہی معروف ومشہور موتیں ہیں (اس لئے ان کو الف ولام حرف تعریف سے ذکر کیا ہے) ہاں حضرات انبیاء علیہم السلام اس سے مستثنیٰ ہیں، وہ اپنی قبروں میں نہیں مرتے بلکہ وہ زندہ ہی رہتے ہیں بخلاف دیگر مخلوق کے کہ (حساب وکتاب کے بعد) وہ قبروں میں

---

(۲۰۲): (عمدة القارى، كتاب فضائل الصحابة، باب قول النبى صلى الله تعالىٰ عليه و سلم: "لو كنت متخذا خليلا"،ج: ١٦، ص: ٢٥٧، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

(۲۰۳): (عمدة القارى، كتاب فضائل الصحابة، باب قول النبى صلى الله تعالى عليه و سلم: "لو كنت متخذا خليلا"،ج: ١٦، ص: ٢٥٧، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

وفات پا جاتے ہیں اور پھر قیامت کے دن وہ زندہ ہوں گے۔"

امام ملا علی قاریؒ المتوفی ۱۰۱۴ھ:

" ان الأنبياء أحياء فى قبورهم فيمكن لهم سماع صلوٰة من صلى عليهم"(۲۰۴).

ترجمہ...... بے شک انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ سن سکتے ہیں، اس شخص کو جو ان پر درود پڑھے۔"

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ المتوفی ۱۰۵۲ھ:

"حیات انبیاء متفق علیہ است، ہیچ کس را در وے خلاف نیست"۔

ترجمہ...... حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ایک متفق علیہ اجماعی مسئلہ ہے، کسی کا (اہل حق میں سے) اس میں اختلاف نہیں۔

علامہ شرنبلالیؒ المتوفی ۱۰۶۹ھ:

" ومما هو مقرر عند المحققين أنه صلى الله تعالى عليه السلام حى يرزق ممتع بجميع الملاذ و العبادات غير انه حجب عن أبصار القاصرين عن شريف المقامات...... ينبغى لمن قصد زيارة النبى صلى الله تعالى عليه وسلم أن يكثر الصلوٰة عليه فانه يسمعها وتبلغ اليه"(۲۰۵).

ترجمہ...... محققین کے نزدیک یہ طے شدہ ہے کہ حضور انور (صلی

---

(۲۰۴): (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب الجمعة، الفصل الثانى، ج: ٣، ص: ٤٠١، رقم: ١٣٦١، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

(۲۰۵): (مراقى الفلاح شرح نور الايضاح مع حاشية الطحطاوى، كتاب الحج، فصل زيارة النبى صلى الله تعالى عليه وسلم، ص: ٧٤٦، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) زندہ ہیں، آپ کو رزق بھی ملتا ہے اور عبادات سے آپ لذت بھی اٹھاتے ہیں، ہاں اتنی بات ہے کہ ان کاموں سے پردے میں جوان مقامات تک پہنچنے سے قاصر رہتی ہیں...... جو شخص حضور اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی زیارت کرنے کے لئے آئے، اُسے چاہئے کہ کثرت درود عرض کرے، کیونکہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اُسے خود سن رہے ہوتے ہیں، اور (دور سے) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچایا بھی جاتا ہے۔

علامہ طحطاویؒ المتوفی ۱۲۳۳ھ:

" (فانه يسمعها) أى اذا كانت بالقرب منه صلى الله تعالى عليه وسلم (وتبلغ اليه) أى يبلغها الملك اذا كان المصلى بعيداً"(۲۰۶).

ترجمہ......آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) صلوٰۃ وسلام کو اس وقت خود سنتے ہیں جب قریب سے عرض کیا جا رہا ہو اور فرشتے اس وقت پہنچاتے ہیں جب یہ دور سے پڑھا جا رہا ہو۔

علامہ ابن عابد بن شامیؒ المتوفی ۱۲۵۲ھ:

فقد أفاد فى الدر المنتقىٰ أنه خلاف الاجماع قلت: وأما ما نسب الى الامام الأشعرى امام أهل السنة والجماعة من انكار ثبوتها بعد الموت فهو افتراء وبهتان والمصرح به فى كتبه وكتب أصحابه خلاف مانسب اليه بعض أعدائه لأن

(۲۰۶): (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح شرح نور الايضاح، كتاب الحج، فصل زيارة النبى صلى الله تعالى عليه وسلم، ص: ۷٤٦، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

الأنبياء عليهم الصلوٰة والسلام أحياء فى قبورهم وقد أقام النكير على افتراء ذلک الامام العارف أبو القاسم القشيرىؒ......"(۲۰۷).

ترجمہ......پس تحقیق در منتقی میں ہے کہ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد اب حقیقتاً باقی ہے اور اسے صرف حکماً باقی کہنا) خلاف اجماع ہے۔ میں کہتا ہوں کہ امام اہل سنت امام شعریؒ کی طرف جو بات منسوب کی گئی ہے وہ آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی وفات کے بعد آپ کی حقیقتاً رسالت کے بقا کے منکر تھے، یہ ان پر افتراء اور بہتان ہے کیونکہ ان کی اور ان کے تلامذہ کی کتابوں میں صراحتاً اس کے برعکس مذکور ہے، دراصل یہ بات ان کے دشمنوں نے ان کی طرف منسوب کردی ہے، کیونکہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اس افتراء کے خلاف امام عارف ابو القاسم قشیریؒ نے اپنی کتاب میں رد کیا ہے۔

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

" ان المنع هنا لانتفاء الشرط وهو اما عدم وجود الوارث بصفة الوارثية كما اقتضاه الحديث واما عدم موت المورث بناءً على أن الأنبياء أحياء فى قبورهم كما ورد فى الحديث"(۲۰۸).

(۲۰۷): (ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب الجهاد، باب المغنم وقسمته، مطلب فى أن رسالته صلى الله تعالى عليه وسلم باقية بعد موته، ج: ٦، ص: ٢٥٠، ط، دار عالم الكتب رياض)

(۲۰۸): (مجموعه رسائل ابن عابدينؒ، الرحيق المختوم شرح قلائد بالكسور،

ترجمہ......''بے شک منع یہاں انتفائے شرط کی وجہ سے ہے اور وہ یا تو وارث وجود صفت وارثیت کے ساتھ نہ ہونا ہے جیسا کہ حدیث اس کا تقاضا کرتی ہے اور یا مورث کی موت کا نہ ہونا اس بنا پر کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔''

علامہ ابن عابدین شامیؒ امام ابوالحسن اشعریؒ کی طرف غلط منسوب عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" لأن الأنبياء عليهم الصلوٰة والسلام أحياء في قبورهم وقد أقام النكير على افتراء ذلك الامام العارف أبو القاسم القشيري في كتابه شكاية السنة"(۲۰۹).

ترجمہ......اس لئے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور امام ابوالقاسم القشیری نے اپنی کتاب شکایت السنۃ میں اس افتراء کی سختی سے تردید کی ہے۔

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

ان الأنبياء احياء في قبورهم كما ورد في الحديث(۲۱۰).

ترجمہ......''حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ

فصل فی موانع الارث، ص: ۲۰۲)

(۲۰۹): (ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب الجهاد، باب المغنم وقسمته، مطلب فی أن رسالته صلى الله تعالى عليه وسلم باقية بعد موته، ج: ٦، ص: ٢٥٠، ط، دار عالم الكتب رياض)

(۲۱۰): (مجموعه رسائل ابن عابدينؒ، الرحيق المختوم شرح قلائد بالكسور، فصل فی موانع الارث، ص: ۲۰۲)

ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے"۔

علامہ محمد عابد السندی المتوفی ۱۲۵۷ھ:

" اما هم (أی الأنبياء) فحياتهم لاشک فيه ولاخلاف لأحد من العلماء فی ذلک...... فهو صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم حی علی الدوام".

ترجمہ......"انبیاء کرام کی حیات میں کوئی شک نہیں اور نہ علماء میں سے کسی کا اس سے اختلاف ہے، پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب دائمی طور پر زندہ ہیں"۔

نواب قطب الدین دہلویؒ المتوفی ۱۲۸۹ھ:

"زندہ ہیں انبیاء علیہم السلام قبروں میں۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے، کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی دنیا کی سی ہے" (۲۱۱)۔

حضرات مالکیہ

امام مالکؒ المتوفی ۱۷۹ھ:

" نقل عن الامام مالک انه كان يكره أن يقول رجل: زرت قبر النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم، قال ابن رشد من اتباعه: ان الكراهة لغلبة الزيارة فی الموتی وهو صلی اللّٰه علیه السلام أحياه اللّٰه تعالی بعد موته حياة تامة واستمرت تلک الحياة وهی مستمرة فی المستقبل وليس هذا خاصة به صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم بل يشاركه الأنبياء علیهم السلام فهو حی بالحياة الكاملة مع الاستغناء عن الغذاء الحسی الدنيوی".

(۲۱۱): (مظاهر حق جديد، كتاب الجمعة، الفصل الثانی تحت رواية اوس بن اوسؓ، ج: ۱، ص: ۸٦۵، ط، دارالاشاعت کراچی)

ترجمہ...... امام مالکؒ سے منقول ہے کہ وہ اسے ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ: ''میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کی۔'' امام مالکؒ کے مقلدین میں سے ابن رشد اس کی تشریح یہ کرتے ہیں کہ اس ناپسندگی کی وجہ یہ ہے کہ زیارت کا لفظ عام طور پر مُردوں کے متعلق استعمال ہوتا ہے اور حضور وفات شریفہ کے بعد اب حیات تامہ سے زندہ ہیں اور یہ حیات آئندہ بھی اسی طرح رہے گی۔ یہ صرف آپ ہی کا خاصہ نہیں، بلکہ تمام انبیاء کرام اس وصف میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہیں پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غذائے حسی دنیوی سے استغناء کے باوجود حیات کاملہ سے زندہ ہیں۔''

علمائے مالکیہ میں سے امام قرطبیؒ (تفسیر قرطبی ج ۵ ص ۲۶۵) امام ابوحیان اندلسی (بحر المحیط ج ا ص ۲۸۳) علامہ ابن الحاج علامہ ابن رشد اندلسی اور ابن ابی جمرۃ وغیرہم نے ان مسائل کا خوب تذکرہ کیا ہے۔

علامہ سمہودیؒ المتوفی ۹۱۱ھ:

''لاشک فی حیاتہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم بعد وفاتہ وکذا سائر الأنبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام أحیاء فی قبورھم حیاۃ أکمل من حیاۃ الشھداء التی أخبر اللّٰہ تعالی بھا فی کتابہ العزیز''.

ترجمہ...... وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات میں کوئی شک نہیں اور اسی طرح باقی تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی حیات شہداء کی اس حیات سے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا ہے بڑھ کر ہے''۔

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

" وأما أدلة حياة الأنبياء فمقتضاها حياة الأبدان كحالة الدنيا مع الاستغناء عن الغذا".

ترجمہ...... " بہر کیف حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات کے دلائل اس کے مقتضی ہیں کہ یہ حیات ابدان کے ساتھ ہو جیسا کہ دنیا میں تھی مگر خوراک سے وہ مستغنی ہیں"۔

حضرات شوافع

شوافع میں سے امام بیہقیؒ اور امام سیوطیؒ نے حیات انبیاء کے عنوان پر مستقل تصانیف سپرد قلم کی ہیں، علامہ طیبیؒ اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے متعدد حوالے، مباحث حدیثیہ کے ضمن میں آپ کے سامنے آچکے ہیں، اور علامہ سبکی نے بھی انہی حقائق کی تصدیق فرمائی ہے۔

علامہ تاج الدین السبکیؒ (المتوفی ۷۷۷ھ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مذکورہ کا حوالے دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

" عن أنس قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون فاذا ثبت أن نبينا صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم حي فالحي لابد من أن يكون اما عالما اوجاهلاً ولا يجوز أن يكون النبي صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم جاهلاً" (۲۱۲).

ترجمہ...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور وہ نماز پڑھتے ہیں جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت محمد صلی

---

(۲۱۲): (الطبقات الشافعية الكبرىٰ، ترجمة الشيخ أبي الحسن الأشعري، ذكر رسالة القشيري الى البلاد، المسماة شكاية أهل السنة، بحكاية ما نالهم من المحنة، رقم الترجمة: ۲۲۲، ج: ۳، ص: ۴۱۱، ط، دار احياء الكتب العربية)

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں تو زندہ کے لئے لازم ہے کہ یا تو وہ عالم ہو یا جاہل اور یہ بات ہرگز جائز نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جاہل ہوں (معاذ اللہ! تو لامحالہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم ہوں گے۔)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

لأن عندنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم حي يحس ويعلم وتعرض عليه أعمال الامة ويبلغ الصلوٰة والسلام على ما بينا" (۲۱۳).

ترجمہ.....ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں حس وعلم سے موصوف ہیں، اور آپ پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور آپ کو صلوٰۃ وسلام پہنچائے جاتے ہیں جس طرح کہ ہم بیان کر آئے ہیں"۔

نیز علامہ سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ومن عقائدنا أن الأنبياء عليهم السلام أحياء في قبورهم، فأين الموت؟۔ الى أن قال۔ وصنف البيهقي رحمه اللّٰه جزأ، سمعناه في "حياة الانبياء عليهم السلام في قبورهم" واشتد نكير الأشاعرة على من نسب هذا القول الى الشيخ" (۲۱۴).

(۲۱۳): (الطبقات الشافعية الكبرىٰ، ترجمة الشيخ أبي الحسن الأشعري، ذكر رسالة القشيري الى البلاد، المسماة شكاية أهل السنة، بحكاية ما نالهم من المحنة، رقم الترجمة: ۲۲۲، ج: ۳، ص: ٤١٢، ط، دار احياء الكتب العربية)

(۲۱۴): (الطبقات الشافعية الكبرىٰ، ترجمة الشيخ أبي الحسن الأشعري، ذكر البحث عن تحقيق ذلك، رقم الترجمة:۲۲۲، ج:۳، ص: ۳۸٤، ۳۸٥، ط، دار احياء

ترجمہ......ہمارے عقیدے میں یہ بات داخل ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں تو پھر ان پر موت کہاں؟ (پھر آگے فرمایا کہ) امام بیہقیؒ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کی قبروں میں حیات پر ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے جو خود ہم نے سنا ہے اور جن لوگوں نے امام ابوالحسن الاشعریؒ کی طرف یہ غلط بات منسوب کی ہے اشاعرہ نے سختی سے اس کا رد کیا ہے"۔

حافظ ابن حجرؒ المتوفی ۸۵۲ھ:

"ان حیاته صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم فی القبر لایعقبها موت بل یستمر حیاً والأنبیاء أحیاء فی قبورهم(۲۱۵).

ترجمہ......آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں زندگی ایسی ہے جس پر پھر موت وارد نہیں ہوگی بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ زندہ رہیں گے کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

" واذا ثبت انهم أحیاء من حیث النقل فانه یقویه من حیث النظر کون الشهداء أحیاء بنص القرآن والأنبیاء أفضل

الکتب العربیة)

(۲۱۵): (فتح الباری بشرح صحیح البخاری، فضائل أصحاب النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم، باب قول النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم، "لو کنت متخذا خلیلاً"، ج: ۷، ص: ۳۶)

من الشهداء"(۲۱۶).

ترجمہ......اور جب نقل کے لحاظ سے ان کا زندہ ہونا ثابت ہے تو دلیل عقلی اور قیاس بھی ان کی تائید کرتا ہے اور یہ کہ شہداء نص قرآن کی رو سے زندہ ہیں اور حضرات انبیاء علیہم السلام تو شہداء سے اعلیٰ اور افضل ہیں۔(تو بطریق اولیٰ ان کو حیات حاصل ہوگی)۔

حضرات حنابلہ

ابن عقیلؒ:

قال ابن عقيل من الحنابلة هو صلى الله تعالى عليه وسلم حيّ في قبره يصلي".

ترجمہ...... (حنابلہ کے مشہور بزرگ) ابن عقیلؒ فرماتے ہیں کہ حضور انور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔

عقیدۂ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اکابرین امت

امام عبدالقادر البغدادیؒ المتوفی ۴۲۹ھ:

" وأجمعوا على أن الحياة شرط في العلم والقدرة والارادة والرؤية والسمع وأن من ليس بحي لايصح أن يكون عالماً قادراً مريداً سامعاً مبصراً وهذا خلاف قول الصالحي وأتباعه من القدرية في دعواهم جواز وجود العلم والقدرة والرؤية والارادة في الميت".

(۲۱۶): (فتح الباري بشرح صحيح البخاري، كتاب الأنبياء، باب قول الله عزوجل: ﴿واذكر في الكتاب مريم اذا انتبذت من أهلها﴾، ج: ٦، ص: ٥٦٢)

ترجمہ...... ''اہل سنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ علم، قدرت، ارادہ، دیکھنے اور سننے کے لئے حیات شرط ہے اور اس امر پر بھی اہل سنت کا اجماع ہے کہ جو ذات حیات سے متصف نہ ہو وہ عالم قادر، مرید اور سننے اور دیکھنے والی نہیں ہو سکتی، منکرین تقدیر میں صالحی اور اس کے پیرو کاروں کا قول اس کے خلاف ہے، ان کا یہ دعویٰ ہے کہ علم وقدرت دیکھنا اور ارادہ کرنا حیات کے بغیر بھی جائز ہو سکتا ہے۔''

امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۴۵۸ھ:

ان اللّٰہ جل ثنائه رد الی الأنبياء أرواحهم أحياء عند ربهم كالشهداء...... الخ.

ترجمہ...... بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے ارواح اُن کی طرف لوٹا دیئے ہیں، سو وہ اپنے رب کے ہاں شہیدوں کی طرح زندہ ہیں۔

امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی المتوفی ۹۰۲ھ:

" نحن نؤمن ونصدق بأنه صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم حيّ يرزق في قبره وأن جسده الشريف لاتأكله الأرض والاجماع على هذا".

ترجمہ...... ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو رزق ملتا ہے اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے جسد اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی اور اسی پر اجماع منعقد ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ المتوفی ۹۱۱ھ:

" حياة النبي صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم في قبره هو

وسائر الأنبياء معلومة عندنا علماً قطعياً لما قام عندنا من الأدلة فی ذلک وتواترت به الأخبار الدالة علی ذلک"۔

ترجمہ...... آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اپنی قبر مبارک میں اسی طرح دیگر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات ہمارے نزدیک قطعی طور پر ثابت ہے کیونکہ اس پر ہمارے نزدیک دلائل قائم ہیں اور تواتر کے ساتھ اخبار موجود ہیں جو اس پر دلالت کرتے ہیں"۔

علامہ سیوطیؒ حیات النبی کے تواتر کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ان من جملة ما تواتر عن النبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم حياة الأنبياء فی قبورهم"۔

ترجمہ...... یعنی جو چیزیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ مروی ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔

علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ المتوفی ۹۷۳ھ:

عقیدۂ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تواتر کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

" قد صحت الأحاديث أنه صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم حیّ فی قبره یصلی باذان واقامة"۔

ترجمہ: بلا شبہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اذان واقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔

ملا علی قاریؒ المتوفی ۱۰۱۴ھ:

فمن المعتقد المعتمد أنه صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم حی فی قبره کسائر الأنبياء فی قبورهم أحياء عند ربهم وأن

لأرواحهم تعلقاً بالعالم العلوی والسلفی کما کانوا فی الحال الدنیوی فهم بحسب القلب عرشیون وباعتبار القالب فرشیون".

ترجمہ... قابل اعتماد عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں جس طرح دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اپنی قبروں میں، اور اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اور ان کے ارواح عالم علوی اور سفلی دونوں سے تعلق ہے جیسا کہ دنیا میں تھا سو وہ قلب کے لحاظ سے عرشی اور جسم کے اعتبار سے فرشی ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث محدث دہلویؒ المتوفی ۱۰۵۲ھ:

"حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کسی را دروے خلافے نیست"۔

ترجمہ: حیات متفق علیہ ہے کسی کا اس میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ المتوفی ۱۲۰۶ھ:

"والذی نعتقد أن رتبة نبینا صلی اللہ تعالی علیه وسلم علی مراتب المخلوقین علی الاطلاق وأنه حیّ فی قبره حیوة مستقرة أبلغ من حیاة الشهداء المنصوص علیها فی التنزیل اذ هو أفضل منهم بلاریب وأنه یسمع من یسلم علیه".

ترجمہ...... جس چیز کا ہم اعتقاد کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا درجہ مطلقاً ساری مخلوق سے بڑھ کر ہے اور آپ اپنی قبر مبارک میں حیات دائمی سے متصف ہیں، جو شہداء کی حیات سے اعلیٰ وارفع ہے جس کا ثبوت قرآن کریم سے ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم بلاشبہ شہداء سے افضل ہیں اور جو شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر (عندالقبر) سلام کہتا ہے، آپ سنتے ہیں۔

علامہ قاضی شوکانی المتوفی ۱۲۵۵ھ:

"وقد ذهب جماعة من المحققين الى أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم حي بعد وفاته وأنه يسر بطاعات أمته وان الأنبياء لايبلون مع أن مطلق الادراک کالعلم والسماع ثابت بسائر الموتیٰ۔ الى أن قال:۔ وورد النص فى كتاب الله فى حق الشهداء أنهم أحياء يرزقون وأن الحياة فيهم متعلقة بالجسد فكيف بالأنبياء والمرسلين وقد ثبت فى الحديث أن الأنبياء فى قبورهم، رواه المنذرى وصححه البيهقى وفى صحيح مسلم عن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم قال مررت بموسیٰ ليلة أسرى بى عند الكثيب الأحمر وهو قائم يصلى فى قبره"(۲۱۷).

ترجمہ...... بے شک محققین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور آپ اپنی امت کی طاعات سے خوش ہوتے ہیں اور یہ کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام بوسیدہ نہیں ہوتے، حالانکہ مطلق ادراک جیسے علم اور سماع وغیرہ تو یہ سب مردوں کے لئے ثابت ہیں (پھر آگے کہا) اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں شہداء کے بارے میں نص وارد ہوئی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ان کو رزق ملتا ہے اور

(۲۱۷): (نيل الأوطار من أسرار منتقى الأخبار، أبواب الجمعة، الباب الخامس، باب فضل يوم الجمعة وذكر ساعة الاجابة وفضل الصلاة على رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فيه، ج: ٦، ص: ٣٠٧تا ٣١٣، ط، دار ابن الجوزى)

ان کی حیات جسم سے متعلق ہے تو حضرات انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کی حیات جسم سے کیوں متعلق نہ ہوگی؟ اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، امام منذریؒ نے اس کو روایت کیا ہے اور امام بیہقیؒ نے اس کی تصحیح کی ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات سرخ رنگ کے ٹیلے کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

نواب قطب الدین خان صاحبؒ المتوفی ۱۲۷۹ھ:

”زندہ ہیں انبیاء علیہم السلام قبروں میں یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی دنیا کی سی ہے“(۲۱۸)۔

مولانا شمس الحق عظیم آبادیؒ المتوفی ۱۳۲۹ھ:

” ان الأنبياء في قبورهم أحياء“(۲۱۹).

ترجمہ.....حضرت انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

مولانا ابوالعتیق عبدالہادی محمد صدیق نجیب آبادی الحنفیؒ:

” انهم اتفقوا على حيوته صلى الله تعالى عليه وسلم بل حيوة الأنبياء عليهم الصلوة والسلام متفق عليها لا خلاف لأحد فيها“.

---

(۲۱۸): (مظاهر حق جديد، كتاب الجمعة، الفصل الثاني تحت رواية اوس بن اوسؓ، ج: ۱، ص: ٨٦٥، ط، دارالاشاعت كراچی)

(۲۱۹): (عون المعبود على سنن أبي داؤد، باب تفريع أبواب الجمعة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، ج: ۳، ص: ۳٧١، ط، المكتبة السلفية المدينة المنورة)

ترجمہ...... ''محدثین کرام'' اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں بلکہ تمام حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات متفق علیہا ہے، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے''۔

اکابر علماء دیوبند کی تصریحات

" السوال الخامس ماقولكم فى حيوٰة النبى عليه الصلوٰة والسلام فى قبره الشريف، هل ذلك أمر مخصوص به أم مثل سائر المؤمنين رحمة الله عليهم حيوٰة برزخية.

الجواب: عندنا وعند مشائخنا حياة حضرة الرسالة صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم حى فى قبره الشريف وحيوته صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم دنيوية من غير تكليف وهى مختصة به صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم وبجميع الأنبياء صلوات اللّٰه عليهم والشهداء لابرزخية كما هى حاصلة لسائر المؤمنين بل لجميع الناس كما نص عليه العلامة السيوطىؒ فى رسالته أنباه الاذكياء بحيوة الأنبيا" حيث قال : قال الشيخ تقى الدين السبكىؒ: حيوٰة الأنبياء والشهداء فى القبر كحياتهم فى الدنيا ويشهد له صلوٰة موسى عليه السلام فى قبره فان الصلوٰة تستدعى جسداً حياً الى آخر ما قال: فثبت بهذا أن حيوته دنيوية برزخية لكو نها فى عالم البرزخ. ولشيخنا شمس الاسلام والدين محمد قاسم العلوم على المستفيدين قدس الله سرهٗ العزيز فى هذا المبحث رسالة مستقلة دقيقة المأخذ بديعة المسلك لم يُر مثلها قد طبعت وشاعت فى الناس واسمها " آب حيات" أى ماء الحياه......

الخ (۲۲۰).

ترجمہ...... پانچواں سوال...... کیا فرماتے ہو: جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے؟

جواب...... ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی حیات دنیا کی سی ہے، بلا مکلّف ہونے کے، اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ، برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو، چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالے "**انباء الأذکیاء فی حیوۃ الانبیاء**" میں بتصریح لکھا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام وشہداء کی قبروں میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے...... الخ۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور اس معنیٰ کو برزخی بھی کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہٗ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے، نہایت ہی دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے، اس کا نام "آب حیات" ہے"۔

مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری الحنفی المتوفی ۱۲۹۷ھ:

---

(۲۲۰): (المهند على المفند، ٣٣، ٣٤، ط، نفيس منزل لاهور)

" والأحسن أن يقال ان حياته صلى الله تعالى عليه وسلم لايتعقبها موت بل يستمر حياً والأنبياء أحياء فى قبورهم"(۲۲۱).

ترجمہ......بہتر بات یہ ہے کہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ایسی ہے کہ اس کے بعد موت وارد نہیں ہوتی، بلکہ دوامی حیات آپ کو حاصل ہے اور باقی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں"۔

قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ المتوفی ۱۲۲۳ھ:

" قبر کے پاس...... انبیاء کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں" (۲۲۲)۔

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ المتوفی ۱۳۴۶ھ:

" ان نبى الله صلى الله تعالى عليه وسلم حىّ فى قبره كما أن الأنبياء عليهم السلام أحياء فى قبورهم"(۲۲۳).

ترجمہ......آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں جس طرح کہ دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں"۔

(۲۲۱): (حاشية لشيخ احمد على السهارنفوريؒ على صحيح البخارى، كتاب المناقب، باب قول النبى صلى الله تعالى عليه وسلم لو كنت متخذا خليلاً، ج: ۱، ص: ٦٤٧، ط، مكتبه رحمانيه)

(۲۲۲): (فتاوى رشيديه، كتاب العلم، ج: ۱، ص: ۲۲۰، ط، المكتبة الحنفية)

(۲۲۳): (بذل المجهود فى حل سنن أبى داؤد، كتاب الصلاة، باب التشهد، ج: ٤، ص: ٥٠٦، ط، دارالبشائر الاسلامية بيروت لبنان)

حضرت مولانا سید محمد انور شاہؒ المتوفی ۱۳۵۲ھ:

" وقد يتخايل ان رد الروح ينافي الحيوة وهو يقررها فان الرد انما يكون الى الحي لا الى الجماد كم وقع في حديث ليلة التعريس يريد بقوله الأنبياء مجموع الأشخاص لا الأرواح فقط...... الخ.

ترجمہ...... "کبھی یہ خیال کیا جاتا ہے کہ روح کا لوٹانا حیات کے منافی ہے حالانکہ ردِ روح حیات کو ثابت کرتا ہے کیونکہ روح زندہ کی طرف لوٹائی جاتی ہے نہ کہ جماد کی طرف، جیسا کہ لیلۃ التعریس کی حدیث میں ہے (جب سب حضرات سو گئے تھے اور سورج چڑھنے کے بعد بیدار ہوئے اور اس میں زندہ روح کا ذکر ہے، بخاری ج ا ص ۸۳) اور انبیاء احیاء سے حضرات انبیاء کے مجموع اشخاص مراد ہیں نہ کہ فقط ارواح (یعنی وہ اپنے اجسام کے ساتھ زندہ ہیں)"۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

" ان كثيراً من الأعمال قد ثبتت في القبور كالأذان والاقامة عند الدارمي و قرأة القرآن عند الترمذي...... الخ"(۲۲۴).

ترجمہ...... قبروں میں بہت سے اعمال کا ثبوت ملتا ہے، جیسے اذان واقامہ کا ثبوت دارمی کی روایت میں قرأت قرآن کا ترمذی کی روایت میں۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ المتوفی ۱۳۶۲ھ:

---

(۲۲۴): (فيض البارى على صحيح البخارى، كتاب العلم، باب من أجاب الفتيا باشارة اليد و الرأس، ج: ۱، ص: ۲٦۷، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ نے حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں کذافی المواھب، یہ نماز تکلیفی نہیں بلکہ تلذّذ کے لئے ہیں اور اس حیات سے یہ نہ سمجھا جائے کہ آپ کو ہر جگہ پکارنا جائز ہے..الخ (۲۲۵)۔

اور ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنص حدیث قبر میں زندہ ہیں" (۲۲۶)۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۳۶۹ھ:

"أن النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم حیّ کما تقرر وأنہ یصلی فی قبرہ بأذان و اقامۃ".

ترجمہ......آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں جیسا کہ اپنی جگہ یہ ثابت ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر میں اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

حضرت مولانا سید حسین احمد رحمہ اللہ تعالیٰ مدنی المتوفی ۱۳۷۷ھ:

"آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام شہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی اور از قبیل حیات دنیوی بلکہ بہت

---

(۲۲۵): (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم، فصل۲۸، عالم برزخ میں آپ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم کے بعض احوال وفضائل، ص: ۲۲۰، ط، مشتاق بُک کارنر الکریم مارکیٹ لاھور)

(۲۲۶): (التکشف عن مھمات التصوف، حقیقۃ الطریقۃ من السنۃ الانیقۃ، غیر انبیاء سے بھی توسل جائز ھے، ص: ٦٧٥، ط، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

وجوہ سے اس سے قوی تر۔

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''وہ (وہابی) وفات ظاہری کے بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ کی حیات جسمانی اور بقائے علاقہ بین الروح الجسم کے منکر ہیں اور یہ (علماء دیوبند) حضرات صرف اس کے قائل ہی نہیں مثبت بھی ہوئے اور بڑے زور شور سے اس پر دلائل قائم کرتے متعدد رسائل اس کے بارے میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں۔

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اجماع

علامہ سخاویؒ المتوفی ۹۰۲ھ:

نحن نؤمن ونصدق بانه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم حی یرزق فی قبره وان جسده الشریف لاتاکله الارض والاجماع علی هذا''.

ترجمہ...... ہمارا ایمان ہے اور ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں آپ کو وہاں رزق بھی ملتا ہے اور آپ کے جسد اطہر کو زمین بھی نہیں کھاتی اور اس عقیدہ پر اہل حق کا اجماع ہے۔

منکرین حیات کا حکم:

شیخ الاسلام حضرت علامہ عینیؒ المتوفی ۸۵۵ھ فرماتے ہیں:

''من انکر الحیوة فی القبور وهم المعتزلة ومن نحا نحوهم وأجاب اهل السنة عن ذلک''(۲۲۷).

---

(۲۲۷): (عمدة القاری، کتاب فضائل الصحابة، باب قول النبی صلی اللّٰه تعالی علیه و سلم: ''لو کنت متخذا خلیلا''، ج: ۱٦، ص: ۲۵۷، ط، دار الکتب العلمیة بیروت

ترجمہ......جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر کی زندگی کا انکار کیا اور وہ معتزلہ اور ان کے ہم عقیدہ ہیں اہل سنت نے ان کے دلائل کے جوابات دیئے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۸۵۲ھ نے بھی اسی انداز میں بیان کو اختیار فرمایا ہے کہ منکرین حیات اہل سنت میں سے نہیں۔

"قد تمسک به من انکر الحیوة فی القبر واجیب عن اهل السنة. ان حیوته صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم فی القبر لایعقبها موت بل یستمر حیاً"(۲۲۸).

ترجمہ......منکر حیات فی القبر اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور اہل سنت کی طرف سے ان کا جواب دیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر کی زندگی ایسی ہے کہ دوبارہ اس پر موت نہیں اور آپ اب دائمی طور پر زندہ ہیں۔

حضرت مولا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری نے بھی اس عبارت کو حاشیہ بخاری پر نقل اور تسلیم کیا ہے(۲۲۹)۔

لبنان)

(۲۲۸): (فتح الباری بشرح صحیح البخاری، فضائل أصحاب النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم، باب قول النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم، "لو کنت متخذا خلیلاً"، ج: ۷، ص: ٣٦)

(۲۲۹): **قال العلامة الشیخ احمد علی السهارنفوریؒ: تمسک بهذا من انکر الحیاة فی القبر واجیب علی اهل السنة المثبتین لذلک ان المراد نفی الموت اللازم من الذی اثبته عمر بقوله ولیبعثنه اللّٰه الخ، والاحسن ان یقال ان حیاته صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم لایتعقبها موت بل یستمر حیاً والانبیاء احیاء فی قبورهم.** (حاشیة لشیخ احمد علی السهارنفوریؒ علی صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب قول النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم لو کنت متخذا خلیلاً، ج: ۱، ص: ٦٤٧، ط، مکتبه رحمانیه)

اب تک کی گزارشات سے واضح ہوا ہوگا کہ قرآن وسنت اور اکابر علماء امت کی تصریحات کی روشنی میں یہ عقیدہ اہل سنت کا بنیادی عقیدہ ہے اس سے دور حاضر کے بعض تجدد پسندوں کے علاوہ کسی نے اختلاف نہیں کیا وہاں یہ بھی واضح ضروری ہوتا ہے کہ اکابرین دیوبند نے ''المہند علی المفند مرتب فرما کر امت کے سامنے یہ حقیقت بھی واضح کردی کہ علماء دیوبند اہل سنت کا عقیدہ اس سلسلہ میں بھی وہی ہے جو اسلاف امت کا تھا۔

مگر بایں ہمہ جب شرذمہ قلیلہ نے اس اجماعی عقیدہ سے اختلاف کرنے کی کوشش کی تو نہ صرف اس سے بیزاری کا اظہار کیا گیا بلکہ دور حاضر کے اساطین امت نے اس مسئلہ کی اہمیت اور حقیقت کو واضح کرتے ہوئے درج ذیل تحریر فرما کر مشتہر فرمائی اور متفقہ اعلان فرمایا۔

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق

دور حاضر کے اکابر دیو بند کا مسلک اور ان کا متفقہ اعلان:

''حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم السلام الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اوران کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے۔ صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں، لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس میں جو درود پڑھا جاوے بلا واسطہ سنتے ہیں، اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے، اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تو مستقل تصنیف حیات انبیاء پر ''آب حیات'' کے نام سے موجود ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ جو حضرت مولانا رشید گنگوہیؒ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں ان کا رسالہ ''المہند علی المفند'' بھی اہل انصاف اور اہل بصیرت کے لیے کافی ہے، اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک

سے کوئی واسطہ نہیں۔واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل.

(۱) حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ	مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی نمبر ۵
(۲) مولانا عبدالحقؒ	مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
(۳) مولانا محمد صادقؒ	سابق ناظم محکمۂ امور مذہبیہ بھاولپور
(۴) مولانا ظفر احمد عثمانیؒ	شیخ الحدیث دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈوالہ یار سندھ
(۵) مولانا شمس الحق افغانیؒ	صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان
(۶) مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور
(۷) مولانا مفتی محمد حسنؒ	مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور
(۸) مولانا رسول خانؒ	جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور
(۹) مولانا مفتی محمد شفیعؒ	مہتمم دارلعلوم کراچی
(۱۰) مولانا احمد علی لاہوریؒ	امیر نظام العلماء وامیر خدا الدین لاہور

(تلک عشرۃ کاملہ)

الغرض میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے روضہ مطہرہ میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہیں، یہ حیات برزخی ہے مگر حیات دنیوی سے زیادہ قوی تر ہے، جو لوگ اس مسئلہ کا انکار کرتے ہیں، ان کا اکابر علماء دیوبند اور اساطین امت کی تصریحات کے مطابق علماء دیوبند سے تعلق نہیں ہے، اور میں ان کو اہل حق میں سے نہیں سمجھتا، اور وہ میرے اکابر کے نزدیک گمراہ ہیں، ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز نہیں، اور ان کے ساتھ کسی قسم کا تعلق روا نہیں۔واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل.

(فتاوی بینات، ج:۱،ص: ۵۸۵ تا ۷۳۵، ط، مکتبہ بینات کراچی/ فتاوی دارالعلوم دیوبند، ج: ۱۸،ص: ۲۵۸، ط، مکتبہ دارالعلوم دیوبند/ امداد الاحکام، ج:۱،ص: ۳۴۱،۳۴۲، ط، دار العلوم کراچی/ فتاوی محمودیہ، ج:۱،ص: ۵۲۷ تا ۵۲۹/ ارشاد المفتین، ج:۲،ص: ۲۱۵،۲۱۶، ط، مکتبۃ الحسن لاہور/ خیر الفتاوی، ج:۱،ص: ۴۷،۵۷، ط، مکتبہ امدادیہ ملتان/ نجم الفتاوی، ج:۱،

ص:۲۵۹،۲۶۰/ فتاوی عباد الرحمٰن، ج:۱،ص:۱۰۱،۱۰۲، ط،ایجوکیشنل پریس کراچی/ کتاب النوازل، ج:۱،ص:۲۷۹ تا ۲۸۲، ط، المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مرادآباد الہند/ فتاوی عثمانیہ، ج:۱،ص:۹۹، ۱۰۰، ط، العصر اکیڈمی پشاور/ چند اہم عصری مسائل، ج:۱،ص:۴۶ تا ۴۸، ط، مکتبہ دار العلوم دیوبند)



حیاۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں عالمِ اسلام کی مرکزی اسلامی درس گاہ دار العلوم دیوبند کا مکمل ومدلل اور جامع فتویٰ

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل ہیں:

کیا علمائے دیوبند اور جمہور اہل السنۃ والجماعتہ کا عقیدہ ہے کہ سردار دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے روضۂ شریف میں دنیا کی سی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں؟

﴿الجواب﴾:

پہلے یہ سمجھنا چاہئے کہ مسئلہ مستفسرہ میں بزرگان دیوبند کا مسلک بالکل صاف اور واضح ہے اور اس سے قبل بھی بار بار اس کی اشاعت ہو چکی ہے۔ نیز علماء دیوبند کی مختلف اور متعدد تصانیف میں مکرر سہ کرر اسے بیان فرمایا گیا ہے اور وہ کتابیں عام وخاص میں مشہور ہیں مثلاً۔

۱: آب حیات۔ ۲: جمال قاسمی۔ ۳: نشر الطیب۔ ۴: الشہاب الثاقب۔ ۵: المصالح العقلیہ۔ ۶: فیض الباری۔ ۷: المہند علی المفند۔ ۸: تسکین الصدور۔ ۹: متفقہ اعلان۔ ۱۰: اور مقام حیات وغیر ذلک۔

پھر مسئلہ کے آخری حل اور تصفیہ کے لئے ۱۸ر محرم ۱۳۸۲ھ بمطابق ۲۲ر جون ۱۹۶۲ء کو راولپنڈی میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیر سرپرستی فریقین کے ذمہ داروں نے درج ذیل عبارت پر بھی دستخط فرمائے ہیں۔

> ”وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضۂ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلوۃ وسلام سنتے ہیں۔“

اس صاف اور صریح عبارت پر اقراری دستخط کے باوجود اصل اور اجماعی مسئلہ سے انحراف جہاں امانت ودیانت کی دنیا میں حیرت فزا ہے وہیں باعث صد افسوس بھی ہے! فیا للعجب ویا حسرتاہ۔

پھر یہ المیہ اس وقت مزید دوچند ہوجاتا ہے۔ جب باہمی اتحاد واتفاق، عزت واحترام کے بجائے تشتت وافتراق، نزاع وجدال اور طعن وتشنیع کا طریقہ اختیار کیا جائے جو عزت نفس اور شرافت ضمیر کے قطعاً قطعاً منافی ہے۔ فالی اللہ المشتکی ۔ خدا اصلاح اعمال کی توفیق بخشے۔

ایں دعاء از من واز جملہ جہان آمین باد

اس تمہید کے بعد اصل جواب ملاحظہ فرمائیں۔

ا: جی ہاں عام اہل السنۃ والجماعۃ کا قرآن وحدیث کی روشنی میں اجماعی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی طرح دیگر تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام قبروں میں اجساد عنصریہ کے ساتھ حیات ہیں۔ اور یہ حیات برزخی حیات دنیوی سے کم نہیں ہے۔ اور تلذذاً نماز ودیگر عبادات میں مشغول ہیں۔ یہ حیات برزخی اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن بلاشبہہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عامۂ مؤمنین بلکہ ارواح کفار کو بھی حاصل ہے۔

امت کا یہ اجماعی عقیدہ اصول شریعت کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ چنانچہ ادلۂ ثلاثہ پیش ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

عقیدہ حیات الأنبیاء علیہ الصلاۃ والسلام قرآن حکیم میں:

قرآن حکیم میں بیشتر مقامات پر حیات الانبیاء کا ثبوت (اشارۃً، دلالۃً، اقتضاءً) ملتا ہے۔ ان سب کا احصاء مشکل بھی ہے اور موجبِ طول بھی، اس لئے اختصار کی غرض سے چند آتیوں کے ذکر پر اکتفاء کیا جارہا ہے۔

(۱): وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رُّسُلِنَا اَجَعَلْنَا

مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ. (زخرف: ٤٥)

آیت کی تفسیر میں مفسرین نے یہ فرمایا ہے کہ اس آیت سے انبیاء علیہم السلام کی حیات پر استدلال کیا گیا ہے۔ چنانچہ محدث العصر حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یستدل به حیاة الانبیاء. (مشکلات القرآن، ص: ٢٣٤، وهکذا فی الدرالمنثور، ج: ٦، ص: ١٦، روح المعانی، ج: ٢٥، ص: ٨، جمل، ج: ٤، ص: ٨٨، شیخ زاده، ج: ٣، ص: ٢٩٨، خفاجی، ج: ٧، ص: ٤٤٤)۔

(۲): **وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتَابَ فَلَاتَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِقَائِهٖ.** (الم سجده: پ ٢١)

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے:

”معراج کی رات ان سے ملے تھے اور بھی کئی بار“۔ (موضح القرآن)

اور ملاقات بغیر حیات ممکن نہیں لہٰذا اقتضاء النص سے حیاتِ انبیاءؑ کا ثبوت ہوتا ہے۔ یہاں اصول فقہ کا یہ مسئلہ بھی پیش نظر رہنا چاہئے کہ جو حکم اقتضاء النص سے ثابت ہوتا ہے وہ بحالت انفراد قوت واستدلال میں عبارۃ النص کے مثل ہوتا ہے۔

(۳): **وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّاتَشْعُرُوْنَ.** (البقرة)

(۴): **بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ.** (ال عمران)

ان دونوں آیتوں کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فرمایا ہے کہ:

واذا ثبت انهم احياء من حيث النقل فانه يقويه من

حیث النظر کون الشهداء احياء بنص القرآن والانبياء افضل من الشهداء. (فتح الباری، ج: ٦، ص: ٣٧٩)

''جب نقل کے اعتبار سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ شہداء زندہ ہیں تو عقل کے اعتبار سے بھی یہ بات پختہ ہو جاتی ہے کہ شہداء زندہ ہیں اور حضرات انبیاء علیہم السلام تو شہداء سے بہر حال افضل ہیں''۔

(۵): **فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖ اِلَّا دَابَّةُ الْاَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهٗ.** (سبا: پ ۲۲)

اس آیت سے بھی دلالۃ النص سے حیات الانبیاء کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ جب کیڑوں نے مضبوط اور سخت ترین عصاء سلیمان کو کھالیا تو جسمِ عنصری کا کھالینا اس سے کہیں سہل تھا، اس کے باوجود جسم کا ٹکا رہنا محفوظ رہنا حیات کی صریح دلیل ہے۔

حیات الانبیاء احادیث شریفہ کی روشنی میں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

الانبياء احياء فى قبورهم يصلون. (شفاء السقام، ص: ١٣٤ / حيات الانبياء للبيهقیؒ)

حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

علامہ سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی سند کو نقل کر کے اس کے رواۃ کی توثیق کرتے ہیں اور اس کو صحیح قرار دیتے ہوئے اس سے استدلال کرتے ہیں۔ یہ روایت بدوں سند خصائص الکبریٰ (ص:۲۸۱) میں، اور مسند ابو یعلی کے پہلے راوی کے علاوہ بقیہ رواۃ کے ساتھ فتح الباری (ج:٦، ص:۳۵۲) اور فتح الملہم (ج:۱، ص:۳۲٦) میں بھی مذکور ہے۔

حدیث شریف کی صحت کے متعلق علماء اسماء الرجال کی تفصیلی آراء:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

"**وصححه البيهقي**". (فتح الباری، ج: ٦، ص: ٣٥٢)

محدث العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"**ووافقه الحافظ في المجلد السادس**". (فتح الملهم، ج: ١، ص: ٣٢٩)

نیز علامہ عثمانیؒ بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ (فتح الملہم، ج:۱، ص:۳۲۹)

علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ:

"**رجال ابي يعلى ثقات**". (مجمع الزوائد، ج: ٨، ص: ٢١١)

"ابویعلی کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں"۔

علامہ عزیزی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

وهو حديث صحيح. یہ حدیث صحیح ہے۔ (السراج المنیر، ج:۲، ص:۱۳۴)

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

صح خبر الانبياء احياء في قبورهم. (مرقاة، ج: ٢، ص: ٢١٢)

الانبياء أحياهم في قبورهم کی حدیث صحیح ہے۔

علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ:

هذا حديث صحيح. (فيض القدير شرح الجامع الصغير، ج: ٣، ص: ١٨٤)

"یہ حدیث صحیح ہے"۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ابویعلی بہ نقل ثقات از روایت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آوردہ **قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون.** (مدارج النبوت، ج: ۲، ص: ٤٤٧)

امام ابویعلی ثقہ راویوں کی نقل سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

قاضی شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

انه صلی اللہ تعالی علیه وسلم حی فی قبرہ وروحه لاتفارقه لما صح ان الانبیاء احیاء فی قبورھم. (تحفة الذاکرین شرح حصن حصین، ص: ۲۸)

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی روح آپ کے جسم مبارک سے جدا نہیں ہوتی، کیوں کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

"وقد ثبت فی الحدیث ان الانبیاء احیاء فی قبورھم رواہ المنذری وصححه البیهقیؒ. (نیل الاوطار، ج: ۳، ص: ۲١٤)

بلاشبہ حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ علامہ منذریؒ نے یہ روایت بیان کی ہے اور امام بیہقیؒ نے اس کی تصحیح کی ہے۔

علامہ سمہودیؒ لکھتے ہیں:

رواه ابو يعلى برجال ثقات ورواه البيهقي وصححه.

(وفاء الوفاء، ج: ۲، ص: ٤٠٥)

ابو یعلی نے ثقہ راویوں سے یہ روایت کی ہے اور امام بیہقیؒ نے اس کو صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ:

اور یہ حدیث کہ انبیاء اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں صحیح ہے۔

(فضائل درود، ص: ۳۷)

آپ نے ملاحظہ کر لیا کہ امام ابو یعلی کے طریق سے جو روایت ہے اس کے تمام راوی ثقہ اور ثبت ہیں اور جمہور محدثین کرام اسکی تصحیح کرتے ہیں۔ کسی حدیث کے صحیح ہونے کے لئے اصولِ حدیث میں اس سے زیادہ قول دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کے سب راوی ثقہ ہوں اور جمہور محدثین کرام اس کی تصحیح پر متفق ہوں۔

(۲): حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت علیہ السلام کا ارشادگرامی ہے:

"ما من احد يسلم علي الا رد الله علي روحي حتى ارد عليه السلام. (ابوداؤد، ج: ١، ص: ٢٧٩ واللفظ له، مسند احمد، ج: ٢، ص: ٥٢٧)

کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام کہتا ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

حدیث کی صحت کے متعلق محدثین کرام کی آراء:

امام سبکیؒ فرماتے ہیں کہ:

وهو اعتماد صحيح. (شفاء السقام، ص: ١٠٥)

(امام ابوداؤدؒ اور امام احمدؒ نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے) اور یہ اعتماد صحیح ہے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ:

"**رواته ثقات**". (فتح الباری، پ١٣، ص: ٢٧٩)

علامہ عزیزیؒ لکھتے ہیں کہ:

"**اسناده حسن**". (السراج المنیر، ج: ٣، ص: ٢٧٩)

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"**وصححه النووی فی الاذکار**". (تفسیر ابن کثیر، ج: ٣، ص: ٥١٤)

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"**وبالاسناد الصحیح**". (کتاب الاذکار، ص: ١٠٦)

حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

وهو حدیث جید. (فتاوی ابن تیمیه، ج: ٤، ص: ٣١٦)

علامہ زرقانیؒ فرماتے ہیں:

"**باسناد صحیح**". (زرقانی شرح مواهب، ج: ٨، ص: ٣٠٨)

اور نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

"**قال النووی فی الاذکار اسناده صحیح وقال ابن حجر رواته ثقاة**". (دلیل الطالب: ٨٤٣)

علامہ سمہودیؒ فرماتے ہیں:

"**رواه ابوداؤد بسند صحیح**". (وفاء الوفاء، ج: ٢،

ص: ۴۰۳)

علامہ انور شاہ صاحبؒ اور علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ:

"رواته ثقاة". (عقيدة الاسلام، ص: ۵۲، وفتح الملهم ج: ۱، ص: ۳۳)

امام سخاویؒ فرماتے ہیں:

"روى احمد وابوداؤد والطبرانى والبيهقى باسناد حسن بل صححه النووى فى كتاب الاذكار وغيره. (القول البديع، ص: ۱۱۷)

اور علامہ محمد بن النانجی البوسنویؒ فرماتے ہیں:

قال النووى فى الاذكار ورياض الصالحين اسناده صحيح وصححه ايضاً ابن القيم. (هامش حياة الانبياء للبيهقىؒ، ص: ٦)

اصول حدیث کی رو سے یہ روایت بالکل حسن اور صحیح ہے اور اس کے جملہ راوی ثقہ ہیں جیسا کہ آپ نے بحوالہ پڑھ لیا۔ اور محدثین کرامؒ کی خاصی جماعت اس کی تحسین و تصحیح کرتی ہے۔

(۳): حضرت اوسؓ بن اوس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان من افضل اياكم يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه قبض وفيه النفخة وفيه الصعقة فاكثروا على من الصلاة فيه فان صلاتكم معروضة على قال قالوا وكيف تعرض صلوتنا عليك وقد ارمت قال يقولون بليت فقال ان الله حرم على الارض ان تأكل اجساد الانبياء". (ابوداؤد، ج: ۱، ص: ۱۵۰،

والـلـفظ له/ والدارمی، ص: ١٩٥/ والنسائی، ج: ١، ص: ١٥٤/ والـمستـدرك، ج: ١، ص: ٢٧٨، ج: ٤، ص: ٥٦٠/ موارد الظمآن، ص: ١٤١١/ وابن ماجه، ص: ٧٧/ سنن کبریٰ، ج: ٣، ص: ٢٤٩/ ابن ابی شیبة، ج: ٢، ص: ٥١٦)

بے شک تمہارے افضل ترین دنوں میں سے ایک جمعہ ہے۔ اسی میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی میں ان کی وفات ہوئی اور اسی میں نفخہ اولیٰ ہوگا اور اسی میں نفخہ ثانیہ ہوگا، پس تم جمعہ کے دن بکثرت مجھ پر درود پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح ہمارا درود آپ پر پیش کیا جائے گا جب کہ آپ ریزہ ریزہ ہو چکے ہوں گے؟

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد حرام کر دیئے ہیں (یعنی زمین ان کو کھا نہیں سکتی)۔

اس حدیث کی صحت اور محدثین عظام کے اقوال:

اس حدیث کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

وصححه ابن خزيمة وغيره. (فتح الباری، پ ١٣، ص: ٢٧٩)

حافظ ابن القیمؒ فرماتے ہیں:

ومن تأمل فی هذا الاسناد لم یشک فی صحته لثقة رواته وشهرتهم وقبول الأئمة حديثهم. (جلاء الافهام، ص: ٤٤)

اور یہی الفاظ اس موقعہ پر علامہ ابن الہادیؒ کے ہیں۔ (الصارم المنکی، ص: ۴۵)

علامہ عینیؒ لکھتے ہیں:

صح عنه صلى الله تعالى عليه وسلم ان الارض لاتأكل اجساد الانبياء. (عمدة القارى، ج: ٦، ص: ٦٩)

حافظ ابن القیمؒ ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

قد صح عن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم ان الارض لاتأكل اجساد الانبياء. (كتاب الروح)

علامہ منذریؒ فرماتے ہیں:

أنه حسن. (القول البديع، ص: ١١٩)

اور علامہ عبدالغنی النابلسیؒ لکھتے ہیں:

انه حسن صحيح. (ترجمان السنة، ج: ٣، ص: ٣٩٧)

اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

حديث حسن صحيح. (مدارج النبوت، ج: ٢، ص: ٩٢٠)

علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

فانه صح عنه صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال ان الله عزوجل حرم على الارض ان تأكل اجساد الانبياء.

(خزائن الاسرار، ص: ١٩)

اصول حدیث کے اعتبار سے یہ روایت بھی بالکل صحیح بلکہ امام حاکمؒ اور علامہ ذہبیؒ دونوں نے اس حدیث کو صحیح علی شرط البخاری کہا ہے، اور ایک دوسرے مقام پر دونوں نے صحیح علی شرط الشیخین کہا ہے۔ (مستدرک حاکم، ص:۵۶۰)

(۴): حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (ایک طویل حدیث میں) ارشاد فرمایا ہے:

"فنبى الله حى يرزق". (ابن ماجة، ص: ١١٩)

''پس اللہ تعالیٰ کا نبی علیہ الصلاۃ والسلام زندہ ہے اور اس کو رزق ملتا ہے''۔

حدیث شریف کی صحت محدثین عظام کے اقوال کی روشنی میں:

حافظ منذری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اسناده جيد". (ترجمان السنة، ج: ۳، ص: ۲۹۷)

علامہ عزیزیؒ فرماتے ہیں:

"ورجاله ثقات". (السراج المنير، ج: ۱، ص: ۲۹۰)

علامہ مناویؒ کا ارشاد ہے:

"قال الدميرى: رجاله ثقات". (فيض القدير، ج: ۲، ص: ۸۷)

علامہ زرقانیؒ فرماتے ہیں:

"رواه ابن ماجة برجال ثقات". (زرقانی شارح مواهب، ج: ۵، ص: ۳۳٦)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"قلت رجاله ثقات". (تهذيب التهذيب، ج: ۳، ص: ۳۹۸)

علامہ سمہودیؒ فرماتے ہیں:

"رواه ابن ماجة باسناد جيد". (خلاصة الوفاء: ٤۸)

ملا علی قاریؒ کا ارشاد ہے:

"باسناد جيد نقله ميرک عن المنذری وله طرق كثيرة". (مرقاة، ج: ۲، ص: ۱۱۲)

قاضی شوکانیؒ لکھتے ہیں:

"باسناد جید". (نیل الاوطار، ج: ٥، ص: ٢٦٤)

اور مولانا شمس الحق عظیم آبادی لکھتے ہیں:

"باسناد جید". (عون المعبود، ج: ١، ص: ٤٠٥)

(۵): حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"ان للّٰه ملائكة سياحين في الارض يبلغوني من امتي السلام". (نسائی شریف، ج: ١، ص: ١٤٣/ مسند احمد، ج: ١، ص: ٤٤/ ابن ابی شیبة، ج: ٢، ص: ٥١٧/ موارد الظمآن، ص: ٥٩٤/ مشكاة، ص: ٨٦/ البداية والنهاية، ج: ١، ص: ١٥٤/ الجامع الصغير، ج: ١، ص: ٩٣/ خصائص الكبرىٰ، ج: ص: ٢٨٠/ تحريراتِ حديث، ص: ٢١١، دارمي، ص: ٣٧٢)

بیشک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ایسے فرشتے مقرر ہیں جو زمین میں گھومتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

حدیث شریف کی صحت کے متعلق علامہ عزیزیؒ لکھتے ہیں:

"حديث صحيح". (السراج المنير، ص: ٥١٨)

علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں:

"رواه البزار، ورجاله رجال الصحيح". (مجمع الزوائد، ج: ٩، ص: ٢٤)

امام حاکمؒ اور علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

"صحيح". (مستدرك حاكم، ج: ٢، ص: ٤٢١)

امام سخاویؒ فرماتے ہیں:

رواه احمد والنسائي والدارمي وابونعيم والبيهقي

والخلعی وابن حبان والحاکم فی صحیحهما وقال صحیح الاسناد. (القول البدیع، ص: ۱۱۵)

ائمہ حدیث کے ان صاف بیانات سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث بھی صحیح ہے۔ بلکہ علامہ سمہودیؒ اور علامہ ابن الہادیؒ کے بیان کے مطابق امام نسائیؒ اور اسماعیل القاضی نے مختلف طرق سے اسانید صحیحہ کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے۔ (وفاء الوفاء، ج: ۲، ص: ۴۰۴، الصارم المنکی، ص: ۱۶۸)

یہاں تک کہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ نے تواتر کا دعویٰ کیا ہے۔

''بتواتر رسیدہ ایں معنی''۔ (فتاوی عزیزی، ج: ۲، ص: ۶۹)

(۶): حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

من صلی عند قبری سمعته ومن صلی علی من بعید اعلمته. (جلاء الافهام للحافظ ابن القیمؒ، ص: ۱۹)

جس نے میری قبر کے پاس درود پڑھا تو میں اسے خود سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے درود پڑھا تو وہ مجھے (بواسطہ فرشتوں کے) بتلایا جاتا ہے۔

اس حدیث شریف کے سلسلہ میں بھی محدثین کرام کی آراء ملاحظہ ہوں:

حافظ ابن حجرؒ حدیث کی سند بطریق ابو الشیخ کے متعلق فرماتے ہیں:

"**بسند جید**". (فتح الباری، ج: ۶، ص: ۳۵۲)

علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں:

"**وسنده جید**". (القول البدیع، ص: ۱۱۶)

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

"**بسند جید**". (مرقاۃ، ج: ۲، ص: ۱۰)

نواب صدیق حسن خان صاحب بھی لکھتے ہیں:

"**اسناده جید**". (دلیل الطالب، ص: ٨٤٤)

اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ بھی اس کو بسند جید فرماتے ہیں۔ (فتح الملہم، ج:۱،ص:۳۳۰)

ان اکابرین محدثین کے (جن میں حافظ ابن حجرؒ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں) بیان سے واضح ہو گیا کہ یہ روایت جید اور صحیح ہے۔ ان دونوں لفظوں (جید اور صحیح) میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔

چنانچہ امام سیوطیؒ فرماتے ہیں:

"**ان ابن الصلاح یری التسویة بین الجید و الصحیح.**

(تدریب الراوی، ص: ١٠٤)

چونکہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ اور ان احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثبوت موجود ہے۔ (یہاں اختصار کی غرض سے چھ احادیث صحیحہ کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا ہے، اور امت کے ہر طبقہ میں ان کو تسلیم کیا گیا ہے) اس لئے امام سیوطیؒ نے تواتر کا دعویٰ کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"**حیاة النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم فی قبرہ وھو وسائر لانبیاء معلومة عندنا علما قطعیاً لما قام عندنا من الادلة فی ذلک وتواترت به الاخبار الدالة علی ذلک**".

(انباہ الاذکیا، ص: ٢، فتاوی امام سیوطیؒ، ج: ٢، ص: ١٤٧)

ایک دوسرے مقام پر پر تواتر کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"**ان من جملة ما تواتر عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم حیاة الانبیاء فی قبورھم.** (النظم المتناثر عن الحدیث المتواتر کذا فی شرح البوسنوی، ص: ٤)

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور علمائے اسلام:

ان احادیث صحیحہ اور دیگر دلائل شرعیہ سے علمائے امت نے جو کچھ سمجھا ہے اس مقام پر اس کا ذکر کرنا ایک حد تک ضروری ہے۔ تاکہ احادیث شریفہ کے صحیح مطالب کی تعیین کے ساتھ امت کا اجماعی نظریہ بھی واضح ہو جائے، جیسا کہ جواب کے آغاز میں عرض کیا جا چکا ہے کہ تمام اہل السنۃ والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی طرح دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں بجسدہ موجود اور حیات ہیں۔

اور اہل السنۃ والجماعۃ کلی طور پر چار طبقوں میں منقسم ہیں۔ (۱): مفسرین۔ (۲): محدثین۔ (۳): متکلمین۔ (۴): فقہاء۔ اس لئے آنے والے دلائل میں اسی ترتیب کا لحاظ رکھا گیا ہے، لیکن مفسرین کے اقوال تقریباً ہر آیت کے بعد تفسیر کے طور پر ذکر کر دیئے گئے ہیں۔ اب مابقیہ تین طبقوں کے دلائل ملاحظہ ہوں۔

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور محدثین عظام:

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"ان حیاتہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم فی القبر لایعقبھا موت بل یستمر حیا والانبیاء احیاء فی قبورھم. (فتح الباری، ج: ۷، ص: ۲۲)

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں زندگی ایسی ہے کہ جس پر موت پھر وارد نہیں ہوگی، بلکہ آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے، کیوں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

اس عبارت میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی قبروں میں زندگی صریح الفاظ میں بیان کی گئی ہے، نیز یہ بھی فرمایا کہ یہ زندگی دائمی مستمر ہے جس پر موت طاری نہیں ہوتی۔

علامہ بدرالدین محمود بن احمد العینی الحنفیؒ فرماتے ہیں:

غیـر الانبیـاء علیهـم السـلام فـانهم لایموتون فی قبـورهم بل هم احیاء. (عـمدة القاری، ج: ۷، ص: ۶۰۰، وفاء الوفاء، ج: ۲، ص: ۴۰۲، زرقانی، ج: ۲، ص: ۳۳۲)

ہاں! حضرات انبیاء علیہم السلام اس سے مستثنیٰ ہیں، وہ اپنی قبروں میں نہیں مرتے بلکہ وہ زندہ ہی رہتے ہیں۔

حضرت امام بیہقیؒ فرماتے ہیں:

ان اللّٰـه جل ثناء ہ رد الی الانبیاء ارواحهم فهم احیاء عند ربهم کالشهداء. (حیاۃ الانبیاء، ص: ۱۴)

بے شک اللہ تعالیٰ نے حضراتِ انبیاء علیہم السلام کے ارواح کو ان کی طرف لوٹا دیتے ہیں پس وہ اپنے رب کے یہاں شہیدوں کی طرح زندہ ہیں۔

حضرت ملا علی قاریؒ ارقام فرماتے ہیں:

الـمعتقد المعتمد انه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم حی فـی قبـره کسائر الانبیاء فی قبورهم وهم احیاء عند ربهم وان لارواحهم تعلقاً بالعالم العلوی والسفلی کما کانوا فی الحال الـدنیوی فهـم بـحسـب الـقـلـب عـرشیون وباعتبار القالب فرشیون. (شرح شفاء، ج: ۲، ص: ۱۴۲)

قابل اعتماد عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں جس طرح دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں، اور اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اور اُن کی ارواح کا عالمِ علوی اور سفلی دونوں سے تعلق ہوتا ہے، جیسا کہ دنیا میں تھا، سو وہ قلب کے لحاظ سے عرشی اور جسم کے لحاظ سے فرشی ہیں۔

اس عبارت میں حیات انبیاء علیہم السلام کو قابلِ اعتماد عقیدہ قرار دیا گیا ہے۔
علامہ سید سمہودیؒ لکھتے ہیں:

لاشک فی حیاته صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم بعد وفاته وکذا سائر الانبیاء علیهم السلام احیاء فی قبورهم حیاتهم اکمل من حیاة الشهداء التی اخبر اللّٰه بها فی کتابه العزیز. (وفاء الوفاء، ج: ۲، ص: ۴۰۵)

وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات میں کوئی شک نہیں، اور اسی طرح باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی یہ حیات شہداء کی حیات سے (جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کیا ہے) بڑھ کر ہے۔
اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

واما ادلة حیاة الانبیاء فمقتضاها حیاة الابدان کحالة الدنیا مع الاستغناء عن الغذاء. (وفاء الوفاء، ج: ۲، ص: ۴۰۷)

بہرکیف! حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات کے دلائل اس کے مقتضی ہیں کہ یہ حیات ابدان کے ساتھ ہو، جیسا کہ دنیا میں تھی مگر خوراک سے مستغنی ہیں۔
یعنی ان کی حیات جہاں شہداء کی منصوص حیات سے بڑھ کر ہے وہیں محض برزخی اور روحانی ہی نہیں بلکہ جسمانی بھی ہے، مگر جس طرح دنیا میں اجسام عادۃً خوراک کے محتاج ہوتے ہیں قبر میں حضرات انبیاء علیہم السلام کے اجسام طیبہ کو حسی اور دنیوی خوراک کی ضرورت نہیں، بلکہ اس سے وہ مستغنی ہیں، یہی بات شیخ الاسلام دہلویؒ فرماتے ہیں:

"ازین احادیث معلوم شود کہ انبیاء زندہ اند در قبر بعد از وفات بحیاتِ حسی، واجساد ایشاں نیز ثابت باشند و بوسیدہ نگردند، وآں حیات ہمچو

حیاتِ دنیا باشد باوجود استغناء از غذا"۔ (تیسیر القاری، ج:۶،ص:۱۴۷)

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

وقول مختار ومقرر جمہور ہم ایں است کہ انبیاء بعد از وقتِ موت زندہ اند بحیات دنیوی۔ (تیسیر القاری، ج:۳،ص:۲۶۲)

اس عبارت میں جہاں حیات بعد الممات کو جمہور کا قول بتلایا گیا ہے وہیں حیات کی کیفیت بھی متعین کردی گئی ہے کہ وہ حیات، دنیوی حیات کی طرح ہے، یعنی جس طرح دنیوی حیات میں ان کو ادراکِ علم اور شعور حاصل ہے اسی طرح حیاتِ برزخی میں بھی یہ چیزیں حاصل ہیں، انہیں امور کی وجہ سے اس کو دنیوی اور جسمانی حیات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

علامہ تاج الدین السبکی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

عن أنس رضی اللّٰه تعالی عنه قال قال رسول اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون فاذا ثبت ان نبینا صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم حی فالحی لابد اما ان یکون عالماً او جاهلاً ولانجوز ان یکون النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم جاهلا. (معاذ اللّٰه). (طبقات الشافعیة الکبریٰ، ج: ٦، ص: ٢٨١)

اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

لان عندنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم حی یحس ویعلم وتعرض علیه اعمال الامة ویبلغ الصلاة والسلام. (طبقات الشافعیه، ج: ٦، ص: ٢٨٢)

ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں حسِ وعلم

سے موصوف ہیں، اور آپ پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور آپ کو صلاۃ وسلام پہنچائے جاتے ہیں۔

غور کیجئے! حس اور علم سے متصف ہونا حیات کے لئے کس قدر واضح دلیل ہے۔

علامہ ابوالوفاء علی بن محمد بن عقیل الحنبلیؒ کا ارشاد ہے:

وهو حي في قبره يصلي. (الروضة البهيه، ص: ١٤)

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

امام بدرالدین بعلی الحنبلیؒ جنہوں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے فتاویٰ کا اختصار کیا ہے، لکھتے ہیں:

والانبياء احياء في قبورهم وقد يصلون. (مختصر الفتاوى، ص: ١٧٠)

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور بسا اوقات نماز بھی پڑھتے ہیں۔ یعنی تکلیفی زندگی تو رہی نہیں بلکہ وہ حضرات نماز تلذذ کے طور پر پڑھتے ہیں اس لئے پابندی لازم نہیں اور وقد یصلون کہہ کر اسی حقیقت کو آشکارا کر دیا گیا ہے، کیوں کہ قد مضارع پر داخل ہو کر اکثر تقلیل کا فائدہ دیتا ہے۔ (رضی، ج:۲، ص:۲۸۸، متن متین، ص: ۲۸۱)

علامہ عزیزیؒ حدیث "**ما من احد يسلم على الا رد الله على روحي**" کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **الا رد الله على روحي، اى رد على نطقي لانه روحي دائما وروحه لاتفارقه لان الانبياء احياء في قبورهم.** (السراج المنير، ج: ٣، ص: ٢٧٨)

اور روح سے مراد نطق ہے کیوں کہ آپ دوامی طور پر زندہ ہیں۔

آپ کی روح مبارکہ آپ سے الگ نہیں ہوتی کیوں کہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

حضرت ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں:

فمحصل الجواب ان الانبیاء احیاء فی قبورهم.

(مرقاۃ، ج: ۲، ص: ۲۰۹)

پس جواب کا حاصل یہ ہے کہ حضرات انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

اور علامہ احمد بن محمد الخفاجی المصری الحنفیؒ حدیث شریف سے مسئلہ حیات الانبیاء کا استنباط کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وفیه دلیل علی انه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم حی حیاة مستمرة. (نسیم الریاض، ج: ۳، ص: ٤٩٩)

اس حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ پیغمبر علیہ السلام دوامی طور پر زندہ ہیں۔

مندرجہ بالا عبارات میں آپ نے دیکھ لیا کہ جمہور محدثین بیک زبان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات حسی جسمانی، دائمی کے قائل ہیں۔

حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمہور متکلمین کی آراء کی روشنی میں:

علامہ تاج الدین سبکیؒ متکلمین اشاعرہ کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ومن عقائد ان الانبیاء علیهم السلام احیاء فی قبورهم. (طبقات، ج: ٦، ص: ٢٦٦)

ہمارے عقیدے میں یہ بات داخل ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

امام ابو القاسم عبدالکریم بن ہوازن القیشری اشاعرہ کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے

لکھتے ہیں:

وعندهم محمد صلواة الله عليه حي في قبره.

(الرسائل القشيريه، ص: ١٠)

اشاعرہ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں۔

ان عبارات میں صاف تصریح ہے کہ اہل السنّت والجماعت کے امام ابوالحسن الاشعریؒ کے نزدیک مسلم عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبرِ اطہر میں زندہ ہیں، ہاں یہ اصل بھی پیش نظر رہنی چاہیئے کہ جب علمِ کلام میں لفظ اشاعرہ بولا جائے تو کلام کے دونوں مکتبہ فکر اشعری اور ماتریدی مراد ہوتے ہیں اب مطلب صاف ہے کہ اہل السنّت والجماعت کے دونوں طبقے اشعری اور ماتر دیدی کا مجموعی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر اطہر میں زندہ ہیں

چنانچہ امام منصور طاہر الشافعی البغدادیؒ فرماتے ہیں:

قال المتكلمون المحققون من اصحابنا ان نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم حي بعد وفاته يسر بطاعات امته. (وفاء الوفاء، ج: ٢، ص: ٤٠٦)

ہمارے اصحاب کے متکلمین محققین یہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور آپ اپنی امت کے طاعات سے خوش ہوتے ہیں۔

اصحابنا: سے متکلمین کی جماعت مراد ہو یا شوافع کی، بہرصورت ان میں محققین کا مسلک اور تحقیق یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفات کے بعد اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔

فقہائے اسلام اور مسئلہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

فقیہ وقت علامہ حسن بن عماد علی الشرنبلالی الحنفیؒ لکھتے ہیں:

ولما هو مقرر عند المحققين انه صلى الله تعالى عليه وسلم حي يرزق متمتع بجميع الملاذ والعبادات غير انه حجب عن ابصار القاصرين عن شريف المقامات. (نور الایضاح، ص: ۱۷۷)

محققین کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ آپ کو رزق دیا جاتا ہے اور آپ تمام لذتوں اور عبادتوں سے متمتع ہیں مگر ان نگاہوں سے اوجھل ہیں جو ان ارفع مقامات تک رسائی سے قاصر ہیں۔

اس عبارت میں محققین کا مسلک یہ بتایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں اور رزق وعبادات سے متمتع ہیں۔ لیکن یہ رزق دنیوی اور حسی نہیں بلکہ عالمِ غیب اور دوسرے جہان کا ہے۔

علامہ ابن عابدین الشامیؒ فرماتے ہیں:

ان الانبياء احياء في قبورهم كما ورد في الحديث.

(رسائل ابن عابدین، ج: ۲، ص: ۲۰۳)

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آرہا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ جو متاخرین حنفیہ میں معتمد الکل ہیں، کس طرح صراحت کے ساتھ حدیث شریف سے استدلال کر کے حیات الانبیاء کا نظریہ پیش کررہے ہیں۔

علمائے دیوبند اور عقیدہ حیات الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام:

جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ تمام اہل السنّت والجماعت کا قرآن وحدیث کی

روشنی میں عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی طرح دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اجسام عنصریہ مبارکہ کیساتھ قبروں میں موجود اور حیات ہیں۔

علمائے دیوبند جو خالص اہل السنّت والجماعت ہیں اور اس صدی میں اہل سنت کے سب سے بڑے ترجمان ہیں۔ اس لئے قدرتی طور پر اس بات پر بزرگان دیوبند کا وہی عقیدہ ہے جو جمہور کا ہے۔ ذیل میں علمائے دیوبند کے ایسے حوالے نقل کئے جا رہے ہیں جن سے یہ بات بخوبی ثابت ہو جاتی ہے کہ تمام علمائے دیوبند متفقہ طور پر حیات الانبیاء کے قائل ہیں۔ دلائل کے ذکر کرنے میں یہاں بھی وہی ترتیب قائم رہے گی جو پہلے تھی، یعنی سب سے پہلے محدثین، پھر متکلمین اور اس کے بعد فقہاء کے اقوال نقل کئے جائیں گے۔ ملاحظہ ہو:

محدثین دیوبند اور عقیدہ حیات الانبیاء:

حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ سہارنپوری محشی بخاری فرماتے ہیں:

والاحسن ان یقال ان حیاته صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم لایتعقبها موت بل یستمر حیا والانبیاء احیاء فی قبورهم. (هامش بخاری، ج: ۱، ص: ۵۱۷)

بہتر بات یہ ہے کہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ایسی ہے کہ اس کے بعد موت وارد نہیں ہوتی بلکہ دوامی حیات آپ کو حاصل ہے، اور باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہانپوریؒ لکھتے ہیں:

ان النبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم حی فی قبره کما ان الانبیاء احیاء فی قبورهم. (بذل المجهود شرح ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۱۱۷)

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں جس طرح کہ دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسادِ مبارکہ قبروں میں بالکل محفوظ ہیں تو قبر میں حیات کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ روح مبارک کا جسم اطہر سے تعلق ہے اور اس کی بدولت حیات حاصل ہے۔

حضرت علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں:

ودلت النصوص الصحيحة على حياة الانبياء. (فتح الملهم، ج: ۱، ص: ۳۲۵)

نصوص صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر یہی علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں:

ان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم حى كما تقرر وانه يصلى فى قبره باذان واقامة. (فتح الملهم، ج: ۳، ص: ۴۱۹)

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں جیسا کہ اپنی جگہ یہ ثابت ہے، اور آپ اپنی قبر میں اذان واقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔

اس عبارت میں جہاں یہ تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں وہیں یہ بات بھی ثابت کی گئی ہے کہ آپ اذان واقامت سے نماز پڑھتے ہیں اور اذان واقامت سے نماز پڑھنا حیاتِ صریح کی دلیل ہے۔

حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ فرماتے ہیں:

ان كثيراً من الاعمال قد تثبت فى القبور كالاذان والاقامة عند الدارمى وقرأة القرآن عند الترمذى. (فيض

الباری، ج: ۱، ص: ۱۸۳)

قبروں میں بہت سے اعمال کا ثبوت ملتا ہے جیسے اذان واقامت کا ثبوت دارمی کی روایت میں اور قرأت قرآن کا ثبوت ترمذی کی روایت میں۔

غور کیجئے! قبر میں اذان واقامت کا ثبوت اسی طرح قرأتِ قرآن کا ثبوت حیاتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کس قدر صریح دلیل ہے۔

حضرت اقدس مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں کہ آپ بنص حدیث زندہ ہیں۔(التکشف، ص:۴۴۶)

حضرت اقدس مولانا ابوالعتیق عبدالہادی محمد صدیق صاحبؒ نجیب آبادی لکھتے ہیں:

انهم اتفقوا على حياته صلى الله تعالى عليه وسلم بل حياة الانبياء عليهم السلام متفق عليها لاخلاف لاحد فيه.

(انوار المحمود شرح ابوداؤد، ج: ۱، ص: ۶۱۰)

محدثین کرام اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی حیات متفق علیہا ہے اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

یہ عبارت بھی اپنے مدلول ومفہوم کے اعتبار سے بالکل واضح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات متفق علیہ ہے، جس میں کوئی اختلاف نہیں، غور فرمائیے۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہم العالی حدیث "**ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی**" کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کہ علاوہ ازین انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبور میں زندہ ہونا ایک مسلم حقیقت ہے۔

آگے فرماتے ہیں:

اتنی بات سب کے نزدیک مسلم اور دلائل شرعیہ سے ثابت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور خاص کر سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی قبر میں حیات حاصل ہے۔ (معارف الحدیث، ج:۶،ص:۳۷۸)

حضرت اقدس قطب الارشاد مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث شریف "ونبی اللہ حی یرزق" سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں، ونبی اللّٰہ حی یرزق.

(هداية الشيعة، ص: ٣٦)

مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں:

پس آپ کا زندہ رہنا بھی قبر شریف میں ثابت ہوا اور یہ رزق اس عالم کے مناسب ہوتا ہے۔ (نشر الطیب ،ص:۲۱۰)

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہم العالی حدیث "ان اللّٰہ ملائکتہ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام" کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ:

"اس حدیث سے یہ تفصیل معلوم ہوگئی کہ فرشتوں کے ذریعہ آپ کو صرف وہی درود وسلام پہنچتا ہے جو کوئی دور سے بھیجے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جس کو قبر مبارک کے پاس پہنچا دے اور وہ وہاں حاضر ہوکر صلاۃ وسلام عرض کرے تو آپ اس کو بنفسِ نفیس سنتے ہیں اور جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے ہر ایک جواب بھی عنایت فرماتے ہیں"۔ (معارف الحدیث، ج: ۵،ص: ۸۰)

متکلمین دیوبند اور عقیدہ حیات الانبیاء علیہ الصلاۃ والسلام:

حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ متفقہ طور پر علمائے دیوبند کی ترجمانی کرتے ہوئے اجماعی عقیدہ بیان فرماتے ہیں:

عندنا وعند مشائخنا حياة حضرة الرسالة صلى الله تعالى عليه وسلم دنيوية من غير تكليف وهي مختصة به صلى الله تعالى عليه وسلم وبجميع الانبياء صلوات الله عليهم والشهداء لابرزخية كما هي لسائر المؤمنين بل لجميع الناس كما نص عليه العلامة السيوطي في رسالة انباه الاذكياء لحيوة الانبياء حيث قال: قال الشيخ تقي الدين سبكيؒ حيوة الانبياء والشهداء في القبر كحيوتهم في الدنيا ويشهد له صلاة موسىٰ عليه السلام قبره فان الصلاة تستدعي جسد احياء (الى آخرها قال) فثبت لهٰذا ان حيوته دنيوية برزخية لكونها في عالم البرزخ. (المهند على المفند، ص: ۱۳، ۱٤)

ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلّف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب انسانوں کو، چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے اپنے رسالہ انباہ الاذکیاء بحیوۃ الانبیاء میں بتصریح لکھا ہے، فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکیؒ نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی، اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے، کیوں کہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے الخ۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے، اور اس معنی کو برزخی بھی کہ عالمِ برزخ میں حاصل ہے۔

یہ عبارت رسالہ ''المہند علی المفند'' سے ماخوذ ہے۔ یہ رسالہ علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ کے ان چھبیس اعتقادی سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے جو اتفاقی اور اجماعی عقیدے کہلاتے ہیں، جسے سرخیل علماء محدث کبیر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے مرتب کیا، اور جس پر اپنی جماعت دیوبند کے تیئیس بزرگوں (جن میں خصوصیت:

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ صدر مدرس و شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند۔

حضرت مولانا میر احمد حسن صاحبؒ امروہی۔

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ صدر مفتی دار العلوم دیوبند۔

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ۔

حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوریؒ۔

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب دیوبندیؒ۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب ہزارویؒ۔

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ وغیرہم قابل ذکر ہیں۔ کی تصدیقات لکھوا کر علماءِ حرمین شریفین اور دیگر ممالک اسلامیہ کے علماء کو بھیجیں۔ وہ حضرات ان کے تسلی بخش جوابات دیکھ کر مطمئن ہو گئے، اس طرح یہ رسالہ اور یہ جواب علماء دیوبند کا اجماعی جواب ہے۔ اس اجماعی اور مرکزی جواب کے بعد مزید کچھ لکھنے یا کہنے کی مطلقاً ضرورت باقی نہیں رہتی، تاہم مزید چند حوالہ اطمینان خاطر کے لئے ملاحظہ ہوں۔

حضرت الامام مولانا محمد قاسم صاحب النانوتویؒ فرماتے ہیں:

> حضراتِ انبیاء زندہ ہیں ان کی موت ان کی حیات کے لئے ساتر ہے، رافع حیات اور دافع حیات نہیں۔ (آب حیات، ص: ۴۲، ۴۳، بحوالہ سیرت المصطفیٰ)

واضح رہے کہ حضرت نانوتویؒ نفس موت کو اعتقاد لازم اور ضروری سمجھتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

کہ میں انبیاء کرامؑ کو انہیں اجسام دنیوی کے تعلق کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہوں، پر حسبِ ہدایت **كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ** اور **اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ**. تمام انبیاء کرامؑ کی نسبت موت کا اعتقاد بھی ضروری ہے، اور اس ظاہری صورت کی وجہ سے حضراتِ انبیاء کرامؑ کا قبروں میں مستور ہو جانا بمنزلہ چلہ کشی یا پردہ نشینی یا گوشہ نشینی سمجھا جائے گا، لیکن انبیاء کرامؑ کی زندگی زیر پردہ موت ظاہر بینوں کی نظر سے مستور ہے، مثل امت کے ان کی موت میں زوال ہے۔ (لطائف قاسمی، ص:۴۷۳)

اور دلیل پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(۱): اور دلیل یہ ہے کہ حضرت انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارکہ کا حسب سابق صحیح وسالم رہنا اور تغیر ارضی سے بالکل محفوظ رہنا۔

(۲): اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کی ازواج مطہرات کے نکاح کا حرام ہونا۔

(۳): اور ان کے اموال میں میراث کا جاری نہ ہونا۔

امور ثلاثہ میں سے ہر امر حیات انبیاء کرام پر شاہد عدل ہے اور اس کی صریح دلیل کہ ارواح طیبہ کا اجسام مبارکہ سے تعلق منقطع نہیں ہوتا بلکہ موت کے بعد بھی انبیاء کرامؑ کا اپنے بدن سے اسی قسم کا تعلق ہے جس قسم کا پہلے تھا۔ (آب حیات، ص:۴۲، ۴۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا السید حسین احمد مدنیؒ فرماتے ہیں کہ:

آپ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ شہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی اور از قبیل حیاتِ دنیوی بلکہ بہت سے وجوہ سے اس سے قوی تر۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج:۱، ص:۱۳۰)

حضرت مدنیؒ کی مراد بظاہر حیاتِ جسمانی اور دنیوی سے یہ ہے کہ آپ کی روح مبارک کا تعلق جسد مثالی سے قائم نہیں ہوتا جیسا کہ بعض صوفیاء کرام کا نظریہ ہے۔ بلکہ روح کا تعلق دنیوی جسم سے قائم ہوتا ہے اور بایں معنی یہ حیات جسمانی اور دنیوی۔

چنانچہ حضرت الامام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے ایک مقام پر صاف لفظوں میں اس کی تصریح فرمائی ہے:

انبیاء کرام علیہم السلام کو ابدانِ دنیا کے حساب سے زندہ سمجھیں گے۔ (لطائف قاسمیہ، ص:۴)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں:

آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں و نبی اللّٰہ حی یرزق. (ہدایۃ الشیعۃ، ص:۳۶)

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:

پس آپ کا زندہ رہنا بھی قبر شریف میں ثابت ہوا، اور یہ رزق اس عالم کے مناسب ہوتا ہے۔ (نشر الطیب، ص:۲۱۰)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ لکھتے ہیں:

اور انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات خصوصاً آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات شہداء کی حیات سے افضل و اعلیٰ ہے اور بحث اسمیں طویل ہے۔ (فتاوی دار العلوم مکمل و مدلل، ج:۵، ص:۱۷۴)

حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب پاکستان ہی کے ایک استفساء کے جواب میں فرماتے ہیں کہ:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مزار مبارک میں بجسدہٖ موجود اور حیات ہیں۔ (فتاوی دار العلوم غیر مطبوعہ)

حیات انبیاء کرام علیہم السلام اور اصحاب ظواہر:

اس سے قبل جتنے حوالے نقل کئے گئے ہیں وہ ان حضرات کے ہیں جو فروعی مسائل میں کسی نہ کسی امام کے مقلد تھے، کوئی حنفی تھا، کوئی مالکی، کوئی شافعی تھا تو کوئی حنبلی۔ بجز قاضی شوکانی اور نواب صدیق حسن خان صاحب، کہ وہ کسی کی تقلید نہیں کرتے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اتمام حجت کے لئے ہم اس مقام پر اصحاب ظواہر کے کچھ حوالے بھی نقل کر دیں، تا کہ حیات انبیاء کرام کی حقیقت بالکل روشن ہو جائے اور اجماع امت کا دعویٰ بھی صاف ہو جائے۔

قاضی شوکانیؒ لکھتے ہیں:

وقد ذهب جماعة من المحققين الى ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم حى بعد وفاته وانه يسر بطاعات امته وان الانبياء لايبلون مع ان مطلق الادراک کالعلم والسماع ثابت لسائر الموتى (الى ان قال) وورد النص فى كتاب اللّٰه فى حق الشهداء انهم احياء يرزقون وان الحياة فيهم متعلقة بالجسد فكيف بالانبياء والمرسلين وقد ثبت فى الحديث ان الانبياء احياء فى قبورهم رواه المنذرى وصححه البيهقى وفى صحيح مسلم عن النبى صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم قال مررت بموسى ليلة اسرى عند الكثيب الاحمر وهو قائم يصلى. (نيل الاوطار، ج: ۳، ص: ۲٦٤)

بے شک محققین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں، اور اپنی امت کی طاعات سے خوش ہوتے ہیں اور یہ کہ انبیاء کرام کے اجسام بوسیدہ نہیں ہوتے، حالانکہ مطلق ادراک جیسے علم اور سماع وغیرہ تو یہ سب مردوں کے

لئے ثابت ہے (پھر آگے لکھتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ کی کتاب میں شہدا کے بارے میں نص وارد ہوئی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ان کو رزق ملتا ہے اور ان کی حیات جسم سے متعلق ہے تو حضراتِ انبیاء و مرسلین کی حیات جسم سے کیوں متعلق نہ ہوگی، اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں، امام منذریؒ نے اس کو روایت کیا، اور امام بیہقیؒ نے اس کی تصحیح کی ہے، اور صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی شب سرخ رنگ کے ٹیلے کے پاس موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

قاضی شوکانیؒ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ شہداء کی حیات جسمانی کو تسلیم کرتے ہیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ حضراتِ انبیاءؑ کی زندگی بطریق اولیٰ جسمانی ہے، اور یہ بھی تصریح فرماتے ہیں کہ حضراتِ انبیاء کرامؑ کی وفات تو ہوتی ہے لیکن وہ اس کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

انه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم حی فی قبره بعد موته کما فی حدیث الانبیاء احیاء فی قبورهم. (نیل الاوطار، ج: ۵، ص: ۱۰۱)

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفات کے بعد اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

استاد ابو منصور البغدادیؒ فرماتے ہیں:

قال المتکلمون المحققون من اصحابنا ان نبینا صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم حی بعد وفاته ویؤید ذلک ما ثبت ان الشهداء احیاء یرزقون فی قبورهم والنبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم منهم. (نیل الاوطار، ج: ۵، ص: ۱۰۱)

ہمارے اصحاب میں متکلمین محققین کا ارشاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفات کے بعد زندہ ہیں، اوراس کی تائید یہ بات بھی کرتی ہے کہ شہداء زندہ ہیں اور قبروں میں ان کو رزق دیا جاتا ہے، اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی زندہ ہیں۔

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ اپنا عقیدہ یوں بیان کرتے ہیں:

والذی نعتقد ان رتبة نبینا صلی اللہ تعالی علیه وسلم اعلی مراتب المخلوقین علی الاطلاق وانه حی فی قبره حیوة مستقرة ابلغ من حیات الشهداء المنصوص علیها فی التنزیل لانه افضل منهم بلاریب وانه یسمع من یسلم علیه. (اتحاف النبلاء، ص: ٤١٥)

جس چیز کا اعتقاد کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا درجہ مطلقاً ساری مخلوق سے بڑھ کر ہے، اور آپ اپنی قبر میں حیات دائمی سے متصف ہیں جو شہداء کی حیات سے اعلیٰ اور ارفع ہے جس کا ثبوت قرآن کریم سے ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاشبہ شہداء سے افضل ہیں، اور جو شخص آپ پر (عندالقبر) سلام کہتا ہے آپ اس کو سنتے ہیں۔

اس عبارت سے آفتاب نیم روز کی طرح یہ بات ثابت ہوگئی کہ علماء نجد کا بھی یہی نظریہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر میں دائمی طور پر زندہ ہیں اور آپ کی یہ حیات شہداء کی منصوص حیات سے اعلیٰ وارفع ہے۔

اما الکلام علی حیوة النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم فاعتقادنا فی ذالک اعتقاد سلف الامة وائمتنا وهم الاسوة. (الدرر السنیه فی الاجوبة النجدیة، ج: ١، ص: ٢٦)

بہر حال آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات کے بارے میں ہمارا وہی اعتقاد ہے جو سلف امت اور ہمارے ائمہ کا اعتقاد ہے، اور وہی اس میں ہمارے مقتداء ہیں۔

متأخرین اصحاب ظواہر کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین صاحب دہلویؒ لکھتے ہیں کہ:

حضرات الانبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں خصوصاً آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی عند القبر درود بھیجتا ہے میں سنتا ہوں اور دور سے پہنچایا جاتا ہے۔ (ضمیمہ فتاویٰ نذیریہ، ج:۲،ص:۵۵)

اور مولانا شمس الحق صاحب عظیم آبادیؒ لکھتے ہیں:

ان الانبیاء احیاء فی قبورهم. (عون المعبود، ج: ۱، ص: ٤٠٦)

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

ذمہ دار اصحاب ظواہر بھی جملہ اہل الرائے حضرات کے ساتھ اس امر پر متفق ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبور اور برزخ میں زندہ ہیں، اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، اور امام بیہقیؒ وغیرہ نے اس مسئلہ پر صرف باب ہی قائم نہیں کیا بلکہ مستقل رسالہ اور کتاب لکھ کر اس کو اُجاگر کیا ہے اسی طرح دیگر کتبِ حدیث، شروح حدیث اور کتبِ فقہ وسِیَر میں اس مسئلہ پر خاصا مواد اور دلائل موجود ہیں۔ جن سے انصاف ودیانت کی دنیا میں علمی طور پر اغماض واعراض نہیں کیا جا سکتا۔

اجماعِ امت اور حیات الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام:

علماءِ امت اور حیات الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے عنوان کے تحت آپ نے تفصیل سے دیکھ لیا کہ اجماع پر خاصی روشنی پڑ چکی ہے، بلکہ سطر سطر سے اجماع کا ثبوت ہو چکا ہے۔ تاہم مزید اطمینان قلب کی خاطر اجماع سے متعلق چند صریح حوالے نقل کئے جا رہے ہیں:

امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاویؒ لکھتے ہیں کہ:

نحن نؤمن ونصدق بانه صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم حی یرزق فی قبره وان جسده الشریف لاتأکله الارض والاجماع علی هذا. (القول البدیع، ص: ۱۲۵)

اس پر ایمان لاتے ہیں اوراس کی تصدیق کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کورزق ملتا ہے اور آپ کے جسدِ اطہر کوزمین نہیں کھاسکتی اوراسی پر اجماع منعقد ہے۔

اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قبر مبارک میں زندہ ہونا اور آپ کورزق ملنا اور جسدِ اطہر کا محفوظ رہنا اجماعِ امت سے ثابت ہے۔اگر بالفرض قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت نہ بھی ہوتا تب بھی امتِ مسلمہ کا اجماع شرعی دلائل میں سے ایک وزنی دلیل ہے۔

علامہ محمد عابد سندھیؒ لکھتے ہیں:

اما هم فحیاتهم لاشک فیها ولاخلاف لاحد من العلماء فی ذلک (الی ان قال) فهو صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم حی علی الدوام. (رساله مدنیه، ص: ٤١)

بہر حال حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات میں کوئی شک نہیں اور علماء سے کسی کا اس میں اختلاف نہیں ہے۔(پھر آگے فرمایا) پس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوامی طور پر زندہ ہیں۔

کسی کا اختلاف نہ ہونا یہی اجماع سکوتی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را در دے خلافے نیست۔

(اشعۃ اللمعات، ج:۱،ص:۶۱۳)

شیخ محدث دہلویؒ ایک وسیع النظر عالم ہونے کے باوجود کس وضاحت سے اجماع کا دعویٰ کر رہے ہیں ملاحظہ ہو۔

نواب قطب الدین خان صاحب تحریر فرماتے ہیں:

زندہ ہیں انبیاء علیہم السلام قبروں میں، مسئلہ متفق علیہ ہے کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات وہاں حقیقی جسمانی اور دنیا کی سی ہے۔ (مظاہر حق، ج:۱،ص:۴۴۵)

نواب صاحب ''دنیا کی سی'' کا جملہ بول کر یہ حقیقت بتلانا چاہتے ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی یہ حیات من کل الوجوہ دنیوی نہیں ہے کہ حسی کھانے پینے کی حاجت ہو، بلکہ بعض وجوہ سے دنیوی ہے، مثلاً ادراک، علم اور شعور وغیرہ۔

علامہ داؤد بن سلیمان البغدادی لکھتے ہیں:

والحاصل ان حياة الانبياء ثابتة بالاجماع. (المنحة الوهبيه، ص: ٦)

حاصل یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات بالاجماع ثابت ہے۔

بزرگان دیوبند اور اجماع حیات الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام:

مولانا ابوالعتیق عبدالہادی صاحبؒ نجیب آبادی لکھتے ہیں:

انهم اتفقوا على حيوته صلى الله تعالى عليه وسلم بل حيٰوة الانبياء عليهم السلام متفق عليها لاخلاف لاحد فيه.

(انوار المحمود شرح ابوداؤد، ص: ٦١٠)

محدثین کرام اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضرت زندہ ہیں بلکہ تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات متفق علیہا ہے۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ فرماتے ہیں:

تمام اہل السنّت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز و عبادات میں مشغول ہیں اور حضراتِ انبیاء کرام کی برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عامۂ مؤمنین بلکہ ارواحِ کفار کو بھی حاصل ہے۔ (سیرت المصطفیٰ، ج:۳، ص:۳۵۸)

اصحاب ظواہر حضرات اور اجماع حیات الانبیاء علیہم السلام:

مشہور ظاہری عالم مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفیؒ لکھتے ہیں:

اور اہل سنت کے دونوں مکاتبِ فکر اصحاب الرائے اور اہلِ حدیث کا اس امر پر اتفاق ہے کہ شہداء اور انبیاء زندہ ہیں برزخ میں۔ (آگے فرماتے ہیں کہ) انبیاء کی زندگی کے متعلق سنت میں شواہد ملتے ہیں صحیح احادیث میں انبیاء کے متعلق عبادات وغیرہ کا ذکر آتا ہے۔ (حیات النبی، ص:۲۷)

قیاس صحیح اور حیات الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام:

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

واذا ثبت انهم احياء من حيث النقل فانه يقويه من حيث النظر كون الشهداء احياء بنص القرآن والانبياء افضل من الشهداء. (فتح الباری، ج: ٦، ص: ٣٧٩)

غور فرمایئے! جب شہداء کی زندگی نصِ قرآنی سے ثابت ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں تو حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ حدیثِ انسؓ کی رو سے تو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات ثابت ہی ہے، عقلی اور نظری طور پر دلالۃ النص سے بھی حضرات انبیاء کرام علیہم

السلام کی حیات ثابت ہے، اس لئے کہ وہ شہداء سے افضل ہیں۔ تو لامحالہ ان کی حیات بھی شہداء سے افضل اور برتر ہوگی، لہٰذا نقل و عقل سے حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات ثابت ہے، جو اس مسلک کے خلاف رائے رکھے تو اتنی بات یقینی ہے کہ اس کا اکابرِ دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔

﴿سوال (۲)﴾:

جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ سردار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں محض بے جان اور مردہ ہیں اور آپؐ کی دنیا کی سی زندگی کا انکار کرتے ہیں، یہ کس فرقے کا عقیدہ ہے نام متعین فرمائیں؟

﴿الجواب﴾:

تاریخ اسلام میں سب سے پہلا حجاج بن یوسف نے اس عقیدے کا انکار کیا ہے چنانچہ امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن المعروف بہ علامہ قشیریؒ فرماتے ہیں کہ:

ان امور سے جن کی بناء پر فقہاء نے حجاج بن یوسف پر کفر کا فتویٰ دیا تھا، ایک بڑا جرم یہ ہے حجاج جب مدینہ آیا اور زائرین حرمِ اطہر کو دیکھا کہ وہ پروانہ وار روضۂ اطہر کے اردگرد جمع ہو رہے ہیں تو اس نے کہا تم لوگ لکڑیوں اور گلی سڑی ہڈیوں کا طواف کر رہے ہو، اس پر علماء نے اس پر کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ (بحوالہ رحمتِ کائنات، ص:۵)

اسی طرح فرقہ.........کا عقیدہ ہے کہ تمام نبیائے کرام کو بشمول جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موت کے بعد نبوت سے معزول کر دیا جاتا ہے (نعوذ باللہ) یہ عقیدہ درحقیقت اس بات کا انکار ہے کہ نبی علیہ السلام کو موت ظاہری کے بعد حیاتِ دائمی حاصل ہے۔ اسی طرح فرقہ کرامیہ بعض معتزلہ اور رافضیہ کا بھی عقیدہ عدمِ حیات کا ہے۔

﴿سوال (۳)﴾:

حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عقیدہ رکھنے والے کی نماز منکرِ حیات النبی صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے کیا حکم رکھتی ہے؟

﴿الجواب﴾:

بلا تاویل حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منکر بدعتی ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں:

ویکرہ امامة مبتدع ای صاحب بدعة. (الدر المختار، ج: ۱، ص: ۸۳)

قطب ارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ فرماتے ہیں:

بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (فتاوی رشیدیہ، ج: ۳، ص: ۱۱۸)

﴿سوال (۴)﴾:

صحابہ کرامؓ کا سردار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ شریف کی زیارت کے لئے نہ جانا اس عقیدہ کی بناء پر کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلاۃ وسلام نہیں سنتے، کیا حکم رکھتا ہے؟

﴿الجواب﴾:

پہلے سوال کے جواب میں دلائل کثیرہ سے آفتابِ نیمروز کی طرح ثابت ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور قبرِ اطہر کے قریب پڑھا جانے والا درود شریف سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بلا واسطہ سنتے ہیں۔ اس لئے اسلام کے چودہ سو سالہ دور میں مسلمانوں کا عمل اسی عقیدہ پر رہا ہے، کہ جس نے حج کیا اس نے مدینہ منورہ کی زیارت ضرور کی، تا کہ سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں صلاۃ وسلام کا تحفہ پیش کر سکے، مسلمانوں کا یہ عمل احادیثِ کثیرہ اور اجماعِ امت سے

ثابت ہے۔

زیارت روضۂ اطہر احادیث شریفہ کی روشنی میں

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”**من زار قبری وجبت له شفاعتی.** (صحیح ابن خزیمه، دارقطنی، بیهقی باسناد حسن بحواله آثار السنن، ج: ۲، ص: ۲۲٦)

جس نے میری قبر کی زیارت کی تو بلاشبہہ اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگئی۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

من زار بعد مماتی فکانما زارنی فی حیاتی.

(طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص: ٤٠٥)

جس نے میری موت کے بعد میری زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی ہی میں زیارت کرلی۔

غور فرمایئے! کس قدر مبالغہ کے ساتھ زیارت کی ترغیب دی جارہی ہے۔

وعدہ کے بعد وعید کی روایتیں بھی ملاحظہ فرمائیں۔آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی. (طحطاوی، ص: ٤٠٥)

جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی تو اس نے بلاشبہہ میرے ساتھ زیادتی کی۔

دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

من وجد سعة ولم یزرنی فقد جفانی. (فصل فی زیارة

النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ابن عدی بسند حسن، طحطاوی، ص: ۴۰۵)

انہیں وعدہ وعیدہ کی روایات کی بناء پر پوری امت نے یہ سمجھا کہ روضہ اقدس کی زیارت گو اعتقادی اعتبار سے سنت سہی تاہم عملی اعتبار سے واجب کے قریب ہے، چنانچہ محقق علی الاطلاق شیخ ابن الہمامؒ فرماتے ہیں:

ان زیارة قبر النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم مستحبة وقریبة من الواجب، نظرا الی ہذا النزاع وہو الحق عندی فان الآف الالوف من السلف کانوا یشدون رحالہم لزیارة النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم ویزعمونہا من اعظم القربات. (فیض الباری، ج: ۲، ص: ۴۳۳)

علامہ ابن عابدین شامیؒ فرماتے ہیں

انہا قریبة من الوجوب لمن لہ سعة. (شامی، ج: ۱، ص: ۲۷۹)

مخدوم محمد ہاشم سندھیؒ فرماتے ہیں:

تصریح کردہ است در بعض کتب بوجوب آں بدلیل قوی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **من حج ولم یزرنی فقد جفانی رواہ ابن عدی بسند جید حسن** ونیز مروی است از آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ فرمود **من زار قبری وجبت لہ شفاعتی رواہ الدارقطنی والطبرانی والبزار وصححہ عبدالحق** ونیز فرمود او صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **من زار قبری بعد موتی کمن زارنی فی حیاتی رواہ ابو سعید بن منصور والدارقطنی** ووارد شدہ اندر فصل زیارت احادیث وآثار بسیار کہ اکتفاء کردہ مے شود از آنہا بریں مقدر طلباً للاختصار۔ (حیات القلوب)

اجماع امت اور زیارت روضۂ اقدس:

جیسا کہ عرض کیا جاچکا ہے کہ زیارت نبوی جہاں احادیث کثیرہ سے ثابت ہے وہیں بغیر کسی اختلاف کے تعاملِ امت کے ساتھ اجماع امت سے بھی یہی ثابت ہے، چنانچہ مخدوم محمد ہاشم سندھیؒ فرماتے ہیں:

بدانکہ اجماع کردہ مسلمانان برآنکہ زیارت پیغمبر علیہ السلام از اعظم قربات وافضل طاعات وآکد سنن ومندوبات است۔ (حیات القلوب، ص:۲۹۸)

حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ فرماتے ہیں:

اعلم ....ان زيارة سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم باجماع المسلمين من غير عبرة بما ذكره بعض المخالفين من اعظم القربات وافضل الطاعات وانجع للساعى لنيل الدرجات قريبة من درجة الواجبات بل قيل انها من الواجبات لمن له سعة وتركها غفلة عظيمة وجفوة كبيرة وفيه اشارة الى حديث استدل به على وجوب الزيارة هو قوله صلى الله تعالى عليه وسلم من حج ولم يزرنى فقد جفانى رواه ابن عدى بسند حسن وجزم بعض المالكية بان المشى الى المدينة افضل من الكعبة وبيت المقدس. (بذل المجهود، ج: ۳، ص: ۲۰۳)

اس عبارت میں جہاں یہ تصریح ہے کہ زیارت نبوی اجماعِ امت سے ثابت ہے۔ وہیں یہ بھی ذکر ہے کہ بعض کے اختلاف سے اجماع متاثر نہیں ہوگا۔ نیز درجہ کی تعیین کے ساتھ ترکِ زیارت کو..... عظیم غفلت اور بڑی زیادتی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔ یہ بھی بتلایا گیا کہ بعض مالکیہ کے نزدیک مدینہ جانا کعبہ اور بیت المقدس جانے سے بہتر

ہے۔ ہمارے فقہائے احناف نے یہ تفصیل کی ہے کہ اگر فرض حج کے لئے گیا ہے تو پہلے حج کرے، (بعد میں زیارت کرے) اور اگر حج فرض نہیں ہے تو پھر اختیار ہے خواہ پہلے زیارت کرے اور پھر حج کرے، یا پہلے حج کرے اور بعد میں زیارت کرے۔ **قالوا: ان كان الحج فرضا قدمه عليها والا تخير.** (طحطاوی، ص: ٤٠٥)

الحاصل: مسلمانوں کا یہ عمل امتِ محمدیہ کا عظیم اجماع ہے، جس پر دورِ صحابہؓ سے لے کر آج تک عمل ہو رہا ہے۔

اتفق مالك والشافعي وابو حنيفة واحمد على ان زيارة قبر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم من افضل المندوبات. (حاشيه مكتوبات شيخ الاسلام، ج: ١، ص: ١٢٩)

لہٰذا اس نظریہ کی بنیاد پر کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں سنتے، روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے نہ جانا، جہاں ان احادیث صحیحہ کا (جن میں سماع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عند القبر اور زیارت نبوی کی تصریح ہے) انکار ہے وہاں اجماع امت سے انحراف بھی، جس کی امانت ودیانت کی دنیا میں قطعاً قطعاً گنجائش نہیں ہے، اعاذنا اللہ منہ۔ وہیں سخت محرومی اور حرمان نصیبی بھی ہے، چنانچہ بذل المجہود کی عبارت گزر چکی ہے کہ وترکھا غفلة عظيمة وجفوة كبيرة.....

نیز علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں:

وترک کردن زیارت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع الامکان غفلتے است عظیمہ وشناعتی قبیحہ۔ (حیات القلوب، ص: ۲۹۸)

اس لئے گنجائش کے باوجود زیارت کے لئے نہ جانا موجب وعید شدید ہے۔

﴿سوال (۵)﴾:

منکرین حیات الانبیاء علیہم السلام فی القبور قائلین حیات الانبیاء فی القبور کو دجال،

کذاب ومشرک کہتے ہیں، آیا یہ منکرین حیات الانبیاء فی القبور دیوبندی کہلانے کے مستحق ہیں؟

﴿الجواب﴾:

منکرینِ حیات الانبیاء دیوبندی تو کجا بعض اکابر نے تو ان کو اہل السنّت والجماعت سے بھی خارج قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: حضرت مفتی سید مہدی حسن صاحبؒ سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند ایسے شخص کو اہل السنّت والجماعت سے خارج قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

اس باب (حیاۃ الانبیاء) میں بکثرت احادیث وارد ہیں جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے اور جو انکار کرتا ہے وہ بدعتی اور اہل السنّت والجماعت سے خارج ہے۔ (فتاوی دار العلوم غیر مطبوعۃ)

اس فتویٰ پر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی مدظلہ، مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا محمد ضیا الحق صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور، استاذ الکل حضرت مولانا محمد رسول خان صاحب ہزاروی کے بھی دستخط ہیں۔ پھر طرفہ یہ ہے کہ خود ایسے لوگ (منکرین حیات الانبیاء) دوسرے صحیح العقیدہ مسلمانوں کو خصوصاً علماء کو کافر، مشرک اور دجال کہیں، یہ ایک حیرت انگیز بات ہے۔

ناطقہ سر بگریبان ہے اسے کیا کہیے؟

ان کو غالباً اس کی خبر نہیں جو اوپر نقل کیا گیا ہے۔

﴿سوال (٦)﴾:

منکرین ثواب وعذابِ قبر کا شرعی حکم کیا ہے؟

﴿الجواب﴾:

جملہ اہل السنّت والجماعت اس عقیدہ پر متفق ہیں کہ قبر (برزخ) میں اہل ایمان اور

اصحاب طاعات کو لذت و سرور نصیب ہوتا ہے اور کفار و منافقین کو نیز گنہگاروں کو عذاب و تکلیف ہوتی ہے، اس میں کسی شک و شبہہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ قرآن و سنت اور اجماع امت کے صریح دلائل کے پیش نظر یہ عقیدہ اتنا مضبوط ہے کہ حضرات فقہاء کرام کا ذمہ دار طبقہ بلا تاویل عذاب قبر کے منکر کو کافر کہتا ہے حالانکہ وہ تکفیر کے مسئلہ میں بڑا ہی محتاط ہے۔ اور ان کا یہ فیصلہ ہے کہ اگر کسی ایک کلمہ میں مثلاً سو (۱۰۰) معانی کا احتمال بھی پیدا ہوسکتا ہو، جن میں ننانوے (۹۹) پہلو کفر کے نکلتے ہوں اور صرف ایک ہی پہلو اسلام کا پیدا ہوتا ہے تو قائل کی تکفیر نہیں کی جائے گی، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ قائل کی مراد اسلام ہی کا پہلو ہو، ہاں! اگر خود ہی وہ کفر کا کوئی معنیٰ اور پہلو متعین کردے تو پھر کفر کے فتویٰ سے اس کو کوئی تاویل نہیں بچاسکتی ہے۔ مسئلہ کی وضاحت کے لئے مسلم حضرات فقہاء کرام میں سے چند بزرگوں کی شہادتیں نقل کی جارہی ہیں۔

عذاب وراحت قبر کا منکر اور فقہائے اسلام:

علامہ طاہر احمد الحنفیؒ لکھتے ہیں کہ:

ولایجوز الصلاۃ خلف من ینکر شفاعۃ النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم وینکر الکرام الکاتبین وعذاب القبر وکذا من ینکر الرؤیۃ لانہ کافر. (خلاصۃ الفتاوی، ج: ۱، ص: ۱٤۹)

جو شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت اور کرام کاتبین اور عذابِ قبر اور رؤیت باری کا منکر ہو اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ کیونکہ وہ کافر ہے۔

یہ عبارت اپنے مفہوم و مدلول کے لحاظ سے روشن ہے کسی مزید تشریح کی محتاج نہیں ہے۔

محقق علی الاطلاق حافظ ابن الہمام محمد بن عبدالواحد الحنفیؒ السیواسی فرماتے ہیں:

ولاتجوز الصلاة خلف منكر الشفاعة والرؤية وعذاب القبر والكرام الكاتبين لانه كافر لتوارث هذه الامور عن الشارع صلى الله تعالى عليه وسلم. (فتح القدير، ج: ۱، ص: ۲٤۷، ط، مصرى)

شفاعت اور اللہ کا دیدار اور عذابِ قبر اور کرام کاتبین کے انکار کرنے والے کی اقتداء میں نماز درست نہیں ہے کیوں کہ وہ کافر ہے۔ اس لئے کہ یہ امور شارع علیہ السلام سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں۔

یہ حوالہ بھی اپنے مدلول میں صریح ہے۔ ''فتاوی عالمگیری'' میں بھی انکار عذاب قبر کو کفر لکھا ہے۔ (فتاوی عالمگیری، ج:۲، ص:۳۰۱، مصری)

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن بکر الاندلسی القرطبی ارشاد فرماتے ہیں:

فاعلموا ايها الاخوان ان عذاب القبر ونعيمه حق كما صرحت به الاحاديث الصحيحة ولكن الله تعالى يأخذ بابصار الخلائق واسماعهم من الجن والانس عن رؤية عذاب القبر ونعيمه لحكمة الٰهية ومن شك ذلك فهو ملحد. (مختصر تذكرة القرطبى لعبدالوهاب الشعرانى، ص: ۳٦ مصرى)

اے بھائیو! تم بخوبی جان لو کہ قبر کا عذاب اور اس کی راحت برحق ہے۔ جیسا کہ صحیح احادیث صراحت سے اس پر دلالت کرتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنی (مکلّف) مخلوق میں سے جنوں اور انسانوں کی آنکھوں، اور کانوں سے قبر کے عذاب وراحت کو اوجھل رکھتا ہے، کیوں کہ حکمتِ الٰہی کا تقاضا ہی یہی ہے۔ اور جو شخص اس کا انکار کرے وہ ملحد ہے۔

علامہ ابوالشکور السالمی فرماتے ہیں:

فاما عذاب القبر للمؤمنين من الجائزات وللكافرين من الواجبات ولله تعالى يقول النار يعرضون عليها غدوا و عشيا يعنى فرعون وقومه دل انه كان صحيحاً فى اى موضع وعلى اى حال ومن انكر هذا يصير كافرا. والله اعلم.

(تمهيد، ص: ۱۲۵، طبع مصرى)

عذاب قبر مؤمنین کے لئے جائز اور کافروں کے لئے واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ''فرعون اور اس کی قوم صبح وشام آگ پر پیش کی جاتی ہے''۔ یہ ارشاد دلالت کرتا ہے کہ عذاب صحیح ہے جس جگہ میں ہو اور جس حالت میں ہو، جو اس کا منکر ہو سو وہ کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مولانا عبد العلی بحر العلوم الحنفیؒ لکھتے ہیں:

منكر الشفاعة لاهل الكبائر والروية وعذاب القبر ومنكر الكرام الكاتبين كافر. (رسائل بحر العلوم، ص: ۹۹)

اہل کبائر کے لئے شفاعت، رؤیت باری تعالیٰ، عذابِ قبر اور کراماً کاتبین کا انکار کرنے والا شخص کافر ہے۔

ان تمام حوالوں سے یہ بات روز روشن کی صاف ہو جاتی ہے کہ بلا تاویل ثواب اور قبر کا منکر کافر ہے۔ خدا تعالیٰ صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ **والله يهدى السبيل.**

فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

محمد ظفیر الدین غفرلہٗ مفتی دار العلوم دیو بند

الجواب صحیح: کفیل الرحمٰن نائب مفتی دار العلوم دیو بند

۲۳ شعبان ۱۴۰۵ھ

نحن متفقون به كلمة بكلمة حرفاً بحرف

فقیر محمد انور عفا اللہ تعالیٰ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان
محمد حنیف جالندھری مہتمم خیر المدارس ملتان
۲۰ شوال ۱۴۰۵ھ

(خير الفتاوى، ج: ۱، ص: ٩٤ تا ١٢٦، ط، مكتبه امداديه ملتان)



بسلسلہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مفتی دار العلوم دیوبند کے فتویٰ کی مہتمم دار العلوم حضرت قاری محمد طیب صاحب کی طرف سے وضاحت

استاد العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ نے حضرت قاری صاحب زید مجدہم کی طرف ایک خط لکھا۔ جس میں مفتی دارلعلوم حضرت مہدی حسن صاحب کے فتویٰ کی ایک عبارت کی طرف متوجہ کیا گیا جس عبارت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حیات دنیوی کی بجائے حیاتِ اُخروی حاصل ہے۔ جواب میں حضرت قاری صاحب مدظلہ نے اس والا نامہ سے سرفراز فرمایا۔

گرامی نامہ موصول ہوا جس میں حضرت مفتی دارلعلوم کا فتویٰ دربارۂ حیات نبوی علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام تحریر فرمایا گیا ہے۔

میں جہاں تک سمجھتا ہوں عبارت کا تسامح ہے مراد کا نہیں۔ محققین کا مسلک اور بالخصوص حضرت اقدس نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک اس بارہ میں یہی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برزخ میں بھی حیات دنیوی حاصل ہے۔ جس کی طرف آیت کریمہ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَاِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ میں اشارہ موجود ہے۔ اس میں دو موتیں ارشاد فرمائی گئی ہیں جن کے درمیان عطف ہے جو تغایر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی

موت اور ہوگی اور دوسروں کی موت اور۔ ورنہ ایک جملہ لاکر سب کی موت کو ذکر کیا جاسکتا تھا۔ پس عنوان کا تغیر اور دونوں موتوں کا یہ عطفی تغایر اس پر صاف روشنی ڈال رہا ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی موت اور نوع کی ہے دوسروں کی اور نوع کی ہے۔

اس تغایر کو محققین نے اس عنوان سے ادا کیا ہے کہ عامہ خلائق کی موت ذاتی ہے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی عرضی۔ ذاتی کے معنی یہ ہیں کہ عام لوگوں کی روح کا تعلق اس بدن سے منقطع کردیا جاتا ہے۔ اور عرضی کے معنی یہ ہیں کہ روح کا تعلق اس جسدِ عنصری سے منقطع نہیں ہوتا، بلکہ بدستور باقی رہتا ہے صرف آثار روح جو بدن کے ذریعہ سے ظاہر ہوتے تھے وہ روک لئے جاتے ہیں۔ خواہ فیضان روحی بلا واسطہ بدن سے پہلے سے بھی زائد ہوجائے۔ اور ظاہر ہے کہ جب آپ کی موت عرضی ہے اور بدن مبارک میں روح پرفتوح پوری طرح باقی اور بدستور قائم ہے تو یہ صرف حیات برزخی نہیں دنیوی بھی ہے اس کو حیات برزخی کہنے کے معنی صرف حیات فی البرزخ ہیں۔

اور حاصل یہ ہوگا کہ آپ دنیوی زندگی کے ساتھ برزخ میں حیات ہیں اس لئے نہ آپ کی ازواج مطہرات بیوائیں ہیں جو قابل نکاح ہوں اور نہ آپ کا مال قابل میراث ہے۔ پس حضرت مفتی صاحب نے جو محققین کا قول نقل کیا ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو حیات برزخی حاصل ہے اس کا مطلب یہ ہے حیات فی البرزخ حاصل ہے۔ یعنی برزخ ظرف حیات ہے صفت حیات نہیں۔ اس کے بعد حضرت مفتی صاحب کا یہ دعویٰ بھی صحیح ہے کہ یہ حیات فی البرزخ دنیوی حیات سے بدرجہا بڑھ چڑھ کر ہے یعنی عام دنیوی زندگی سے یہ برزخ کی دنیوی زندگی بھی اس ظرفِ برزخ میں پہنچ کر اقویٰ تر ہوجاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے حیات دنیوی کی نفی نہیں ہورہی ہے بلکہ اس کی مضبوطی اور استحکام ثابت ہورہا ہے آگے آب حیات کے مطالعہ کی ہدایت کی گئی ہے

سو اس کی تحقیق کا حاصل بھی یہی ہے جو محققین کی تحقیق ہے کہ آپ کو حیات فی البرزخ حاصل ہے اور وہ حیات دنیوی ہے، ورنہ مفتی صاحب نے فرمایا ہے ”کہ مگر بحالت

موجودہ اقوی اور قوی تر ہے" جس کا حاصل یہی ہے کہ برزخ میں پہنچ کر یہ حیات دنیوی اور زیادہ قوی اور مستحکم ہوگئی ہے نہ یہ کہ وہ دنیوی حیات ختم ہوگئی ہے۔ پھر ممدوح نے قول اوّل کو راجح بتلایا ہے۔ اور وہ قول اول محققین کا قول حیات فی البرزخ ہے جسے انہوں نے حیات برزخی سے تعبیر کیا ہے۔ پھر ساتھ ہی حیات دنیوی کو ممدوح ثابت شدہ ہی بتلا رہے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ خود اس کے خلاف کریں۔ اس کے لئے حضرت مفتی صاحب کی عبارت اور محققین کے مسلک میں کوئی تضاد نہیں رہتا، البتہ عبارت میں کچھ تسامح ضرور ہے سو علماء کے لئے یہ مسئلہ کوئی پیچیدگی نہیں رکھتا۔ اس سے مطلب اخذ کر سکتے ہیں۔ جو رات دن متعارض روایات میں تطبیق وتوفیق کے فرائض ادا کرتے رہتے ہیں اس معمولی سے تسامح کا وہ بہتر سے بہتر مدادا کر سکتے ہیں۔ امید ہے کہ جناب کو اس تحریر سے سکون ہوجائے گا اور مفتی دارالعلوم کی جانب سے کسی قسم کا کوئی خلجان باقی نہ رہے گا۔

محمد طیب

مہتمم دارالعلوم دیوبند

۱۳۷۷/۲/۲۹ھ

(خیر الفتاوی، ج:۱، ص:۱۸۵،۱۸۶، ط، مکتبہ امدادیہ ملتان)



حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت قاری صاحب مدظلہ کی طرف سے مسلکِ دیوبند کی ترجمانی

حضرت المحترم (مولانا خیر محمد صاحب) زید مجدکم: سلام مسنون۔ نیاز مقرون۔

گرامی نامہ مورخہ ۲۷، صفر ۱۳۷۷ھ کو شرف صدور لایا۔ میں اس درمیان میں ہمہ وقت اسفار میں رہا۔ اس لئے ارسال جواب میں غیر معمولی تاخیر ہوگئی۔ معافی کا خواستگار ہوں۔ گرامی نامہ سے اندازہ ہوا کہ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہمیت اختیار کر گیا ہے جس سے اندیشہ ہے کہ منتسبین دیوبند ہی میں خود گروہ بندی نہ ہوجائے۔ اس لئے نیاز مندانہ طریق پر گزارشات پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔

مسئلہ زیر بحث (حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں جہاں تک اپنے بزرگوں کی کتابوں، فتاویٰ، مقالات اور متوارث ذوق کا تعلق ہے دیوبندیت تو یہی ہے کہ برزخ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حیات دنیوی کے ساتھ زندہ مانا جائے۔

کیونکہ دیوبندیت کی موجودہ اجتماعی تشکیل قیام دارالعلوم دیوبند سے شروع ہوئی ہے جس کی ابتداء حضرت اقدس حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ کی سرپرستی میں ان کے دو جلیل القدر خلفاء حضرت نانوتوی اور حضرت گنگوہیؒ سے ہوئی۔ ان تینوں بزرگوں کا مسلک بھی حیات دنیوی ہے۔ پھر آخر الذکر دو بزرگوں کے تلامیذ حضرت شیخ الہند و حضرت مولانا احمد حسن صاحب امروہیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری، حضرت مولانا عبدالرحیم رائے پوری، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی دیوبندیؒ: حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی دیوبندیؒ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند وغیرہ حضرات کا بھی یہی مسلک ہے جو ان کے مطبوعہ فتاویٰ اور مقالات میں موجود ہے۔ پھر ان اکابر کے تلامذہ مثل حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحبؒ،

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور دوسرے اساتذہ دار العلوم دیوبند وغیرہ حضرات کا بھی یہی مسلک ہے۔

یہی حضرات دیوبندیت کے اساطین کہلاتے ہیں۔ اس لئے دیوبندیت تو حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں حیات دنیوی ہی ہے جو برزخ میں قائم ہے۔

فقط والسلام

محمد طیب

مہتمم دار العلوم دیوبند

(خیر الفتاوی، ج:۱،ص:۱۸۷، ط، مکتبہ امدادیہ ملتان)



حضرت نانوتویؒ بھی وصال انبیاء کے قائل تھے

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں کہ موت انبیاء کا معنی انقباض الروح فی الجسد ہے نہ کہ انفکاک روح من الجسد''۔

کیا یہ معنی کر کے مولانا موصوف قرآن وحدیث، صحابہؓ واجماع امت اور تمام اہلسنت والجماعت کے خلاف ہیں یا نہیں؟ اگر خلاف ہیں تو پھر مولانا موصوف کو مسلمان کہنا کیسا ہے؟

جب کہ لطائف قاسمی میں مولانا فرماتے ہیں۔

''اپنا تو یہی عقیدہ ہے اور میں سمجھتا ہوں مرتے دم تک رہے گا''۔

اور اگر مولانا موصوف مسلمان ہیں تو کیا اہلسنت والجماعت سے ہیں یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

قرآن وحدیث میں موت انبیاء علیہم السلام منصوص ہے(۲۲۸)اور حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ بھی موت انبیائے علیہم السلام کے قائل ہیں۔

چنانچہ لطائف قاسمی :ص۳: میں مرقوم ہے۔

''حسب آیت کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ. اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ.

تمام انبیاء علیہم السلام خاص کر حضرت سرور انام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت موت کا اعتقاد بھی ضروری ہے۔'' الخ۔

پس نفس موت کے بارے میں حضرت موصوفؒ کا بھی وہی عقیدہ ہے جو تمام امت مسلمہ کا ہے اور قرآن وحدیث میں منصوص ہے۔ تو حضرت موصوفؒ کے بارے میں دائرہ اسلام اور اہلسنت والجماعت سے اخراج وعدم اخراج کی بحث چھیڑنا بے محل اور گستاخی ہے جس سے رکنا لازم ہے۔ رہی موت انبیاء علیہم السلام کی کیفیت مخصوصہ کہ انفکاک الروح من البدن ہے یا انقباض۔ سو یہ کسی نص میں متعین نہیں کی گئی جس کا انکار موجب کفر بن سکے، واضح رہے کہ موت کی بھی مختلف انواع ہیں۔

مفردات راغب میں ہے: انواع الموت بحسب انواع الحياة. (ص: ۴۹۴) فقط واللہ اعلم۔ (خیر الفتاوی، ج: ۱، ص: ۱۸۹، ط، مکتبہ امدادیہ ملتان)



(۲۲۸):عن عائشة رضى الله تعالى عنها: أن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم توفى وهو ابن ثلاث ستين. (صحيح البخارى، كتاب المناقب، باب وفاة النبى صلى الله تعالى عليه وسلم، ص: ۷۲۷، رقم: ۳۵۳۶، ط، دار السلام رياض)

حیات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی غلام شبیر نامی کہتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام قبروں میں مردہ ہیں، قبروں کے پاس درود وسلام پڑھنے والے کا نہ درود سنتے ہیں اور نہ ہی جواب دیتے ہیں، یہ برا عقیدہ ہے، جب کہ مولوی عبد الرشید عمر کا یہ کہنا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، جو شخص قبر کے پاس درود پڑھے اس کو خود سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں جو دور سے پڑھے اس کو فرشتے پہنچاتے ہیں، ان مذکورہ شخصوں میں سے کس کا عقیدہ صحیح اور اہل السنۃ والجماعۃ کے مطابق ہے؟ جس کا یہ غلط عقیدہ ہے اس کا قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا حکم ہے؟ نیز ایسے عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے کہ نہیں؟

﴿الجواب باسم الملک الوھاب﴾:

(۱) ان مذکورہ شخصوں میں سے مولوی عبد الرشید کا عقیدہ صحیح ہے اور اہل السنۃ والجماعۃ کے مطابق ہے، جب کہ غلام شبیر کا عقیدہ قرآن وحدیث کی نصوص کے خلاف ہے، لہٰذا اہل السنۃ والجماعۃ کے مطابق نہیں۔

(۲) قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ شخص مبتدع ہے۔

(۳) ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات ہیں اور جو شخص روضۂ مبارک کے پاس درود پڑھتا ہے تو آپ خود اس کو سنتے ہیں اور جو دور سے پڑھا جائے وہ فرشتے پہنچاتے ہیں۔

”ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات، قال القاضی ثناء اللّٰہ تحت ھذہ الآیۃ فذھب جماعۃ من العلماء الی ان ھذہ الحیاۃ مختص بالشھداء والحق عندی عدم اختصاصھا بھم بل حیات الانبیاء اقویٰ منھم واشد ظھورا آثارھا فی الخارج حتی لاتجوز النکاح بازواج النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم بعد وفاتہ بخلاف الشھید“. (تفسیر مظھری:۱/۱۷۰)

”عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالی عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم قال من صلی علی عند قبری سمعت ومن صلی علی نائیا ابلغتہ“.(مشکوٰۃ شریف: ۱/۸۸)

”عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالی عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم قال ما من احد یسلم علی الا رد اللّٰہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام“. (ابوداؤد شریف: ۱/۱۹۵)

” واما الفاسق فقد عللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لایھتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا ولایخفی انہ اذا کان اعلم من غیرہ لاتزول العلۃ فانہ لایؤمن ان یصلی بھم بغیر طھارۃ فھو کالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان الکراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لما ذکرنا“.(شامی:۱/۴۱۴)

”وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والمبتدع والاعمی وولد الزناء“..(کنز الدقائق علی البحر:۱/۶۱) فقط واللّٰہ اعلم

بالصواب۔(ارشاد المفتین، ج: ۱، ص: ۲۸۳، ۲۸۴، ط، مکتبة الحسن لاہور)



کل شیء ھالک الا وجه و کل نفس ذائقة الموت میں ہلاکت وموت کی تفصیل

﴿سوال﴾:

کیا کل شیٔ ھالک میں جنت، جہنم اور پل صراط داخل ہیں یا نہیں؟ اسی طرح کل نفسٍ ذائقة الموت میں حاملین عرش اور مقرب فرشتے داخل ہیں یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

قرآن مجید کی آیت مبارکہ کل شیٔ ھالک الا وجه کی تفسیر میں متکلمین ومفسرین کے اقوال مختلف ہیں، بعض حضرات نے الفاظ کے عموم اور ظاہر کو دیکھ کر سب پر فناء ہونے کا حکم لگایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا تمام موجودات پر ہلاکت طاری ہوگی حتیٰ کہ جنت، دوزخ وغیرہ بھی صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں گے صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات بابرکات باقی اور دائمی رہے گی (۲۲۹)، البتہ جنت جہنم کے لیے یہ ہلاکت تھوڑی دیر ہوگی

(۲۲۹):فی جامع البیان: واختلف فی معنی قوله: ﴿الا وجهه﴾، فقال بعضهم: معناه: کل شیٔ ھالک الا هو. (جامع البیان عن تأویل آی القرآن، المعروف بتفسیر الطبری، سورة القصص، الآیة: ۸۸، ج: ۱۸، ص: ۳۵۳)

وفی تفسیر ابن کثیر: وقوله: ﴿کل شیء ھالک الا وجهه﴾: اخبار بأنه الدائم الباقی الحی القیوم، الذی تموت الخلائق ولایموت، کما قال تعالیٰ: ﴿کل من علیها فان. ویبقیٰ وجه ربک ذو الجلال والاکرام﴾ [الرحمٰن: ۲۶، ۲۷]، فعبر بالوجه عن الذات، وهکذا قوله ھاھنا: ﴿کل شیء ھالک الا وجهه﴾ أی: الا ایاه.

دائمی فناء نہ ہوگا، اس لیے کہ ہلاکت دائمی فناء کو مستلزم نہیں اور یہ تھوڑی دیر کے لیے فناء ہو جانا قرآن مجید کی اس آیت کریمہ **کل شئ ھالک الا وجه** کی تحقیق کے لیے ہوگا، جیسا کہ جہنم کے متعلق اللہ تعالیٰ کے ارشاد **وان منکم الا واردھا** کے تحت مفسرین لکھتے ہیں کہ ہر نیک و بد کو اس پر سے گذرنا پڑے گا لیکن نیک آدمی کے لیے صرف مرور ہوگا جہنم کی تپش اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکے گی۔ جبکہ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ چونکہ جنت اور جہنم پیدا ہو چکے ہیں اور اب بھی موجود ہیں، نصوص قرآنیہ اس پر دال ہیں کہ ان پر عدم طاری نہیں ہوگا بلکہ باقی دائمی رہیں گے۔ **کما قال اللہ تبارک وتعالی: خالدین فیھا ابدا، اعدت للمتقین، وغیرہ ذلک.** (سورۃ آل عمران آیۃ: ۳۳) لہٰذا ان نصوص کی بناء پر کل شئ اکثریت کے لیے ہے تمام اشیاء کو محیط نہ ہوگا اور جنت وجہنم اس حکم سے مستثنیٰ ہوں گے (**۲۳۰**)، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: **واوتیت من کل شئ.**

اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہاں ہلاکت سے مراد موت ہے اور عمومیت ہر ذی روح جو دنیا میں موجود ہے اس کے اعتبار سے ہے یعنی ہر ذی روح کو موت آئے گی اور وہ فناء ہوگی۔ اس کی تائید حضرات ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے جو انہوں نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں نقل کی ہے: **"کل حی میت الا وجھه"** ۔

وقد ثبت فی الصحیح، من طریق أبی سلمة، عن أبی ھریرة ؓ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: أصدق کلمة قالھا شاعر [کلمة] لبید:

ألا کل شیء ما خلا اللہ باطل.

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ القصص، الآیة: ۸۸، ج: ٦، ص: ٢٦١، ط، دار طیبة ریاض)

(۲۳۰):فی الدر المنثور: وأخرج ابن أبی حاتم عن مقاتل: ﴿کل شیء ھالک الا وجھه﴾. یعنی الحیوان خاصة من أھل السماوات والملائکة ومن فی الارض، وجمیع الحیوان، ثم یھلک السماء والأرض بعد، لاتھلک الجنة والنار، وما فیھما، ولا العرش ولا الکرسی. (الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، سورۃ القصص، الآیة: ۸۸، ج: ۱۱، ص: ۵۲۵)

علامہ ابن ابی العزاء الحنفی رحمہ اللہ [تعالیٰ] فرماتے ہیں کہ **کل شئ ھالک** سے تمام وہ موجودات مراد ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فناء اور ہلاکت کا فیصلہ فرمایا اور جنت، جہنم وعرش کو باقی رکھنے کے لیے پیدا فرمایا نہ کہ فناء ہونے کے لیے، جیسے کہ قرآنی نصوص عدم فناء کی طرف مشیر ہیں لہٰذا جنت، جہنم اور عرش وغیرہ اس حکم سے مستثنیٰ ہونگے۔

اسی طرح **کل نفس ذائقة الموت** میں تمام جاندار اشیاء داخل ہیں اور فرشتے بھی اس حکم سے مستثنیٰ نہیں، سب پر ایک مرتبہ موت طاری ہوگی اور از سر نو ان کی بعث ہوگی جیسے دیگر جاندار اشیاء کی بعث ہوگی (۲۳۱)۔

لما قال العلامة تفتازانی رحمه اللّٰه تعالی: وهما ای الجنّة والنّار مخلوقتان الآن موجودتان باقيتان لا تفنيان ويفتی اهلها ای دائمتان لايطرء عليها عدم مستمر، لقوله تعالی: فی حق الفريقين خالدين فيها ابدا. (سورة) واما ماقيل انها تهلكان ولولحظة تحقيقا. لقوله تعالی: كل شئ هالک الا وجهه. فلاينافی البقاء بهٰذا المعنیٰ لانّک عرفت انه لادلالة فی الآية علی الفناء وذهبت الجهمية الیٰ انها تفنيان ويفنی اهلها وهو قول مخالف لكتاب والسنة والاجماع.

(شرح العقائد ص ١٠٦)

---

(۲۳۱):فی تفسير ابن كثير: يخبر تعالیٰ اخباراً عاماً يعم جميع الخليقة بأن كل نفس ذائقة الموت، كقوله: ﴿كل من عليها فان ويبقیٰ وجه ربک ذو الجلال والاكرام﴾ فهو تعالیٰ وحده هو الحی الذی لايموت والانس والجن يموتون، وكذلک الملائكة وحملة العرش، وينفرد الواحد الأحد القهار بالديمومة والبقاء، فيكون آخراً كما كان أولا. (تفسير ابن كثير، سورة آل عمران، الآية: ١٨٥، ج: ٢، ص: ١٧٧، ط، دارطيبة)

وقال العلامة الالوسیؒ: وقال غیر واحد المراد بالهلاک خروج الشیٔ عن الانتفاع به المقصود منه اما یتفرق اجزائه او نحوه والمعنیٰ کل شیٔ سیهلک ویخرج عن الانتفاع به المقصود منه الا ذاته عزوجل والظاهر انه ارید بالشیٔ الموجود المطلق لا الموجود وقت النزول فقط فیؤول المعنیٰ الی قولنا کل موجود فی وقت من الاوقات سیهلک بعد وجوده الا ذاته عزوجل فیدل ظاهر الآیة علیٰ هلاک العرش والجنة والنار والذی دل علیه الدلیل عدم هلاک الآخرین وجاء فی الخبر انّ الجنة سقفها عرش الرّحمٰن ولهٰذا اعترض بهٰذه الآیة علی القائلین بوجود الجنة والنار الآن والمنکرین له القائلین بانهما سیوجد ان یوم الجزاء ویستمر ان ابد الآباد واختلفوا فی الجواب عن ذٰلک فمنهم من قال ان کلا لیست للاحاطة بل للتکثیر کما فی قولک کل الناس جاء الا زیدا اذا جاء اکثرهم دون زید واید بماروی عن الضحاک انه قال فی الآیة کل شیء هالک الا اللّٰه عزوجل والعرش والجنة والنار ومنهم من قال ان المراد بالهلاک الموت والعموم باعتبار الاحیاء الموجودین فی الدنیا واید بماروی عن ابن عباسؓ انهٗ قال فی تفسیر الایة کل حیٔ میت الا وجهه. (تفسیر روح المعانی ج ۲۰ ص ۱۱۳ سورۃ القصص پارہ ۲۰ آیت ۸۸) فقط واللّٰہ اعلم بالصواب۔ (فتاوی حقانیہ، ج: ۱، ص: ۲۳۵ تا ۲۳۷، ط، سید احمد شہید اکوڑہ خٹک)



عقیدہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق علماء دیو بند کا مسلک

سوال:

جناب محترم گذارش یہ ہے کہ ایک سلسلہ میں جناب سے حق کی جانب راہنمائی کا خواستگار ہوں، ہمارے یہاں پاکستان میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات بعد الموت سے متعلق دو آراء پائی جاتی ہیں، اور ہر دو نظریہ کے حامل افراد خود کو حقیقی دیو بندی کہتے ہیں، ایک عقیدہ: حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روضۂ اطہر من جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں، یہ حیات برزخی ہے، مگر حیات دنیوی سے قوی تر ہے۔ دوسرا عقیدہ: مماتی عقیدہ کے نام سے معروف ہے کہ جسد اطہر روضۂ اطہر سے محفوظ ہے، مگر روح مبارک اعلیٰ علیین میں ہے، اور جسد اطہر محفوظ، مگر بمثل میت کے روضۂ اطہر میں ہے، نیز روح مبارک کے لیے جسم مثالی کی بات کرتے ہیں۔

محترم! میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اکابر علماء دیو بند کا حقیقی عقیدہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوالہ سے کیا حیاتی یا مماتی؟ اور جو اکابر علمائے دیو بند کے خلاف عقیدہ رکھیں ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ آیا وہ بدعتی ہیں یا انہیں دیو بندی کہلانے کا حق حاصل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:

۱۳۲۵ھ میں حرمین شریفین کے علمائے کرام نے ۲۶/ سوالات قلم بند کر کے علمائے دیو بند کو جواب کے لیے ارسال کیے، اس وقت حضرت گنگوہیؒ اور حضرت نانوتویؒ کا وصال ہو چکا تھا، مذکورہ سوالات کے جوابات فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے فصیح عربی زبان میں مرتب فرمائے، جس پر اس وقت کے تمام مشاہیر دیو بند مثلاً: شیخ الہند

حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ، اسوۃ الصلحاء حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ، بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد احمد صاحب مہتمم دارالعلوم ابن حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی، عارف کامل حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تصدیقات تحریر فرمائیں، مشاہیر ہند کے علاوہ حجاز، مصر اور شام وغیرہ اسلامی ممالک کے مقتدر علماء اور مشائخ نے بھی اپنی تصدیقات سے اس کو مزین فرمایا، چناں چہ یہ رسالہ ۱۳۲۵ھ میں تحریر ہوا اور "المھند علی المفند" کے نام سے ملک میں شائع کیا گیا، اسی رسالہ کے صفحہ ۴۳/۴۴ سے ایک سوال جواب جو اصل عربی میں ہے، اس کے اردو ترجمہ کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے:

السؤال الخامس: ما قولكم فی حياة النبی عليه الصلوة والسلام فی قبره الشريف؟ هل ذلک أمر مخصوص به أم مثل سائر المؤمنين رحمة الله عليهم حيٰوته برزخية؟

الجواب: عندنا وعند مشايخنا حضرة الرسالة صلی الله تعالی عليه وسلم حی فی قبره الشريف، وحياتُه دنيوية من غير تكليف، وهی مختصة به، وبجميع الأنبياء صلوات الله عليهم والشهداء، لابرزخيه كما هی حاصلة لسائر المؤمنين بل لجميع الناس، كما نص عليه العلامة السيوطی فی رسالته "أنباء الأذكياء بحيوة الأنبياء" حيث قال: قال الشيخ تقی الدين السبكی: حيٰوة الأنبياء والشهداء فی القبر كحيوتهم فی الدنيا، ويشهد له صلوة موسی عليه السلام فی قبره، فان الصلوة تستدعی جسدا حيا الی آخر ما قال: فثبت بهذا أن حيٰوته دنيوية، برزخية لكونها فی عالم البرزخ،

ولشيخنا شمس الاسلام والدين محمد قاسم العلوم على المستفيدين قدس الله سره العزيز فى هذا المبحث رسالة مستقلة دقيقة المأخذ بديعة المسلك لم يرمثلها، قد طبعت وشاعت فى الناس واسمها "آب حيات" أى ماء الحيوٰة.

(المهند على المفند ٤٤، ٤٣ مكتبه الاتحاد)

ترجمہ: پانچواں سوال: کیا فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے؟

جواب: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلّف ہونے کے، اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ، برزخی نہیں ہے، جو حاصل ہے تمام مسلمانوں، بلکہ سب آدمیوں کو، چناں چہ علامہ سیوطیؒ نے اپنے رسالہ "**أنباء الاذكياء بحيوة الأنبياء**" میں بتصریح لکھا ہے، چناں چہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکیؒ نے فرمایا ہے کہ انبیاء وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی، موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے، کیوں کہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے الخ۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے، اور اس معنی کر برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے، اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہٗ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے، نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل، جو طبع ہوکر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے، اس کا نام "آب حیات" ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ ”المھند علی المفند“ میں درج شدہ عقائد کے متعلق کیے گئے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

اکابر دیوبند کے کئی دور ہوئے ہیں:

پہلا دور: حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے ہم عصر اکابر کا تھا۔

دوسرا دور: ان اکابر کے شاگردوں کا: جن میں شیخ الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ اکابر شامل ہیں۔

تیسرا دور: ان کے شاگردوں کا: جن میں حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ شامل ہیں۔

چوتھا دور: ان کے شاگردوں کا: جن میں مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت مولانا محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے ہم عصر اکابر شامل ہیں۔

اور اب پانچواں دور ان کا شاگردوں کا چل رہا ہے۔

”المھند علی المفند“ پر دور ثانی کے تمام اکابر کے دستخط ہیں، یہی عقائد دور اول کے اکابر کے تھے، اور ان ہی پر دور ثالث اور دور رابع کے اکابر متفق چلے آئے ہیں۔

اس لئے ”المھند“ میں درج شدہ عقائد پر تمام اکابر دیوبند کا اجماع ہے، کسی دیوبندی کو ان سے انحراف کی گنجائش نہیں، اور جو ان سے انحراف کرے وہ دیوبندی کہلانے کا مستحق نہیں۔ (فتاویٰ بینات، ۱/۵۶۲، ۵۲۷)

اس موضوع پر مستقل کتابیں بھی لکھی گئی ہیں جن میں حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر کی کتاب ”تسکین الصدور فی تحقیق أحوال الموتی فی البرزخ والقبور“ اور علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب زید مجدہم کی کتاب ”مقام حیات“ اور ”المھند

علی المفند" کا تازہ ایڈیشن قابل مطالعہ ہے، اور آخر الذکر دونوں کتابوں میں دیوبندی مکتب فکر کے بعد اکابر کی تصریحات بھی منقول ہیں، ان کا مطالعہ فرمالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (محمود الفتاوی، ج:۱، ص:۳۵۹ تا ۳۶۳، ط، مکتبہ محمودیہ، محمود نگر گجرات الہند)



عقیدہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منکر کو بدعتی نہ کہنے والے کا حکم

﴿سوال﴾:

جو لوگ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برزخی حیات کے قائل ہیں لیکن ممات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عام وخاص مجالس میں بیان کرنے سے گریز کرتے ہیں جو شخص ایسے لوگوں کو بدعتی کہنے سے احتراز کرتا ہے اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟ اس شخص کا بدعتی کہنے کا اقرار کرنا ٹھیک ہے یا نہیں جبکہ اس شخص نے بہت سے اپنے اکابر کو ان کے پیچھے نماز پڑھتے دیکھا۔

۲۔ جو شخص ایسے مماتیوں کو مرتد اور مردود کہتا ہے اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟

﴿الجواب باسم الملک الوھاب﴾:

اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں بتعلق روح حیات ہیں، روضہ اُطہر پر صلاۃ وسلام پڑھنے والوں کے صلوٰۃ وسلام کو عضری کانوں کے ساتھ سماعت فرماتے ہیں، اگر مذکورہ شخص کا عقیدہ اس کے موافق ہے تو یہ صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہے، اس کو بدعتی کہنا جائز نہیں ہے اور اگر مذکورہ شخص کا عقیدہ اس کے (تحریر کردہ) بیان کے خلاف ہے تو یہ شخص

بدعتی ہوگا البتہ اگر کوئی شخص انہیں کسی عذر شرعی کی وجہ سے برملا بدعتی نہ کہے تو اس کی بھی گنجائش ہے لیکن اس شخص کو مرتد اور مردود کہنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

"ومما هو مقرر عندا لمحققين انه صلى الله تعالى عليه وسلم حي يرزق ممتع بجميع الملاذ والعبادات غير انه حجب عن ابصار القاصرين عن شريف المقامات". (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ٧٤٦)

"والا حسن ان يقال ان حياته صلى الله تعالى عليه وسلم لا يتعقبها موت بل يستمر حيا والانبياء احياء فى قبورهم" ......(على هامش البخارى: ١/٥١٧)

"ينبغى لمن قصد الزيارة النبى صلى الله تعالى عليه وسلم ان يكثر الصلوة عليه فانه يسمعها وتبلغ اليه".(حاشية الطحطاوى: ٧٤٦)

"عن ابى هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من صلى على عند قبرى سمعته ومن صلى على نائيا أبلغته".(مشكوة: ١/٨٨)

"واما المبتدع فهو صاحب بدعة ......ثم غلبت على ماهو زيادة فى الدين أو نقصان منه اه وعرفها الشمنى بأنها ماحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من علم اوعمل أو حال بنوع شبهة واستحسان وجعل دينا قويما وصراطا مستقيما اهـ" . (البحر الرائق: ١/٦١١) **والله تعالىٰ اعلم بالصواب**. (ارشاد المفتين، ج: ١، ص: ٣٩٣، ٣٩٤، ط، مكتبة الحسن لاهور)



عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام اور صلاۃ وسلام کی وضاحت

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ انبیاء علیہم السلام بالخصوص حضور علیہ السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں یا نہیں؟ اور قبر کے آس پاس پڑھا گیا صلوۃ وسلام خود سنتے ہیں یا نہیں؟ اور جو اس کا انکار کرے وہ اہل السنّت دیو بندی ہے یا نہیں؟ اور اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

(۲) عذاب وراحت قبر اہل السنّت والجماعت کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں؟ اور اس کا انکار کرنے والا اہل السنّت سے خارج ہے یا نہیں؟

﴿الجواب باسم الملك الوهاب﴾:

"قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون. رواه ابو یعلی فی مسنده عن انس رضی اللّٰہ عنه". (مسند ابی یعلیٰ ۶/۱۴۷)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور شریف میں بتعلق روح حیات ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور یہی اہل السنّت والجماعت اور دیو بندرحمہم اللہ تعالیٰ کا عقیدہ ہے، نیز علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے کہ انبیاء کرام کی حیات فی القبر احادیث سے تواتراً ثابت ہے۔ (الحاوی للفتاویٰ)

نیز اکابر کا یہ بھی عقیدہ اجماعی ہے کہ آپ کی قبر شریف کے پاس پڑھا گیا صلوٰۃ وسلام اپنے انہی عنصری کانوں کے ساتھ سماعت فرماتے ہیں، اور جواب دیتے ہیں اور اس میں اہل السنّت والجماعت کا اجماع ہے، کذافی فتاوی رشیدیہ: ص ۱۳۴ (۲۳۲)، نیز اکابر

(۲۳۲): فی فتاوی رشیدیه: تیسرے یہ کہ قبر کے پاس جا کر کہے کہ اے فلاں تم میرے واسطے دعاء کرو کہ حق تعالیٰ میرا کام کر دیوے اس میں اختلاف علماء کا ہے مجوز سماع موتی اس کے جواز

دیو بند کی متفقہ دستاویز ''عقائد علماء اہل السنّت دیو بند یعنی المہند علی المفند'' مصنفہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری نور اللہ مرقدہٗ کے ص ۳۱ پر بھی یہ مسئلہ مرقوم ہے (۲۳۳)، اس کتاب پر اس وقت کے جید اکابر علماء کے تائیدی دستخط ہیں، بنا بریں ان عقائد کا انکار کرنے والا اہل السنّت دیو بندی نہیں، لہٰذا اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے (۲۳۴)، اور اس کے پیچھے پڑھی

کے مقر ہیں اور مانعین سماع منع کرتے ہیں سو اس کا فیصلہ اب کرنا محال ہے مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں اسی وجہ سے انکو مستثنیٰ کیا ہے..الخ۔ (فتاوی رشیدیہ، ج:۱، ص: ۲۲۰، ط، المکتبۃ الحنفیہ)

(۲۳۳): فی المهند على المفند: عندنا وعند مشائخنا حضرة الرسالة صلى الله تعالى عليه وسلم حي في قبره الشريف و حيٰوته صلى الله تعالى عليه وسلم دنيوية من غير تكليف وهي مختصة به صلى الله تعالى عليه وسلم وبجميع الأنبياء صلوات الله عليهم والشهداء لا برزخية كما هي حاصلة لسائر المؤمنين بل لجميع الناس كما نص عليه العلامة السيوطي في رسالته انباء الاذكياء بحيٰوة الانبياء حيث قال قال الشيخ تقي الدين السبكي "حيٰوة الانبياء والشهداء في القبر كحيٰوتهم في الدنيا ويشهد له صلوة موسىٰ عليه السلام في قبره فان الصلٰوة تستدعي جسداً حياً" الى اٰخر ما قال "فثبت بهذا ان حيٰوته دنيوية برزخية لكونها في عالم البرزخ" ولشيخنا شمس الاسلام والدين محمد قاسم العلوم على المستفيدين قدس الله سره العزيز في هذا المبحث رسالة مستقلة دقيقة الماخذ بديعة المسلك لم ير مثلها قد طبعت و شاعت في الناس واسمها "آب حيات" اى ماء الحيٰوة. (المهند على المفند، ص: ٣٦،٣٧،ط، قديمي كتب خانه كراچي)

(۲۳۴):فی ملتقى الأبحر: ويكره امامة العبد والأعرابي والأعمى والفاسق.

وفي مجمع الأنهر تحته: (والفاسق) أي الخارج عن طاعة الله تعالىٰ بارتكاب كبيرة لأنه لا يهم بأمر دينه، وكذا امامة التمام، والمرائي، والمتصنع، وشارب الخمر. (مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، كتاب الصلاة، ج: ١، ص: ١٦٢، ١٦٣،

گئی نماز واجب الاعادہ ہے۔

(۲) قبر کی راحت اور عذاب حق ہے اور تمام اہل السنّت والجماعت اس کے قائل ہیں کہ روح کا بدن کے ساتھ تعلق ہوتا ہے جس سے مردہ قبر کی راحت اور عذاب محسوس کرتا ہے، چنانچہ علامہ ملا علی القاری حنفی محدث رحمہ اللہ فرمایاتے ہیں۔

"واعلم ان اهل الحق اتفقوا على ان الله تعالى يخلق فى الميت نوع حياة فى القبر قدر ما يتالم ويتلذذ". (شرح فقه الا اكبر: ۸۰)

نیز خلاصہ ایوبی میں ہے۔

"اعلم والا ان المذاهب فى هذا المقام ثلاثة الاول الميت حيى فى قبره فيعذب وهذا هو مذهب اهل السنة والحق، والثانى انه جماد لايعذب ولا يدرك العذاب وهذا هو مذهب جمهور المعتزلة والروافض والثالث انه جماد يعذب وهذا مذهب الصالحية من المعتزلة ومذهب ابن جرير ومذهب طائفة من الكراهية الخ". (خلاصة الايوبى على الخيالى: ۱۱۸)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ قبر کا عذاب اور راحت برحق ہے اور میت کے بدن کے ساتھ روح کا تعلق ہوتا ہے اور اس کا انکار کرنے والا اہل السنّت والجماعت سے خارج ہے(۲۳۵) اور وہ معتزلی ہے، لہٰذا اس خراب عقیدے والا امامت کا اہل نہیں ہے، بلکہ

ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

(وكذا فى منحة السلوك فى شرح تحفة الملوك، كتاب الصلاة، فصل فى الجماعة، ص: ۱۶۸، ۱۶۹)

(۲۳۵): حضرت مفتی صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا یہ فرمانا ''اہل السنّت والجماعت سے خارج ہے''

واجب العزل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (ارشاد المفتین، ج:۲،ص: ۲۱۶، ۲۱۷، ط، مکتبۃ الحسن لاہور)



عقیدہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صلاۃ وسلام کے انکار کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

مسلک دیوبند کے نام سے کام کرنے والی دو تنظیمیں (۱) جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ (۲) مرکزی اشاعت التوحید والسنۃ، جن کے عقائد درج ذیل ہیں۔

اس سے مراد یہ ہے کہ وہ شخص کافر ہے۔

فی التاتارخانیة: ولو أنكر رؤية الله تعالى بعد الدخول في الجنة يكفر، وكذلك لو قال: لاأعترف عذاب القبر فهو كافر. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، الفصل الثالث عشر فيما يتعلق بأمور الآخرة كالقيامة والبعث والميزان والحساب، ج: ۷، ص: ۳۲۷، ۳۲۸، ط، مكتبه زكريا ديوبن الهند)

وفي الهندية: يكفر بانكار رؤية الله تعالى عزوجل بعد دخول الجنة وبانكار عذاب القبر. (الفتاوى العالمكيرية، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب موجبات الكفر، ومنها ما يتعلق بيوم القيامة وما فيها، ج: ۲، ص: ۲۷٤)

وفي البحر الرائق: ويكفر بانكاره رؤية الله عزوجل بعد دخول الجنة وبانكاره عذاب القبر. (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج: ٥، ص: ۲۰٦، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان/ آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج: ۲، ص: ٤۱۸، ط، مکتبہ لدھیانوی کراچی/ فتاوی دار العلوم وقف دیوبند، ج: ۱، ص: ۲٥۲، ط، حجة الاسلام اکیڈی الهند)

(۱) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں بالکل مردہ ہیں، اور روح کا جسم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۲) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے پاس پڑھا جانے والا درود شریف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے نہیں سنتے اور یہاں سے پڑھا جانے والا درود شریف فرشتوں کے ذریعہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک نہیں پہنچایا جاتا۔

(۳) عام موتیٰ کو ثواب وعقاب معروف قبر میں نہیں ہوتا بلکہ صرف روحوں کو علیین اور سجین میں ہوتا ہے۔

(۱) کیا مذکورہ بالا عقائد اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کے ہیں یا نہیں؟

(۲) کوئی شخص یا جماعت جو ان عقائد کا پرچار کرے کیا وہ اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند سے تعلق رکھتے ہیں؟ اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(۳) کیا ایسے لوگوں کے لیے علماء دیوبند اہل السنۃ والجماعۃ کے نام کا استعمال شرعاً جائز ہے کہ نہیں؟

(۴) علاقے میں اپنے غلط عقائد کا پرچار کر کے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں، اس کے سدباب کے لیے وہاں کی عوام اور علماء کو کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟

ان مذکورہ بالا عقائد کے متعلق لکھیں کہ علماء دیوبند کا ان کے متعلق کیا عقیدہ ہے، تفصیلاً رقم فرمائیں۔

﴿الجواب باسم الملک الوھاب﴾:

(۱) مذکورہ بالا عقائد اہل السنۃ والجماعۃ کے نہیں ہیں کیونکہ اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کے عقائد یہ ہیں۔

عندنا وعند مشائخنا حضرة الرسالة صلى الله تعالى عليه وسلم حى فى قبره الشريف و حيوته صلى الله تعالى عليه وسلم دنيوية من غير تكليف وهى مختصة به صلى الله

تعالی علیه وسلم وبجميع الأنبياء صلوات الله عليهم والشهداء لا برزخية كما هي حاصلة لسائر المؤمنين بل لجميع الناس كما نص عليه العلامة السيوطي في رسالته انباء الاذكياء بحيٰوة الانبياء حيث قال قال الشيخ تقي الدين السبكي "حيٰوة الانبياء والشهداء في القبر كحيٰوتهم في الدنيا ويشهد له صلوة موسىٰ عليه السلام في قبره فان الصلوٰة تستدعي جسداً حياً" الى اٰخر ما قال "فثبت بهذا ان حيٰوته دنيوية برزخية لكونها في عالم البرزخ" ولشيخنا شمس الاسلام والدين محمد قاسم العلوم على المستفيدين قدس الله سره العزيز في هذا المبحث رسالة مستقلة دقيقة الماخذ بديعة المسلك لم ير مثلها قد طبعت و شاعت في الناس واسمها "آب حيات" اى ماء الحيٰوة. (المهند على المفند: ۳۹۳۸)

ترجمہ: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیاۃ دنیا کی سی ہے بلا مکلّف ہونے کے، اور یہ حیاۃ مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو، چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے اپنے رسالہ انباء الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء میں بتصریح لکھا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکیؒ نے فرمایا انبیاء اور شہداء کی قبر میں حیوۃ ایسے ہی ہے جیسے دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے الخ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاۃ دنیاوی ہے اور

اس معنی پر برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم قدس سرہٗ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع بھی ہو چکا ہے اور اس کا نام آب حیات ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ عذاب قبر حق ہے، اور ثواب وعقاب معروف قبر ہی میں ہوتا ہے، اور یہ ثواب وعقاب روح مع الجسد دونوں کو ہوتا ہے، اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند سے خارج ہے اور مبتدع ہے، فتاویٰ شامی میں ہے۔

"قال اهل السنة والجماعة، عذاب القبر حق وسوال منكر ونكير حق و ضغطة القبر حق.... فيعذب اللحم متصلا بالروح والروح متصلا بالجسم، فيتالم الروح مع الجسد وان كان خارجا عنه والمؤمن المطيع لايعذب بل له ضغطة يجد هول ذلك وخوفه والعاصي يعذب ويضغط ولكن ينقطع عنه العذاب يوم الجمعة وليلتها ثم لايعود وان مات يومها اوليلتها يكون العذاب ساعة واحدة وضغطة القبر ثم يقطع كذا في المعتقدات للشيخ ابي المعين النسفي الحنفي من حاشية الحموي ملخصا". (الفتاوى الشامية: ١/٦١٠)

(۲): لہٰذا استفتاء میں مذکورہ عقائد رکھنے والے اور ان عقائد کا پرچار کرنے والے لوگ اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج اور مبتدع کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، تائید وتاکید کے لیے دار العلوم دیوبند کا فتویٰ مع استفتاء ملاحظہ ہو۔

استفتاء نمبر ۱۹۹۸، یہ عقیدہ رکھنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح علیین میں ہے اور آپ کا اپنی قبر اور جسد کے ساتھ کوئی تعلق

نہیں ہے لہٰذا آپ کی قبر پر درود وسلام پڑھا جائے تو پڑھنے والے کو ثواب ملتا ہے، لیکن آپ سنتے نہیں ہیں، کیا ایسا عقیدہ صحیح ہے کہ نہیں؟ اور غلط ہونے کی صورت میں بدعت سیئہ ہے کہ نہیں؟ اور ایسے عقیدہ والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود اور حیات ہیں، آپ کے مزار کے پاس کھڑے ہوکر جو سلام کرتا ہے اور درود پڑھتا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں، ہمارے کان نہیں کہ ہم سنیں، آپ اپنے مزار میں حیات ہیں، مزار مبارک کے ساتھ آپ کا خصوصی تعلق بجسدہ وروحہ ہے، جو اس کے خلاف کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے وہ بدعتی ہے، خراب عقیدہ والا ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے، حدیث شریف میں آتا ہے۔

"ان اللّٰہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء"....(الحدیث)

"وعن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ تعالی عنه قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی من بعید اعلمته رواہ ابو شیخ وسندہ جید". (القول البدیع:۱۱۶)

"عن انس رضی اللّٰہ تعالی عنه قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم الانبیاء (صلوات اللّٰہ تعالی علیهم) احیاء فی قبورهم یصلون، رواہ ابن عدی والبیهقی وغیرهما". (شفاء السقام:۱۳۴)

دو حدیثیں نقل کردی ہیں، اس باب میں بکثرت احادیث وارد

ہیں، جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا، اور جو انکار کرتا ہے بدعتی اور خارج اہل السنۃ والجماعۃ ہے، غرض پڑھنے والے کو ثواب بھی پہنچتا ہے اور مزار مبارک کے قریب پڑھنے سے آپ سنتے بھی ہیں، اور اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود ہیں اور حیات بھی ہیں، واللہ اعلم بالصواب (کتبہ السید مہدی حسن، مفتی دار العلوم دیوبند)

(۳) استفتاء میں مذکورہ عقائد چونکہ اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کے نہیں ہیں، اس لیے ان عقائد کے حامل لوگ مبتدع اور خارج اہل السنۃ ہیں، لہٰذا ان لوگوں کے لیے اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کا نام استعمال کرنا دھوکہ دہی کی وجہ سے ناجائز ہے۔

(۴) جن جن علاقوں میں یہ مبتدع لوگ اپنے عقائد کا پرچار کر رہے ہیں وہاں کے علماء کی ذمہ داری ہے کہ عوام کو ان کے عقائد باطلہ سے آگاہ کریں اور صحیح عقائد کی تبلیغ کریں، اور وہاں کی عوام کو بھی اپنے علماء حقہ کا ساتھ دینا چاہیے۔

اس بارے میں بحر العلوم المحدث الکامل الفقیہ الجلیل المحقق النبیل حضرت العلامۃ مولانا السید محمد یوسف البنوری رحمہ اللہ کی تفصیلی تحریر سے کچھ اقتباس نقل کیا جاتا ہے، ملاحظہ ہو۔

شہداء کے لیے بنص قرآن ''حیات'' حاصل ہے، اور مزید دفع تجوز کے لیے ''یرزقون'' کا ذکر بھی کیا گیا ہے، جیسے آج کل کا محاورہ بھی ہے ''فلان حی یرزق'' عام اہل برزخ سے ان کی حیات ممتاز ہے۔

(۲) جب انبیاء کا درجہ عام شہداء سے اعلیٰ وارفع ہے تو بدلالۃ النص یا بالاولیٰ خود قرآن کریم سے ان کی حیات ثابت ہوئی، علیہم الصلوات والتسلیمات، جب مرتبہ اعلی وارفع ہے تو حیات بھی اقویٰ واکمل ہوگی۔

(۳) اسی حیات کی اکملیت کے بارے میں دو حدیثیں آتی ہیں ''ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء'' اور حدیث

"الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" اورانہی احادیث کےشواہد کے طور پر دیگراحادیث صحیحہ موجود ہیں۔

(۴) الغرض انبیاءکرام کے لیے حیات، بقاء، اجساد، نقل وحرکت، ادراک وعلم سب چیزیں حاصل ہیں۔

(۵) یہ حیات دنیوی حیات کے مماثل بلکہ اس سے اقویٰ ہے... بہر حال وہ حیات دنیوی بھی ہےاور حیات برزخی بھی، صرف حیات برزخی نہیں جس میں عام شہداء یا اموات بھی شریک ہوں، بلکہ اقویٰ واکمل ہے، اس لیے حیات دنیوی کے مماثل بلکہ اس سے بھی اقویٰ ہے (بحوالہ تسکین الصدور:۲۵،۲۴) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (ارشاد المفتین، ج:۲،ص: ۲۲۳ تا ۲۲۶، ط، مکتبۃ الحسن لاہور)



حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبرِ مبارک میں جسدِ عنصری کے ساتھ موجود ہیں

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص جس کا تعلق جماعت اسلامی سے ہے وہ دعوی کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روضۂ مبارکہ میں اپنے جسد عنصری کے ساتھ موجود نہیں ہیں، حضرات مفتیان کرام سے گزارش ہے کہ اس مسئلہ کی وضاحت قرآن وحدیث کی روشنی میں فرمائیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر مبارک میں جسد عنصری کے ساتھ موجود ہیں یا نہیں؟

﴿الجواب وباللہ التوفیق﴾:

حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اپنی مبارک قبروں میں جسد عنصری کے ساتھ تشریف فرما ہیں، اللہ تعالیٰ نے مٹی پر یہ بات حرام کردی ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجساد طیبہ کو ختم کرے اور مٹی میں ملائے، صحیح احادیث شریفہ سے یہ بات ثابت ہے: لہٰذا کسی مسلمان کے لئے اس کے انکار کی اجازت نہیں ہے۔

عن أوس بن أوس رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم: ان من أفضل أیامکم یوم الجمعة، فیه خلق آدم وفیه قبض وفیه النفخة، وفیه الصعقة، فأکثروا علی من الصلاة فیه، فان صلاتکم معروضة علی قال: قالوا: یارسول اللہ! وکیف تعرض صلاتنا علیک وقد أرمت؟ قال: یقولون: بلیت، فقال: ان اللہ عزوجل حرم علی الأرض أجساد الأنبیاء. (سنن أبی داؤد ۱/۱۵۰، رقم: ۱۰۴۷، ۱/۲۱۴، رقم: ۱۵۳۱، المعجم الکبیر ۱/۲۱۶، رقم: ۵۸۹، سنن ابن ماجة ۱/۱۱۸، رقم: ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، مسند أحمد ۴/۸ برقم: ۱۶۲۶۲، سنن النسائی ۱/۱۵۵، رقم: ۱۳۷۰، السنن الکبری للنسائی ۱/۵۱۹، رقم: ۱۶۶۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (کتاب النوازل، ج: ۱، ص: ۲۸۲، ط، المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مراد آباد الھند)



حیات انبیاء کے بارے میں احادیث

﴿سوال﴾:

محترم مفتی صاحب! وہ احادیث لکھیں جن میں انبیاء علیہم السلام کی موت کے بعد والی زندگی کا ذکر اور الفاظ حیات دنیوی کا ہو؟ بڑی مہربانی ہوگی۔

﴿الجواب﴾:

آپ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل جو کہ حیات الانبیاء کے متعلق تالیف ہوئے ہیں مطالعہ کریں۔ ان میں وہ روایات بھی مسطور ہیں جن میں ارواح مبارکہ کا اجساد مبارکہ میں عود کا تذکرہ ہے(۲۳۶)۔ وھو الموفق. (فتاوی فریدیہ، ج:۱،ص:۴۳۳)



(۲۳۶): عن أبی هريرة رضی الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: ما من احد يسلم على الا رد الله على روحی أرد عليه السلام. أخرجه أبو داؤد فی سننه فی كتاب المناسك (رقم: ۲۰۴۱) وسكت عنه. وكذا أخرجه النووی فی رياض الصالحين وقال: رواه أبوداؤد باسناد صحيح. (رياض الصالحين، كتاب الصلاة على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، باب الأمر بالصلاة عليه وفضلها وبعض صيغها، ص: ٥٢٨، ط، زمزم پبلشرز كراچی)

وفی عون المعبود: قال ابن القيم: وقد صح اسناد هذا الحديث وسألت شيخنا ابن تيمية عن سماع يزيد بن عبدالله من أبی هريرةؓ فقال كأنه أدركه وفی سماعه منه نظر انتهى كلامه. وقال النووی فی الأذكار ورياض الصالحين: اسناده صحيح. وقال ابن حجر: رواته ثقات. وقال المنذری: أبو صخر حميد بن زياد وقد أخرج له مسلم فی صحيحه وقد أنكر عليه شیء من حديثه وضعفه يحيى بن معين مرة ووثقه أخرى انتهى كذا فی غاية المقصود مختصراً. (عون المعبود، كتاب المناسك،

حیاتِ انبیاءؑ پر خرورِ سلیمان علیہ السلام کی وجہ سے وارد ہونے والے شبہ کا شافی جواب

﴿سوال﴾:

اگر جسد عنصری کو حیات حاصل ہوتی ہے اور اس سے نماز پڑھتے ہیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے جسم کو کیوں نہ سنبھال سکے جب کہ حضرت ثابت بنانی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا گیا ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے جسد پر اس کے برعکس اثر کیوں ظاہر ہوا؟

﴿الجواب﴾:

وقوعِ موت حضرات انبیاء علیہم السلام اور غیر انبیاء کے بارے میں متفق علیہ ہے جس کے نتیجہ میں اعضاء ظاہر اور حرکت کا تعطل بھی امر اجماعی ہے۔ ورودِ موت سے قبل آنکھ دیکھتی تھی، زبان بولتی تھی، پاؤں چلتے تھے اور دیگر اعضاء بھی حرکت کرتے تھے لیکن ورودِ موت

باب زيارة القبور، ج: ٦، ص: ٣٠، ٣١)

وفي فتح الملك المعبود: (والحديث): أخرجه أيضاً أحمد والبيهقي بسند صحيح ورواته ثقات. (فتح الملك المعبود تكملة المنهل العذب المورود شرح سنن الامام أبي داؤد، كتاب المناسك، باب زيارة القبور، ج: ٢، ص: ٢٥٣/ الفتح الرباني لترتيب مسند الامام احمد بن حنبل الشيبانيؒ، كتاب الأذكار والدعوات، باب ماجاء في فضل الصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ومضاعفة أجر فاعلها، ج: ١٤، ص: ٣١٢، دار أحياء التراث العربي بيروت لبنان)

وقال العلامة العثمانيؒ: ما سكت عنه ابو داؤد فهو صالح للاحتجاج به...الخ. (قواعد في علوم الحديث، مقدمة اعلاء السنن، ص: ٨٣، ط، ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراتشي/ نوادر الحديث للجونفوريؒ، ص: ١١٧)

کے بعد ہمارے مشاہدے کے اعتبار سے یہ سب آثار حیات معطل ہوتے ہیں اور قبر میں بھی یہ ظاہری تعطل حساً مستمر معلوم ہوتا ہے، حقیقت اور واقعہ گو اس کے خلاف ہے لیکن ہمارا مشاہدہ یہی ہے۔ مردہ نہ آنکھیں کھولتا ہے، زبان ہلاتا ہے نہ کروٹ لیتا ہے نہ قبر میں جنت کا باغیچہ نظر آتا ہے نہ سانپ دکھائی دیتے ہیں لیکن مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ یہ سب کچھ ہوتا ہے تو مقتضائے ایمان ہم صمیم قلب سے یقین کرتے ہیں کہ بے شک یہ سب کچھ ہوتا ہے گو ہمارا مشاہدہ اس کی نفی کرے۔ تو اصل حقائق برزخیہ کے بارے میں یہی ہے کہ وہ ہمارے حواس و مشاہدہ سے بالا ہوں، خواہ یہ حقائق انبیاء علیہم السلام کے متعلق ہوں خواہ عام اموات کے متعلق ہوں۔ ضابطہ اور عادت یہی ہے لیکن کبھی بطور خرق عادت بعض مصالح کی بناء پر ان کا مشاہدہ بھی کرا دیا جاتا ہے مگر ہر وقت نہیں، ہر ایک کے لئے نہیں، اور ہر ایک کے حالات کا نہیں۔ ہاں جب اللہ تعالیٰ چاہیں اور جس کے لئے چاہیں۔ پس اگر ثابت بنانی کا قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مشاہدہ کرا دیا گیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں اثرِ حیات کا مشاہدہ نہیں کرایا گیا تو یہ کوئی قابل تعجب بات نہیں۔ اصولاً ایسا ہی ہونا چاہیے تھا کیونکہ ضابطہ اور اصل اخفاء وستر ہی ہے نہ کہ اظہار و مشاہدہ۔ اور اعتراض خلاف ضابطہ پر ہوتا ہے نہ کہ حسب ضابطہ پر۔ اور حکمت اس میں یہ ہیں کہ اگر ورودِ موت کے بعد بھی عود حیات اور اس کے آثار کا عام مشاہدہ ہونے لگے تو احکام غسل وکفن ودفن معطل ہو کر رہ جائیں۔ آخر ایک چلتے پھرتے، دیکھتے سنتے انسان کو کون دفن کرسکتا ہے؟ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

فلولا ان لاتدفنوا لدعوت اللہ ان یسمعکم من عذاب القبر الذی اسمع منه اھ۔ (مشکوۃ ص ۲۵ ج ۱)

یعنی احوال برزخ کا مشاہدہ ترک تدفین کا باعث بن جائے گا۔

اگر یہ خلجان ہو کہ باوجود سنبھل نہ سکنے کے جسد عنصری میں خلاف مشاہدہ حیات کیسے مان لیں؟ جواب یہ ہے کہ خرور (گرنا) حیات جسد عنصری کے خلاف و منافی نہیں ہوسکتا ہے

کہ حیات بھی ہو اور خرور بھی مستحق ہوجائے، بچے، بے ہوش اور مریض میں دونوں امر مجتمع ہیں۔ جسد عنصری من کل الوجوہ زندہ بھی ہے لیکن کھڑا نہیں ہوسکتا لیکن بعض اوقات بیٹھ بھی نہیں سکتا۔ اور کبھی صحت مند جوان آدمی بھی سنبھلنے کا قصد نہ کرے تو گر جانا مستبعد نہیں۔ پس ہوسکتا ہے کہ تکمیل بیت المقدس کے بعد خرور اس طرح ظہور پذیر ہوا ہو۔ (واضح رہے کہ یہ نظیر ہے مثال نہیں) پھر خصوصاً جب ہمارے مشاہدے کے اعتبار سے آثارِ حیات کا تعطل اصل ہے تو گرنے میں کیا استبعاد ہے۔ گرنا ہی چاہئے تھا تا کہ احکام دفن وغیرہ کی تکمیل وتعمیل ہوسکے۔

علاوہ ازیں نہ دیکھنے کے باوجود سانپوں کے قبر میں ہونے کا یقین کرتے ہیں۔ مردہ قبر میں بے حس وحرکت پڑا ہے کوئی جنبش نہیں مگر اس کے چیخنے کا یقین کرتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ سنبھل نہ سکنے کے باوجود حیات کا یقین نہ کرسکیں۔

الغرض اعمال برزخیہ وحیات برزخیہ فی الجسد کا وجود ہمارے مشاہدے کو مستلزم نہیں، اور احیانا مشاہدہ ہوجانا عموم ودوام کو مستلزم نہیں۔ عذاب قبر اور حیات شہداء کے بارے میں شراح نے لکھا ہے۔

فنحن نراهم على صفة الاموات وهم احياء قال الله تعالى وترى الجبال تحسبها جامدة وهي تمر مر السحاب اهـ الى ان قال ولذلک قال تعالى بل احياء ولكن لاتشعرون فنبه بقوله ذلک خِطاباً باللمؤمنين على انهم لايدركون هذه الحياة بالمشاهدة والحس. (شرح الصدور: ص ۸۵)۔

شہداء میں آثار حیات کا مشاہدہ نہ کرنے کے باوجود ہم انہیں حی الجسد کہتے ہیں۔ بغیر سہارا اس کا کھڑا ہونا بھی متعذر ہے مگر یہ اتصاف بالحیوٰۃ سے مانع نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنص حدیث زائر کے سلام کا جواب دیتے ہیں (۲۳۷)۔ اور نماز جنازہ کے وقت

---

(۲۳۷): عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: من

جب آپ پر صلوۃ وسلام پڑھا جارہا تھا تو لب مبارک کا حرکت کرنا ثابت نہیں۔

الحاصل بعد الوفات انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارک کو حیات حاصل ہوتی ہے لیکن آثار حیات کا مشاہدہ ضروری نہیں۔ بلکہ عام حالات میں اس کا عدم ضروری ہے الاّ یہ کہ خلاف عادت کبھی اس کا مشاہدہ کرادیا جائے۔

دوسرا جواب: یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جسد عنصری میں آثار حیات کا ظہور بعد الدفن ہوتا ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا خرور دفن سے پہلے کا واقعہ ہے۔ قبل از دفن اور بعد از دفن میں فرق وہی ہے جو پہلے ذکر ہوا یعنی یہ کہ قبل از دفن اس کا ظہور ہوجائے تو تکفین وتدفین متعذر ہوجائے گی۔ گو بعض سلف میں قبل از دفن بھی بعض آثار حیات کا فی الجملہ ظہور ہوا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ ایک محدث عمر بھر نہیں ہنسے جب غسل دیا جارہا تھا تو ہنس پڑے رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ نے بھی بعض ایسے واقعات نقل کئے ہیں۔ (شرح الصدور: ص ۸۶)

۳: اس آیت سے وجود حیات ثابت ہوتا ہے۔ سال بھر تک جسم کا حسب سابق رہنا متعفن نہ ہونا دال بر حیات ہے اور تمام آثار کا ظہور ضروری نہیں۔ بلکہ بظاہر اس کا عدم ضروری ہے۔ جیسا کہ ابھی معلوم ہوا۔

۴: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی ایک دوسری غریب تفسیر بھی منقول ہے جس کی بنا پر بہت سے اشکالات ختم ہوجاتے ہیں وہ یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات بستر پر ہوئی ہے دروازہ اندر سے بند تھا کسی کو موت علم نہ ہوا کیڑے نے

صلی علی عند قبری سمعته، ومن صلی علی نائیا أبلغته. رواه البیهقی فی شعب الایمان. وفی المرقات: قال نقلاً عن الشیخ: ورواه أبو الشیخ وابن حبان فی کتاب ثواب الأعمال بسند جید. (مرقات المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، کتاب الصلاة، باب الصلاة علی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم وفضلها، ج: ۳، ص: ۱۷، ۱۸، رقم: ۹۳٤، ط، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

دہلیز کو کھالیا جب دروازہ گرا تب موت کا علم ہوا(۲۳۸)، **خر ای الباب**. اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ تعمیر بیت المقدس ایک روایت کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام کی زندگی میں مکمل ہوچکی تھی (۲۳۹)۔تو تعمیر بیت المقدس کے لئے یہ تدبیر کرنے کی کیا حاجت تھی۔ تفصیل روح المعانی میں ملاحظہ کی جائے۔(خیر الفتاوی، ج:۱،ص:۱۷۶تا ۱۷۸، ط، مکتبہ امدادیہ ملتان)



(۲۳۸): **فی روح المعانی: ومن الغریب ما نقل عن ابن عباسؓ أنه علیه السلام مات فی متعبده علی فراشه، وقد أغلق الباب علی نفسه فاکلت الارضة المنسأة أی عتبة الباب فلما خر أی الباب علم موته فان فیه جعل ضمیر [خر] للباب والیه ذهب بعضهم.....فالظاهر عدم صحة الروایة عن الحبر واللّٰه تعالیٰ اعلم.** (روح المعانی، سورة سبأ، الآیة: ١٤، ج: ٢٢، ص: ١٢٤، ط، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

(۲۳۹): **فی روح المعانی: قد روی أن سلیمان قد فرغ من بناء المسجد وتعبد فیه وتجهز بعده للحج شکراً للّٰه تعالی علی ذلک.** (روح المعانی، سورة سبأ، الآیة: ١٤، ج: ٢٢، ص: ١٢٣، ط، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

انبیاء اور شہدا کے حیات میں فرق

﴿سوال﴾:

(۱) انبیاء کرام کی قبر کی زندگی کس طرح ہے۔ اور شہداء اور ان کی زندگی میں کیا فرق ہے؟ (۲) عند القبر انبیاء کے سننے کا کیا معنی ہے۔ اور انک لاتسمع الموتی سے کیا مطلب ہے؟ (۳) عند القبر سننا بھی فوق الاسباب ہے۔ تو پھر دور سے کیوں نہیں سنتے؟ (۴) شہداء کرام کا عند القبر سننا ثابت ہے یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

واضح رہے کہ حیات روحانی اور جسمانی علی حسب اختلاف المراتب ہر مردہ کیلئے ثابت ہے۔ خواہ مسلمان ہو یا کافر۔ بدلیل احادیث ثواب القبر وعذابہ۔ البتہ انبیاء علیہم السلام کے ارواح مبارکہ طریان موت کے بعد اجساد مبارکہ کو واپس کئے گئے ہیں ویقال لها الحیوۃ الدنیویۃ وھو قول اکثر الاکابر (۲۴۰) ویؤیدہ حدیث البیھقی فی

(۲۴۰): فی المھند علی المفند: عندنا وعند مشائخنا حضرۃ الرسالۃ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم حی فی قبرہ الشریف و حیٰوتہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم دنیویۃ من غیر تکلیف وھی مختصۃ بہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم وبجمیع الأنبیاء صلوات اللّٰہ علیھم والشھداء لا برزخیۃ کما ھی حاصلۃ لسائر المؤمنین بل لجمیع الناس کما نص علیہ العلامۃ السیوطی فی رسالتہ انباء الاذکیاء بحیٰوۃ الانبیاء حیث قال قال الشیخ تقی الدین السبکی "حیٰوۃ الانبیاء والشھداء فی القبر کحیٰوتھم فی الدنیا ویشھد لہ صلوۃ موسیٰ علیہ السلام فی قبرہ فان الصلٰوۃ تستدعی جسداً حیاً" الی اٰخر ما قال "فثبت بھذا ان حیٰوتہ دنیویۃ برزخیۃ لکونھا فی عالم البرزخ" ولشیخنا شمس الاسلام والدین محمد قاسم العلوم علی المستفیدین قدس اللّٰہ سرہ العزیز فی ھذا المبحث رسالۃ مستقلۃ دقیقۃ الماخذ بدیعۃ المسلک لم یر مثلھا قد طبعت و شاعت فی الناس واسمھا "آب حیات" ای ماء الحیٰوۃ. (المھند

رسالتہ ۔بخلاف شہداء کے کہ ان کے ارواح جنت میں ہیں۔لیکن ان کا اجساد سے ایک خاص تعلق ہے۔ویقال لها الحیوة البرزخیه ولاریب فی کمال الاولیٰ مع ان جسد النبی خیر من الجنة وغیرها ۔پس اس حیات کا موت کے ساتھ تصادم نہیں ہے لانها طاریة بعد الموت ولان موت الانبیاء لیس کموت غیرهم کما ان نومهم لیس کنوم غیرهم ۔اور سماع کا دارمدار نفس حیات پر ہے نہ حیات دنیوی پر۔امر غیر معقول فیقصر علی ما ورد به الخیر وهو السماع من القریب وفناء القبر. فقط واللّٰہ اعلم بالصواب.(فتاوی فریدیه، ج: ۱، ص: ٤٣٩، ٤٤٠)



حیات الانبیاء کی ہیئت میں اختلاف ہے

﴿سوال﴾:

زید کہتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام بعینہ وقت وفات پر بھی بدستور بقید حیات ہوتے ہیں یعنی انقطاع روح نہیں ہوتا جبکہ خالد کہتا ہے کہ دفن کرنے سے قبل روح کا تعلق جسم کے ساتھ نہیں رہتا۔کیونکہ موت حیات کی ضد ہے۔ایک کے واقع ہونے سے انتفائے آخر لازم ہے۔جواب سے نوازیں

﴿جواب﴾:

انبیاء علیہم السلام قبور میں باجسادهم وبارواحهم زندہ ہیں۔یہ امر متفق علیہ ہے۔البتہ اس میں اختلاف ہے کہ اجسام میں حیات ارواح کی طرح ابتداء سے ہے یا تعلق ارواح کی وجہ سے ہے۔والظاهر من الاثار الثانی. وهو الموفق (فتاوی فریدیہ،ج: ا،ص:۴۳۰،۴۳۱)



علی المفند، ص: ٣٦،٣٧،ط، قدیمی کتب خانه کراچی)

حیات الانبیاء کا حیات دنیاوی سے امتیاز

﴿سوال﴾:

ایک کتاب میں لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک مخصوص اور ممتاز حیات عطاء فرمائی ہے۔ جو شہداء کی حیات سے ممتاز ہے۔ اور شہداء کی حیات اولیاء کی حیات سے ممتاز ہے۔ مگر یہ حیات حیات دنیاوی سے علیحدہ ہے۔ تو کیا یہ کہنا درست ہے۔ یا امتیاز اس میں ہے؟ **بینوا وتوجروا**

﴿جواب﴾:

یہ کلام درست ہے۔ کیونکہ جو علماء حیات دنیوی کے قائل ہیں۔ وہ بھی ان لوازم سے ان کو متصف نہیں مانتے ہیں **ومثلھم کمثل اھل الجنة. وھو الموفق.** (فتاوی فریدیہ، ج:١، ص:۴۳۱، ۴۳۲)



انبیاء کی خدمت میں ازواج مطہرات کا پیش کیا جانا

﴿سوال﴾:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہ السلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں، وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں، کیا یہ قول صحیح ہے؟ نیز کیا مرنے کے بعد سمع وبصر وادراک بڑھ جاتا ہے؟ عام لوگوں کا حتیٰ کہ کفار کے بھی سمع بصر وادراک بڑھ جاتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے نہیں؟ نیز "**ولایة النبی أفضل من نبوته**" جو مقولہ ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

انبیاء علیہم السلام کی حیات ان کی قبور میں برزخی حیات ہے، جو کہ اس عالم کی حیات

سے قوی ہے (۲۴۱)، جیسے کہ چراغ ہے، اس کی روشنی سارے کمرے میں پھیل رہی ہے، لیکن اس کے اوپر جب طشت ڈھانک دیا جائے، جس سے اس کی روشنی محدود ہو جائے گی، مگر پہلے سے زیادہ قوی ہو جائے گی، جو چیز احادیث سے ثابت ہو، اس کا تو اعتراف کیا جائے گا اور جس چیز کی احادیث میں نفی کردی گئی ہو، اس کا انکار کردیا جائے گا (۲۴۲)۔ اور

---

(۲۴۱): فی المهند علی المفند: عندنا وعند مشائخنا حضرة الرسالة صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم حی فی قبره الشریف و حیٰوته صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم دنیویة من غیر تکلیف وهی مختصة به صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم وبجمیع الأنبیاء صلوات اللّٰه علیهم والشهداء لا برزخیة کما هی حاصلة لسائر المؤمنین بل لجمیع الناس کما نص علیه العلامة السیوطی فی رسالته انباء الاذکیاء بحیٰوة الانبیاء حیث قال قال الشیخ تقی الدین السبکی "حیٰوة الانبیاء والشهداء فی القبر کحیٰوتهم فی الدنیا ویشهد له صلوة موسیٰ علیه السلام فی قبره فان الصلٰوة تستدعی جسداً حیاً" الی اٰخر ما قال "فثبت بهذا ان حیٰوته دنیویة برزخیة لکونها فی عالم البرزخ".
(المهند علی المفند، ص: ٣٦، ٣٧، ط، قدیمی کتب خانه کراچی)

(۲۴۲): قال اللّٰه تبارک وتعالی: وما اٰتکم الرسول فخذوه وما نهکم عنه فانتهوا. (سورة الحشر: ۷)

وعن أبی رافعؓ قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم: لا ألفین أحدکم متکئاً علی أریکته، یأتیه الأمر من أمری مما أمرت به أو نهیت عنه، فیقول: لا أدری، ما وجدنا فی کتاب اللّٰه اتبعناه. رواه أحمد، وأبو داؤد، والترمذی، وابن ماجة، والبیهقی فی دلائل النبوة. وفی المرقات تحت هذا الحدیث: (اتبعناه) یعنی، وما وجدناه فی غیره لانتبعه، أی وهذا الأمر الذی أمر به علیه الصلاة والسلام، أو نهی عنه لم نجده فی کتاب اللّٰه فلانتبعه والمعنی لایجوز الاعراض عن حدیثه علیه الصلاة والسلام، لأن المعرض عن القرآن، قال تعالیٰ: ﴿وما أتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا﴾ [الحشر: ۷] وقال تعالی: ﴿وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحي یوحي﴾ [النجم: ۳] وأخرج الدارمي عن یحیی بن کثیر قال: کان جبریل ینزل

جس چیز سے احادیث ساکت ہو اس میں توقف کیا جائے گا، اپنی قیاس اور رائے سے کوئی بات نہیں کہی جائے گی، میں نے یہ یہ کہیں کسی احادیث میں نہیں دیکھا کہ انبیاء علیہم السلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ شب باشی کرتے ہیں۔
کفار کو عذاب کا ادراک واحساس بہت بڑھ جاتا ہے، لذائذ اور نعمتوں سے بالکل محروم ہو جاتے ہیں، کوئی ادراک باقی نہیں رہتا، اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کی دو صفتیں ہیں:

۱۔ نبوت، جس میں مخلوق کی طرف رخ ہوتا ہے، احکام پہنچانے کے لئے۔

۲۔ دوسرا وصف ولایت، اس میں حق تعالیٰ کی طرف رخ ہوتا ہے کمالات حاصل کرنے کے لئے، تو جس حالت میں حق تعالیٰ کی طرف رخ ہو، وہ اعلیٰ ہے اس حالت سے جس میں مخلوق کی طرف رخ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی محمودیہ، ج:۲۱، ص:۸۴، ۸۵)



عقیدہ حیات اور سماع کی وضاحت

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(ا) ایک شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے روضۂ مبارک میں بتعلق روح مع الجسد زندہ ہیں اور روضہ مبارک پر حاضر ہونے والوں کا بنفس نفیس صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں اور دور سے فرشتوں کے ذریعے صلوۃ وسلام پہنچانے کا قائل

بالسنة كما ينزل بالقرآن، كذا في الدر. ثم من قال: بأنه عليه الصلاة والسلام كان مجتهداً ينزل اجتهاده منزلة الوحي لأنه لايخطىء واذا أخطأ ينبه عليه بخلاف غيره.

(مرقات المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثانى، ج: ١، ص: ٣٦٥، رقم: ١٦٢، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

ہے، اوراس عقیدہ کو بدعت سمجھتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دور سے پڑھا جانے والا صلوۃ وسلام بھی خود سنتے ہیں، اورآپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر جگہ حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ بھی نہیں رکھتا۔

(۲) اور یہ شخص روضۂ مبارک پر جا کران الفاظ کے ساتھ دعا کا قائل ہے، یارسول اللہ! میں آپ سے شفاعت کی درخواست کرتا ہوں، یارسول اللہ! میرے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا فرمائیں، وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ مختار کل مانتا ہے اور نہ حاجت روا اور نہ مشکل کشا، صرف وسیلہ کے طور پر ان سے عندالقبر دعا وشفاعت کا طالب ہے، اوران سے براہ راست مدد طلب کرنے کو شرک سمجھتا ہے۔ نیز دعا میں اولیاء اور انبیاء کا وسیلہ جائز ہے یانہیں؟ ان کی حیات میں بھی اوران کی وفات کے بعد بھی مثلاً یوں کہے یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ دعا کی قبولیت چاہتا ہوں۔

(۳) مجوزین سماع موتی کو بدعتی مشرک کہنا اور یہ کہنا کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اس کا کیا حکم ہے کیا مذکورہ بالا عقائد رکھنے والا شخص علماء دیو بند اہل السنّت والجماعت کے مسلک حقہ پر کاربند ہے یاان کے مسلک حقہ کا مخالف ہے؟ اور ایسے شخص کی طرف شرک وبدعت کی نسبت کرنا کیسا ہے؟ آیا ایسے شخص کو مسجد کا امام رکھنا اوراس کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً جائز ہے یاناجائز؟

قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیکرعنداللہ اجر جزیل کے مستحق ہوں۔

﴿الجواب باسم الملک الوھاب﴾:

(۱) مذکورہ شخص کا عقیدہ درست ہے اور یہ شخص اہل السنّت والجماعت کے مسلک حقہ پرکاربند ہے، اس کے پیچھے نماز بلاکراہت درست ہے۔

"عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالی عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته رواه البیهقی فی شعب

الایمان" .(مشکوۃ المصابیع: ۱/۸۸)

"عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالی عنہ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم یقول لاتجعلوا بیوتکم قبورا ولا تجعلوا قبری عیدا وصلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم رواہ النسائی".(مشکوۃ المصابیح: ۱/۸۷)

"یقولون بلیت فقال ان اللّٰہ عزوجل حرم علی الارض اجساد الانبیاء".(ابوداؤد: ۱/۱۵۸)

"ان النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم حی فی قبرہ کما ان الانبیاء احیاء فی قبورھم". (بذل المجھود شرح ابی داؤد: ۲/۱۱۷)

(۲) انبیاء کرام اور اولیاء عظام بزرگان دین کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا شرعا جائز ہے بلکہ قبولیت دعا کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے مستحسن اور افضل بھی ہے ان کی زندگی میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی۔

"وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا نزلت فی بنی قریظۃ والنضیر کانوا یستفتحون علی الاوس والخزرج برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم قبل مبعثہ قالہ ابن عباس رضی اللّٰہ تعالی عنھما وقتادۃ والمعنی یطلبون من اللّٰہ تعالی ان ینصرھم بہ علی المشرکین کماروی السدی انھم کانوا اذا اشتد الحرب بینھم وبین المشرکین اخرجوا التوراۃ ووضعوا ایدیھم علی موضع ذکر النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم وقالوا اللّٰھم انا نسئلک بحق نبیک الذی وعدتنا ان تبعثہ فی آخر الزمان ان تنصرنا الیوم علی

عدونا فینصرون". (روح المعانی: ۱/۳۲۰)

"عن عثمان ابن حنیف ان رجلا ضریر البصر اتی النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم فقال ادع اللّٰہ لی ان یعافینی فقال ان شئت اخرت لک وھو خیر وان شئت دعوت فقال ادعہ فامرہ ان یتوضأ فیحسن وضوء ہ ویصلی رکعتین ویدعوا بھذا الدعاء اللّٰھم انی اسئلک واتوجہ الیک بمحمد نبی الرحمۃ یامحمد انی قد توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی اللّٰھم فشفعہ فی قال ابو اسحاق ھذا حدیث صحیح". (سنن ابن ماجہ: ۹۹)

قال فی انجاح الحاجۃ ھذا الحدیث اخرج النسائی والترمذی فی الدعوات مع اختلاف یسیر وقال الترمذی حسن صحیح وصححہ البیھقی وزاد فقام وقد ابصروا فی روایۃ ففعل الرجل فیری ذکر شیخنا عابد السندی فی رسالتہ والحدیث یدل علی جواز التوسل والاستشفاع بذاتہ المکرم فی حیوتہ واما بعد مماتہ فقد روی الطبرانی فی الکبیر عن عثمان بن حنیف المقدم ان رجلا کان یختلف الی عثمان بن عفان فی حاجۃ لہ فکان لایلتفت الیہ ولاینظر فی حاجتہ فلقی ابن حنیف فشکی الیہ ذلک فقال لہ ابن حنیف ائت المیضاۃ فتوضا ثم ائت المسجد فصل رکعتین ثم قل اللّٰھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنینا محمد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یامحمد انی اتوجہ الیک الی ربک فتقضی حاجتی وتذکر حاجتک فانطلق الرجل فصنع ماقال

ثم اتی باب عثمان فجا البواب حتی اخذه بیده فادخله علی عثمان فاجلسه معه علی الطنفسة فقال حاجتک فذکر حاجته فقضاها له قال ماذکرت حاجتک حتی کان الساعة وقال ماکانت لک من حاجة فاذکرها ثم ان الرجل خرج من عنده فلقی ابن حنیف فقال له جزاک اللّٰه خیر ما کان ینظر فی حاجتی ولا یلتفت الی حتی کلمته فی فقال ابن حنیف واللّٰه ماکلمته ولکنی شهدت رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم واتاه ضریر فشکی الیه فقال له النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم اوتصبر فقال یارسول اللّٰه لیس لی قائد وقد شق علی ذهاب بصره فقال له النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم ایت المیضاة وتوضأ ثم صل رکعتین ثم ادع بهذه الدعوات قال ابن حنیف فواللّٰه ما تفرقا و لاطال بنا الحدیث حتی دخل علینا الرجل کان لم یکن به ضرر قط ورواه البیهقی من طریقین نحوه واخرج الطبرانی فی الکبیر والمتوسط بسند فیه روح بن صلاح وثقه ابن حبان والحا کم وفیه ضعف وبقیة رجاله رجال الصحیح وقدکتب شیخنا المذکور رسالة مستقلة فیها التفصیل من اراد فلیراجع الیهاو ذکر فیها حدیث البیهقی وابن ابی شیبة عن مالک قال اصاب الناس قحط فی زمان عمرؓ بن الخطاب فجاء رجل الی قبر النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم فقال یارسول اللّٰه استسق اللّٰه لامتک فانهم قد هلکوا فاتاه رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم فی منامه فقال ائت عمر فاقرأه السلام واخبره والقصة

مذكورة في الاستيعاب الابن عبد البر والمسئلة المذكورة قدشغفت فيها الناس في زماننا وفيها تفصيل حسن ولكن لا يليق بهذا المقام والحديث ماقل وكفى خير مما كثر والهى". (انجاح الحاجة على سنن ابن ماجة: ۹۹، ۹۸)

"وابتغوا اليه الوسيلة، في تفسير روح المعاني تحت هذه الاية ......وبعد هذا كله انا لااری باسا في التوسل الى الله تعالى الله تعالى بجاه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم".

(روح المعانی: ۲/۱۲۸) واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (ارشاد المفتین، ج: ۲، ص: ۲۱۹تا ۲۲۳، ط، مکتبۃ الحسن لاہور)



حیات نبی کے منکر کے پیچھے نماز کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا منکر ہو یا قبر میں سماع درود کا منکر ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

﴿الجواب باسم الملك الوهاب﴾:

جو شخص حضور علیہ الصلوات والتسلیمات کی قبر میں حیات مبارکہ کا منکر ہو وہ مبتدع ہے، کیونکہ حضور علیہ السلام کی قبر میں حیات مبارکہ ثابت ہے لہٰذا ایسے شخص کے پیچھے فرض نماز یا تراویح پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"حياة الأنبياء والشهداء في القبر كحياتهم في الدنيا ويشهد له صلاة موسى في قبره فان الصلاة تستدعي جسدا

حیا".(الحاوی للفتاویٰ ۵۵۹/۱)

"ان الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون کما ورد فی الحدیث".(رسائل ابن عابدین:۲۰۲/۲)

"عن ابی هریرة [رضی الله تعالی عنه]ان رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم قال ما من احد یسلم علی الا رد الله علی روحی حتی ارد علیه السلام".(ابوداؤد: ۲۵۹/۱)

"وینبغی لمن قصد زیارة النبی صلی الله تعالی علیه وسلم ان یکثر الصلاة علیه فانه یسمعها وتبلیغ الیه". (حاشیة الطحطاوی علی المراقی الفلاح: ۷۴۶)

"وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولد الزنا". (البحرالرائق: ۶۱۰/۱)

"وکره امامة الفاسق والمبتدع بارتکابه ما احدث علی خلاف الحق الملتقی عن رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم". (حاشیة الطحطاوی علی المراقی الفلاح : ۳۰۲، ۳۰۳)

"واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعاو لا یخفی انه اذا کان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لا یؤمن ان یصلی بهم بغیر طهارة فهو کالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم" .(شامی: ۴۱۴/۱)۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب۔ (ارشاد المفتین، ج: ۳، ص: ۳۱۵، ۳۱۶، ط، مکتبة

الحسن لاہور)



حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ماننے والے اور روایات درود کو ضعیف کہنے والے کی امامت

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو امام مسئلہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اختلاف رکھتا ہے اور درود شریف کی روایات کو ضعیف قرار دے رہے ہیں وہ روایات جن میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک صلوٰۃ وسلام کے ایصال کا ذکر فرمایا گیا ہے ایسے امام کو مقرر کرنا از روئے شرع کیا حکم رکھتا ہے؟ **بینوا توجروا**

﴿الجواب﴾:

بظاہر یہ شخص سلفی اور نجدی معلوم ہوتا ہے پس اگر یہ حقیقت ہو تو ایسے شخص کو باقاعدہ امام مقرر کرنا مکروہ ہے(۲۴۳)، **لکونه مبتدعا خارجیا شدیداً علی المسلمین**

---

(۲۴۳):فی مراقی الفلاح: (وکرہ امامة العبد).....(والمبتدع) بارتکابه ما أحدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ ﷺ: "من علم أو عمل أو مال بنوع شبهة، أو استحسان" وروی محمد عن أبی حنیفة رحمه اللہ تعالیٰ وأبی یوسف أن الصلاۃ خلف أهل الأهواء لاتجوز والصحیح أنها تصح مع الکراهة خلف من لاتکفره بدعته، لقوله ﷺ: "صلوا خلف کل بر وفاجر وصلوا علی کل بر وفاجر وجاهدوا مع کل بر وفاجر". رواہ الدارقطنی کما فی البرهان. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی، کتاب الصلاۃ فصل فی بیان الأحق بالامامة، ص: ۳۰۳، ط، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

(وکذا فی مجمع الأنهر فی شرح ملتقی الأبحر، کتاب الصلاۃ، ج: ۱، ص:

رحیما علی الکفار مبیحا لقتل اهل الاسلام وتارکا لقتل اهل الاوثان وفق قول الصادق المصدوق ﷺ (رواه البخاری). وهو الموفق.(فتاوی فریدیه، ج: ۲، ص: ۳۸۱)



مسئلہ سماعِ موتی وسماعِ درود وسلام عند قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

﴿سوال﴾:

یہاں کچھ لوگ احمد سعید ملتانی کے معتقد ہیں ہم انکو چھیڑتے تو نہیں مگر وہ بحث چلا کر دلائل مانگتے ہیں۔ مسئلہ سماع موتی اور سماع صلوٰۃ وسلام عند قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احادیث سے دلائل مطلوب ہیں۔ احادیث ضعیف اور مجروح اسناد والی نہ ہوں۔ ایک حدیث جو پیش کی جاتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری قبر پر درود پڑھے وہ میں خود سنتا ہوں۔ اس کی سند میں ایک کذاب رافضی ہے۔ اور یہ حدیث موضوع ہے۔

﴿الجواب﴾:

عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالی عنه عن النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم قال من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته اهـ. (مشکوٰة: ج ۱ : ص ۸۷)

اس حدیث کی سند پر کوئی جرح نہیں۔

قال ابو الشیخ حدثنا عبدالرحمٰن بن احمد الاعرج حدثنا الحسین بن الصباح حدثنا ابومعاویة حدثنا الاعمش

۱٦۲، ۱٦۳، ط، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان/ وکذا فی رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الامامة، ج: ۲، ص: ۲۹۹، ط، دار عالم الکتب ریاض)

عن بن ابی صالح عن ابی ہریرۃ رض. (جلاء الافھام: ص ۲۵)
مندرجہ ذیل ائمہ حدیث واعیان امت نے اس حدیث کے مضمون کو صحیح تسلیم فرمایا ہے۔

۱: خاتم الحفاظ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ۔۲: حافظ سخاویؒ۔۳: حافظ ابن تیمیہؒ۔۴: ملّا علی قاریؒ۔۵: قاضی ثناء اللہؒ۔۶: علامہ طحطاویؒ۔۷: نواب صدیق حسن خان اہل حدیث۔۸: علامہ شبیر احمد عثمانیؒ۔۹: مولانا رشید احمد گنگوہیؒ۔۱۰: مولانا خلیل احمد سہار نپوریؒ۔۱۱: حکیم الامت حضرت تھانویؒ۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ: **أخرج ابو الشیخ فی کتاب الثواب بسند جید اھ.** (فتح الباری پ۱۳ ص ۲۷۹)

محدث سخاویؒ: **رواہ ابو الشیخ وسندہ جید.**

ملاعلی قاریؒ: **رواہ ابو الشیخ وابن حبان فی کتاب ثواب الاعمال بسند جید اھ.** (مرقاۃ ج۲: ص ۱۰)

نواب صدیق حسن خانؒ: **اسنادہ جید.** (دلیل الطالب: ص ۸۴۴)

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ:۔ **أخرجہ ابو الشیخ فی کتاب الثواب بسند جید ا ہ.** (فتح الملہم، ج۱ص۳۳)

اس سند میں کوئی راوی وضائع اور کذاب نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ (خیر الفتاوی، ج:۱ص:۱۵۵،۱۵۶،ط، مکتبہ امدادیہ ملتان)



سماعِ صلاۃ وسلام عند القبر کے بارے میں حضرت العلامہ محمد شریف صاحب کشمیری مدظلہ کا ارشادِ گرامی

حضرت العلامہ مدظلہ نے ایک کتاب مسمی بہ ''تنبیہ الغافلین علی اقوال الخادعین'' پر تقریظ لکھتے ہوئے یہ لکھا کہ ''سماع صلوۃ وسلام عند القبر کے بارے میں میرا بھی وہی عقیدہ ہے جو اکابر دیوبند کا ہے وغیرہ ذالک'' اس کے بعد ڈیرہ اسماعیل خان کے کسی صاحب نے حضرت والا مدظلہ سے اس مسئلہ پر گفتگو کی۔ تو دوران بحث '' **حدیث من صلی علی عند قبری سمعتہ** '' کی سند پر بھی تبصرہ ہوا۔ جس کو بعد میں ان صاحب نے بعنوان ''اعلان برأت'' شائع کردیا۔ جس سے بظاہر یہ تأثر ہوتا تھا کہ حضرت والا کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ اور حضرت والا اس عقیدے سے برأت ظاہر کرتے ہیں۔

حضرت والا کو جب یہ معلوم ہوا، تو آپ نے نزاکت کو محسوس فرماتے ہوئے ایک تحریر عنایت فرمائی۔ جس میں حضرت نے وضاحت وتصریح کے ساتھ اظہار خیال فرمایا ہے اور اس پر جامعہ خیر المدارس اور جامعہ قاسم العلوم ملتان کے مفتیان عظام کے تائیدی دستخط بھی ثبت ہیں۔ فقط [محمد انور مرتب خیر الفتاویٰ]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ ''تنبیہ الغافلین علی اقوال الخادعین'' پر جو تقریظ ہے اور جسے بعنوان فتویٰ من جانب خطباء اہل السنۃ والجماعۃ ڈیرہ اسماعیل خان، شائع کیا گیا۔ وہ عبارت میری ہے اب بھی اس کا قائل ہوں کہ:

''اگر روضۂ اقدس پر صلوۃ وسلام پڑھا جائے تو آپ خود سنتے ہیں۔ بلکہ جمیع اہل السنۃ والجماعۃ اس کے قائل ہیں اور سب اکابر دیوبند کا یہی عقیدہ ہے۔ جو شخص اس عقیدے کو عقائد شرکیہ یا بدعیہ میں شمار کرتا ہے وہ بالکل جاہل اور پرلے درجے کا احمق اور ملحد ہے۔ وہ حقیقتِ شرک سے قطعاً نا آشنا ہے۔ مسلمانوں کو ایسے شخص سے دور رہنا چاہئے''۔

اب میں علیٰ وجہ البصیرت بتائید مفتیان خیر المدارس وقاسم العلوم ملتان مذکورہ بالاعقیدے کی اشاعت کی اجازت دیتا ہوں، جواس کے خلاف میری طرف منسوب کر کے شائع کیا جائے، اسے غلط سمجھیں، میری طرف منسوب کر کے ''اعلان برأت'' کے عنوان سے جوتحریر من جانب ''اشاعۃ التوحید والسنۃ'' شائع کی گئی ہے وہ ایک حدیث ''من صلی علی عند قبری سمعتہ'' کی ایک سند کے بارے میں فنی بحث تھی۔ لیکن کسی حدیث کی سند کا متکلم فیہ ہونا اس کے مضمون کے بطلان کی دلیل نہیں۔ خود ابن عبد الہادی نے اس حدیث کے مضمون ومعنی کو صحیح قرار دیا ہے۔ (الصارم المنکی، ص:۱۱۳)

اور یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر کے پاس سے سلام خود سنتے ہیں۔ (الصارم المنکی، ص:۲۸۲)

علامہ شوکانیؒ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ثم حکم ابن عبدالبر مع ذلک بصحتہ لتلقی العلماء لہ بالقول اھ. (نیل الاوطار، ج: ۱، ص: ۲۴)

پھر ابن عبدالبر نے اس بحث کے باوجود یہ فیصلہ دیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس لئے کہ تمام علماء نے اسے قبول کیا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

محمد شریف کشمیری

شیخ الحدیث وصدر مدرس خیر المدارس ملتان

۲۶/ جمادی الاخری: ۱۴۰۱ھ

التحریر صحیح: محمد شریف عفا اللہ عنہ جالندھری مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان۔

حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر جو شخص صلوۃ وسلام پڑھتا ہے آپؐ اس کا صلوۃ وسلام خود سنتے ہیں۔ سب اکابر دیوبند کا یہی مسلک ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان، ۲۶، ۶، ۱۴۰۱ھ

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس ملتان

۱۴۰۱/۶/۲۶ھ

محمد اسحاق عفا اللہ عنہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان

(خیر الفتاوی، ج:۱،ص:۱۲۸، ۱۲۹، ط، مکتبہ امدادیہ ملتان)



سماع موتیٰ کی تفصیل

﴿سـوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

۱..... سماع موتیٰ صحیح ہے یا نہیں، مردے زندوں کی پکار کو سنتے ہیں یا نہیں اور اگر سنتے ہیں تو جواب دے سکتے ہیں یا نہیں؟ مسئلہ کی پوری توضیح فرمائیں اور اس کے متعلق قرآنی آیات بھی سامنے رکھیں:

﴿اِنَّکَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَاتُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَا﴾ (۲۴۴)

دوسری جگہ فرمایا گیا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰہَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَاءُ، وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِیْرٌ﴾ (۲۴۵).

سماع موتیٰ کے متعلق ایک روایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بیان کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دریافت

---

(۲۴۴): (سورة النمل: ۸۰)

(۲۴۵): (سورة الفاطر: ۲۲، ۲۳)

کرنے پر یہ فرمایا: "ما أنتم بأسمع منهم، ولکن لا یجیبون" (۲۴۶). یعنی تم ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر وہ جواب نہیں دے سکتے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب اس روایت کو سنا تو فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد یہ نہیں تھا کیونکہ کلام مجید میں اس کے خلاف نص قطعی موجود ہے: ﴿اِنَّکَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی﴾ (۲۴۷) ﴿وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ﴾ (۲۴۸) اے رسول تو نہ مردوں کو اپنی بات سنا سکتا ہے اور نہ قبروں میں مدفون ہونے والوں کو۔

مسئلہ کی تشریح ان دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے ایسے دلنشین انداز میں کریں کہ کوئی خدشہ باقی نہ رہے۔

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

یہاں تین چیزیں غور طلب ہیں: ایک: اسماع، دوم: استماع، سوم: سماع۔

اسماع کی نفی صراحۃً کلام اللہ میں مذکور ہے: ﴿اِنَّکَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی﴾ (۲۴۹) ﴿وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ﴾ (۲۵۰) یعنی حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ عیہ وسلم بذات خود مردوں کو نہیں سنا سکتے تا بدیگراں چہ رسد۔

استماع کا حاصل یہ ہیں کہ مردے کان لگا کر کسی کی بات سنیں، جب جسم سے روح جدا ہو جائے تو یہ جسم کا کان نہیں سن سکتا، کیونکہ اصل ادراک کرنے والی چیز روح ہے اور یہ قوت سامعہ اس کے لئے آلۂ ادراک ہے، جب روح نے اس جسم کو اور جسم میں لگے ہوئے

---

(۲۴۶): (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قتل أبی جهل، ص: ۸۱۷، رقم: ۳۹۷۶، ط، دار السلام ریاض)

(۲۴۷): (سورة النمل: ۸۰)

(۲۴۸): (سورة الفاطر: ۲۲)

(۲۴۹): (سورة النمل: ۸۰)

(۲۵۰): (سورة الفاطر: ۲۲)

آلات کو ترک کردیا تو اس کے لئے یہ آلات کار آمد نہیں ہیں، جس طرح میت قوت باصرہ، لامسہ، باطشہ وغیرہ سے کام نہیں لے سکتی، اسی طرح قوت سامعہ سے بھی کام نہیں لے سکتی (۲۵۱)۔وہذا ظاہر لا یخفی۔

سماع کا حاصل یہ ہے کہ کوئی خارجی آواز اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے میت کو ادراک کرادیں جس میں نہ صاحب صوت کو دخل ہو نہ میت کو، تو یہ بالکل ممکن ہے، حق تعالیٰ کی قدرت سے خارج نہیں، اس کے لئے شواہد کثیرہ موجود ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ "جب میت کو قبر میں رکھ کر ساتھی لوٹتے ہیں تو "انہ یسمع قرع نعالھم" (۲۵۲)۔ اس میں نہ میت کے کان لگانے اور اختیار کو دخل ہے، نہ اصحاب نعال کے اسماع اور میت تک آواز پہونچانے کو دخل ہے، اس کے باوجود سماع ثابت ہے۔

قبرستان پہونچ کر سلام کرنا مسنون ہے (۲۵۳) اتنی کثیر مٹی کے اندر مدفون میت

---

(۲۵۱): فی کتاب الروح: وقد یقال: نفی اسماع الصم مع نفی اسماع الموتی یدل علی أن المراد عدم أهلیة کل منهما للسماع. وأن قلوب هؤلاء لما کانت میتة صماً کان اسماعها ممتنعاً بمنزلة خطاب المیت والأصم. وهذا حق، ولکن لاینفی اسماع الأرواح بعد الموت اسماع توبیخ وتقریح، بواسطة تعلقها بالأبدان فی وقت ما، فهذا غیر الاسماع المنفی. (کتاب الروح، المسألة السادسة وهی أن الروح هل تعاد الی المیت فی قبره وقت السؤال، أم لا تعاد؟، ص: ۱۲۹، ۱۳۰، دار عالم الفوائد)

(۲۵۲): (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب المیت یسمع خفق النعال، ص: ۲۶۲، رقم: ۱۳۳۸، ط، دار السلام ریاض)

(۲۵۳): عن عائشةؓ أنها قالت: کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم [کلما کان لیلتها من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم] یخرج من آخر اللیل الی البقیع. فیقول: السلام علیکم دار قوم مؤمنین. وأتاکم ما توعدون غداً. مؤجلون. وانا، ان شاء اللّٰہ، بکم لاحقون. اللّٰهم اغفر لأهل بقیع الغرقد. [ولم یقیم

تک اس معمولی آواز کا پہنچا دینا صاحب آواز کے قابو سے باہر ہے، اس کے باوجود سماع ثابت ہے(۲۵۴) الی غیر ذلک من الروایات (۲۵۵)۔

قتیبة قوله: وأتاكم]. وفى فتح الملهم تحت هذا الحديث: وفى هذا الحديث دليل لاستحباب زيارة القبور والسلام على أهلها، والدعاء لهم، والترحم عليهم. (موسوعة فتح الملهم بشرح صحيح الامام مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، ج: ٦، ص: ٥٤، رقم: ٢٢٥٢، ط، دار احياء التراث العربى بيروت لبنان)

(۲۵۴): فى روح المعانى: والحق أن الموتىٰ يسمعون فى الجملة......ولا يمنع من ذلك كونه تحت أطباق الثرى. (روح المعانى، سورة الروم، الآية: ٥٢، ج: ٢١، ص: ٥٧، ط، دار أحياء التراث العربى بيروت لبنان)

(۲۵۵): قال الامام ابو عبدالله محمد بن ابى بكر بن ايوب ابن قيم الجوزية رحمه الله تعالىٰ: اما المسألة الأولىٰ: وهى هل تعرف الأموات بزيارة الأحياء وسلامهم عليهم أم لا؟: فقال ابن عبدالبر: ثبت عن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال: مامن مسلم يمر بقبر أخيه، كان يعرفه فى الدنيا، فيسلم عليه الا رد الله عليه روحه حتى يرد عليه السلام.

فهٰذا نص فى أنه يعرفه بعينه، ويرد عليه السلام.

وقد شرع النبى صلى الله تعالى عليه وسلم لامته، اذا سلموا على أهل القبور، ان يسلموا عليهم سلام من يخاطبونه، فيقول المسلم: السلام عليكم دار قوم مؤمنين. وهذا خطاب لمن يسمع ويعقل، ولولا ذلك لكان هذا الخطاب بمنزلة خطاب المعدوم الجماد.

والسلف مجمعون علىٰ هذا، وقد تواترت الآثار عنهم بأن الميت يعرف بزيادة الحى له ويستبشربه. (كتاب الروح، اما المسالة الاولىٰ وهى هل تعرف الأموات بزيارة الأحياء وسلامهم عليهم ام لا؟ ص: ٥/٦/٧،ط، دار عالم الفوائد،رياض)

وقال الفقيه المفسر العلامة محمد شفيع العثمانى نور الله مرقده: وذهبت

عالم برزخ کو عالم مشاہدہ پر قیاس کر کے محض عقلی طور پر کوئی قطعی بات ثابت کرنا بھی مشکل ہے، "لأن قياس الغائب على الشاهد لايجوز كما صرح به الرازى امام المتكلمين فى مواضع لا تحصى". جن روایات سے نفی معلوم ہوتی ہے، وہاں استماع کی نفی ہے، نہ کہ سماع کی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی محمودیہ، ج:۱،ص:۵۵۱تا ۵۵۳/ امداد الفتاوی، ج:۱۱،ص:۵۶۵، ط، زکریا بک ڈپو الہند)



طوائف من أهل العلم الى سماعهم فى الجملة، وقال ابن عبدالبر: ان الأكثرين على ذلك وهو اختيار ابن جرير الطبرى، وكذا ذكر ابن قتيبة وغيره. واحتجوا بما مر من روايات الصحيحين فى سماعهم (كذا فى الروح). وقال ابن كثير: والصحيح عند العلماء رواية عبدالله بن عمر رضى الله عنهما ـ يعنى المذكور آنفاً ـ لما لها من الشواهد على صحتها من وجوه كثيرة. من أشتهر ذلك ما رواه ابن عبدالبر مصحاً له عن ابن عباس رضى الله عنهما مرفوعاً: ما من أحد يمر بقبر أخيه المسلم كان يعرفه فى الدنيا فيسلم عليه الا رد الله عليه روحه حتى يرد عليه السلام. وثبت عنه صلى الله عليه وسلم لأمته اذا أسلموا على أهل القبور أن يسلموا عليهم سلام من يخاطبونه، فيقول المسلم: السلام عليكم دار قوم مؤمنين، وهذا خطاب لمن يسمع ويعقل، ولولا هذا الخطاب لكانوا بمنزلة خطاب المعدوم والجماد. والسلف مجمعون على هذا، وقد تواترت الآثار عنهم بأن الميت يعرف بزيارة الحى، ويستبشر.

ثم سرد ابن كثير روايات كثيرة على ذلك. وفى شرح الصدور للسيوطى واحياء العلوم للغزالى، ومختصر تذكرة القرطبى للشعرانى أكثر وأكثر من ذلك، كلها تدل على أن الميت يعرف بزيارة الحى ويسمع سلامه ويرد عليه ويستبشر ويأنس به.

قال العبدالضعيف: والذى ذكر فى الروح من طوائف أهل العلم، وذكر ابن

رسالہ ثبوت سماع موتی پر تنقید

﴿سوال﴾:

تنقید رسالہ در ثبوت سماع موتی مصنفہ مولوی کرامت مصنفہ مولوی کرامت اللہ خان صاحب کے برائے تقریظ فرستادہ بودند۔

مولانا دام مجدہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، رسالہ مجملاً دیکھا، چونکہ اس نا کارہ کی رائے میں اس کی اشاعت میں کوئی دینی نفع نہیں معلوم ہوا، بلکہ احتمال قریب مضار کثیرہ کا ہے؛ لہٰذا اس کی ہر قسم کی خدمت سے معافی کا طالب ہو کر خدمت میں واپس بھیجتا ہوں، و نیز اس عدم سماع کو معتزلہ کا مذہب قرار دینا بھی میرے نزدیک صحیح نہیں ہے، وہ عدم سماع اور ہے اور نیز سماع موتی کو مسئلہ اجماعیہ کہنا بھی صحیح نہیں؟ یقیناً صحابہ اس مسئلہ میں مختلف تھے (۲۵۶) و نیز روایات ادراک کو و انس میت سے اس متنازع فیہ پر استدلال کرنا بھی میرے نزدیک صحیح نہیں اسی طرح وجود ارواح فی القبور وادراک الم وسرور سے مدعا کو کوئی مس نہیں اور تقریر تطبیق کی مثبتین سماع کی طرف ایک اچھی توجیہ ہے؛ لیکن اس سے اختلاف کے وجود کا انکار کرنا صحیح

عبدالبر أن الأكثرين على ذلك ـ يعني سماعهم في الجملة ـ هو الحق الحقيق بالقبول، واليه يرشد صيغة القرآن وشأن النزول، وبه تتوافق الروايات من الصحابة والرسول ﷺ، وهو مختار مشايخنا دامت بركاتهم ما هبت الدبور والقبول. (احكام القرآن، ج:٣،ص: ١٦٥، ١٦٦،ط، ادارة القرآن والعلوم الاسلامية)

(٢٥٦): **قال الفقيه المفسر العلامة محمد شفيع العثماني رحمه الله تعالىٰ: واعلم أن مسألة سماع الموتى وعدمه من المسائل التي وقع الخلاف فيه بين الصحابة رضوان الله عليهم أجمعين. فهذا عبدالله ابن عمر رضي الله عنهما يثبت السماع للموتى، وهذه أم المؤمنين عائشة الصديقة رضي الله عنها تنفيه. والى كل مالت طائفة من علماء الصحابة والتابعين.** (احكام القرآن للتهانوى، ج:٣،ص: ١٦٣،ط، ادارة القرآن العلوم الاسلامية كراتشى)

نہیں، البتہ جانب ثانی میں بھی مسئلہ کلام میت سے عدم سماع کو امامؒ کا مذہب ٹھہرانا یہ بھی صحیح نہیں، یہ مسئلہ نہ عقائد ضروریہ سے ہے نہ کسی عمل دین کا موقوف علیہ ہے نہ مجتہد کی نص کا، اس میں تتبع ضروری ہے۔ نہ کسی ایک جانب کا جزم ضروری ہے، اس میں **اشتغال مالا یعنی** کا اہتمام ہے، چونکہ بندہ کا عندیہ دریافت فرمایا ہے؛ اس لئے مجملاً اس قدر لکھ دیا اور اس بحث میں پڑنے کو میں خود اچھا نہیں سمجھتا؛ اس لئے تفصیل کی حاجت نہ سمجھی اور رد وقدح سے تو خود نفرت قدیم ہے، پھر اگر کسی وجہ سے اس کا لکھنا ہی تھا تو کم از کم اس کے ساتھ ساتھ جو مفاسد اس میں محتمل تھے ان کا انسداد بھی ضروری تھا، مثلاً یہ لکھنا تھا کہ مقصود اس سے مذہب راجح عندنا کی ترجیح ہے اس سے کوئی اختلافی مسئلہ کو اجماعی نہ سمجھ جاوے کہ تعدّی حدود ہے اور مثلاً یہ لکھنا تھا کہ اس سے کوئی اولیاء اللہ کے نداء واستغاثہ کو جائز نہ سمجھ جاوے، ان کو حاضر ناظر نہ جان لے، ان سے مرادیں نہ مانگنے لگے، اس سے آگے نہ بڑھے، کہ ان کی قبر پر کھڑا ہو کر کسی امر میں دعا کرنے کو کہہ دے، ان کی نذر نہ مانے۔ فقط واللہ اعلم۔ (امداد الفتاوی، ج:۱۲، ص:۵۷۰۶، ط، زکریا بک ڈپو الہند)



ائمہ مذہب سے نفی سماعِ موتیٰ صراحۃً منقول نہیں

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کہ امام صاحب وصاحبین تینوں امام اپنی تحقیق میں عند القبر سماع موتیٰ کے قائل ہیں یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

مذکورہ ائمہ ثلاثہؒ سے صراحۃً نفیِ سماع نقل صحیح سے باوجود کثرت تتبع کے نظر سے نہیں گزر ہی حضرت العلامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی قریب قریب ایسے ہی منقول ہے۔ **سیما اذا لم ینقل عن احد من ائمتنا رحمہ اللہ تعالی اھ۔**

فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (خیر الفتاوی، ج:۱،ص:۱۴۰، ط، مکتبہ امدادیہ ملتان)



سماعِ موتیٰ عادت ہے یا کرامت؟

﴿سوال﴾:

سماع موتیٰ عادت ہے یا کرامت؟

﴿الجواب﴾:

اکابر کی بعض عبارات سے ایہام ہوتا ہے کہ جن مواضع میں سماع موتی ثابت ہے یہ بطور خرق عادت ہے۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ نفس سماع موتی گو خرق عادت ہے (کیونکہ مردے میں حیات بظاہر معدوم ہے۔ ثانیاً قبر میں بقاء حیات غیر معقول۔ ثالثاً مشاہدے کے خلاف ہے۔ رابعاً بوجہ حجابات کثیفہ کے آواز کا پہنچنا متعذر رہے) لیکن ان مواضع مخصوصہ میں حق جل شانہٗ نے اسے عادت بنا دیا ہے۔ جعلِ خداوندی کے بعد اب یہ عادت ہے بطور معجزہ یا کرامت نہیں کہ مردہ ولی اللہ کا کلام سنے اور عوام کا نہ سنے سماع ان مواضع میں مطرد ہے۔

لقوله عليه السلام ما من احد يمر بقبر أخيه المؤمن يعرفه فى الدنيا فيسلم عليه الا عرفه و رد عليه السلام اخرجه البيهقى فى الشعب(۲۵۷)۔ (كذا فى فتح الملهم، ص: ۵۰۸)

---

(۲۵۷):قال الامام ابو عبدالله محمد بن ابى بكر بن ايوب ابن قيم الجوزية رحمه الله تعالىٰ:اما المسألة الأولىٰ: وهى هل تعرف الأموات بزيارة الأحياء وسلامهم عليهم أم لا؟: فقال ابن عبدالبر: ثبت عن النبى ﷺ انه قال: مامن مسلم يمر بقبر أخيه، كان يعرفه فى الدنيا، فيسلم عليه الا رد الله عليه روحه حتى يرد عليه السلام.

(۲) وروی الحافظ ابو نعیم فاذا حمل علی النعش فانه یسمع کلام من تکلم بخیر او تکلم بشر اهـ.

فهٰذا نص فی أنه یعرفه بعینه، ویرد علیه السلام.

وقد شرع النبی ﷺ لامته، اذا سلموا علی أهل القبور، ان یسلموا علیهم سلام من یخاطبونه، فیقول المسلم: السلام علیکم دار قوم مؤمنین. وهذا خطاب لمن یسمع ویعقل، ولولا ذلک لکان هذا الخطاب بمنزلة خطاب المعدوم الجماد.

والسلف مجمعون علٰی هذا، وقد تواترت الآثار عنهم بأن المیت یعرف بزیادة الحی له ویستبشربه. (کتاب الروح، اما المسالة الاولٰی وهی هل تعرف الأموات بزیارة الأحیاء وسلامهم علیهم ام لا؟ ص: ۷/۶/۵،ط، دار عالم الفوائد،ریاض)

وقال الفقیه المفسر العلامة محمد شفیع العثمانی نور اللّٰه مرقده: وذهبت طوائف من أهل العلم الی سماعهم فی الجملة، وقال ابن عبدالبر: ان الأکثرین علی ذلک وهو اختیار ابن جریر الطبری، وکذا ذکر ابن قتیبة وغیره. واحتجوا بمامر من روایات الصحیحین فی سماعهم (کذا فی الروح). وقال ابن کثیر: والصحیح عند العلماء روایة عبداللّٰه بن عمر رضی اللّٰه عنهما ـ یعنی المذکور آنفاً ـ لما لها من الشواهد علی صحتها من وجوه کثیرة. من أشتهر ذلک ماروٰه ابن عبدالبر مصححاً له عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما مرفوعاً: ما من أحد یمر بقبر أخیه المسلم کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه الا رد اللّٰه علیه روحه حتی یرد علیه السلام. وثبت عنه صلی ﷺ لأمته اذا أسلموا علی أهل القبور أن یسلموا علیهم سلام من یخاطبونه، فیقول المسلم: السلام علیکم دار قوم مؤمنین، وهذا خطاب لمن یسمع ویعقل، ولولا هذا الخطاب لکانوا بمنزلة خطاب المعدوم والجماد. والسلف مجمعون علی هذا، وقد تواترت الآثار عنهم بأن المیت یعرف بزیارة الحی، ویستبشر.

ثم سرد ابن کثیر روایات کثیرة علی ذلک. وفی شرح الصدور للسیوطی واحیاء العلوم للغزالی، ومختصر تذکرة القرطبی للشعرانی أکثر وأکثر من ذلک،

اوراس کی تائیداس سے بھی ہوتی ہے کہ جن مواضع میں سماع ثابت ہے اگراس سماع کوبطور عادت نہ مانا جائے تو ان مواضع کی تخصیص لغو ٹھہرے گی۔ کیونکہ بطور خرق عادت وکرامت تو ان مواضع کے علاوہ بھی حق جل شانہ سنوانے پر قادر ہیں۔ وجہ تخصیص اگر ہے تو یہی ہے کہ ایک قسم میں سماع کو مطرد بنادیا گیا ہے اور دوسرے میں نہیں۔ شمولِ قدرت کے لحاظ سے دونوں قسمیں برابر ہیں۔

قال ابن القیم الاحادیث والأثارتدل علی ان الزائر متی جاء علم بہ المزار وسمع کلامہ وانس بہ ورد سلامہ علیہ وھذا عام فی حق الشھداء وغیرھم وانہ لاتوقیت فی ذالک اھ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب. (خیر الفتاوی، ج: ۱،

کلها تدل علی أن المیت یعرف بزیارة الحی ویسمع سلامه ویرد علیه ویستبشر ویأنس به.

قال العبدالضعیف: والذی ذکر فی الروح من طوائف أهل العلم، وذکر ابن عبدالبر أن الأکثرین علی ذلک ــ یعنی سماعهم فی الجملة ــ هو الحق الحقیق بالقبول، والیه یرشد صیغة القرآن وشأن النزول، وبه تتوافق الروایات من الصحابة والرسول صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم، وهو مختار مشایخنا دامت برکاتهم ما هبت الدبور والقبول. (احکام القرآن، ج:۳،ص: ۱۶۵، ۱۶۶،ط، ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة)

وفی المرقات: وأخرج ابن عبدالبر فی الاستذکار والتمهید عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم ما من أحد یمر بقبر أخیه المؤمن، کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه ألا عرفه ورد علیه السلام صححه عبدالحق. (مرقات المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، کتاب الجنائز، باب زیارة القبور، الفصل الثالث، ج: ٤، ص: ۲۲۱، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان/ روح المعانی، ج: ۲۱، ص: ٥٥، ٥٦، ط، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

ص: ۱۷۸، ط، مكتبه امداديه ملتان)



سماعِ موتیٰ کے بارے میں چند سوالات

﴿سوال﴾:

ا....آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ صحیحہ سے عدمِ سماعِ اموات ثابت ہے یا نہیں؟

۲....صحابہ کرام کا مسلک دربارۂ سماعِ اموات کیا تھا؟

۳....امام اعظم، امام ابو یوسف امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے ارشاداتِ عالیہ دربارہ سماعِ اموات کیا ہیں؟

۴....اگر حنفیہ کا مسلک عدمِ سماعِ اموات ہے تو احادیثِ صحیحہ کے موافق ہے یا مخالف؟

۵....مسئلہ سماعِ اموات میں روایاتِ کتبِ فقہ متعارض کیوں ہیں، مثلاً باب الیمین فی الضرب سے عدم اور کتاب الجنائز سے ثبوت مستفاد ہوتا ہے یہ کیوں؟ دیکھئے فتح القدیر وغیرہ۔

۶....قائلینِ عدمِ سماعِ اموات حنفی ہیں کہ شافعی کہ معتزلی؟

۷....نواب قطب الدین خان رحمہ اللہ تعالیٰ جامع التفاسیر میں، مولانا سعید احمد حاشیہ مائۃ مسائل میں، مولانا اشرف علی بیان القرآن میں، مولوی شکر اللہ العجالۃ میں اور تقسیم المسائل، سراج الایمان، انوار المسلمین وغیرہ بہت سی کتابوں میں بہت سے علماء کرام نے یہ روایت نقل فرمائی ہے:

”وهو هذا رأى امام أبوحنيفة من يأتي القبور لأهل الصلاح، فيسلم ويخاطب ويقول: يا أهل القبور! هل لكم خبر، وهل عندكم من أثر أني أتيتكم من شهور، وليس سوال

منكم الا الدعاء؟ هل دريتم أم غفلتم نسمع أبو حنيفة يقول مخاطب بهم فقال: هل أجابو الک؟قال: فقال: سحقاًلک وتربت يداک كيف تكلم أجساداً لايستطيعون جواباً ولايملكون شيئاً ولايسمعون صوتاً وقرأ: ﴿وما أنت بمسمع من في القبور﴾ الخ اورحوالہ دیاہے کتاب غرائب فی تحقیق المذاہب کا۔اب سوال یہ ہے کہ روایت مذکورہ صحیح ہے یا غلط؟

۸......روایت مذکورہ صرف غرائب ہی میں ہے اور بھی کسی مستند معتبر کتاب میں ہے؟

۹......مولوی احمد رضاخان صاحب ''حیات الموات'' میں لکھتے ہیں کہ: ''غرائب ایک فرضی کتاب ہے،اس کا دنیا میں کہیں وجودنہیں'' تو یہ قول ان کا صحیح ہے یا غلط؟ اگر غلط ہےتو غرائب کا پتہ دیجئے۔

۱۰......اگرواقعی دنیا میں کوئی کتاب ہی نہیں تو علماء کرام نے کیوں ایسی فاحش غلطی کی ہے اور یہ روایت کہاں سے اورکس طرح نقل فرمائی؟ مدلل مفصل جواب مرحمت فرما کر عنداللہ ماجورہوں۔ تلک عشرۃ کاملۃ .

﴿الجواب حامداً ومصلياً﴾:

۱......ہردوقسم کی دلیلیں موجود ہیں (۲۵۸)۔

---

(۲۵۸): چنانچہ نفی سماع کے دلائل یہ ہیں:

قال اللّٰه تبارک وتعالی: ﴿انک لاتسمع الموتٰی ولاتسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرين﴾. [سورة النمل: ۸۰]

وقال تعالى: ﴿فانک لاتسمع الموتٰی ولاتسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرين﴾. [سورة الروم: ۵۲]

وقال تعالى: ﴿ان اللّٰه يسمع من يشاء وما أنت بمسمع من في القبور﴾.

۲....کوئی اجماعی چیز نہیں بلکہ اختلافی ہے، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دونوں قول

[سورة الفاطر: ۲۲]

اور ثبوت سماع کے دلائل یہ ہیں: **حدثنا علی بن عبداللّٰه: حدثنا يعقوب بن ابراهيم: حدثني أبی، عن صالح: حدثني نافع أن ابن عمر رضی اللّٰه عنهما أخبره قال: اطلع النبي صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم علی أهل القليب فقال: وجدتم ما وعد ربكم حقا؟ فقيل له: أتدعوا أمواتا فقال: ما أنتم بأسمع منهم ولكن لايجيبون.**

حدثنا عياش بن الوليد: حدثنا عبدالأعلی: حدثنا سعيد، عن قتادة، عن أنس بن مالک رضی اللّٰه تعالیٰ عنه: أنه حدثهم أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی عليه وسلم قال: ان العبد اذا وضع فی قبره وتولی عنه أصحابه، وانه ليسمع قرع نعالهم، أتاه ملكان فيقعدانه فيقولان: ما كنت تقول فی هذا الرجل لمحمد صلی اللّٰه تعالی عليه وسلم؟ فأما المؤمن فيقول: أشهد أنه عبداللّٰه ورسوله. فيقال له: انظر الی مقعدک من النار قد أبدلک اللّٰه به مقعداً من الجنة. فيراهما جميعا. قال قتادة: وذكر لنا أنه يفسح له فی قبره. ثم رجع الی حديث أنس قال: وأما المنافق والكافر فيقال له: ما كنت تقول فی هذا الرجل؟ فيقول: لا أدری، كنت أقول ما يقوله الناس. فيقال: لادريت ولاتليت، ويضرب بمطارق من حديد ضربة فيصيح صيحة يسمعها من يليه غير الثقلين. (صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، ص: ۲۷۰، ۲۷۱، ط، دار السلام رياض)

عن أبی طلحة أن نبی اللّٰه صلی اللّٰه تعالی عليه وسلم أمر يوم بدر بأربعة وعشرين رجلا من صناديد قريش فقذفوا فی طوی من أطواء بدر خبيث ومخبث، وكان اذا ظهر علی قوم أقام بالعرصة ثلاث ليال، فلما كان ببدر اليوم الثالث أمر براحلته فشد عليها رحلها ثم مشی وتبعه أصحابه وقالوا: ما نری ينطلق الا لبعض حاجته حتی قام علی شفة الركی فجعل يناديهم بأسمائهم وأسماء آبائهم: يا فلان بن فلان، ويافلان بن فلان، أيسركم أنكم أطعتم اللّٰه ورسوله؟ فانا قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا، فهل وجدتم ما وعد ربكم حقا؟ قال: فقال عمرؓ: يا رسول اللّٰه[صلی اللّٰه

ہیں(۲۵۹)۔

۳....اگران حضرات سے کوئی واضح اور قطعی نص منقول ہوتی تو آپ کو اختلاف کا شکایت نہ ہوتی۔

۴....اس کا جواب اوپر کے جوابات سے ظاہر ہے۔

۵....فتح القدیر وغیرہ میں اس کی وجہ بھی موجود ہے۔ (جوکہ جواب نمبر:۱میں تحریر ہے)

۶....یہ بھی فتح القدیر وغیرہ میں لکھا ہے۔

۷....نواب قطب الدین صاحب کا تو انتقال ہوگیا، مولانا اشرف علی صاحب تھانہ بھون ضلع مظفرنگر میں تشریف رکھتے ہیں، اس سے دریافت کیجئے۔ بقیہ حضرات کو میں جانتا نہیں۔

۸....میں نے نہیں دیکھی۔

۹....میں نے ''حیات الموات'' نہیں دیکھی، ان کو استقراء تام حاصل ہوگا جس

تعالی علیه وسلم]، ما تكلم من اجساد لا أرواج لها، فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: والذى نفس محمد بيده ما أنتم بأسمع لما أقول منهم. قال قتادة: أحياهم الله حتى أسمعهم قوله توبيخا وتصغيراً ونقمة وحسرة وندماً. (صحيح البخارى، كتاب المغازى، باب قتل أبى جهل، ص: ۸۱۶، ۸۱۷، رقم: ۳۹۷۶، ط، دار السلام رياض)

(۲۵۹):قال الفقيه المفسر العلامة محمد شفيع العثمانى رحمه الله تعالىٰ: واعلم أن مسألة سماع الموتى وعدمه من المسائل التى وقع الخلاف فيه بين الصحابة رضوان الله عليهم أجمعين. فهذا عبدالله ابن عمر رضى الله عنهما يثبت السماع للموتى، وهذه أم المؤمنين عائشة الصديقة رضى الله عنها تنفيه. والى كل مالت طائفة من علماء الصحابة والتابعين. (احكام القرآن للتهانوى، ج:۳، ص: ۱۶۳، ط، ادارة القرآن العلوم الاسلامية كراتشى)

سے وہ سلب کرر ہے ہیں۔

۱۰.....ایسی بات وہ کہے جس کو تمام دنیا کا احاطہ اور علم حاصل ہو، فتاوی عالمگیریہ جو کہ پانچ سو علماء کی تصنیف ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب کی زیر نگرانی تصنیف ہوئی، اس میں کم از کم بھی ایک ہزار مسائل کتاب الغرائب کے حوالہ سے نقل کیے گئے ہیں، اللہ اعلم کہ کہاں سے نقل کیے ہیں۔ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اپنی تصانیف میں غرائب کا حوالہ دیتے ہیں۔ یہ روایت جنہوں نے نقل کی ہے صحت اور فاحش غلطی کا جواب ان سے ہی دریافت کیجئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی محمودیہ، ج:۱،ص:۵۶۲ تا ۵۶۵)



مسئلہ عذاب قبر روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے اور مسئلہ حیاتِ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہر ایک کے دس دس دلائل

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص عام موتی کا ثواب وعذاب قبر میں جسد پر نہیں مانتا بلکہ صرف روح پر تسلیم کرتا ہے۔اسی طرح آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسد مبارک کو روضۂ اطہر میں بے حس وشعور خیال کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ پاک پر صلوۃ وسلام کو پڑھا جائے تو اس کو آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں سنتے، کیا ایسے عقیدے والا شخص اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہے؟ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر روح اور بدن دونوں کو ہوتا

ہے۔ ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں۔ معتزلہ اور روافض کا عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر فقط روح پر ہے۔ فتح الباری ص ۱۸۵، ج ۳ میں ہے:

ذهب ابن حزم وابن بصيرة الى ان السوال يقع على الروح فقط وخالفهم الجمهور فقالوا تعاد الروح الى الجسد او بعضه كما ثبت فى الحديث ولو كان على الروح فقط لم يكن للبدن بذالک اختصاص اهـ(۲۶۰).

امام نوویؒ شرح صحیح مسلم ص ۳۸۶، ج ۲ میں فرماتے ہیں:

ثم المعذب عند اهل السنة الجسد بعينه او بعضه بعد اعادة الروح اليه او الى جزء منه(۲۶۱).

ملاعلی قاریؒ مرقات ص ۲۵، ج ۲ میں فرماتے ہیں:

فتعاد روحه فى جسده ظاهر الحديث ان عود الروح الى جميع اجزاء بدنه فلا التفات الى قول البعض بان العود انما يكون الى البدن.

ابن تیمیہ حرانی حنبلیؒ شرح حدیث النزول ص: ۸۸ پر فرماتے ہیں:

سائر الاحاديث الصحيحة المتواترة تدل على عود الروح الى البدن.

ابن قیم جوزی حنبلیؒ کتاب الروح ص: ۵۱ پر فرماتے ہیں:

---

(۲۶۰):(فتح البارى بشرح صحيح البخارى، كتاب الجنائز، باب ماجاء فى عذاب القبر، ج: ۳، ص: ۲۷۷)

(۲۶۱):(المنهاج المعروف بشرح النووى على صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه واثبات عذاب القبر والتعوذ منه، ج: ۲، ص: ۳۸۶، ط، مكتبه عثمانيه كانسى روڈ كوئٹه)

بـل العذاب والنعيم على النفس والبدن جميعاً باتفاق اهل السنة والجماعة(۲۶۲).

تفسیر روح المعانی ص۵۱ ج۲۱ میں ہے:

والجمهور على عود الروح الى الجسد او بعضه وقت السوال لايحس به اهل الدنيا الى ان قال اجرى الله سبحانه عادته بتمكنها من السمع وخلقه لها عند زيارة القبر الى ان قال وهذا الوجه هو الذى يترجح عندى(۲۶۳).

شرح فقہ اکبر ص۱۲۲ میں ہے:

اعادة الروح الى العبد فى قبره حق اعلم ان اهل الحق اتفقوا على ان الله تعالى يخلق فى الميت نوع حياة فى القبر قدر ما يتالم او يتلذذ(۲۶۴).

نبراس ص:۳۲۲ میں ہے:

ان الاحاديث الصحيحة ناطقة بان الروح يعاد الى الجسد عند السوال(۲۶۵).

ابوبکر جصاص رازی حنفیؒ احکام القرآن ص:۱۰۸، ج:۱ مصری میں فرماتے ہیں:

---

(۲۶۲):(كتاب الروح، المسألة السادسة: أن الروح هل تعاد الى الميت فى قبره وقت السؤال، أولا تعاد؟، ص: ١٤٦، ط، دار عالم الفوائد)

(۲۶۳):(روح المعاني، سورة الروم، الآية:٥٣، ج: ٢١، ص: ٥٧، ٥٨، ط، دار احياء التراث العربى بيروت لبنان)

(۲۶۴):(شرح الفقه الأكبر، بحث فى أن عذاب القبر حق وبيان أن الروح تعاد للميت، ص: ٨٩، ط، دار الكتب العربية الكبرىٰ)

(۲۶۵):(النبراس شرح شرح العقائد، عذاب القبر وثوابه، ٢٠٩)

فاذا جاز ان یکون المؤمنون قد احیوا فی قبورھم قبل یوم القیامة وھم منعمون فیھا جاز ان یحی الکفار فی قبورھم فیعذبوا.

علامہ صدر الدین علی بن محمد ازدی حنفیؒ شرح عقیدۃ الطحاوی ص: ۳۳۰ طبع مکہ مکرمہ میں رقمطراز ہیں:

وکذالک عذاب القبر یکون للنفس والبدن جمیعاً. باتفاق اھل السنة والجماعة.

شامی ص:۲۰۱، ج:۳ میں ہے:

ولایرد تعذیب المیت فی قبره لانه توضع فیه الحیاة عند العامة بقدر الحس بالالم(۲۶۶).

[تلک عشرة کاملة]

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات جسمانی پر جمیع صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، ائمہ اربعہ، جمیع حضرات محدثین ومفسرین وجمیع علماء امت کا اتفاق ہے، یہ بھی اہل سنت والجماعت کا اجتماعی عقیدہ ہے۔

فتح الباری ص:۳۵۲ میں ہے:

و قد جمع البیھقی کتابا لطیفاً فی حیاة الأنبیاء فی قبورھم واورد فیه حدیث أنسؓ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون. اخرجه من طریق عیسیٰ بن کثیر وھو من رجال الصحیح عن المسلم بن سعید وقد وثقه احمد وابن حبان

---

(۲۶۶):(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلك، مطلب: ترد الحیاة الی المیت بقدر ما یخص بالألم، ج: ٥، ص: ٦٥٧، ط، دار عالم الکتب ریاض)

عن الحجاج الاسود وھو ابی زیاد البصری. وقد وثقه احمد وابن معین عن ثابت عنه(۲۶۷). آگے بہت سے شواہد نقل فرمائے ہیں۔

عینی ص ۱۸۵، ج ۱۶ میں لکھتے ہیں:

قال الانبیاء لایموتون فی قبورھم بل ھم احیاء وان سائر الخلق فانھم یموتون فی القبور ثم یحیون یوم القیامة ومذھب اھل السنة والجماعة فی القبر حیاتاً وموتاً لابد من ذوق الموتتین لکل احد غیر الانبیاء(۲۶۸).

ملاعلی قاریؒ مرقاۃ ص ۲۶۳، ج ۵ میں فرماتے ہیں:

فدل علی ان الانبیاء احیاء حقیقة ویریدون ان یتقربوا الی اللّٰه فی عالم البرزخ من غیر تکلفھم کما انھم یتقربون الی اللّٰه بالصلوۃ فی قبورھم.

تفسیر ابن کثیر ص ۲۰۷، ج ۴ میں علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔

قال العلماء یکرہ رفع الصوت عند قبرہ صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم کما کان یکرہ فی حیاته صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم لانه موجود حیّا فی قبرہ دائما(۲۶۹).

---

(۲۶۷): (فتح الباری بشرح صحیح البخاری، کتاب الأنبیاء، باب قول اللّٰه عزوجل ﴿واذکر فی الکتاب مریم اذا انتبذت من أھلھا﴾ ج: ۶، ص: ۵۶۱، ۵۶۲)

(۲۶۸): (عمدۃ القاری، کتاب فضائل الصحابة، باب قول النبی صلی اللّٰه تعالی علیه و سلم: "لو کنت متخذا خلیلا"، ج: ۱۶، ص: ۲۵۷، ط، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

(۲۶۹): (تفسیر ابن کثیر، سورۃ الحجرات، الآیة: ۲، ج: ۷، ص: ۳۶۸، ط،

روح المعانی ص ۳۲، ج ۲۲ میں ہے۔

فحصل من مجموع هذا الكلام والاحاديث ان النبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم حیّ بجسده روحه وانه يتصرف ویسر حیث یشاء فی اقطار الارض وهو بهیأته التی کان علیها قبل وفاته لم یتبدل منه شئ(۲۷۰).

جلال الدین سیوطیؒ انباء الاذکیاء ص ۲ میں لکھتے ہیں۔

حیاة النبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم فی قبره هو وسائر الانبیاء معلومة عندنا علما قطعا لما قام عندنا من الادلة فی ذلک وتواترت به الاخبار الدّالة علی ذلک.

اوجز المسالک ص ۴۸۲، ج ۶ (۲۷۱) میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری دامت برکاتہم فرماتے ہیں۔

قلت اولانهم احیاء فی قبورهم فالاموال باق علی ملکهم.

آگے علامہ مناویؒ کا قول بھی یہی نقل فرمایا ہے پھر یہ لکھا ہے:

فقال ابن عابدین فی رسائله واما عدم موت المورث بناء علی ان الانبیاء احیاء فی قبورهم.

دارطيبة)

(۲۷۰): (روح المعانی، سورة الاحزاب، الآية: ٤٠، ج: ٢٢، ص: ٣٦، ط، داراحياء التراث العربی بيروت لبنان)

(۲۷۱): (اوجز المسالك الی موطّا مالك، كتاب الكلام، باب ماجاء فی تركة النبی صلی اللّٰه تعالی عليه وسلم، الحكمة فی عدم توريث الأنبياء، ج: ١٧، ص: ٥٤٢، ٥٤٣، ط، دار القلم دمشق)

پھر آگے حضرت گنگوہیؒ کا عقیدہ بھی یہی نقل فرمایا ہے۔ بحوالہ الکوکب الدری۔
علامہ سخاویؒ القول البدیع ص ۱۲۵ میں رقمطراز ہیں:

نحن نصدق بانه صلى الله تعالى عليه وسلم حي يرزق في قبره وان جسده الشريف لا تاكله الارض والاجماع على هذا.

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اشعۃ اللمعات ص ۶۱۳ ج ۱، اور مدارج النبوت ص ۴۴۷، ج ۲ میں فرماتے ہیں:

حیات جسمانی انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین متفق است علماء امت و ہیچ کس را در آں اختلاف نیست۔

تلک عشرۃ کاملہ

یہ دس دس حوالہ جات نقل کر دیئے بہت سا ذخیرۂ احادیث و تفاسیر میں موجود ہے۔ ان دلائل کی رو سے جو شخص بھی عذاب و راحت فقط روح پر مانتا ہو اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات جسمانی کا قائل نہ ہو وہ اہلسنت والجماعت سے خارج ہے۔ بدعتی اور گمراہ ہے ایسے شخص کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں۔

الجواب صحیح	فقط واللہ اعلم
علی محمد عفی عنہ	محمد منظور الحق عفی عنہ
مہتمم دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا	۵ ذی قعدہ، ۱۳۹۸ھ

روح مبارک کا جسد اطہر کے ساتھ تعلق اہل سنت میں متفق علیہ ہے اس تعلق کی کیفیت میں اہل سنت کے اقوال مختلف ہیں لہٰذا کیفیت کی تعیین میں اختلاف کی گنجائش ہے۔ فقط

الجواب صحیح	عبدالقادر عفی عنہ
محمد شریف کشمیری	مدرس دارالعلوم کبیر والا

شیخ الحدیث خیر المدارس ملتان ۱۳۹۸/۱۱/۵ھ

حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف میں زندگی جسد مبارک کے ساتھ ثابت ہے اور اس کا منکر اہل السنۃ والجماعۃ سے نہیں ہے۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس ملتان: ۱۳۹۸/۱۱/۵ھ

جواب درست ہے اللہ تعالیٰ اس احقاق حق کی سعی کو منظور فرمادیں۔

العبد الفقیر محمد انور عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان: ۱۱۹۸/۱۱/۵ھ

(خیر الفتاوی، ج:۱،ص:۱۸۱ تا ۱۸۴، ط، مکتبہ امدادیہ ملتان)



نبی مر گئے، امت یتیم ہو گئی سے حیات قبر کا انکار ثابت نہیں ہوتا

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: ایک مقرر نے بعد خطاب درمیان دعا اس قسم کے کلمات ادا کئے: ''اے اللہ! تو نے اپنے نبی کو اپنے پاس بلالیا، تیرے وعدہ کے مطابق تیرے نبی مر گئے، امت یتیم ہو گئی، اگر تیرے نبی زندہ ہوتے تو ہم ان کو وسیلہ بنا کر تجھ سے دعا کرتے؛ لیکن جب وہ نہ رہے تو ہم براہ راست تجھ ہی سے دعا کرتے ہیں'' مقرر مذکور نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی کا انکار کیا ہے، جو آپ کو بعد وصال حاصل ہے، جب کہ کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ نبی کی زندگی بعد وفات امر اجماعی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مقرر مذکور پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ ایسا عقیدہ رکھنے والا خارج از اسلام ہے یا نہیں؟ نیز ایسے مقرر کی تقریر سننا یا تقریر کے لئے مدعو کرنا کیسا ہے؟ کتب معتبرہ سے ایسا تفصیلی جواب عنایت فرمائیں کہ حق عیاں ہو جائے۔

﴿الجواب وباللہ التوفیق﴾:

مقرر مذکور نے اثنائے دعا اس طرح کے جو کلمات ادا کئے ہیں کہ ''نبی مر گئے، امت یتیم ہوگئی، اگر تیرے نبی زندہ ہوتے تو ہم ان کو وسیلہ بناتے'' بظاہر اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مقرر نے دنیا سے وصال فرما جانے کو مراد لیا ہے، حیات قبر کا انکار نہیں کیا ہے۔ اور دنیا سے گذر جانے اور چلنے جانے کے لئے خود قرآن واحادیث میں آپ کے لئے لفظ موت کا استعمال کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: ''اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَیِّتُوْنَ'' [الزمر: ۳۰] اس آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ آپ بھی مرنے والے ہیں اور آپ کے دشمن واحباب بھی مرنے والے ہیں۔ اور اس آیت میں ضمناً یہ بھی بتلایا گیا کہ افضل الخلائق اور سید المرسلین ہونے کے باوجود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی موت سے مستثنیٰ نہیں ہیں، تاکہ آپ کی وفات کے بعد لوگوں میں اختلاف پیدا نہ ہو۔ (مستفاد: معارف القرآن، سورۃ الزمر: ۳۰، مکتبہ اشرفی دیوبند ۷/۵۵۶)

''انک میت وانهم میتون'' وهو خطاب للنبی صلی اللّٰه تعالی علی وسلم أخبره بموته وموتهم -الی- الرابع: لئلا یختلفوا فی موته کما اختلف الأمم فی غیره. (تفسیر قرطبی، مکتبه دارالکتب العلمیة، بیروت، المجلد الثامن من الجزء ۱۵/۱۶۵)

لہٰذا مذکورہ مقرر کے الفاظ مفسرین کی تفسیر کے مخالف نہیں ہیں۔ اور قبر کی زندگی کا بھی انکار ثابت نہیں ہوتا ہے؛ اس لئے مقرر مذکور پر کوئی سخت احکام نافذ نہیں کئے جائیں گے۔ اور بعد الوفات وسیلہ کو ناممکن سمجھنا مقرر کی ناواقفیت پر مبنی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا کر دعا کرنا سلف سے ثابت ہے۔

ویجوز التوسل الی اللّٰه تعالی والاستغاثة بالأنبیاء

والصالحين بعد موتهم. (بريقة ١/٢٧٠، بحواله تسكين الصدور، مطبع لاهور: ٤٣٥)

عن ابى أمامة بن سهل بن حنيف، عن عمه عثمان بن حنيف، أن رجلا كان يختلف الى عثمان بن عفان [رضى الله تعالى عنه] فى حاجة، وكان عثمان لا يلتفت اليه ولا ينظر فى حاجته، فلقى ابن حنيف، فشكى ذلك اليه، فقال عثمان بن حنيف: ايت الميضاة، فتوضأ، ثم ائت المسجد فصلّ فيه ركعتين، ثم قل: اللّٰهم انى اسئلك أتوجه اليك بنبينا محمد نبى الرحمة يا محمد انى أتوجه بك الى ربى فتقضى لى فى حاجتى. (المعجم الكبير، داراحياء التراث العربى ٩/٣١، رقم: ٨٣١١)

قال أبوبكر: علمنى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم هذا الدعاء: فقال: قل: اللّٰهم انى أسئلك بمحمد نبيك وبابراهيم خليلك. الحديث (جمع الفوائد ٢/٢٦٤)

اور احادیث مبارکہ میں خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق لفظ ''موت'' استعمال کیا ہے۔

ان أبا بكر قبل النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بعد ما مات. (وحديث آخر) **عن عائشةؓ قالت: كنت مستندة النبى صلى الله تعالى عليه وسلم الى صدرى، أو قالت: الى حجرى، فدعا بطست ليبول فيه، ثم بال، فمات صلى الله تعالى عليه وسلم.** (شمائل ترمذى، النسخة الهندية ٢٦) فقط والله سبحانه وتعالى اعلم۔ (فتاوى قاسميه، ج: ٢، ص:

۱۴۳ تا ۱۴۵، ط، مکتبہ اشرفیہ دیوبند)



انبیاء علیہم السلام کی ارواح کا براہ راست جسم کے ساتھ تعلق ہے

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس طرح شہداء کے بارے میں آتا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور اللہ کے نزدیک رزق بھی کھاتے ہیں اور خوش رہتے ہیں اسی طرح انبیاء کرام کی بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعلیٰ زندگی سمجھتے ہیں اور اگر آپ کے جسم کی بابت اور روح کا تعلق جسم کے ساتھ پوچھتے ہیں تو ہمارا جواب یہ ہے کہ ”ان اللّٰہ یسمع من یشاء“ کی طرح ہم مانتے ہیں، یعنی ہم جسم کا تعلق روح سے براہ راست نہیں مانتے، یہ عقیدہ جو شخص رکھے کیا وہ امام بن سکتا ہے؟

﴿الجواب باسم الملک الوھاب﴾:

صورت مذکورہ میں مذکورہ شخص مماتی لگتا ہے کیونکہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ نہیں اور جسم مبارک کے ساتھ روح کا براہ راست تعلق نہیں تو یہ شخص اہل سنت والجماعت کے عقیدہ سے ہٹا ہوا ہے، کیونکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی طرح دیگر تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰت والتسلیمات قبروں میں اجساد عنصریہ کے ساتھ حیات ہیں اور یہ حیات برزخی حیات دنیوی سے کم نہیں اور تلذذاً نماز اور دیگر عبادات میں مشغول ہیں، یہ حیات برزخی اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے، اس لیے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عام مؤمنین بلکہ کفار کی ارواح کو بھی حاصل ہے، اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ اصول شریعت وسنت سے ثابت ہے، لہٰذا عقیدہ حیات النبی کا انکار کرنے والا مبتدع ہے، ایسے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"وعن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله تعالی عليه وسلم من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائيا ابلغته رواه البيهقی فی شعب الايمان". (مشكوٰة المصابيح: ۱/۸۸)

"وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ". (البقرة)

"والحق عندی عدم اختصاصها بهم بل حياة الانبياء اقوی منهم واشد ظهورا آثارها فی الخارج حتی لايجوز النكاح بازواج النبی صلی الله تعالی عليه وسلم بعد وفاته بخلاف الشهيد". (.....) والله تعالی اعلم بالصواب ۔(ارشاد المفتين، ج: ۱، ص: ۱۴۱، ط، مكتبة الحسن لاهور)



کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مٹی میں مل گئے ہیں "العیاذ باللہ"

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: زید کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر کے مٹی میں مل گئے، آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب تحریر کریں۔

﴿الجواب وباللہ التوفیق﴾:

آقائے نامدار علیہ الصلاۃ والسلام وفات پا کر قبر اطہر میں تشریف لے گئے، جیسے عام لوگ قبر میں جا کر مٹی بن جاتے ہیں، آقائے نامدار، تاجدار مدینہ علیہ الصلاۃ والسلام کا حال ایسا نہیں ہے؛ بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر میں جا کر صحیح وسالم زندہ ہیں۔ اور آپ کا جسد

اطہر مٹی پر حرام ہے، اگر زید مٹی میں ملنے سے یہ مراد لیتا ہے کہ قبر میں تشریف فرما ہیں، تو صحیح ہے۔ اور اگر یہ مراد لیتا ہے کہ عام لوگوں کی طرح مٹی میں مل گئے ہیں، تو یہ غلط ہے۔

عن أنس بن مالک قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم: الأنبیاء أحیاء فی قبورهم یصلون. (مسند أبو یعلی موصلی، دارالکتب العلمیة بیروت ۳/۲۱۶، رقم: ۳۴۲۵، مسند البزار، مکتبه العلوم والحکم ۱۳/۶۳، رقم: ۶۳۹۱، ۱۳/۲۹۹، رقم ۶۸۸۸، حیاة الأنبیاء للبیهقی /۳، مجمع الزوائد ۸/۲۱۱)

ان اللّٰه حرم علی الأرض أن تأکل أجساد الأنبیاء.

(زاد المعاد ۱/۳۶۵، نسائی شریف، کتاب الجمعة، اکثار الصلاة علی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم یوم الجمعة، النسخة الهندیة ۱/ ۳۰۴، دارالسلام، رقم: ۱۳۷۵، ابن ماجة شریف، فرض الجمعة، باب فی فضل الجمعة، النسخة الهندیة ۱/۷۶، دارالسلام، رقم: ۱۰۸۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷ أبو داؤد شریف، کتاب الصلاة، باب تفریع أبواب الجمعة، النسخة الهندیة ۱/ ۱۵۰، دارالسلام، رقم: ۱۰۴۷، سنن دارمی، دارالمغنی ۲/۹۸۱، رقم: ۱۶۱۳، مسند البزار، مکتبة العلوم والحکم ۸/۴۱۱، رقم: ۳۴۸۵، صحیح ابن خزیمة، المکتب الاسلامی ۲/۸۳۹، رقم: ۱۷۳۳، المستدرک، مکتبه نزار مصطفی الباز ۱/ ۴۰۵، رقم: ۱۰۲۹، ۸۶۸۱) فقط واللّٰه سبحانه وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی قاسمیه، ج: ۲، ص: ۱۴۵، ۱۴۶، ط، مکتبه اشرفیه دیوبند)



کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مٹی میں مل گئے؟ (استغفر اللہ)

﴿سوال﴾:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر مٹی ہی میں مل گئے تو قرآن سے ثابت کیجئے؟

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وفات کے بعد قبر شریف میں دفن کیا گیا ہے اور جو مٹی جسم اطہر کے ساتھ متصل ہے اس کا مرتبہ خانہ کعبہ اور عرشِ اعظم سے بھی زیادہ ہے، جیسا کہ براہین قاطعہ میں بصراحت مذکور ہے حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم مبارک قبر شریف میں بالکل محفوظ ہے، مٹی اس میں کوئی تغیر نہیں کرسکتی جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے(۲۷۲)۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ محمودیہ، ج:۱،ص:۵۳۷)



(۲۷۲): فی الشامية: قال فی اللباب: والخلاف فيما عدا موضع القبر المقدس، فما ضم أعضائه الشريفة فهو أفضل بقاع الأرض بالاجماع اهـ. قال شارحه: وكذا أی الخلاف فی غير البيت: فان الكعبة أفضل من المدينة ما عدا الضريح الأقدس، وكذا الضريح أفضل من المسجد الحرام.

وقد نقل القاضی عياض وغيره الاجماع على تفضيله حتى على الكعبة، وأن الخلاف فيما عداه. ونقل عن ابن عقيل الحنبلی أن تلك البقعة أفضل من العرش، وقد وافقه السادة البكريون على ذلك. وقد صرح التاج الفاكهی بتفضيل الأرض على السموات لحلوله صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم بها، وحكاه بعضهم على الأكثرين لخلق الأنبياء منها ودفنهم فيها. وقال النووی: الجمهور على تفضيل السماء على الأرض، فينبغی أن يستثنى منها مواضع ضم أعضاء الأنبياء للجمع بين أقوال العلماء. (ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب الحج، باب الهدی، مطلب فی تفضيل قبره المكرم صلى الله تعالى عليه وسلم، ج: ٤، ص: ٥٣، ط، دار عالم الكتب

مٹی کس کے جسم کو نہیں کھاتی ؟

﴿سوال﴾:

ابنیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام وعلماء دین شہداء وحفاظ قرآن، عامل بالقرآن اور جو منصب محبت پر فائق ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی (اللہ) عزوجل کی معصیت نہ کی اور وہ جو اپنے اوقات درود شریف میں مستغرق رکھتے ہیں، ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی۔ (سائل محمد قاسم عرف میاں)

ریاض)

فی فتاوی رشیدیہ: سوال: تقویۃ الایمان کے صفحہ ۶۱ مطبوعۃ فاروقی میں حدیث نقل فرماتے ہیں ابوداؤد نے ذکر کیا کہ قیس بن سعد نے نقل کیا کہ گیا میں ایک شہر میں جس کا نام حیرہ ہے سو دیکھا میں نے وہاں کے لوگوں کو سجدہ کرتے تھے اپنے راجہ کو سو کہا میں نے البتہ پیغمبر خدا زیادہ لائق ہیں کہ سجدہ کیا جائے ان کو پھیر آیا میں پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا میں نے کہ گیا تھا میں حیرہ میں تو دیکھا میں نے ان لوگوں کو سجدہ کرتے ہیں وہ اپنے راجہ کو سو تم بہت زیادہ لائق ہو کہ سجدہ کریں ہم تم کو سو فرمایا مجھ کو بھلا خیال تو کر جو تو گزرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے گا تو اس کو کہا میں نے نہیں فرمایا تو مت کر۔ف یعنی میں بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ تو کیا سجدہ کے لائق ہوں الخ تو یہاں پر یہ شبہ واقع ہوتا ہے کہ مٹی میں ملنے سے کیا مراد ہے اور مخالفین یہاں پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا صاحب کے نزدیک انبیاء کا جسد زمین میں مل جانا ثابت ہوتا ہے اس کا کیا جواب ہے مفصل ارقام فرمائیے؟

جواب: مٹی میں ملنے کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ مٹی ہو کر مٹی زمین کے ساتھ خلط ہو جاوے جیسا سب اشیاء زمین میں پڑ کر خاک زمین ہی بن جاتی ہیں۔ دوسرے مٹی سے ملاقی و متصل ہو جانا یعنی مٹی سے مل جانا تو یہاں مراد دوسرے معنی ہیں اور جسد انبیاء علیہم السلام کا خاک نہ ہونے کے مولانا مرحوم بھی قائل ہیں۔ چونکہ مردہ کو چاروں طرف سے مٹی احاطہ کر لیتی ہے اور نیچے مردہ کی مٹی سے جسد۔ مع کفن ملاحق ہوتا ہے یہ مٹی میں ملنا۔ اور مٹی سے ملنا کہلاتا ہے کچھ اعتراض نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رشیدیہ، ص: ۲۵۲، ۲۵۳، ط، دارالاشاعت کراچی)

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے شرح الصدور، ص:۱۳۲اور شیخ عبدالوہاب شعرانی نے مختصر تذکرہ قرطبی، ص:۴۸ میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کچھ اور بھی حضرات کو شمار کیا ہے جن کے اجسام قبر میں محفوظ رہتے ہیں اور مٹی ان کو نہیں کھاتی، مختصراً چند روایات نقل کی جاتی ہیں:

"ان اللہ حرم علی الأرض أن تأکل أجساد الأنبیاء". "انما لم تأکل الأرض أجساد الشھداء لکونھم أحیاءً عند ربھم یرزقون". "المؤذن المحتسب لاتأکله الأرض". أیضاً "اذا مات حامل القرآن أوحی الله الی الأرض أن لا تاکل لحمه، فتقول الأرض: أی رب کیف اکل لحمه وکلامک فی جوفه. الأرض لاتسلط علی جسد الذی لم یعمل خطیئةً". فقط واللہ سبحانه تعالی اعلم. (فتاوی محمودیه، ج: ۱، ص: ۵۳۷، ۵۳۸)



جسمِ شہید کی حرمت الارض کی تشریح، بیان القرآن کی ایک عبارت

﴿سوال﴾:

بیان القرآن میں ایک جگہ یہ عبارت ہے:

"حدیث میں:"حرمت جسم شھید علی الأرض" وارد ہے غیر ارض سے غیر متاثر ہونا وارد نہیں، چنانچہ دوسرے اجسام مرکبہ مثل اسلحہ، ادویہ، اغذیہ وخلاطہ واجسام بسیطہ مثل آب وآتش وباد کی تاثیر انبیاء علیہم السلام کی حیات قبل الممات سے اقویٰ نہیں اور بعض حصہ ارض میں بعض حصہ غیر ارضیہ بھی شامل ہوجاتی ہے جس طرح دوسرے عناصر میں

بھی مخالف عناصر شامل ہو جاتے ہیں، سو اگر ان اجزائے غیر ارضیہ سے ان کے اجسام متأثر ہو جائیں تو اس سے ان احادیث پر اشکال نہیں ہوتا جن میں حرمت اجسام علی الارض وارد ہے اور ایک جواب یہ ہے کہ امتیاز اجسادِ شہداء کے لئے یہ بھی کافی ہے کہ دوسرے اموات سے زیادہ مدت تک ان کے اجساد خاک سے متأثر نہ ہوں، گو کسی وقت میں ہو جائے اور احادیث سے بھی امر مقصود کہا جائے کہ ان محفوظیت اجساد کی خارق عادت ہے اور خرق عادت کی دونوں صورتیں ہیں: حفظ مؤبد اور حفظ طویل، اور چونکہ برزخ حواس سے مدرک نہیں ہوتا اس لئے "لاتشعرون" فرمایا گیا (ص:۸۸، جلد:۱، پارہ:۲)۔

امید ہے کہ آپ اپنی زبان میں وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں گے مولانا کے الفاظ بہت ہی دقیق ہیں۔

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

بعض روایات میں آیا ہے کہ شہید کا جسم محفوظ رہتا ہے، مٹی اس کو متأثر نہیں کرتی، گلتا سڑتا نہیں، شہید کو ایک خاص قسم کی حیات حاصل ہے، اس پر اشکال وارد ہوتا ہے کہ تلوار سے اگر اس کے ٹکڑے کر دیئے جائیں تو وہ کٹ جاتا ہے آگ اور پانی سے بھی متأثر ہوتا ہے، جس چیز میں مٹی اور دوسری چیز مخلوط ہو اس سے متأثر ہوتا ہے، یہ متأثر ہونا حدیث کے خلاف ہے جس میں اس کے محفوظ رہنے کو فرمایا گیا ہے، کیونکہ ان چیزوں سے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے اجسام بھی متأثر ہوتے ہیں اور شہید کی حیات انبیاء علیہم السلام کی حیات سے قوی نہیں، اس اشکال کے دو جواب دیئے ہیں: اول یہ کہ برزخ کے حالات حواس سے مدرک نہیں ہوتے اور قیاس سے ان کو ثابت نہیں کیا جا سکتا (۲۷۳)، پس اگر دفن سے پہلے شہید کا

---

(۲۷۳):فی روح المعانی: ﴿ولکن لاتشعرون﴾ أی: لاتحسون ولاتدرکون ما حالهم بالمشاعر، لأنها من أحوال البرزخ التی لایطلع علیها، ولا طریق للعلم بها الا بالوحی. (روح المعانی، سورة البقرة، الآیة: ۱۵۴، ج: ۲، ص: ۲۰، ط، دار أحیاء التراث العربی بیروت لبنان)

جسم تلوار وغیرہ سے کٹ جائے، آگ سے جل جائے تو اس پر قیاس کر کے یہ سمجھنا صحیح نہیں کہ دفن کے بعد وہ مٹی سے بھی متاثر ہو کر گل سڑ جائے، محفوظ نہیں رہے گا۔

دوسرا یہ کہ اگر وہ گل سڑ بھی جائے تو ہو سکتا ہے کہ مٹی کے ساتھ وہاں دوسرے اجزاء مثلاً پانی مخلوط ہو اس پانی سے گل سڑ گیا ہو، نہ کہ محض مٹی سے، حدیث شریف میں اتنا ہی ہے: ''ارض اس کے جسم کو نہیں کھاتی''، یہ نہیں کہ پانی بھی اس کو نہیں گلاتا۔ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ مقصود یہ ہو (کہ) مٹی دیر تک نہیں کھاتی، نہ یہ کہ کبھی نہیں کھاتی، بس عام موتی کے اعتبار سے اگر شہید کا جسم کچھ دیر تک بطور خرق عادت محفوظ رہا تب بھی حدیث شریف کا مضمون صادق آگیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ محمودیہ، ج:۱،ص:۵۴۱تا۵۴۳)



حیاتِ شہداء اور وفات

سوال:

میرے ایک دوست ہیں جو مولانا خوشحال صاحب کے پکے مرید ہیں، ان کے ساتھ اکثر مختلف مسائل باہمی پر گفتگو ہوتی رہتی ہے، میرا اور ان کا معمول یہ ہے کہ ہم عشاء کی نماز پڑھ کر ایک بزرگ ابراہیم علی شاہ پیر کچہری بھوپہ اسٹینڈ پر مزار شریف پر فاتحہ پڑھنے کے لئے جاتے ہیں، ان کا معمول ہے کہ وہ اگر بتی جلاتے ہیں اور ان کی قبر پر جو گولک لگی ہوئی ہے اس میں پیسے ڈالتے ہیں اور مزار پر جو شیرینی اکثر لوگ چڑھاتے ہیں اس کو کھا لیتے ہیں۔

ہمارا اور اس کا اس مسئلہ پر اختلاف ہے، میں کہتا ہوں جو شیرینی چڑھاوے کی ہے اس کا کھانا حرام ہے اس لئے آپ نہ کھائیں، وہ کہتے ہیں، ہم تو ان کو زندہ مانتے ہیں یہ مردہ نہیں ہیں، میں کہتا ہوں کہ قرآن میں ہے کہ سوائے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور سب مردہ ہیں، وہ کہتے ہیں کہ قرآن میں آیا ہے کہ اولیاء اللہ اور شہید سب زندہ ہیں اور تم

نے قرآن پاک سے اعراض کیا ہے تم کو سخت سزا ملنی چاہئے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ:

۱:... نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور بزرگ ولی اپنی قبر میں زندہ ہے یا نہیں؟

۲:... ایک صاحب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی زندہ نہیں کہتے، وہ بھی انتقال کر گئے: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ (۲۷۴).

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

۱:... زندگی تو اوروں کے لئے بھی ثابت ہے مگر سب کی زندگی یکساں نہیں، بڑا فرق ہے، نبی کے بعد ان کی بیوی سے نکاح جائز نہیں نیز نبی کی میراث تقسیم نہیں ہوتی اولیاء اللہ اور شہداء کا یہ حال نہیں (۲۷۵)۔

---

(۲۷۴): (سورة آل عمران: ۱۸۵)

(۲۷۵): **فی تفسير المظهری: فذهب جماعة من العلماء الى أن هذه الحياة مختص بالشهداء والحق عندی عدم اختصاصها بهم بل حياة الأنبياء أقوىٰ منهم وأشد ظهوراً آثارها فی حتی لايجوز النكاح بأزواج النبی صلی اللّٰه تعالی عليه وسلم بعد وفاته بخلاف الشهيد، والصديقون أيضاً على درجة من الشهدا اهـ.** (تفسير المظهری، سورة البقرة، الآية: ١٥٤، ج: ١، ص: ١٧٠، ط، دار احياء التراث العربی بيروت لبنان)

وفی تفسير القرطبی: يروی رجلاً من المنافقين قال حين تزوج رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی عليه وسلم أم سلمة بعد أبی سلمةؓ، حفصة بعد خنيس بن حذافة: ما بال محمد يتزوج نسائنا! فواللّٰه لو قد مات لأجلنا السهام على نسائه، فنزلت الآية فی هذا، فحرم اللّٰه نكاح أزواجه من بعده، وجعل لهن حكم الأمهات. وهذا من خصائصه تمييزاً لشرفه وتنبيهاً على مرتبته صلی اللّٰه تعالی عليه وسلم. قال الشافعی رحمه اللّٰه [تعالی]: وأزواجه صلی اللّٰه تعالی عليه وسلم اللاتی مات عنهن لايحل لأحد نكاحهن، ومن استحل ذلك كان كافرا، لقوله تعالیٰ: ﴿وما كان لكم أن

۲:...ایک قسم کی وفات جو کہ شان اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناسب واقع ہوئی ہے: ﴿اِنَّکَ مَیِّتٌ وَاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ﴾ (۲۷۶)الایۃ اس کے باوجود حیات نہایت اعلیٰ قسم کی حاصل ہے، ''آب حیات'' اور ''شفاء السقام'' وغیرہ میں تفصیل مذکور ہے(۲۷۷)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاویٰ محمودیہ، ج:۱،ص:۵۴۴تا۵۴۶)



تؤذوا رسول اللّٰه ولا أن تنكحوا أزواجه من بعده أبداً﴾. (الجامع لأحكام القرآن، سورة الاحزاب، الآية:٥٤، ج: ١٧، ص: ٢١٠، ط، مؤسسة الرسالة بيروت لبنان)

وفي الأوجز: قلت: أو لأنهم أحياء في قبورهم، فالأموال باق على ملكهم.
(اوجز المسالك الى موطا مالك، كتاب الكلام، باب ماجاء في تركة النبي صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم، الحكمة في عدم توريث الأنبياء، ج: ١٧، ص: ٥٤٢، ط، دار القلم دمشق)

(۲۷۶): (سورة الزمر: ٣٠)

(۲۷۷): في المهند على المفند: عندنا وعند مشائخنا حضرة الرسالة صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم حي في قبره الشريف و حيٰوته صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم دنيوية من غير تكليف وهي مختصة به صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم وبجميع الأنبياء صلوات اللّٰه عليهم والشهداء لا برزخية كما هي حاصلة لسائر المؤمنين بل لجميع الناس كما نص عليه العلامة السيوطي في رسالته انباء الاذكياء بحيٰوة الانبياء حيث قال قال الشيخ تقي الدين السبكي "حيٰوة الانبياء والشهداء في القبر كحيٰوتهم في الدنيا ويشهد له صلوة موسىٰ عليه السلام في قبره فان الصلٰوة تستدعي جسداً حياً" الى اخر ما قال "فثبت بهذا ان حيٰوته دنيوية برزخية لكونها في عالم البرزخ".
(المهند على المفند، ص: ٣٦، ٣٧،ط، قديمي كتب خانه كراچى/ شفاء السقام في زيارة خير الأنام صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم، الباب التاسع في حياة الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، ص: ٣٩٠تا ٤٠٩، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

ردقادیانیت کا بیان

قومی اسمبلی کا تاریخ فیصلہ

سفارشات اور آئین میں ترمیم کا بل

تحریر ـــــــــ مولانا سمیع الحق، مدیر ماہنامہ الحق

الحق اپنی نویں منزل کے اختتام پر یعنی ستمبر میں قادیانی مسائل کے آئینی حل کی شکل میں دنیا بھر کے مسلمانوں کے ساتھ فتح وشادمانی اور قرب ووصالِ حق کی ایک ایسی نعمت سے سرشار ہوا جس کا شکریہ کسی بھی ناتواں مخلوق کے بس میں نہیں اور نہ ہی اس نعمت کی حلاوت ومسرت کبھی زائل ہوسکتی ہے، ان شاء اللہ العزیز اس راہ میں ''الحق'' کی ناچیز کوشش بھی رائیگان نہیں گئی ہوں گی۔ دسویں سال کے آغاز میں اس نعمت کے شکریہ کے طور پر ہم آقائے نامدار رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں تاج وتختِ ختمِ نبوت اور ناموسِ ختم المرسلین کے آئینی تحفظ کی تقریب میں ایک حقیر سا نذرانہ عقیدت پیش کررہے ہیں اور وہ قادیانی مسئلہ مشاہیر علم وفضل اور زعماء ملک وملت کے جذبات وتاثرات کا حسین گلدستہ ہے، اور امید پر کہ کیا عجب ان گلہائے عقیدت کو پیش کرنے والے اور اس کے مرتبین ادارہ الحق اور تمام قارئین الحق کے لیے قیامت کے دن شافع محشر کی شفاعت وخوشنودی کا ذریعہ بن جائے اور یہی بضاعۃ مزجاۃ بارگاہ ایزدی سے پروانہ نجات نصیب ہونے کا وسیلہ بن جائے کہ یہی امید ہی زادِراہ اور سرمایہ آخرت ہے، بہرحال ''الحق'' کا یہ خصوصی حصہ بارگاہِ ختم المرسلین میں اس التجاء کے ساتھ پیش ہے کہ

''وجئنا ببضاعة مزجاة فاوف لنا الكيل وتصدق علينا ان الله يحب المتصدقين''.

خراجِ عقیدت کے اس بابرکت ہدیہ میں کوئی بخل کیے بغیر ہم نے بلالحاظِ مشرب

ومسلک ملک وملت اور علم وفضل سے تعلق رکھنے والے مختلف مکاتبِ فکر کے زعماء، علماء، اور اہل قلم اور اربابِ فکر کو اظہارِ خیال کی دعوت دی، نہ حزب اقتدار اور اختلاف میں تفریق کی نہ اپنوں اور غیروں میں کہ ہر ایک رحمتِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت کریمانہ کا امیدوار اور طلبگار رہے، اور تقریباً سب نے ہی مسئلہ ختم نبوت میں حتی المقدور حصہ لیا، ہمیں خوشی ہے اور ہم خلوصِ دل سے ان تمام حضرات کے شکر گزار ہیں جنہوں نے گوناگواں مشاغل اور عوارض کے باوجود ہمیں اپنے احساسات اور تجاویز سے نوازا۔

قادیانی اقلیت کے آئینی فیصلہ پر اس مضمون میں صرف جذبات مسرت نہیں بلکہ اندیشے بھی ہیں، ذمہ داریوں کا احساس بھی دلایا، خطرات کی نشاندہی بھی کی گئی ہے، اور اس پہلو پر بھی مختلف حضرات نے سیر حاصل روشنی ڈالی ہے کہ آئینی فتح کے بعد ہم اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش نہیں ہوئے بلکہ اس مسئلے کے ذیلی تقاضے اور بڑھ گئے ہیں جو فوری طور پر حل طلب ہیں، اس ضمن میں حکومت کی ذمہ داریوں مسلمانوں، علماء بالخصوص مجلس عمل کے غور وفکر کیلئے اتنے مسائل کی نشاندہی ہوگئی ہے جس پر مزید کچھ اضافہ کیے بغیر ہم ملت مسلمہ کے تمام طبقات حکومت، عوام اور دنیا بھر کے مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ان نکات پر فوری غور وفکر کر کے انہیں عمل شکل دینے کیلئے کوئی لائحہ عمل تجویز کریں ورنہ کہیں خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ اس فتح مبین سے حاصل ہونے والے شاندار نتائج ہماری غفلتوں کی وجہ سے شکست سے زیادہ خطرناک صورت سے نہ بدل جائیں۔

سمیع الحق۔ ستمبر ۱۹۷۴ء/۱۳۹۴ھ۔

۞ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہ ماننے والا یا نبوت کا دعویٰ کرنے والے یا مدعی نبوت کو نبی یا مصلح ماننے والا مسلمان نہیں۔

۞ قادیانیوں کے دونوں گروپوں (لاہوری وقادیانی) کو آئندہ انتخابی فہرستوں یا رجسٹریشن فارم میں غیر مسلم لکھا جائے گا۔

۞ کوئی شخص ختم نبوت کے عقیدے کے خلاف پرچار نہیں کر سکے گا، خلاف ورزی

قابلِ تعزیر جرم ہوگی۔



۷ ستمبر ۱۹۷۴ء ہماری تاریخ کا نہایت تابناک اور تاریخی دن تھا جب اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں نے اس دن اپنے اپنے الگ الگ اجلاسوں میں آئین میں ترمیم کا ایک تاریخی بل اتفاق رائے سے منظور کرلیا جس کے تحت پاکستان میں قادیانیوں کے دونوں گروپوں (لاہوری اور قادیانی) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیدیا گیا ہے، آئین کی دفعات (۱۰۶) اور (۲۶۰) میں ترمیم کر کے یہ قرار دیا گیا ہے کہ ایسا کوئی شخص جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر ایمان نہ رکھتا ہو یا خود کو کسی بھی صورت میں نبی یا مصلح ہونے کا دعویٰ کرتا ہو یا ایسے کسی بھی کاذب کو نبی مانتا ہو تو وہ مسلمان نہیں ہوگا، نیز یہ بھی قرار دیا گیا کہ قادیانی اور لاہوری احمدی فرقے کے تمام ارکان کو آئینی قانونی طور پر پاکستان میں بسنے والے دیگر غیر مسلموں کی مانند سمجھا جائے گا اور عیسائیوں ہندوؤں، سکھوں بدھوں، پارسیوں اور شیڈول کاسٹس کی طرح ان کے لیے بھی اسمبلیوں میں اضافی نشستیں ہوا کریں گی۔

آئین میں یہ ترمیم قومی اسمبلی کے پورے ایوان پر مشتمل کمیٹی کی سفارشات کو قبول کرتے ہوئے کی گئی، یہ سفارشات قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے ایک متفقہ قرار داد کی صورت میں منظور کیں، ان کے تحت امتِ مسلمہ کے نظریہ ختمِ نبوت کو جو آئینی تحفظ دیا گیا ہے اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو سزا بھی دی جاسکے گی۔ قانون سازی کے ذریعے تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ الف کے بعد ۲۹۵ ب کا اضافہ کیا جائے گا، جس کے تحت حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے عقیدے کے منافی کسی بھی قسم کا پرچار قابل تعزیر جرم ہوگا، سفارشات کے تحت آئندہ انتخابی فہرستوں میں قادیانیوں کا اندراج بھی غیر مسلموں کے زمرے میں ہوا کرے گا۔

آئین پاکستان کی متعلقہ دفعات میں ترمیم کی صورت:

قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا جو فیصلہ کیا ہے اس کی روشنی میں آئینِ پاکستان کی متعلقہ دفعات کی ترمیم کے بعد یہ صورت ہوگی:

آرٹیکل ۲۶۰:..... جو شخص خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی انداز میں نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی نبوت یا مذہبی مصلح پر ایمان لاتا ہے وہ ازروئے آئین وقانون مسلمان نہیں ہے۔

آرٹیکل ۱۰۶ کلاز ۳:..... آرٹیکل ۱۰۶ کی کلاز ۳ میں مذکور طبقوں کے لفظ کے بعد قادیانی یا لاہوری گروپ کے اشخاص جو خود کو ''احمدی'' کہلاتے ہیں، کے جملے کا اضافہ کردیا گیا ہے۔

اضافہ کے بعد کلاز ۳ کی صورت یہ ہوگی:..... صوبائی اسمبلیوں میں بلوچستان، پنجاب، شمال مغربی سرحدی صوبہ اور سندھ کی کلاز نمبر ا میں دی گئی نشستوں کے علاوہ ان اسمبلیوں میں عیسائیوں، ہندوؤں، سکھوں، بدھوں، پارسیوں اور قادیانیوں یا شیڈول کاسٹس کے لیے اضافی نشستیں ہوں گی۔

آئین میں دوسری ترمیم کے بل کا متن:..... یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج اغراض کے لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے لہٰذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

مختصر عنوان اور آغاز نفاذ:..... (ا) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ ۱۹۷۴ء کہلائے گا، (۲) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

آئین کی دفعہ ۱۰۶ میں ترمیم:..... اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا، دفعہ ۱۰۶ کی شق ۳ میں لفظ ''اشخاص'' کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کیے جائیں گے۔

آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم:..... آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق ۲ کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی:۔

(۳): جو شخص حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کہ آخری نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مُدعی کو نبی یا دینی مُصلح تسلیم کرتا ہے، وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔

بیان واغراض:..... جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے کہ اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ ہر وہ شخص جو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مُدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے اُسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔

(عبدالحفیظ پیرزادہ وزیر انچارج)

تاریخی قرارداد کا متن:

قومی اسمبلی کے پورے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی نے متفقہ طور پر جو قرارداد طے کی ہے اور جس کی سفارشات کو قومی اسمبلی نے منظور کیا ہے وہ یہ ہے:

❁ قومی اسمبلی کے کُل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی متفقہ طور پر طے کرتی ہے کہ حسبِ ذیل سفارشات قومی اسمبلی کو غور اور منظوری کے لیے بھیجی جائیں۔

❁ کُل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی اپنی راہنما کمیٹی اور ذیل کمیٹی کی مدد سے اس کے سامنے پیش یا قومی اسمبلی کی طرف سے اس کو بھیجی گئی قراردادوں پر غور کرنے اور دستاویزات کا مطالعہ کرنے اور گواہوں بشمول سربراہان انجمن احمدیہ ربوہ وانجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کی شہادتوں اور جرح پر غور کرنے کے بعد متفقہ طور پر قومی اسمبلی کو حسب ذیل سفارشات پیش کرتی ہے:۔

(الف) یہ کہ پاکستان کے آئین میں حسبِ ذیل ترمیم کی جائے:

(اول) دفعہ ۱۰۶ (۳) میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کا ذکر کیا جائے۔

(دوم) دفعہ ۱۰۶ میں ایک نئی شق کے ذریعے غیر مسلم کی تعریف درج کی جائے۔

مذکورہ بالا سفارشات کے نفاذ کے لیے خصوصی کمیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ مسودہ قانون منسلک ہے۔

(ب) یہ کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ الف میں مندرجہ ذیل تشریح درج کی جائے۔

تشریح: کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ ۲۶۰ کی شق ۲ کی تشریحات کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے یا عمل یا تبلیغ کرے وہ دفعہ ہذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔

(ج) یہ کہ متعلقہ قوانین مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۷۳ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد ۱۹۷۴ء نتیجہ قانونی اور ضابطہ کی ترمیمات کی جائیں۔

(د) کہ پاکستان کے تمام شہروں خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں، کی جان و مال، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا۔

(۱) عبدالحفیظ پیرزادہ۔ (۲) مولانا مفتی محمودؒ۔

(۳) مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی۔ (۴) پروفیسر غفور احمد۔

(۵) غلام فاروق۔ (۶) چوہدری ظہور الٰہی۔

(۷) سردار مولا بخش سومرو۔



قادیانیوں کے بارہ میں صدراتی آرڈیننس ۱۹۸۴ء مجریہ کا مکمل متن

۱۹۷۴ء میں آئین میں ترمیم کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے تقریباً دس (۱۰) سال بعد جنرل ضیاء الحق مرحوم نے شوریٰ میں شامل مولانا سمیع الحق صاحب اور دیگر شرکاءِ مجلس کی کوششوں سے صدراتی آرڈی ننس کے ذریعے قانون سازی کی ذیل میں اس آرڈی ننس کا مکمل متن پیش کیا جاتا ہے۔ (مرتب)



قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کو اسلام دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہونے سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کرنے کے لیے آرڈی ننس چونکہ یہ ضروری ہے کہ قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کو اسلام دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہونے سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کی جائے۔ اور چونکہ صدر اس بات سے مطمئن ہیں کہ ایسے حالات موجود ہیں جن کے تحت فوری کاروائی کرنا ضروری ہے، اس لیے اب ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے فرمان کے تحت اور اس سلسلے میں تمام اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے صدر مندرجہ ذیل آرڈیننس کا اجراء کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتے ہیں:

حصہ ابتدائیہ

مختصر عنوان اور آغاز

(۱) اس آرڈیننس کو قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں (ممانعت اور سزا) کا آرڈیننس ۱۹۸۴ء کہا جائے گا۔

(۲) یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

(۳) آرڈیننس کو عدالتوں کے احکامات اور فیصلوں پر فوقیت ہوگی، اس آرڈیننس کی دفعات کسی بھی عدالت کے حکم یا فیصلے کے باوجود مؤثر ہوں گی۔

حصہ دوم (۱۱) تعزیراتِ پاکستان (۱۸۶۰ء کا قانون) میں ترمیم

تعزیراتِ پاکستان میں دفعہ ۲۹۸ ب اور ۲۹۸ ج کا اضافہ: تعزیرات پاکستان کے پندرہویں باب میں دفعہ ۲۹۸ الف کے بعد درج ذیل نئی دفعات شامل کی گئی ہیں:۔

۲۹۸ ب: مقدس شخصیتوں اور مقامات کے لیے مخصوص اصطلاحات کا غلط استعمال۔

(۱) قادیانی گروپ یالاہوری (جو اپنے آپ کو احمدی یا کوئی نام دیتے ہیں) کا کوئی شخص جو زبانی یا تحریری الفاظ یا ظاہری واضح طریقے کے ذریعے (الف) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو''امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، صحابی یا رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' کہتا ہے یا اس نام سے مخاطب کرتا ہے۔ (ب) حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے علاوہ کسی دوسری عورت کو''ام المؤمنین'' کے نام مخاطب کرتا ہے یا کہتا ہے۔ (ج) حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے''اہلبیت'' کے علاوہ کسی اور شخص کو اہلبیت کہتا ہے یا مخاطب کرتا ہے، یا (د) اپنی عبادت گاہ کو''مسجد'' کا نام دیتا ہے۔

اُسے تین سال قید کی سزا دی جائے گی اور جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

(۲) قادیانی گروپ یالاہوری گروپ (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں یا کوئی بھی دوسرا نام دیتے ہیں) کا کوئی شخص لفظوں کے ذریعہ بول کر یا لکھ کر اپنے عقیدے میں اختیار کیے گئے عبادت کی خاطر بلانے کے طریقہ کار کو اذان کہے گا یا مسلمانوں کی طرح اذان دے گا تو اسے تین سال تک قید کی سزا دی جائے گی اور جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

۲۹۸/سی: قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو یا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا تشہیر کرتا ہو: قادیانی گروپ یالاہوری گروپ (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں یا کوئی بھی دوسرا نام دیتے ہیں) کا کوئی شخص جو اپنے آپ کو براہ راست یا بالواسطہ طور پر مسلمان ظاہر کرے گا یا بولے گا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا تشہیر کرے گا یا لفظوں کے ذریعہ بول کر یا لکھ کر یا کسی بھی دوسرے نمایاں طریقے سے دوسروں کو اپنا عقیدہ قبول کرنے کی دعوت

دے گا جس سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہو تو اسے تین سال تک قید کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

(۳) آرڈی ننس کے ذریعے مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۹۹۔ الف میں بھی ترمیم کی گئی ہے جس کے ذریعے صوبائی حکومتوں کو کسی ایسے اخبار، کتاب یا دیگر دستاویز کو ضبط کرنے کا اختیار دیا گیا ہے جو مجموعۂ تعزیراتِ پاکستان میں شامل کردہ نئی دفعات کی خلاف ورزی میں چھاپی گئی ہو، آرڈی ننس کے ذریعے مغربی پاکستان پریس اور پبلی کیشنز، آرڈی ننس ۱۹۶۳ء کی دفعہ ۲۴ میں ترمیم کے ذریعے صوبائی حکومت کو اختیار مل جائے گا کہ وہ مجموعہ تعزیراتِ پاکستان میں شامل کردہ نئی دفعات کی خلاف ورزی کرنے والی کسی کتاب یا دستاویز کی طباعت یا اشاعت کے لیے استعمال ہونے والے پریس کو بند کردے، اُس اخبار کے ڈیکلریشن کو منسوخ کردے، جو ان دفعات کی خلاف ورزی کرے اور کسی ایسی کتاب یا دستاویز کو ضبط کرلے جس میں ایسا مواد شامل ہو جس کی طباعت یا اشاعت مذکورہ دفعات کی رُو سے ممنوع قرار دی گئی ہے۔



قادیانی مسئلہ میں مسلمانوں کی فتح مبین

علماء کرام کی جدوجہد اور مسلمانوں کے پُر زور مطالبہ سے مجبور ہو کر جب حکومت نے قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اظہار مسرت کرتے ہوئے ۱۲ ستمبر ۱۹۷۴ء کو خطبہ جمعۃ المبارک میں طویل اور مفصل خطاب فرمایا تھا، جسے اب قادیانیت کی مناسبت سے فتاوی میں شامل کیا جارہا ہے۔ (مرتب)

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم . اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم. قال اللّٰہ تبارک وتعالی: انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون.

میرے محترم بھائیو! اللہ جل جلالہٗ کا پاکستان اور ساری دنیا کے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان ہے اور ایک فتح عظیم اللہ نے مسلمانوں کو دی ہے۔ ہمارے جسم کا ایک ایک رواں بھی اگر بسجود ہو کر اُس احسان اور نعمت کا جو اللہ نے ہم پر فرمائی ہے شکر ادا کرنا چاہے تو ادا نہیں کر سکے گا۔

قصرِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت:

بھائیو! ہم اور آپ اپنی جان، اپنے مال، اپنے بچوں کا انتظام کرتے ہیں، ہر شخص اپنی حیثیت اور طاقت کے مطابق ایک گھر بناتا ہے، چار دیواری کھینچتا ہے، دروازے لگاتا ہے صرف اس لئے کہ میرا گھر اور بال بچے چوروں، ڈاکوؤں اور دوسرے خطرات سے محفوظ رہیں، اور جب گھر کی ہر طرح حفاظت ہو جائے تو سب کی خوشی کا باعث ہوتا ہے۔ دنیا میں ہر قوم اپنے ملک کی حفاظت کرتی ہے۔ پاکستان ہمارا ملک ہے ہم اس کی سرحدات کی حفاظت کرتے ہیں، ملک میں کسی قسم کی خلفشار برداشت نہیں کرتے، ہر ملک کے حکمران اپنے بجٹ میں اربوں روپے رکھتے ہیں، پولیس داخلی خلفشار کو روکتی ہے، فوج بیرونی حملوں

سے حفاظت کرتی ہے، ملکی سرحدات کی حفاظت کے لئے ہزاروں لاکھوں لوگ قربان ہو جاتے ہیں، اور جب ملک محفوظ ہو جائے تو قوم فتح کی خوشی مناتی ہے۔

تو جیسا کہ اپنی جان و مال، عزت و آبرو، ماں باپ اور اولاد کی حفاظت ہو جانے سے ہمیں خوشی ہوتی ہے روح کو اطمینان ہو جاتا ہے، اسی طرح ایک مسلمان کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و ناموس ان سب چیزوں سے بڑھ کر عزیز ہے۔ تو جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و ناموس، ان کی شانِ رفیع، ان کے بلند مرتبہ ومقام کی حفاظت ایک چور اور ڈاکو سے ہو جائے تو کتنی خوشی ہوگی؟

بیوی بچوں اور ماں باپ کی حفاظت سے زیادہ اس پر خوشی ہوتی ہے، ملک کی حفاظت ہو جائے وہ بھی خوشی کی بات ہے، مگر اس سب سے بڑھ کر مسرت یہ ہے کہ دینِ اسلام محفوظ ہو، اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناموس، عزت و مرتبت کو خداوند تعالیٰ محفوظ فرمادے۔

ختم نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

میرے محترم بزرگو! اللہ جل مجدہٗ نے مسلمانانِ پاکستان اور عالمِ اسلام پر بہت بڑی مہربانی ۷ ستمبر کی تاریخ کو فرمائی۔ اس لیے کہ قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت جو اپنے کو احمدی کہلاتے ہیں، ان کا پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی وہ نقب لگا رہا تھا خاتم النبوۃ کے قلعہ میں اور اس تاجِ عظیم میں دست اندازی کر رہا تھا جو ختم نبوت کی شکل میں اللہ جل مجدہٗ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر پر رکھا تھا۔ "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ"۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات سے اللہ تعالیٰ نے نبوت کو درجہ کمال پر پہنچا دیا ہے۔ اور دیکھئے ہر چیز کی دنیا میں ایک انتہاء ہوتی ہے سوائے خدائے حی وقیوم کے کہ وہ سرمدی، ابدی، ازلی، دائمی ہیں، ان کے علاوہ ہر چیز کی ایک ابتداء ہوتی ہے اور ایک انتہاء ایک آغاز ہوتا ہے اور ایک کمال، انسان ہی کو لیجئے پہلے بچہ ہوتا ہے پھر ترقی کرتے کرتے ۴۰ سال میں کمال کو پہنچتا ہے، پھر زوال پھر ختم ہوتا ہے اور قبر میں جاتا

ہے۔

یہی حالت ہر چیز کی ہے، نبوت کا سلسلہ اللہ جل مجدہٗ نے حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے شروع فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر اسے کمال اور عروج تک پہنچادیا۔ "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا". اس مقام ومرتبہ پر اللہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فائز فرمایا۔

متنبی کذاب اور توہین انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام:

مرزا غلام احمد قادیانی نے ختم نبوت سے انکار کیا اور خود نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا، ایک شخص جب بے حیاء ہوجائے تو اس کے لیے پھر کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی، "اذا لم تستحیی فافعل ما شئت" جیسے دنیاوی چور ہوتے ہیں پہلے چوری چھپے معمولی معمولی چیزیں چراتے ہیں پھر بڑھتے بڑھتے بالکل جری ہوجاتے ہیں، بالکل اسی طرح مرزا قادیانی نے بھی پہلے یہ کہا کہ میں آدم ہوں، نوح ہوں، ابراہیم ہوں، موسیٰ اور عیسیٰ ہوں، پھر یہاں تک کہا کہ محمد رسول اللہ [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم] ہوں بلکہ سب انبیاء سے بھی افضل ہوں۔ ایک اور جگہ اس نے لکھا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعینہٖ میری شکل میں آج آئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلی رات چاند ہیں تو میں چودہویں صدی میں آیا ہوں تو میں بدر (چودہویں کا چاند) ہوں۔ یہ مرزا کی وہ باتیں ہیں جن کا اسمبلی میں بھی مرزا ناصر سے انکار نہیں ہوسکا۔ اس نے اپنے آپ کو بدرِ کامل اور حضور افضل الانبیاء والمرسلین کو پہلی رات کا چاند کہا، اُس نے صرف ایک نبی کی توہین نہیں کی بلکہ سید الکائنات رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھی اور تمام انبیاء کی بھی توہین کی ہے۔

کہتا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلاۃ والسلام کون ہے جو میرے منبر پر قدم بھی رکھ سکے؟

مسلمانوں کی تکفیر:

بھائیوں! یہ ایک کذاب اور بہت بڑا چالاک شخص تھا، اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کا

امتحان کرانا تھا، اور مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک نیا نبی نہ مبعوث ہوگا نہ آسکتا ہے، نہ کوئی ظلی نہ بروزی۔ اور مسلمانوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ نجات وفلاح دنیا کی ہو یا آخرت کی صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی میں ہے، جنت بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع سے ہی ملے گی۔ مگر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ جس نے میری پیروی نہ کی اور مجھے نبی نہ مانا، خواہ اس نے میرا نام بھی نہ سُنا ہو، پہاڑوں اور جنگلوں میں رہتا ہو لیکن مجھ پر ایمان نہ لایا تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر ہے۔ ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رضا اور جنت ہمیں اُس نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ سے دے گا۔ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں بتلائے لیکن مرزا کہتا ہے کہ نہیں جو میں کہوں گا حلال وحرام اس کی بھی پیروی کرنا ہوگی۔

نسخِ جہاد:

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ: "**الجنة تحت ظلال السيوف**"، جنت تلواروں کے سائے میں ہے، جو مسلمان اللہ کی رضا کے لیے، ملک وقوم اور اسلام کی حفاظت کے لیے جہاد کرتا ہے اُسے جنت نصیب ہوگی، وہ انگریز سے، سکھ سے، ہندو سے جہاد کرتا ہے تو اگر اس پر تلوار کا سایہ بھی پڑ گیا تو بلا حساب کتاب کے جنت میں جائے گا، ہمارا یہ عقیدہ بھی ہے کہ "**الجهاد ماض الى يوم القيامة**"، جہاد قیامت تک جاری رہے گا، منسوخ نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ ہر دور میں جب کفر کا مقابلہ آیا ہم جہاد کریں گے، حتیٰ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہارا حاکم بدکردار اور بدعمل ہے اور تم اس سے ناراض بھی ہو مگر جب اس نے جہاد کا نعرہ بلند کیا تو اس کا ساتھ دینا پڑے گا۔

ایوب خان سے کون خوش تھا؟ مگر جب اس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ کر جہاد کا نعرہ بلند کیا تو سب کو معلوم ہے کہ منبر ومحراب سے آواز اُٹھی کہ آگے بڑھو، یہ نہ دیکھا کہ ایوب خان سے لوگ خوش ہیں یا نہیں! یحییٰ خان شرابی زانی ہے یا نہیں؟ جو بھی ہے مگر اب وقت ہے جہاد کا، تو

جہاد کی اتنی اہمیت ہے، جہاد قیامت تک رہے گا، حقیقت یہ ہے کہ جس قوم سے جہاد اٹھ گیا تو وہ قوم بے عزت ہو کر رہ گئی، اصل زندگی جہاد ہی میں ہے، ارشاد ربانی ہے: " وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ".

انگریز کی اطاعت:

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ اب جہاد حرام ہے، قطعی حرام ہے، اور جس مسلمان کے دل میں انگریز کی مخالفت کا خیال گذرے تو وہ بھی جہنمی ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنی امت کو جو پانچ بنیادی اصول اپنی دعوت کے بتلائے اور وہ مرزائی مذہب کی پنج بناء ہے، جیسا کہ ہم مسلمانوں کے پانچ اصول کلمۂ شہادت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج ہیں۔ تو مرزا قادیانی کے بنیادی اسباق میں یہ ہے کہ برطانیہ اور حکومت انگلشیہ کی وفاداری اور اطاعت وتابعداری کرنا ہوگی۔ اور ہم نے یہ بھی اسمبلی مرزا ناصر احمد سے تسلیم کروالیا کہ یہ تو تمہارے مذہب کی پنج بناء ہے، ایک وقت آئے گا کہ یہ سب مباحث قوم کے سامنے بھی آجائیں گے۔ ان شاء اللہ

جہاد کو مرزا نے بالکل حرام کہا، عراق جب انگریزوں نے فتح کیا تو ان لوگوں نے قادیان میں چراغاں کیا، لوگوں نے کہا کہ مسلمان تو رو رہے ہیں کہ انگریز نے ایک اسلامی ملک پر قبضہ کرلیا اور تم چراغاں کر کے خوشیاں منا رہے ہو؟ کہا ہاں ٹھیک ہے، اس لیے کہ یہ انگریز تو ہماری تلوار ہے اور یہ تلوار جہاں جہاں پہنچے گی وہاں مرزائیوں کی فوج بھی جائے گی، چنانچہ فرنگی نے عراق کا پہلا گورنر ایک قادیانی کو مقرر کیا، ترکوں سے لڑائی میں انگریزوں کو فتح ہوئی تو مرزائیوں نے انہیں مبارک باد دی کہ شکر ہے کہ خدا نے انگریز کو کامیاب کیا۔

ملک اور قوم سے غداری:

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ ان لوگوں کا کردار کیا ہے اور عزائم اور محرکات کیا ہیں؟ پاکستان بننے کے بعد پہلے تو ان کا یہ ارادہ تھا کہ کشمیر کو قادیانی ریاست بنا دیا جائے، مگر جب مسلمان سمجھ گئے تو انہوں نے جیلیں بھر دیں اور ان کے عزائم ناکام بنا دیئے۔ اس کے بعد

مرزا البشیر الدین نے اپنے لوگوں کو تلقین کی کہ بلوچستان کا رقبہ بہت وسیع ہے مگر مسلمانوں کی مردم شماری کم ہے اس لیے قلتِ تعداد کی بناء پر اس کو قادیانی ریاست بنانا بہت آسان ہے، اگر چہ وہ غیر آباد رقبہ ہے مگر جب اپنا ایک الگ صوبہ ہوگا تو ایک حیثیت ہوگی۔ یہ بات بھی اسمبلی کی بحث میں مرزا ناصر سے منوائی گئی، انکار کیسے ہوسکتا تھا کہ تحریرات، حوالے، کتابیں موجود تھیں، یہ بھی ثابت کرادیا کہ تقسیم ہند کے وقت تحصیل گورداسپور جہاں قادیاں ہے، انہوں نے خود یہ درخواست دی ۲۸ برس پیشتر کہ ہم ایک الگ فرقہ ہیں۔ اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو کہا کہ ہمیں بھی دیگر اقلیتوں عیسائیوں وغیرہ کی طرح الگ نشستیں مقرر کرادی جائیں، اگر اُس وقت یہ درخواست نہ دی ہوتی تو یہ مسلمانوں میں شمار ہوجاتے اور شاید یہ علاقہ پاکستان کے ہاتھ میں ہوتا اور کشمیر بھی نہ نکلتا، یہ تقسیم آخر میں پاکستان کے ساتھ غداری تھی، تو گویا ۲۸ سال پہلے ان کی درخواست تھی وائسرائے ہندو کے نام، وہ ۷ ستمبر کو اسمبلی کے ذریعے منظور ہوئی۔

اسمبلی میں اتمام حجت:

یہ بھی یاد رہے کہ اسمبلی یا پاکستان نے انہیں کافر نہیں بنایا وہ خود تقریباً ۹۰ سال سے تمام مسلمانوں کو کافر اور پکے کافر کہہ رہے ہیں کہ پکے کافر ہیں کچے بھی نہیں۔

جب اسمبلی میں مرزا ناصر سے یہ پوچھا گیا کہ مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہو؟ تو نظر نیچی کر کے کہا کہ ہاں مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ تو ہم نے مرزا غلام احمد اور مرزا البشیر الدین کی ایسی عبارتیں پیش کیں کہ وہ تو کافر کہتے ہیں۔ کہا کافر ہیں مگر کچی قسم کے کافر ہیں، معمولی قسم کے کافر ہیں۔ تو ہم نے کہا اچھا وہ تو اسی عبارت میں کہتا ہے کہ کافر ہیں اور پکے کافر ہیں، تو اب پکے کافر کچے کیسے ہوگئے؟ والد اور دادا تو ہم سب کو کافر کہتا ہے، سمجھتا ہے، تم کیسے مسلمان کہہ سکتے ہو؟ تو خاموش، پھر ہم نے دوسرا نکتہ یہ اٹھایا کہ اچھا مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھتے ہو یا نہیں؟ اور جب مسلمانوں کے قائد اعظم وفات پاگئے اور ان کے تو مرزائیوں اور ظفر اللہ پر بڑے احسانات تھے کہ ظفر اللہ کو وزیر خارجہ مقرر کیا، اور یہ جو پھلے ہیں تو مسلمانوں

ہی کے ہاتھوں پھیلے ہیں کہ وزارت خارجہ کے ذریعہ سفارت خانے قادیانیوں سے بھر دیئے گئے، جتنا بھی خرچ ہوتا رہا اس کی کوئی پوچھ گچھ نہ تھی، یہ کتنا بڑا احسان تھا قائد اعظم کا، جب ان کا انتقال ہوا تو ظفر اللہ نے اتنے بڑے محسن پر بھی جنازہ نہ پڑھی، کیونکہ ان کا جنازہ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پڑھایا اور شاید قائد اعظم کی وصیت بھی تھی کہ میرا جنازہ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ پڑھائیں گے۔ الغرض ان کی اقتداء میں نماز جنازہ نہ پڑھنا اگر عذر تھا تو ہمارے وکیل نے کہا کہ اچھا اس ملک میں تو قائدِ اعظم کی غائبانہ جنازہ بھی پڑھی گئی، وکیل نے کہا کہ میں ان دنوں لندن میں تھا وہاں بھی مسلمانوں کے اکثر فرقے جمع ہوئے اور قائدِ اعظم کی نماز جنازہ پڑھی گئی تو کیا کسی غائبانہ نمازِ جنازہ میں بھی کوئی قادیانی شریک ہوا تھا؟ کہا مجھے نہیں معلوم، وکیل نے کہا کہ ہر جگہ تو مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نہیں تھے؟ بلکہ وجہ خود ظفر اللہ نے بیان کردی تھی کہ میں اپنے آپ کو کافر حکومت کا مسلمان ملازم سمجھتا ہوں یا مسلمان حکومت کا کافر ملازم، یعنی ملازم پر یہ ضروری نہیں کہ جنازے بھی پڑھے۔

انگریز کی مدح سرائیاں:

الغرض مرزائیوں کو غیر مسلم سمجھنے کے ہزاروں شواہد اور دلائل ہمارے پاس موجود ہیں اور ان کی کتابیں ایسی تحریروں سے بھری پڑی ہیں۔ مرزا قادیانی نے انگریز کی مدح سرائی میں کہا کہ میں نے پچاس الماریاں اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تلقین پر لکھی ہیں۔ انگریز لیفٹیننٹ گورنر کو مرزا نے لکھا کہ میں تو انگریز کا خود ساختہ پودا ہوں، اب اس خود ساختہ پودے کی آبیاری بھی تم کرو گے، اور مجھ پر اور میری جماعت پر خصوصی عنایت بھی کرنا ہوگی، ملکہ وکٹوریہ کی مدح میں مستقل کتاب لکھی، تحفہ قیصریہ کے نام اُسے منسوب کیا۔

الغرض انسان حیران رہ جاتا ہے مرزا کی خوشامد اور جی حضوری کو دیکھ کر ہم تو اسمبلی میں دو چار مولوی ہیں، انگریزی خوان طبقہ بھی جو اسمبلی کے ارکان کا تھا وہ بھی انگریز کی اتنی حمد وستائش سُن کر حیران رہ گیا اور کہا کہ نبی تو کجا ایسا شخص تو کوئی شریف انسان بھی نہیں

کہلاسکتا، نبی ہونا تو بڑی بات ہے، اتنی چاپلوسی کا تصور تو ہم انگریزی خوانوں سے بھی نہیں ہوسکتا۔ ملکہ وکٹوریہ کو دام اقبالہا کہنا، اور یہ کہ تیرا یہ تختِ اقبال ہمیشہ باقی رہے، تو ظل اللہ ہے اور وہ مسلمان ملعون ہے، بدقسمت ہے جو تیری حکومت کے خلاف خیال کو بھی دل میں جگہ دے تو اتنی چاپلوسی تو کوئی بھنگی بھی نہیں کرسکتا، پھر ایک کافر حکومت کی، انگریز کی۔

اور یہ حقیقت ہے کہ جب انگریز نے ہندوستان میں آکر قدم جمایا تو اس وقت انگریز کے خلاف شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر اکابر نے جہاد کا فتویٰ دیا، جہاد کی تحریک اٹھی، سینکڑوں مسلمان پھانسی ہوئے اور جہاد کا نعرہ بلند ہوا کہ مسلمانوں کو غلام رکھنے کا علاج سوائے اس کے نہیں کہ ان کے دلوں سے جہاد کا جذبہ نکال دیا جائے، اور اس کے لیے ایک فرضی نبی کھڑا کردیا جائے اور وہ جہاد کو حرام قرار دے۔ یہی تو وہ خود کاشتہ پودا ہوتا تھا جس کا اقرار مرزا نے اپنی تحریروں میں کیا تھا، اس نے یہ بھی لکھا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں بھی میرے والد نے پچاس سوار گھوڑوں سمیت انگریز کو پیش کیے۔

بہرحال مرزائی ہم مسلمانوں کو ۹۰ سال سے کافر کہتے آرہے تھے اور جب یہی چیز اسمبلی میں پیش ہوئی تو اپنی مطلب برآری کے لیے اس کا انکار کرنے لگے، تو جب وہ عبارتیں پیش ہوئیں کہ تم نے تو مرزا کو نہ ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج، کافر اور پکا کافر کہا ہے۔ تو کہا کافر تو ہیں مگر ملت میں داخل ہیں اور ملت کے تین دائرے ہیں، ایک اسلام، ایک اسلام سے نیچے اور ایک تیسرا درجہ ہے۔ رانا حنیف صاحب مرکزی وزیر ہیں، اسمبلی سے باہر ملے، بیمار پڑے ہوئے تھے میں نے کہا وزیر صاحب! کیا حال ہے؟ ہنس کر کہا مولانا! ابھی تک تو تیسرے دائرے میں پھر رہا ہوں، پتہ نہیں اس سے بھی کب نکالتے ہیں۔

معاشرتی تعلقات سے ممانعت:

مرزا ناصر سے کہا گیا کہ مسلمانوں کے معصوم بچوں پر جنازہ کا کیا حکم ہے؟ آپ کے بڑوں نے تو کہا تھا کہ بالکل ناجائز ہے اور جس طرح تم ہندو، سکھ، عیسائی بچوں پر جنازہ نہیں پڑھ سکتے، اسی طرح غیر مرزائی مسلمان بچوں کا حکم ہے اس لیے کہ کافر کا بچہ کافر کا تابع ہے،

مسلمان کافر تو اس کا بچہ کافر ہی ہوگا۔

نکاح کے بارہ میں کہا کہ کیا کوئی مسلمان عورت فرنگی یا ہندو یا سکھ سے نکاح کرسکتی ہے؟ اگر نہیں تو کسی مرزائی عورت کا بھی مسلمان مرد سے نکاح جائز نہیں البتہ مرزائی مسلمانوں کی لڑکیاں اپنے عقد میں لے سکتے ہیں جیسے کہ اہل کتاب کی۔ یہ تھا نکاح کے بارے میں ان کا عقیدہ۔

الغرض بھائیو! اسمبلی میں (قادیانیوں پر) جرح کے لیے سینکڑوں سوالات داخل کیے گئے جن میں سے چند کا انتخاب ہوا اور جرح و بحث کا محور زیادہ تر دو چار اصولی باتیں رہیں۔ الحمدللہ پاکستان کے آئین میں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا ذکر پہلے بھی موجود تھا، صدر اور وزیر اعظم کے حلف کی عبارت میں تو ختمِ نبوت کا جھگڑا طے شدہ تھا کہ مسلمان صرف وہی ہوگا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی مانتا ہو، یہاں کمیٹی کی بحث میں یہ طے کرانا تھا کہ کیا مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا یا نہیں؟ اور کیا اس کے پیروکار اس کو نبی مانتے ہیں یا نہیں؟ اور کیا ان کے نزدیک ان کے نہ ماننے والے غیر مرزائی مسلمان ہیں یا کافر؟ تو ربوہ والوں نے اور لاہوری مرزائیوں نے بھی یہ سب چیزیں مانی ہیں اور اقرار کیا کہ وہ الگ اُمت اور گروہ ہیں۔

لاہوری فرقہ کی منافقت:

اور لاہوریوں کا ربوہ والوں سے جھگڑا تو محض خلاف اور گدی نشینی کا تھا لیکن وہ بھی منافقت سے کام لیتے ہوئے مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لیے مسلمانوں کو مسلمان کہنے لگے، جرح کے دوران لاہوریوں نے بھی اقرار کیا کہ تم لوگ حقیقی مسلمان تو نہیں ہو البتہ مجازی مسلمان ہو۔ اور جب مرزائیوں سے اس دورنگی کردار کے بارے میں پوچھا گیا کہ مسلمانوں کو کافر بھی سمجھتے ہو اور ان کے لیے مسلمان کا نام بھی استعمال کرتے ہو؟ تو جواب دیا کہ حقیقی مسلمان تو نہیں ہو، البتہ دنیا میں ایک قوم مسلمان کے نام سے معروف ہے اس لیے ہم بھی عرفاً تمہیں مسلمان کہتے ہیں۔ یہود وہ قوم تھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام

پر ایمان لائی مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر ان کا انکار کرنے کے بعد کافر ہو گئے مگر معروف ابھی تک یہودی نام سے ہیں، عیسائی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرنے سے کافر ہو گئے عیسائی نہ رہے مگر کہلاتے اب بھی عیسائی ہیں، اور جس طرح عبداللہ نامی شخص اللہ کی سرکشی اور نافرمانی کے باوجود عبداللہ کہلاتا ہے، حقیقی نہیں صرف نام کی شہرت کی وجہ سے، اسی طرح ہم نے بھی کہیں کہیں مسلمانوں کو مسلمان کہا ہوگا۔

لاہوری مرزائیوں نے حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **"سینزل نبی اللّٰہ عیسیٰ بن مریم"** کے ضمن میں اعتراف کیا کہ مرزا نبی تھا۔ الغرض جب نوے سال سے وہ خود ہمیں کافر کہتے رہے، سمجھتے رہے اور اپنے آپ کو الگ اُمت اور گروہ، مگر اب انہیں اپنے نہ ماننے والے "ان کافروں" میں شرکت پر اصرار محض مفاد حاصل کرنے اور در پردہ مارِ آستین بنے رہنے کے لیے ہے۔ اس برصغیر میں ہندو مسلم، سکھ، عیسائی تھے مگر ہندو زیادہ تھے اور مسلمان کم تو اقلیت کو نقصان ہوتا ہے۔

اسلام کے نام پر اسلام دشمنی:

اب مرزائیوں نے یہ چاہا کہ شامل تو مسلمانوں میں رہیں اور اسی نام سے اختیارات اور حقوق پر قابض ہوں اور کاروائی ان کے ساتھ غیر مسلموں جیسی ہو۔ حالانکہ کسی بھی مسلمان کی غیرت یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ وہ ہندو، سکھ یا عیسائی اکثریت میں محسوب رہے، اور یہ مرزائی طبقہ اتنا بے غیرت ہے کہ ہم مسلمان تو ان کے نزدیک ہندو اور سکھ سے بھی بڑھ کر کافر، مگر ان "کافروں" میں شرکت پر ان کی ہمیشہ اصرار رہا، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسا ہو جانے سے مفادات پر ضرب پڑے گی اور سازشیں نہیں کر سکیں گے۔

تقسیم ہند کے وقت تحصیل گورداسپور صرف ان کی وجہ سے بھارت میں شامل ہوئی کہ انہوں نے مردم شماری میں اپنے آپ کو ایک الگ قوم کی حیثیت سے پیش کرنا چاہا، اُس وقت اپنے آپ کو غیر مسلموں میں شمار کر کے مسلم آبادی کی تعداد کم کرادی گئی۔ یہ بات بھی

اسمبلی میں ثابت کردی گئی اور یہی چیز کشمیر کے ہاتھ سے جانے کا بھی پیش خیمہ بنی۔

اسرائیل سے تعلقات:

اسرائیل سارے عالم کا دشمن ہے، سارے مسلمانوں کے تعلقات اس سے نہیں، مگر مرزائی ہیں کہ ان کے مشن وہاں قائم ہیں، یہ مسلمانوں میں گھل مل کر اور ان کے اعتماد اور بھروسہ سے غلط فائدہ اٹھا کر سارے راز ایسے مشنوں کے ذریعہ دشمنوں تک پہنچا دیتے ہیں۔ تو یہ لوگ مذہبی طور پر تو تھے ہی دشمنِ اسلام مگر سیاسی طور پر بھی پاکستان اور عالمِ اسلام کی جڑیں کاٹتے رہے، یہ تو اللہ نے فضل کیا کہ ربوہ اسٹیشن کا سانحہ ظاہر ہوگیا ورنہ اسی سال یا بہت جلد ان کے ہاتھوں ملک انقلاب اور خانہ جنگی کا نشانہ بن سکتا تھا، خداوند تعالیٰ کو اس ملک کی، اس حکومت کی، اس قوم کی مدد کرنی تھی، ورنہ یہ پاکستان کی سیاست پر، افواج پر، پاکستان کی اقتصادیات اور کلیدی عہدوں پر قابض ہوتے چلے جا رہے تھے۔

اسمبلی کا متفقہ فیصلہ:

اور مذہبی طور پر تو پہلے ہی روز سے تھے ہی غیر مسلم اور کافر، مگر قومی اسمبلی نے بھی متفقہ طور پر آئین میں ان کی اس حیثیت کو شامل کرلیا، اسمبلی میں انگریزی خوانوں کی اکثریت تھی، تو یہ صرف علماء کا فیصلہ نہیں، نئی دنیا تو منبر و محراب سے اتنی متاثر نہیں ہوتی جتنی کہ پارلیمنٹوں اور اسمبلیوں سے، اور الحمد للہ کہ وہاں اسمبلی میں تمام ارکان نے، ہر پارٹی کے ارکان نے، سب نے سو فیصد متفق ہو کر فیصلہ دیدیا، سب ارکان مسئلہ کی گہرائیوں اور حقیقت کو سمجھ گئے۔ وہاں طالب علموں کی طرح بحث و مباحثوں کا دور دورہ رہا، تو یقین و بصیرت کے ساتھ اور بڑی مسرتوں کے ساتھ سب کے سب ارکان نے آئین میں یہ ترمیمیں کرلیں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جس شخص نے جس نوع سے بھی اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور جو اس پر ایمان لایا، اسے مذہبی مصلح سمجھا وہ غیر مسلم ہوگا، اور مرزائی قادیانی، لاہوری جو خود کو احمدی کہلاتے ہیں غیر مسلم اقلیت ہیں۔ اب قیامت تک اس ملک میں ان

شاء اللہ کوئی بھی نبوت کا جھوٹا دعویٰ نہیں کر سکے گا۔ اور جہاں تک اقلیتوں کے تحفظ کا مسئلہ ہے تو ہمارے ہاں ہندو، سکھ، عیسائی سب ہیں مگر مسلمان ان سب کا تحفظ کرتے ہیں، قوانین موجود ہیں، اسلام کی تعلیمات ہیں، ہم ان (مرزائیوں) کا بھی تحفظ کریں گے۔ مسلمان دیہات میں ہندو، سکھ، عیسائی سے بھی سودا سلف خریدتے ہیں مگر وہ انہیں غیر مسلم جانتے ہیں، یہ خطرہ نہیں مذہبی طور پر دھوکہ ہو سکے اور مارِ آستین بن جائیں، مگر اب ساری دنیا پر قادیانیوں کی حقیقت آشکارا ہو جانے کے بعد یہ خطرہ کم ہو گا کہ یہ سانپ ڈس لے گا۔ تو یہ پروردگار کا بڑے سے بڑا کرم اور انعام ہے کہ قوم کا، ملک کا، دین کا تحفظ ہو گیا۔ ہمارے دیگر مطالبات بھی اصولاً وزیر اعظم نے مان لیے ہیں۔ اب کلیدی عہدوں پر ان کو فائز رکھنا اپنے آپ سے یہ دشمنی کرنا ہے۔ اب ہمارے سارے راز فاش کرنے اور ہر طرح دشمنی کرنے سے یہ لوگ کوئی دریغ نہیں کریں گے، نہ بھٹو سے نہ قوم سے بھلائی کریں گے، اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ انہیں جلد از جلد کلیدی عہدوں سے ہٹا دیا جائے، پاکستان کے اندر ربوہ کے نام سے قائم قادیانی ریاست ختم کر دی جائے، اسے مفتوح کر لیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد:

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے دین کی حفاظت فرمائی، نشتر میڈیکل کالج ملتان کے مسلمان طالب علم بلاوجہ مرزائیوں کے ظلم و تشدد کا نشانہ بنے، ساری قوم اٹھی، ملازم، تجار، علماء، عوام، طلباء سب نے جرأتِ ایمانی کا ثبوت دیا، ابتدائی تین دن تک تحریک کی مرکزی قیادت نہ تھی تو کچھ گڑ بڑ ہوئی، پھر مجلسِ عمل کی تشکیل ہوئی اور ساری جماعتیں اس میں شامل ہو گئیں، سب نے حلف اٹھایا کہ اس مسئلہ میں سیاست بازی نہ ہو گی، سب حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق اور اسلام کی خاطر اس تحریک کو چلائیں گے۔ بہت بڑے دو چار افسروں نے مجھے لاہور میں ایک میٹنگ کے بعد کہا کہ کیا کرنا ہے، ہم صرف ۷ ستمبر تک منتظر رہیں گے، میں نے پوچھا پھر کیا کرو گے؟ کہا پھر آپ سب کو اور ساری دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ اسلام آباد کے تمام ملازموں نے ایمان

وعزیمت کے عجیب مظاہرے کیے، اللہ تعالیٰ نے ساری قوم کو متفق کر دیا، مجلس عمل نے تدبر سے کام لیکر مسلمانوں کی قیادت سنبھالی، پھر اسمبلی میں حزبِ اختلاف کے علماء اور جماعتوں نے مجلسِ عمل کی راہنمائی میں کام کیا۔ پھر پوری قومی اسمبلی، کیا حزبِ اقتدار اور کیا حزبِ اختلاف اس جہاد میں شریک ہوگئی اور اس کو فتح نصیب ہوئی، اور اتنی آسانی اور اللہ کے کرم سے فتح ہوئی کہ ہم سے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حق ادا نہ ہوسکا۔ مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں ہزاروں صحابہؓ نے جان کی قربانی دی، ۲۸ ہزار کافر اور مرتد تہ تیغ کیے گئے اور یہ تو محض اللہ کا فضل وکرم ہے کہ یہاں مسیلمہ پنجاب کے مقابلہ میں صرف چند شہید ہوئے ساری قوم کو ذرا سی محنت کرنی پڑی اور فتح عظیم حاصل ہوگئی۔ اگر اس راہ میں پوری مسلمان قوم شہید ہوجاتی اور ناموسِ ختمِ نبوت محفوظ ہوجاتی تو پھر بھی بہت بڑی فتح ہوجاتی۔

اب ماشاء اللہ، اللہ تعالیٰ اس ملک اور قوم کو اس مسئلہ کی بدولت اپنے فضل وکرم سے مالا مال کردے گا، اس مسئلہ کا کریڈٹ پوری مسلم قوم اور اور ساری اسمبلی کو پہنچتا ہے، ہم علماء کا تو کام ہی یہی ہے، موضوع ہی توحید ورسالت ہے۔ مگر بحث وتحقیق کے سلسلہ میں ہر رکن قومی اسمبلی تعاون کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لینے کی کوشش کرتا رہا کہ کوئی شُبہ نہ رہے، الحمد للہ آج پاکستانیوں سمیت پوری مسلم اُمہ خوشی منا رہی ہے، پون صدی کے اکابر کی قربانیاں رنگ لائیں، ہر جگہ خوشی میں مٹھائی تقسیم ہو رہی ہے ایک دُوسرے کو مبارک باد دی جارہی ہے، آج نمازِ جمعہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دو رکعت شکرانہ کی پڑھی جائیں۔

البتہ ابھی غافل نہیں ہونا چاہئے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ سنجیدگی سے ان پر نظر رکھنی ہوگی، کیونکہ قادیانی انتہائی منظم ہیں، ان کی شکست پر امریکہ، برطانیہ اور صیہونی طاقتیں ہیں۔ اگر یہ لوگ ذمی بن کر پُر امن ہوکر رہتے ہیں تو ان کی حیثیت دوسری ہوگی، اور اگر متحارب بنیں، ذمہ وعہد کا پاس نہ کریں، مسلمانوں اور عالمِ اسلام کے خلاف کام کریں تو پھر مسلمانوں کو بھی مناسب طرزِ عمل اختیار کرنا پڑے گا، ان کا سیاسی احتساب کرنا ہوگا۔ اب اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے غلاموں میں شامل رکھے اور شعائر اسلام اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ کی عظمت وشوکت قیامت تک بلند ہوتی رہے۔ آمین۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.



مسلمانوں کی فتحِ مبین

صدرِ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کے قادیانیوں کے بارہ میں جاری کردہ صدراتی آرڈیننس پر مولانا سمیع الحق صاحب مہتمم دار العلوم حقانیہ کا طویل اور پُر مغز تبصرہ ماہنامہ الحق سے پیشِ خدمت ہے۔ [مرتب]

  

قادیانیوں کے بارہ میں صدرِ مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کی جانب سے جاری کردہ تازہ آرڈیننس کے ذریعہ مسیلمہ پنجاب، متنبی کذاب مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں (قادیانی اور لاہوری گروپوں) کو ہر طرح کی خلافِ اسلام سرگرمیوں سے روک دیا گیا ہے۔ اور تعزیرات پاکستان میں ایک نئی دفعہ ۲۹۸ ب شامل کردی گئی ہے جس کی رُو سے قادیانی اسلام اور مسلمانوں کی خصوص اصطلاحات استعمال نہیں کرسکیں گے، نہ اذان دے سکیں گے، نہ اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کہہ سکیں گے، نہ اپنے آپ کو بالواسطہ مسلمان ظاہر کرسکیں گے اور نہ ہی اپنے مذہب کو اسلام کا نام دے کر اس کی تبلیغ وتشہیر کرسکیں گے، نہ کسی ایسی حرکت کے مجاز ہوں گے جس سے مسلمانوں کے احساسات وجذبات مجروح ہوں۔

یہ فیصلہ (آرڈیننس) کتنا اہم نہایت ضروری، معقول اور قابل تحسین وتبریک ہے؟ اور کتنی گہرائی اور دُور رس نتائج کا حامل ہے؟ اس کا اندازہ وہ لوگ کرسکیں گے جن کی نظر مرزائیت کی تاریخ، پس منظر، محرمات وعزائم اور ملتِ مسلمہ کے خلاف اس جماعت کی ریشہ دوانیوں، گھناؤنی سازشوں اور اسلام دشمنی کے منظّم اور مربوط وہمہ گیر منصوبوں پر ہے۔ مسلمانوں کے جن حساس، عاقبت اندیش اور اسلامی درد سے سرشار قائدین اور زعماء کو اللہ

تعالیٰ نے مرزائیت کے بارہ میں دل بینا اور دولتِ شرحِ صدر سے نوازا تھا انہوں نے اس صدی کے آغاز ہی سے علمی، فکری، سیاسی اور عوامی ہر محاذ پر اور پورے شد ومد سے اس کے سیاسی، مذہبی اور معاشرتی خطرات سے مسلمانوں کو اور برصغیر کی حکومتوں کو آگاہ کرنا اپنا اولین فریضہ سمجھا۔ وہ نازک اور پُر خطر حالات میں بھی علم جہاد لہراتے رہے، انہیں للکارتے رہے اور مسلمانوں کو اس مارِ آستین سے بچنے کے لیے جھنجھوڑتے رہے۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ، پیر صاحب گولڑہ شریفؒ، مفکرِ اسلام علامہ محمد اقبالؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کی پوری جماعت مولانا ظفر علی خانؒ، شورش کاشمیریؒ، علامہ یوسف بنوریؒ اور ایسے ہزاروں علماء مفکرین، زعماء اور مصنفین، مناظر، صحافی اور مبلغ تھے جن کی زندگی کا اہم ترین مشن ان غدارانِ خاتم النبیین اور سارقین تاج وتختِ ختمِ نبوت کا محاسبہ اور تعاقب رہا، جنہوں نے خواجہ یثرب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناموسِ ختمِ نبوت کی حفاظت کی جدوجہد میں اپنی زندگیاں تج دیں، اور کتنے سعادتمند تھے جو اس راہ میں کٹ مر کر خلعتِ شہادت سے سرفراز ہوئے اور شفاعت آقائے دو جہاں اور خوشنودیٔ نبی اولین و آخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ابدی سعادت سے مالا مال ہوئے۔

ان تمام قربانیوں کے نتیجے میں اور ملت مسلمہ کے مومنانہ جہاد و جدوجہد اور اتحاد کے ثمرہ میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء میں عوامی دباؤ سے مجبور و بے بس ہو کر اس وقت کی بے دین حکومت نے گھٹنے ٹیک دیئے اور دستور میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، یہ قادیانیت کے خلاف مسلمانوں کی اولین فتح تھی۔ مگر اُس وقت کی حکومت علماء اور مسلمانوں کے مسلسل مطالبہ کے باوجود اس دستور کے عملی تقاضوں کو یکسر نظر انداز کرتی رہی اور قادیانیوں کے بارہ میں کسی قسم کی قانون سازی سے گریز ہوتا رہا، یہاں تک کہ موجودہ حکومت کا دور آیا مگر بات وہاں ہی رہی، مسلمانوں کی یہ دستوری فتح عملی تقاضوں کی تکمیل نہ ہو سکنے کی وجہ سے کاغذی اور رسمی فتح رہی، نتیجتاً دشمن اپنی پوشیدہ اور اعلانیہ، داخلی اور خارجی سرگرمیوں میں منہمک رہا۔

ادھر مسلمانوں میں اضطراب اور بے چینی کی لہریں اُٹھ اُٹھ کر دبتی رہیں، لاوا پکتا رہا، آگ اندر ہی اندر سُلگتی رہی، دبی ہوئی چنگاریاں بھڑکنے ہی والی تھیں کہ خداوند قدوس نے مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کی کُل جماعتی مجلسِ عمل کے بروقت احساس اور خالص دینی و مذہبی غیر سیاسی تحریک کے نتیجہ میں موجودہ حکومت اور اس کے سربراہ جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کو توفیق دی کہ وہ اس شجرہ خبیثہ پر اس آرڈیننس کی شکل میں کاری ضرب لگادیں اور نفاق کے لبادہ میں ملبوس کفر و ارتداد کے اس بے لگام گھوڑے کو لگام لگ جائے۔

یہ فیصلہ ایک ایسا جرأت مندانہ اور مؤمنانہ فیصلہ ہے جس سے ہمارے اکابر کی پچھلی ایک صدی کی قربانیاں ٹھکانے لگ گئی ہیں اور جہد و عمل کا ایک طویل سفر منزل آشنا ہو گیا ہے۔ عالمِ اسلام کو صرف اور صرف ذہنی انتشار اور فکری اضطراب میں مبتلا کر دینے والے دشمنانِ اسلام منافقین قادیان کا پردۂ نفاق چاک کر دیا گیا، اور گویا ایک صدی سے مسلمانوں کے لیے سوہانِ روح بنا ہوا مسئلہ کافی حد تک حل ہو گیا ہے۔ بلاشبہ یہ ایک ایسا روح پرور اور ایمان افزا فیصلہ ہے جس کے نور سے ساری کائنات منور اور جس کی خوشبو سے فضائے بسیط معطر ہے، ملاء اعلیٰ میں بہار آگئی ہے اور عالمِ علیین میں علامہ کشمیریؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، علامہ اقبالؒ اور حضرت بنوریؒ کی آسودگیوں میں اضافہ ہو گیا ہے اور دوسری طرف کفر تھرا گیا ہے، نفاق کی مسجدِ ضرار زمین بوس ہو گئی اور دجالی قصر نبوت کے کنگرے پیوندِ خاک ہو گئے ہیں، باطل لرز اٹھا ہے اور جعلی نبوت کے ظلمت کدوں کی تاریکی اور بڑھ گئی ہے، شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام لیوا اور شفاعتِ کبریٰ کے امیدوار اسے حرارتِ ایمانی اور حمیتِ ناموسِ رسالت کی ترجمانی کرنے والا فیصلہ قرار دیتے ہیں، ایک ایسا فیصلہ جسے ملت اسلامیہ کی تاریخ میں ہمیشہ جلی اور سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

اس عظیم خوشی میں بدقسمتی سے اگر شریک نہیں ہیں تو چند ایسے طالع آزما سیاستدان

ہیں جو بغض معاویہؓ میں اس حد تک مبتلا ہیں کہ جب تک وہ لیلائے مقصود حکومت واقتدار سے ہمکنار نہ ہوں نہ اُن کی آنکھیں کُھل سکیں گی نہ دلوں پر پڑے ہوئے دبیز پردے ہٹ سکیں گے، ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں کہ جن کے قلب وذہن میں ایمان اور مذہب کی کوئی کرن پڑتی ہی نہیں کہ وہ لبرل ازم، لادینیت اور سیکولرازم کی ظلمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں، اور کچھ وہ جو نام نہاد مغربی جمہوریت کے عشق ومحبت میں ہر دوسرا مسئلہ ثانوی اور ضمنی خیال کرتے ہیں خواہ وہ نفاذِ اسلام کا ہو یا تحفظِ ختمِ نبوت کا یا قوم کی فکری، اخلاقی تطہیر اور معاشی استحکام اور معاشرتی امن وسکون کا، انہیں اگر کوئی سروکار ہے تو جمہوریت اور الیکشنوں سے، خواہ اس کے نتیجے میں پوری قوم نئے سرے سے فکری انتشار، باہمی افتراق واختلاف، خانہ جنگی، اباحیت اور طوائف الملو کی کا شکار کیوں نہ ہو جائے۔ اس لحاظ سے اس فیصلہ کا یہ پہلو خاص طور سے مسلمانوں کو دعوتِ فکر دے رہا ہے کہ سیاست وجمہوریت کے علمبردار اکثر لیڈر بالخصوص وہ جو سیکولرازم کے داعی یا ان کے اتحادی ہیں وہ نہ صرف اس فیصلہ پر مُہر بہ لب رہے بلکہ بعض اخباری نمائندوں کی چھیڑ چھاڑ سے ان کے دلوں میں قادیانیوں کے لیے نرم گوشے سامنے آ گئے اور کچھ نے تو بدقسمتی سے اس فیصلہ کو بلاوجہ بدگمانیوں کا نشانہ بنایا، اسے معمولی، بے اثر اور بے وقعت بنانے کی کوشش کی، اس میں مین میخ نکال کر قادیانیوں کو خوش کرنے کی سعی بھی کی۔ بلاشبہ بغض معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اندھے ہو جانے کی یہ عبرتناک مثالیں ہیں۔ خطرہ ہے کہ اس ردِعمل اور طرزِ عمل کے نتیجہ میں قادیانی فرقہ اب اپنے آپ کو ایسے سیاسی عناصر کی گود میں ڈالے گا اور لادینی سیاسی عناصر اور طالع آزما سیاستدانوں کا اتحاد آگے چل کر مرزائیوں کی سیاسی پناہ گاہ اور حصار بن سکے گا۔

بہر حال اب اس انقلابی اقدام کے کچھ لازمی اور منطقی تقاضے ہیں جو حکومتِ وقت نے فوری طور پر پورے کرنے ہیں، جبکہ بدقسمتی سے اس کا اندازِ کار عام طور پر وقت کو ٹالنا اور مسائل کو ٹرخاتے رہنا ہے کہ گاڑی کسی نہ کسی طرح چلتی رہے اور کوئی ناراض نہ ہو، جس

پالیسی کی وجہ سے اسلامی نظام کی گاڑی ایک ایسی بند گلی میں پھنس کر رہ گئی ہے کہ نہ آگے بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے، چاروں پہیئے چل تو رہے ہیں مگر سفر کٹھن اور منزل دُور ہوتی جارہی ہے، لیکن مرزائیوں کے بارہ میں یہ آرڈی ننس جاری کر کے اس نے ایک زہریلے سانپ کو مارا نہیں بلکہ صرف زخمی کیا ہے اور جب یہ سانپ بلبلا اٹھا ہے تو وہ کوئی بھی لمحہ ملتِ مسلمہ اور پاکستان کو ڈسنے کا ضائع نہیں کرے گا۔ وہ کوئی معمولی دشمن نہیں بلکہ وہ عالمی سامراجیت کا خود کاشتہ پودا اور صیہونیت اور برطانیہ کے بعد اب امریکی سامراج کا پروردہ ہے، وہ عالم اسلام کے تیقظ اور جہاد کے خلاف سامراجیوں کا خفیہ ہتھیار ہے، وہ اسرائیل کا گماشتہ ہے (جس کی پوری سیاسی سرگرمیاں اور محرکات اور منصوبوں کی تفصیلات ہماری شائع کردہ کتاب ''قادیان سے اسرائیل تک'' میں پڑھی جاسکتی ہے) اور وہ ابتداء ہی سے اپنے درپردہ منصوبوں میں مثالی بیدار مغزی، نظم وضبط، ہمہ گیر اور گہرے طریقِ کار کا ثبوت دے رہا ہے۔ پاکستان تو تقسیمِ پنجاب اور پھر سقوطِ مشرقی پاکستان اور عالمِ عرب قیام اسرائیل کی شکل میں اس کا خمیازہ بھگت چکا ہے۔ عوامی ہمدردیاں حاصل کرنا، سیاسی لابیوں سے اپنے مفادات کا حصول، ملکی نظام کے لیے رجالِ کار کی تیاری اور کلیدی مناصب پر کنٹرول حاصل کرنا عالمی رائے عامہ کو گمراہ کرنے کے لیے اس کے مخصوص سامراجی ہتھکنڈے ہیں، وہ ہوشیاری سے ایسا ہاتھ مارتا ہے کہ پوری قوم سیاسی اور معاشی سطح پر تلملا اٹھتی ہے مگر عیار ومکار دشمن پھر بھی نگاہوں سے غائب رہتا ہے۔ اب ایسے دشمن پر موجودہ آرڈیننس کی شکل میں کاری ضرب لگانے کے بعد اگر روایتی تساہل، درگذر، وسیع الظرفی اور رواداری سے کام لیا گیا تو یقیناً نہ تو یہ اس ملک کی بقاء واستحکام کے لیے مفید ہوگا اور نہ اس آرڈیننس کو جاری کرنے والے سربراہ مملکت کے لیے کہ وہ اب ان دونوں پر بھرپور وار کرے گا، اس لیے وقت کا اولین تقاضا ہے کہ فوری طور پر:۔

۱۔ تمام کلیدی بالخصوص فوج کے اہم مناصب سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔

۲۔ ملک کے اندر اس کی تنظیموں، سرگرمیوں، مراکز، دفاتر بالخصوص ہیڈ کوارٹر ربوہ پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔

۳۔ اس کے تمام تحریری دستاویزات اور لٹریچر کی پڑتال کی جائے اور اس آرڈیننس کی زد میں آنے والی ہر مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تحریر کو ضبط کر لیا جائے۔

۴۔ بیرونِ ملک پورے عالمِ اسلام کو اس اقدام کی اہمیت سے آگاہ کیا جائے اور عالمِ اسلام سے ایسے ہی اقدامات اور تقاضوں کی تکمیل کی اپیل کی جائے۔

۵۔ ساری دنیا میں پاکستانی سفارتخانوں اور خارجہ امور سے وابستہ اداروں سے قادیانیوں کی مکمل تطہیر کی جائے۔

۶۔ اپنے سفارتخانوں اور علمی دینی تنظیموں کے ذریعے غیر مسلم دُنیا میں اس فرقہ کی سرگرمیوں اور منصوبوں اور ہر طرح کی نقل وحرکت پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔

۷۔ اس فیصلے کے خلاف بیرونی دنیا کو گمراہ کرنے والے قادیانی اور مغربی پروپیگنڈہ کا مؤثر اور بھرپور جواب دینے کے انتظامات کیے جائیں۔

۸۔ مرزائیوں کی در پردہ نیم فوجی قسم کی تنظیموں اور سیاسی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے۔

۹۔ قومی شناختی کارڈ اور پاسپورٹ میں مذہب کی نشاندہی کے فوری انتظامات کیئے جائیں تاکہ کوئی قادیانی ''مسلمان'' کے روپ میں عالمِ اسلام بالخصوص عالمِ عرب کو ملازمتوں کے سہارے قادیانی ریشہ دوانیوں کا مرکز نہ بنا سکے اور اگر کوئی قادیانی ہے تو قادیانی تشخص کے ساتھ سامنے آتا رہے۔

۱۰۔ آئندہ کے لیے کفر وارتداد کے اس سلسلہ خبیثہ کے تدارک کے لیے لازمی ہے کہ اسلام کی سزائے ارتداد نافذ کی جائے۔

۱۱۔ اس بات کے خود قادیانی لٹریچر سے تحریری شواہد موجود ہیں کہ قادیانی مرکز اسرائیل میں قائم ہے اور اس کے روابط ربوہ سے ہیں۔ قادیانی ''مبلغین'' اسرائیل جاتے

ہیں، اگر براہِ راست نہیں تو یہاں سے برطانیہ، مارشیس، جزائر فجی، نائیجیریا اور دیگر افریقی ریاستوں اور یورپی ممالک کے نام پر اور وہاں سے اسرائیل چلے جاتے ہیں۔ ایسے نام نہاد ''مبلغین'' کے تبلیغی، دعوتی اسفار پر مکمل پابندی لگائی جائے۔ یہ کتنے شرم اور افسوس کی بات ہے کہ ایک اسلامی جمہوری ملک کا زرِ مبادلہ لیکر وہ باہر جا کر اسلام اور نبوتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف بغاوت پھیلائیں اور اسلام دشمن عقائد کا پرچار کر کے بے خبر مسلمانوں کو اپنے دجل وفریب کے دامِ تزویر میں پھنساتے رہیں، اور پاکستانی زرمبادلہ سے وہ نہ صرف پاکستان بلکہ عالمِ عرب کے خلاف اسلام دشمنی کا دھندہ جاری رکھیں۔

۱۲۔ ربوہ کی مرزائی تحریک کی معاشی عمارت سادہ لوح اور خوش عقیدگی کے بندھنوں میں جکڑے ہوئے پیروکاروں کے مالی اور اقتصادی استحصال پر قائم ہے وہ ایسے جال میں پھنسے ہوئے ہیں کہ اپنے خون پسینے کی کمائی لازماً مرزائی پاپائیت کی نذر کرنا پڑتی ہے، بسا اوقات اس استحصالی شکنجہ اور معاشی وسماجی ڈھانچہ سے رہائی ان مجبور و بے بس پیروکاروں کے لیے ناممکن ہوتی ہے وہ مجبوراً اپنی آمدنی کا دسواں حصہ اور بعد از مرگ ساری جائیداد کا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ کے نام منتقل کرتے رہتے ہیں، ایسی بہت بڑی جائیداد مرزائی سربراہ کے نام ہے، اور یہاں کی معاشی افراتفری میں اس معاملے کا بہت بڑا عمل دخل ہے۔ یہ مرزائیوں کے استحصالی ہتھکنڈے ہیں جن پر ازسرِ نو نظر ڈالنے کی ضرورت ہے، اس سے نہ صرف مسلمان مطمئن ہوں گے بلکہ قادیانی استحصال کا شکار قادیانی فرقے کے لوگ بھی نجات پا کر اپنے مذہب اور عقیدہ کے بارہ میں ازسرِ نو آزادانہ فیصلہ کر سکیں گے۔ واللہ یقول الحق وھو یہدی السبیل۔



قادیانیت کے بارے میں قومی اسمبلی کا متفقہ فیصلہ اور اس کے ذیلی تقاضے ایڈیٹر ماہنامہ الحق کا سوالنامہ اور مشاہیر علم وفضل، زُعماء ملک وملت کے جوابات

سوالنامہ:

(۱): آئینی فیصلہ کے بارہ میں آپ کے تاثرات اور خدمات کیا ہیں؟

(۲): کیا اس فیصلہ کے بعد ہماری ذمہ داری ختم ہوگئی ہے؟

(۳): ملک وبیرون ملک قادیانی فتنہ کے سیاسی اور دینی اثرات کیا ہیں؟

(۴): ایسے مہلک اثرات کے تعاقب کا طریقہ کار اور لائحہ عمل کیا ہوسکتا ہے؟

(مولانا) سمیع الحق ایڈیٹر ماہنامہ الحق

الشیخ محمد صالح القزاز سیکرٹری رابطہ عالمِ اسلامی مکہ مکرمہ:

حضرة المكرم الفاضل الشيخ عبدالحق المحترم، بشاور، الباكستان.

السلام عليكم ورحمة الله وبركاتهٗ!

تسلمت رسالتكم الكريمة رقم ۹۲۳۷ وتاريخ ۱۷ ستمبر ۱۹۷۴ء التواعربتم فيها عن ابتهاجكم وابتهاج اخواننا المسلمين بما قررته الجمعية الوطنية بشأن الطائفة القاديانية واعتبارها اقلية غير الاسلامية.

والواقع ان ذٰلک فضل من الله حيث جاء الحق وزهق باطل لان هذه الفئة عاشت فى الارض فساداً ونشرت رعاتيها الضلٰلة زهاً تسعة وتسعين عاما وسيطرت على افكار كثير من المسلمين فى او رباً وافريقيا حيث وقعوا شراک ضلالها.

وانـنـا نحمده الله تعالى على ما اصاب هذه الطائفة الضالة من خزى وقـد افتـضـح امـرهـا ومـا بثته من عوامل الفرقة بين المسلمين في السياسة والـمـجتـمـع على السواء ونرجوا الله الا تقوم لها قائمة بعد الآن وان يتنبه اخـوانـنـا الـمسلمون الى دسائسها ونواياها السيئة ومكايدها التويرها منه المسلمين الحقيقيين. والسلام عليكم ورحمة الله وبركاتهٔ.

الامين العام محمد صالح القزاز. [۱۳/ ۹/ ۹۴ھج]

(ترجمہ): قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بارہ میں قومی اسمبلی کے شاندار فیصلے پر آپ کی اور تمام مسلمانوں کی مُسرتوں کی غمازی کرنے والا گرامی نامہ موصول ہوا۔ درحقیقت یہ اللہ کا فضل وکرم ہے کہ حق غالب ہوا اور باطل مٹ گیا، اس لیے کہ اس فرقہ ضالہ نے زمین میں فساد برپا کر رکھا تھا، اور اس کی گمراہ کن جھوٹی دعوت تقریباً ۹۹ تک پھیلتی رہی جو یورپ اور افریقہ میں بہت سے مسلمانوں کی فکری گمراہی اور کجروی کا ذریعہ بنی، آج ہم اس فرقہ ضالہ کی رُسوائی اور مسلمانوں میں اس کی سیاسی اور اجتماعی اور تفرقہ انگیزیوں اور ریشہ دوانیوں کی قلعی کھل جانے پر اللہ تعالیٰ کی حمد ادا کرتے ہیں اور اللہ سے امید کرتے ہیں کہ اس کے بعد اس فرقہ کے قدم کہیں نہ جم سکیں گے۔ ہمیں توقع ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی ان لوگوں کی سازشوں، خفیہ مذموم منصوبوں اور ان فریب کاریوں پر گہری نظر رکھیں گے جو یہ لوگ سچے اور حقیقی مسلمانوں کے خلاف بروئے کار لاتے رہے ہیں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ [سیکرٹری جنرل عالمِ اسلامی محمد صالح القزاز ۱۳/۹/۹۴ ہج]

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب قائد جمعیت علماء اسلام شیخ الحدیث قاسم العلوم ملتان:

الـحـمـدللّٰـه وحدهٗ والصلوة والسلام على من لانبى بعدهٗ وعلىٰ اٰله وصحبه ومن اعز جنده.

پاکستان کی پارلیمنٹ نے عقیدہ ختمِ نبوت کو دستوری تحفظ دے کر مرزائیوں کو غیر مسلم

اقلیت قرار دیا، یقیناً یہ ایک تاریخی فیصلہ ہے، اس سلسلے میں پوری قوم اور پاکستانی ملت اور جملہ ارکانِ پارلیمنٹ مبارکباد کے مستحق ہیں، مجلس عمل تحفظِ ختم نبوت کے اراکین خصوصیت سے مستحقِ تبریک ہیں جنہوں نے تین ماہ کی طویل جدوجہد میں قید وبند کی صعوبتیں جھیل کر اور حکومت کے ہر تشدد کا نشانہ بن کر اس تحریک کو کامیاب بنایا، بہت سے مقامات پر پولیس نے وحشیانہ لاٹھی چارج کیا اور مساجد میں جوتوں سمیت داخل ہوکر بیگناہ نہتے مسلمانوں پر ناروا ظلم کیا، تھانوں میں فدائیانِ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بعض جگہ ایسی دلخراش حرکتیں روا رکھی گئی ہیں کہ جن کا ذکر بھی کسی شریف انسان کے لیے ممکن نہیں، بعض مقامات پر شہیدوں نے خون کا نذرانہ بھی پیش کیا، بہر حال جن حضرات نے بھی اس سلسلہ میں کوئی خدمت، محنت اور قربانی حُسنِ نیت اور خلوص سے پیش کی ہے میرا عقیدہ ہے کہ اس کی نجاتِ اُخروی کے لیے کافی ہے۔ اس سلسلہ میں بعض سنجیدہ قسم کے لوگوں کے متعلق یہ سنکر سخت تعجب ہوتا ہے کہ وہ مسئلہ ختمِ نبوت کے اس حل کا سہرا صرف اور صرف وزیر اعظم بھٹو کے سر باندھنے کی سعی نامشکور میں مصروف ہیں، مسٹر بھٹو نے عوامی جدوجہد کے سامنے مجبور ہوکر اس فیصلہ کی تصدیق کی ہے، اور ہم جانتے ہیں کہ اسمبلی کے اندر اور باہر انہیں کن مشکلات کا سامنا ہوا، جس کے بعد انہیں، ہتھیار ڈالنے پڑے۔ ہم جب پوری قوم کو مبارکباد دیتے ہیں تو ہم نے کبھی بخل سے کام نہیں لیا بلکہ پوری قوم کو انہیں اور ان کی قوم کو مستثنیٰ کیے بغیر ہدیہ تبریک پیش کیا ہے۔ نہ ہم نے اپنی جماعت کے لیے کریڈٹ لینے کی کوشش کی ہے نہ ہم اس خالص مذہبی مسئلے کو سیاسی فائدہ حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں، ہم تو صرف یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جدوجہد کو قبول فرما کر ہر ایک شریکِ کار کو اس کا ثمرہ دنیا اور آخرت میں عطا فرمائے۔

برصغیر پاک وہند کے لوگوں نے برطانوی سامراج کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لیے آزادی کا مطالبہ کیا، جدوجہد کی، آخر جدوجہد کامیاب ہوئی اور برطانیہ لیبر پارٹی کی گورنمنٹ اور اُس وقت کے وزیر اعظم مسٹر اٹیلے نے بامرِ مجبوری ہمارا مطالبہ تسلیم

کر کے ہمیں آزادی دی۔ تو کیا ہندوستان کی آزادی کے لیے مسٹر اٹیلے اور لیبر پارٹی کی برطانوی گورنمنٹ کے نعرے لگائے جائیں یا مجاہدینِ تحریک آزادی کو زندہ باد کہا جائے؟

تازہ واقعہ ہے کہ الجزائر نے فرانس کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لیے سات لاکھ سے دس لاکھ تک مجاہدین کا خون پیش کیا، آخر کار فرانس کی حکومت کو آزادی کا عوامی مطالبہ تسلیم کر کے الجزائر کو آزاد کرنا پڑا۔ تو کیا اب فرانس اور جنرل ڈیگال مبارک باد کے مستحق ہیں یا الجزائر کے شہداء و مجاہدین؟

انڈونیشی عوام نے سوئیکارنو کی زیرِ قیادت طویل جدوجہد کے بعد ''ڈچ'' قوم سے آزادی حاصل کی، ڈچ قوم نے مطالبہ مانا، اب کون مبارک باد کا مستحق ہے؟ ڈچ قوم یا انڈونیشی عوام؟

بہر حال ختمِ نبوت کی تحریک کے مجاہدین کے خلاف ظلم و تشدد، خونریزی اور بربریت کا جرم جس کے کھاتے میں بھی پڑتا ہے کم از کم تحریک کامیابی کا سہرا ایسے لوگوں کے سروں پر تو نہیں باندھا جا سکتا، پیپلز پارٹی ہی ایک ایسی پارٹی ہے جس کے ارکان نے انفرادی یا اجتماعی طور پر قوم کے اس عظیم مطالبے اور تحریک کا ساتھ نہیں دیا اور الگ تھلگ رہ کر عملاً ثابت کر دیا کہ ان کا اس مطالبہ اور تحریک سے کوئی تعلق نہیں، پھر پیپلز پارٹی یا اس کے چیئرمین ہی کو مدار المہام کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے؟ فیا للعجب؟

الغرض مجموعی طور پر قوم اور اس کے نمائندوں نے ایک تاریخی فیصلہ صادر فرما کر دستوری طور پر مرزائیوں کے دونوں گروپوں کو خارج از اسلام قرار دیدیا اور انہیں پارسی، سکھ، ہندو، عیسائی، بدھسٹ، شیڈول کاسٹ (اچھوت، چوہڑے چماروں) کی صف میں لا کھڑا کیا اور یہ طے کر لیا کہ:

(۱): جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو کسی قسم کی نبوت کسی بھی شکل، کسی خیال کے مطابق ملتی ہے وہ غیر مسلم ہے۔

(۲): جو شخص کسی ایسی نبوت کا اپنے لیے دعویٰ کرتا ہے وہ غیر مسلم ہے۔

(۳): جو ایسے مُدعی نبوت کو نبی مانتا ہے وہ بھی غیر مسلم ہے۔

(۴): جو شخص ایسے مدعی نبوت کو مذہبی مصلح مانتا ہے وہ غیر مسلم ہے، یہ بھی طے ہوا کہ جو مرزائی منافق بن کر خود کو مسلمان کہلائے وہ ختمِ نبوت کے خلاف تبلیغ نہیں کر سکے گا، اگر کرے گا تو سزا کا مستوجب ہوگا جو دو سال قید با مشقت تک ہو سکتی ہے۔

جو مرزائی اپنے کو کافر تسلیم کرے تو وہ دستور کے مطابق اپنے مذہب کی تبلیغ قانون اور امنِ عامہ کے دائرہ میں کرے گا۔ اگرچہ ایسے واضح ہو کر غفلت نہیں برتنی چاہیے۔ ابھی اس مسئلہ سے متعلق بہت سے ذیلی مسائل پیدا ہو رہے ہیں ان کا حل بھی ضروری ہے۔ عنقریب میں اس سلسلے میں حکومت کے نمائندوں سے مل کر ان چند مسائل کے حل کو تلاش کرنے کی بھرپور کوشش کروں گا، اللہ توفیق دے۔ بظاہر ذیلی مسائل یہ ہیں:

(۱): مرزائیوں کے دونوں گروپوں کے اوقاف کو حکومت اپنی تحویل میں لے تاکہ اسلام کی اشاعت کے لیے لوگوں نے جو جائدادیں وقف کی ہیں ان کی آمدنی کسی غیر اسلامی مذہب کی اشاعت پر صرف نہ ہوں۔

(۲): ربوہ میں واقع سفید زمین کو مسلمانوں میں فوراً تقسیم کر کے اسے کھلا شہر قرار دینے کی عملی صورت پیدا کی جائے۔

(۳): مرزائیوں کے لاہوری گروہ نے ایک انجمن بنائی ہے جو کہ انجمن اشاعتِ اسلام کے نام سے موسوم ہے انہیں یہ نام قانوناً تبدیل کرنا ہوگا، اس لیے کہ اب وہ اسلام کی اشاعت کا کام نہیں کر رہی۔

(۴): مرزائی اپنی تبلیغ اسلام کے نام سے نہیں کر سکیں گے، ان پر قانون پابندی عائد کرنی ہوگی، اس لیے کہ ان کا مذہب اب قانوناً اسلام نہیں رہا۔

(۵): اسلام کی مخصوص اصطلاحات جو صرف اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ مختص ہیں ان کے استعمال سے انہیں قانوناً روکنا ہوگا، مثلاً مسجد، امیر المؤمنین، خلیفہ، صحابی، ام المؤمنین وغیرہ وغیرہ۔

یہ اور اس قسم کے دیگر امور ہمارے دستوری فیصلے کے لازمی نتائج ہیں جب تک ان نتائج کو بروئے کار نہیں لایا جاتا دستوری فیصلہ صرف کاغذی فیصلہ کی حیثیت اختیار کر جائے گا۔

حضرت العلامہ مولانا ظفر احمد عثمانی مدظلہ خلیفہ حضرت تھانویؒ، شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ:

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

رمضان کی وجہ سے جواب میں دیر ہوئی، آج ۳۰ رمضان کو جواب دے رہا ہوں۔

(۱): قادیانی مسئلہ کا جو حل وزیرِ اعظم پاکستان اور ان کی کابینہ نے کیا ہے میں نے اس پر وزیرِ اعظم اور ان کی کابینہ کو دلی مبارک باد دی ہے کہ یہ فیصلہ شریعت کے مطابق اور عام اہلِ اسلام کے جذبات کے موافق ہے۔ جزاکم اللّٰہ خیر الجزا.

(۲): قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد حکومت کا فرض ہے کہ ان کو کلیدی عہدوں سے الگ کریں اور افواج پاکستان سے تو بالکل الگ کرے کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مذہب میں جہاد منسوخ ہو گیا ہے اس لیے اس کے ماننے والوں میں جذبۂ جہاد نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ عام مسلمانوں کو ان کے ساتھ اسلامی تعلقات نہ رکھنے چاہئیں، جو قادیانی بنا ہے وہ مرتد ہے جس کو تین دن کی مہلت دے کر (اگر وہ ان تین دنوں میں قادیانیت سے توبہ نہیں کرتا تو) اسے قتل کر دینا حکومت کا فرض ہے، اور جو خود مرتد نہیں ہوا بلکہ مرتد کی اولاد ہے، وہ اگر دوسروں کو مرتد بناتا ہے تو اس کی بھی یہی سزا ہے اور جو مرتد نہ بناتا ہو اس سے اسلامی تعلقات نہ رکھے جائیں۔

(۳): اور جو قادیانی توبہ کرنا چاہے اس کی توبہ قبول کرنے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر مرتد مانے، اسی طرح جو اس کو نبی مانتے ہیں ان کو بھی کافر و مرتد مانے۔

والسلام: ظفر احمد عثمانی ۳۰ رمضان ۱۳۹۴ھ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان، بانی وصدر دار العلوم کراچی:

الحمدللّٰہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، امابعد!

قادیانی مسئلہ کے حل پر مسلمان کے احساسات اور جذبات ایک ہی قسم کے ہیں، عرصہ دارز کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسی سچی مسرت نصیب کی ہے جس پر عالمِ اسلام کا ہر گوشہ مسرور اور شاداں وفرحاں نظر آتا ہے۔ یہ اس طویل جدوجہد کا ایک کامیاب مرحلہ ہے جو مسلمانوں اور علمائے اسلام نے انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں شروع کی تھی، میں اُس قافلے کا ایک ادنیٰ رفیق رہا ہوں جو امام العصر حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ کی قیادت میں فتنہ قادیانیت کے سدِ باب کے لیے روانہ ہوا تھا۔ مجھے وہ وقت اچھی طرح یاد ہے جب استاذِ مکرم حضرت شاہ صاحبؒ اس گمراہی کے اثر ونفوذ سے ہر لمحہ بے چین رہتے تھے اور ان کے دل کو کسی طرح قرار نہیں تھا، انگریز کی حکومت تھی جس کی مکمل سرپرستی قادیانیوں کو حاصل تھی اس لیے مسئلہ اور زیادہ پیچیدہ ہوگیا تھا، اور مسلمانوں کی جدوجہد کو قدم قدم پر حوصلہ شکن حالات کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا، مجھے وہ وقت بھی یاد ہے جب بہاولپور کے مقدمے میں کام کرنے کے لیے حضرت شاہ صاحبؒ نے ہم خدام کو بہاولپور میں جمع کیا، اور جب اس چھوٹے سے مقدمے میں مسلمانوں کو فتح مبین عطاء ہوئی تو اس وقت شکستہ دل مسلمانوں کی مسرت قابلِ دید تھی کیونکہ اس مقدمے میں پہلی بار عدالتی سطح پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔

آج اگر حضرت شاہ صاحبؒ اور ان کے کاروانِ حق کے دوسرے رُفقاء موجود ہوتے تو ان کی مسرت کا کیا عالم ہوتا؟ اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ باطل کو کبھی نہ کبھی سرنگوں ضرور ہی ہونا پڑتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر کام کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے، میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرسکتا کہ یہ وقت میری زندگی ہی میں آگیا اور اُس قافلے کے ایک ادنیٰ خادم کو یہ مسرت اپنی آنکھوں سے دیکھنی نصیب ہوگئی **فللّٰہ الحمد کلہٗ ولہ الشکر کلہٗ۔**

اس مسرت کے ساتھ میں مملکتِ پاکستان کے وجود پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرسکتا کیونکہ اگر یہ ملک نہ بنا ہوتا تو یہ کام انجام نہیں پا سکتا تھا، اللہ تعالیٰ اس ملک کو قائم ودائم رکھے اور اسے دینِ حق کی بیش از بیش خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس کامیابی کے بعد اہم ترین سوال یہ ہے کہ اب مسلمانوں کا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟ جو لوگ اس کامیابی کے نشے میں اس اہم سوال کو پس پشت ڈال دیں گے یا اس کے جواب میں سنجیدگی، ہوشمندی اور اخلاصِ عمل پر کار بند نہیں ہوں گے وہ اس کامیابی کے تمام اثرات پر پانی پھیر دینے کے مرتکب ہوں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ قادیانیت کے سلسلے میں اس کامیابی سے اس مہم کا صرف ایک منفی مرحلہ طے ہوا ہے، اس مرحلے کا مقصد یہ تھا کہ حق وباطل اور اسلام وکفر میں ایک واضح خطِ امتیاز قائم ہو جائے اور دنیا پر یہ واضح ہو جائے کہ اس مذہب کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں، لیکن اس مرحلے کے طے ہو جانے کے بعد اب مثبت کام سارا باقی ہے۔

اور وہ کام سب سے پہلے یہ ہے کہ اللہ کے جو بندے راہِ حق سے بھٹک کر قادیانیت کے دامِ تزویر میں پھنسے ہوئے ہیں انہیں انتہائی حکمت، دردمندی، دل سوزی اور پیغمبرانہ دعوت وتبلیغ کے ذریعے واپس لانے کی کوشش کی جائے۔

قادیانی مذہب کے بہت سے متبعین ایسے ہیں جنہیں یہ مذہب اپنے ماں باپ یا ماحول سے ورثے میں ملا ہے اور انہیں اس کی سنگین گمراہیوں سے آگاہ ہی نہیں ہونے دیا گیا اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اس مذہب کو ایک فرقہ وارانہ مسلک سمجھ کر کسی دنیوی مفاد کی خاطر اس مذہب کے پیرو ہو گئے ہیں، ایسے لوگوں کو ہمدردی، ملاطفت اور مخلصانہ دعوت کے ذریعہ حقیقتِ حال سے آگاہ کرنے اور خدا کا خوف دلانے کی ضرورت ہے، ان کے سامنے اس مذہب اور اس کے بانی کی وہ باتیں نرمی اور خیر خواہی کے ساتھ پیش کرنے کی ضرورت ہے جن سے قادیانیت کی اصلیت واضح ہوتی ہے۔

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اسلام اور اس کے علوم ناواقفیت کے سبب واقعۃً غلط فہمی کا

شکار ہوگئے ہیں انہیں بھی دلائل و براہین اور تبلیغ و دعوت کے ذریعے اس گمراہی سے نکالنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر حکمت، اخلاص اور سچے جذبۂ دعوت کے ساتھ یہ کام کیا گیا تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے اُمید ہے کہ قادیانیوں کی ایک بڑی تعداد مسلمان ہوسکے گی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کسی ایک شخص کو بھی ہماری اس دعوت کے ذریعے راہِ حق سے ہمکنار کردے تو اس سے بڑھ کر ہماری سعادت کوئی نہیں۔

یہ کام یوں تو ہر مسلمان کے کرنے کا ہے، جو شخص جہاں ہے وہ اپنے ماحول میں ایسے لوگوں پر کام کرے لیکن خاص طور سے اہلِ علم حضرات، دینی جماعتوں اور اداروں کو اس غرض کیلئے اپنے اپنے حالات اور وسعت کے مطابق خصوصی طریقِ کار طے کرنا چاہیے۔ قادیانیت کے موضوع پر لٹریچر کی کمی نہیں لیکن ان میں سے مختلف مدارج کے لٹریچر کا انتخاب کرکے اور مزید مختصر رسالے تیار کرکے انہیں منظّم طور سے شائع کرنے اور پھیلانے کی ضرورت ہے، جس مقام پر قادیانی زیادہ تعداد میں آباد ہیں وہاں اس موضوع پر عبور رکھنے والے حضرات تبلیغی وفود کی شکل میں ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اور انہیں راہِ راست پر لانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

دوسری طرف حکومت کے کرنے کا کام یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے اور ان کی وہ باتیں رعائتیں ختم کرے جو ماضی میں انہوں نے ناجائز طور پر حاصل کی تھیں، ملازمتوں میں ان کی آبادی کے تناسب کو ملحوظ رکھے، انہیں بحیثیت مسلمان تبلیغ کرنے سے روکے اور غیر ممالک میں سفارت خانوں کے ذریعے ایسا لٹریچر تقسیم کرائے جو پارلیمنٹ کے حالیہ بل کی تشریحات پر مشتمل ہو تاکہ بیرونی ممالک اس بل کی مضمرات سے آگاہ ہوسکیں، اور قادیانیوں کی طرف سے اپنی نام ونہاد مظلومیت کا جو پروپیگنڈا کیا جارہا ہے اس کا سدِ باب ہوسکے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ ھادی الصواب۔

حضرت العلامہ مولانا شمس الحق صاحب افغانیؒ سابق شیخ التفسیر

دار العلوم دیوبند و جامعہ اسلامیہ بہاولپور:

عزیز القدر الحاج مولانا مولوی سمیع الحق صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آپ کا اخلاص نامہ دربارۂ تاثرات حلِ فیصلہ قادیانی موصول ہوا۔ دور حاضر میں بعض مجبوریوں کی وجہ سے فیصلہ حکومت نے کیا وہ انتہائی مسلمانہ وجرأت مندانہ اقدام ہے جس کی جرأت سابق پاکستانی حکمران نہ کرسکے، اس دور میں اس سے زیادہ ممکن ہی نہیں تھا۔

لا الٰہ الا اللّٰہ ــــ محمد رسول اللہ ــ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین.

(۱): اسلام توحید الٰہی کی صورت میں خدا شناسی کی اصل روح ہے، رسالت محمدی کے ذریعہ اس کی حقیقی تشخیص وتشکیل ہوتی ہے، اس لحاظ سے حقیقی خدا شناسی کے لیے رسالت شناسی اپنی اصلی شکل میں لازمی ہے جو ختمِ نبوت ہے، اگر وصف ختمِ نبوت انکار کی زد میں آجائے تو رسالت کا حقیقی نشہ ختم ہوجاتا ہے۔ کیونکہ توحید، رسالت محمدی، ختم نبوت، یہ اسلام کی ایسی تین بنیادی کڑیاں ہیں جو یقین کے درجے میں ایسے مربوط ہیں کہ ثالث کے انکار سے ثانی اور ثانی کے انکار سے اول کا حقیقی یقین بھی ختم ہوجاتا ہے۔

(۲): **تجویز ولائحہ کار برائے مستقبل:** دنیا میں سب سے بڑی طاقت آواز کی طاقت ہے، فرعون کے تاج وتخت اور جبروت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ختم کیا، قیصر وکسریٰ کی عظیم حکومتیں آوازِ محمدی کے ابلاغ سے پیوندِ زمین ہوگئیں، زار روس کے راج کو لینن کی آواز نے ختم کیا۔ اس اصول کے تحت مرزائی تنظیم اور اس کے اثرات کو صرف آواز ہی ختم کرسکتی ہے، یہ حکومت کے بس کی بات نہیں حکومت نے اپنا حق ادا کردیا، اب آواز یعنی تحریری وتقریری تبلیغ کے ذریعہ ہر مسلمان ہر مرزائی کو اخلاص کے ساتھ تبلیغ کرنے کو اپنے اوپر لازم کرلے، تاجر تاجر سے ملتا ہے، ملازم ملازم سے تصنیفات اور ہزاروں تقریریں نہ

انجام دے سکتیں، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اسلام اور تبلیغِ اسلام کے نام سے ''احمدیت'' کی تبلیغ کا جو کام کیا جاتا تھا وہ بے اثر اور بے بنیاد ہو گیا۔

(۲): اس فیصلہ کی اثر انگیزی اور انقلاب آفرینی کے باوجود علماء کی ذمہ داری کم نہیں ہوئی بلکہ بڑھ گئی ہے مسئلہ کا فیصلہ اگرچہ حکومتی اور انتظامی سطح پر ہو گیا ہے لیکن علمی اور فکری سطح پر بھی اس کی مختتم کرنے کے لیے ختمِ نبوت کے موضوع پر بلند پایہ اور یقین آفرین سنجیدہ اور محققانہ کتابوں اور مضامین کی ضرورت ہے۔ کم سے کم عربی، اردو اور انگریزی زبانوں میں اور بڑی قابلِ قدر اور فاضلانہ کتابوں کی موجودگی میں جو اس وقت تک تصنیف ہوئی ہیں، اب بھی اس کی ضرورت ہے۔

حضرت والد ماجد کی خدمت میں سلام کہیے اور دعا کی درخواست کیجئے۔ [۸/نومبر ۱۹۷۴ء]

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی مہتمم دارالعلوم دیوبند:

دارالعلوم دیوبند تقسیم ملک سے برسہا برس پہلے بالاتفاق علماء برصغیر ختمِ نبوت کے بنیادی اور قطعی اسلامی عقیدہ سے انکار پر قادیانی فرقہ کو مُرتد اور خارج از اسلام قرار دے چکا ہے۔ انگریز کے پیدا کردہ اس جھوٹے نبی اور اس کے ذریعہ مذہبِ حق اسلام کے برخلاف مذہبی رنگ کی اس ذلیل ترین اور خطرناک بین الاقوامی سازش کا آج بحمد اللہ دنیائے اسلام نے طویل مہلت اصلاح دینے کے بعد پردہ چاک کر دیا ہے اور ممالک اسلامیہ کی ۳۲/ اسلامی تنظیموں کے سربراہوں کی کانفرس [منعقدہ اپریل ۱۹۷۳ء جدہ] نے بالاتفاق یہ صحیح ترین اور تاریخی اعلان کیا کہ قادیانی فرقہ غیر مشروط طریقہ پر خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کی ختمِ نبوت کو نہ ماننے اور انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے کی وجہ سے قطعاً مُرتد اور خارج از اسلام ہے۔ عالم اسلام کے اس متفقہ اور تاریخی اعلانِ حق نے اہلِ حق کو نہ صرف قوت بخشی ہے بلکہ قادیانیوں کے مُرتد ہونے کے بارے میں قرآن وحدیث پر مبنی اہلِ حق کے دینی مؤقف کو عظیم مضبوطی عطا کی ہے۔

عالمِ اسلام کے اس متفقہ فیصلے کے بعد پاکستان کے علماء حق اور عامۃ المسلمین مستحقِ مبارک باد ہیں کہ انہوں نے قادیانی فرقہ کے ارتداد کے بارے میں اپنے اور تمام مسلمانانِ عالم کے مؤقف حق کی حکومتی سطح پر تائید وتوثیق حاصل کرنے میں پہل کی ہے۔ توقع ہے کہ دیگر ممالکِ اسلامیہ کے علماء اور عامۃ المسلمین بھی فتنہ قادیانیت کے بالکلیہ انسداد کو اسلامی حمیت کے تحت ہر ممکن تقویت وتائید پہنچانے میں دریغ نہ کر کے عنداللہ ماجور اور عندالمسلمین مشکور ہوں گے۔

اور ہر ایک اپنے پاس والے ملازم کو نرم اور ہمدردانہ طور پر روزانہ جب موقع ملے تبلیغ شروع کرے اور تبلیغ کے لیے متعلقہ کتب اور علماء کرام سے امداد حاصل کرتے رہا کریں اور ان سے رابطہ جاری رکھیں۔ [۸ر شوال ۱۳۹۴ھج]

یادگار سلف اسیر مالٹا وتلمیذِ خاص حضرت شیخ الہند حضرت مولانا میاں عزیر گل صاحب دامت برکاتہم:

برادرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زاد اللہ معالیکم۔

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہٗ، امابعد!

نوازش نامہ باعثِ سرفرازی ہوا، حُسنِ ظن کا شکریہ، اگر چہ میں اس کا مستحق نہیں۔

(۱): مجلسِ عمل نے جو کام کیا قابلِ صد آفرین ہے۔

(۲): کام کی ابتداء ہوئی ختم نہیں ہوا، ایک کام حکومت کا ہے دوسرا رعایا کا، رعایا کا کام تعمیلِ حکم مجلس عمل ہے۔ بندہ کے پاس کوئی خاص تجویز نہیں، میں نے قصداً جواب دینے کی کوشش نہیں کی، مگر جناب کے دوبارہ نوازش نامہ نے مجبور کر دیا، یہ عریضہ اس قابل نہیں کہ مشتہر کیا جائے۔ والد صاحب کو سلامِ مسنونہ عرض ہے۔ [یکم نومبر ۱۹۷۴ء]

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ سربراہ ندوۃ العلماء لکھنؤ:

محبِ گرامی منزلت ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

گرامی نامہ محررہ ۲۴؍اکتوبر کل ۷؍نومبر کو ملا، عرصہ کے بعد آپ کا اسمِ گرامی اور رسالہ کا نام دیکھ کر مسرت ہوئی، آنکھیں ہمسایہ ملک کے دوستوں اور بزرگوں کے خطوط اور تحریروں کو ترس گئی تھیں اور کسی کسی وقت یہ خیال ہوتا تھا کہ شاید اب زندگی میں براہِ راست خط وکتابت نہ ہو سکے گی، نہایت عدم الفرصتی میں یہ دوسطریں رفع انتظار کے لیے لکھوا رہا ہوں۔

(۱): دنیا کے مسلمانوں کو عموماً اور اس تحتی براعظم کے مسلمانوں کو خصوصیت کے ساتھ پاکستان کے اس فیصلہ سے جو مسرت ہوا اس کو بہتر طریقہ پر اس شعر کے ذریعہ ادا کیا جاسکتا ہے جو ایک شاعر نے بیت المقدس کی فتح پر اپنے اس قصیدہ میں کہا تھا جو اس نے صلاح الدین ایوبیؒ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

هذا الذی کانت الایام منتظر
فلیوف للّٰه اقوام بما نذروا

(ترجمہ) یہ وہ مبارک موقع ہے جس کا زمانہ عرصہ دراز سے منتظر تھا، اب لوگ اپنی وہ منتیں پوری کریں جو انہوں نے اس وقت کے لیے مان رکھی تھیں۔

اس ایک فیصلہ نے افہام وتفہیم اور اطمینانِ قلب کی وہ خدمت انجام دی جو علماء کی سینکڑوں بلاشبہ عالم اسلام کا یہ فیصلہ اور اس کی تائید وتوثیق قادیانی فرقہ کی تلبیس کاریوں سے مسلمانانِ عالم کو بچانے کا ایک اہم ترین ذریعہ ثابت ہوگا۔ اس لیے عموماً تمام علماء اور مسلمانانِ ہندو پاک اور خصوصاً علماء دیوبند اسلام کے تحفظ کے اس بین الاقوامی فیصلہ کرنے والوں کو ہم دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں اور دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اس آخری (اور ابدی) دین کو زیادہ سے زیادہ غیبی نصرت وتائید مرحمت فرمائے آمین۔

اکابر اساتذہ دار العلوم دیو بند مولانا فخر الحسن صاحب، مولانا محمد سالم صاحب، مولانا انظر شاہ کشمیری، مولانا محمد شریف حسن، مولانا معراج الحق، مولانا نصیر احمد:

محترم ومکرم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

نامۂ کرم نے مشرف فرمایا، قادیانیت کے مسئلے کے حل کے لیے ماہنامہ مؤقرہ ''الحق'' کی اشاعتِ خاص کی اطلاع سے جہاں قلبی مسرت ہوئی وہیں یہ خبر اس لحاظ سے موجب تأسف بھی بنی کہ مرسلہ سوالات بعجلت جوابات ارسال کرنے کی ہدایت پر مشتمل مکتوبِ گرامی ایسے وقت میں موصول ہوا کہ جبکہ حضرت مکتوب الیہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہٗ جنوبی ہند کے طویل سفر پر تھے، اور واپس ہوئے تو دو تین روز میں اہم مصروفیات سے فارغ ہو کر فوراً ہی عازمِ حج بیت اللہ ہو گئے، سفر کو ہوائی جہاز سے ہوا ہے اس لیے واپسی ۲۰ جنوری تک متوقع بھی ہے، لیکن یہ وقفہ بھی مکتوب گرامی کی روشنی میں زیادہ ہی محسوس ہوا۔ مکتوب گرامی حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی خدمت میں بعد واپسی پیش ضرور کیا جائے گا، لیکن ایماء تعجیل پر نظر کرتے ہوئے مناسب سمجھا گیا کہ یہ مکتوب حضرات اکابر دار العلوم دیو بند کے سامنے پیش کر دیا جائے، مکتوب گرامی کے استفسارات کے بارے میں منجانب اکابر دار العلوم دیو بند مختصر جوابات مرسلِ خدمت ہیں:

صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کے ہاتھوں عیسائیوں کو پیہم ذلت ناک تاریخی شکستوں کے بعد بڑی حد تک عیسائیت کی عالمی زمامِ قیادت بخت ووقت نے انگریزوں کے ہاتھ میں دے دی، اس قیادت کبریٰ کا حق ادا کرنے کے لیے انگریز نے اپنی فطری اور عیارانہ صلاحیتوں کو ملتِ اسلامیہ سے انتقام لینے کے محور پر مرکوز کر دیا، اور قومی شرافت اور انسانی اخلاقیت کی قربانی دے کر اس اعزازِ قیادت کو اس قوم نے کوئی مہنگا سودا نہیں سمجھا۔ چنانچہ طویل فکر وتدبر کے بعد ملتِ اسلامیہ کے برخلاف انگریز نے اپنی انتقامی بساطِ سیاست کو

بین الاقوامی سطح پر دو زہر آلود منصوبوں سے آراستہ کیا۔

(۱): پہلے منصوبہ کا محور مسلمانوں کی اجتماعی شوکت اور سیاسی وحدت کو تاخت وتاراج کرنا تھا جس کا سرچشمہ خلافت اسلامیہ تھی، اس کے لیے ترک وعرب میں انفرادی مفاد پر اجتماع بہبود کو قربان کر دینے والے ہوس کار جعفر وصادق تلاش کر لیے گئے اور خلافت کے فطری ثمرے کے طور پر حاصل شدہ اسلامی وحدت کو دسیسہ کارانِ فرنگ نے وطنی کثرتوں میں تبدیل کر کے ملت کو اپنی عظمتوں سے ہاتھ دھو بیٹھنے پر مجبور کر دیا۔

(۲): دوسرے منصوبہ کا مقصد ملتِ اسلامیہ کی ''دینی وحدت'' کو پارہ پارہ کرنا تھا جس کا ناقابلِ اختلاف مرکزی نقطۂ اتحاد ہزاروں اختلافات کے باوجود ''عقیدہ ختم نبوت'' ہے۔ اس قابلِ نفرت منصوبے کے ذریعہ ملتِ اسلامیہ کے اس منصوص اور قطعی عقیدے کو اس طرح مجروح کرنا تھا کہ اگر وہ بالکلیہ ختم نہ بھی ہو تو تردد واختلاف کا نشانہ بن کر کم از کم نقطۂ اتحاد نہ رہے۔

اس کے لیے کذابِ ازلی مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کی خاندانی بے ضمیری اور ایمان فروشی کو بھانپ کر انگریز نے اسے نبی بنا کر عقیدۂ ختمِ نبوت پر کاری وار کیا۔

پھر جس طرح مذہبی زندہ قدروں کو انسانیت وشرافت سوز سیاست کا ہدف بنانے پر تاریخ کا حرف حرف انگریزی وناءت پر گواہ رہے گا، ٹھیک اسی طرح اس ناقابل تردید حقیقت پر بھی تاریخ کا حرف حرف ہمیشہ شاہدِ عدل رہے گا کہ انگریز کی اس بدنہاد انتقامی سیاست کے دونوں منصوبوں کے اولین مرحلے پر ان کی گہرائیوں تک پہنچے اور ان دُوررس فتنوں سے ملی تحفظ کی تدابیر کو بقدر بساط بروئے عمل لانے میں بتوفیق خداوندی حضرات علماء کرام ہی نے پہل کی اور آج سے اسّی سال قبل کذابِ قادیان اور اس کے متبعین کے بارے میں مُرتد اور خارج از اسلام ہونے کا فیصلہ اکابر علماء دیوبند نے اپنی بصیرتِ دینی اور فراستِ ایمانی سے فرمایا۔

ان مخلصین کی مساعی مشکور ہوئیں اور دُعائیں مستجاب کہ آج پورے عالمِ اسلام نے

بیک زبان کذابِ اعظم مرزائے قادیان اور اس کے حاشیہ برداروں کے بارے میں الحمد للہ شرعی فیصلہ کو ''اجتماعی فیصلہ'' بنا دیا۔

اور اس ''اجتماعی فیصلے'' کو آئینی اور دستوری حیثیت دلانے کی اولیت کا شرف حاصل کرکے ارضِ پاک علماء کرام اور عامۃ المسلمین اس دُعا کے ساتھ مستحقِ تہنیت وتبریک ہیں کہ

اللّٰھم اعز الاسلام والمسلمین وانصرھم علی عدوک وعدوھم.

چونکہ قادیانی کی یہ نبوت کاذبہ انگریز کے انتقامی ذہن کی پیداوار تھی اس لیے اس کا آغاز ہی بین الاقوامی سطح پر کیا گیا تھا اس لیے اس کے اثرات کا بین الاقوامی سطح پر وسعت اختیار کرلینا تعجب خیز تو نہیں البتہ فکر انگیز ضرور ہے۔

دستوری کامیابی کے بعد بلاغ وابلاغ کی عظیم تر ذمہ داریوں کا مکمل شعور واحساس بتقاضائے فراست ودیانت تو ہے ہی لیکن مدمقابل کے راسخ العداوت ہوجانے کی وجہ سے اس فرض کی ادائیگی تقاضائے ضرورت وسیاست بھی بن گئی ہے جس میں ان تمام وسائل وذرائع کا متاقباً سدِ باب بنیادی اہمیت کا حامل ہوگیا ہے کہ جن کو فریقِ مخالف اپنی عصری تعلیمی برتری، ناجائز اقتصادی فارغ البالی، بین الاقوامی سطح پر عمومی تعارف، مؤثر ومفکر اور مقتدر شخصیات کی تائید اور فکری جدت اور عددی قلت کی وجہ سے اجتماعی نظم وضبط کے ساتھ استعمال کررہا ہے اور آئندہ بھی کرے گا۔

البتہ اس بارے میں داعیانِ باطل کے بالمقابل جہاں ''اشداء'' پر عملدرآمد ضروری معلوم ہوتا ہے سادہ لوحی کی وجہ سے مبتلائے ضلال ہوجانے والوں کے سامنے ''رحماء'' کی عملی تفسیر پیش کرنا اس سے بھی زیادہ ضروری فریضہ وقت محسوس ہوتا ہے۔ عہدِ رفتہ میں اربابِ علم ودین کا مؤقف دفاعی رہا، جو بذاتِ خود توسع اور ہمہ گیری کا طالب نہیں ہے لیکن فیصلے نے مؤقف اہلِ علم کو دفاع کے بجائے اقدام میں تبدیل کردیا ہے۔ اور اقدام وسعت وہمہ گیری کے اگر عاری ہو تو وہ اقدام باقی نہیں رہتا۔

موجیم کہ آسودگی ما عدم ماست

ما زندہ ازاں ایم کہ آرام نہ گیریم

لائحہ عمل کی ترتیب میں مقامی مؤثرات وعوامل کو ملحوظ رکھنا، اور خارجی مؤثرات وعوامل تک اپنی رسائی کا اندازہ کرنا منجملہ لوازم ہوتا ہے، اس لیے اس بارے میں اہلِ خیر سے اہل مشاہدہ کی بصیرت ہی زیادہ قابلِ اعتماد ہونی چاہیے۔ والسلام

مولانا سید ازہر شاہ قیصر مدیر ماہنامہ دار العلوم دیوبند:

گرامی محترم، سلام مسنون!

مجھے آپ کا پہلا خط نہیں ملا، دوسرا خط محررہ ۱۲ر دسمبر آج مؤرخہ ۲۴ر دسمبر کو ملا، پاکستانی ڈاک میں بے حد گڑبڑ ہے، کوئی بھی خط پندرہ دن سے پہلے نہیں پہنچتا۔

آپ کے رسالہ "الحق" کے تازہ شمارہ میں قادیانیت کے مسئلہ پر پاکستانی علماء اکابر کے تاثرات بھی پڑھے۔ اس مسئلہ پر میرا تاثر یہ ہے کہ یہ صرف پاکستانی عوام کی نہیں بلکہ دنیائے اسلام کی بڑی کامیابی ہے کہ پاکستان حکومت نے قادیانیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ قادیانی مارِ آستین بن کر اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچاتا ہے، اب پوری دنیا میں ان کو دینِ اسلام سے خارج قرار دینے میں سہولت ہوگئی، مگر یہ بھی ضروری ہے کہ ایک غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے پاکستان میں ان کی جان ومال اور عزت وآبرو کی پوری حفاظت کی جائے، اور انہیں ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ کسی بھی اسلامی ملک میں ان کی عزت وآبرو اور شہری حقوق پائمال کیے جائیں۔

عملی میدان میں قادیانیت کے خلاف مثبت انداز میں کام کرنے کا دروازہ اب کھلا ہے، علماء کا فرض ہے کہ وہ ایسا تعمیری لٹریچر تیار کریں جس میں خود قادیانیوں کو ختمِ نبوت، نزولِ مسیح وغیرہ مسائل کی حقیقت سمجھائی جائے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے متضاد، لغو اور غیر عقلمندانہ دعاوی کو واشگاف کیا جائے۔ یہ تبلیغ وتحریک جتنے مثبت انداز میں اور جتنے تعمیری رنگ میں ہوگی اتنی ہی کامیاب ہوگی، خود قادیانیوں میں بھی تبلیغ کی جائے اور مفکرانہ انداز میں اس حصار کو توڑ کر جو قادیانی لیڈروں نے اپنے فرقہ کے اردگرد قائم رکھا ہے، نرمی اور

ملاطفت کے ساتھ اس فرقۂ ضالہ کو اسلام کے قریب لایا جائے، خصوصیت سے ایک کوشش ضرور ہونی چاہئے کہ قادیانی حضرات کو ملک کے کلیدی عہدوں سے ہٹا دیا جائے، انہوں نے پچھلے دنوں آپ کے ملک کو جو نقصان پہنچایا ہے اس سے آپ ناواقف نہیں ہوں گے، مگر ہٹائے جانے والے لوگوں کو بھی متبادل روزگار مہیا کرنا حکومت کا فرض ہوگا۔ کاش وقت میں گنجائش ہوتی اور میں بھی زیادہ تفصیل کے ساتھ اپنے خیالات عرض کرسکتا۔ والسلام

حضرت العلامہ مولانا سید محمد یوسف بنوری صدر مجلس عمل:

برادر محترم مولانا سمیع الحق صاحب زادکم اللہ توفیقاً الی الخیر، السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

نہ معلوم نامۂ کرم کب آیا اور کہاں ہے لیکن عزیزم محمد بنوری سلمہ سے یہ معلوم ہوا کہ جواب کا انتظار کررہے ہیں اور اشاعت رکی ہوئی ہے اس لیے چند حروف لکھ رہا ہوں، تفصیل کی نہ حاجت نہ فرصت نہ ہمت، اختصار بلکہ ایمان سے عرض ہے کہ آئینی فیصلہ نہایت صحیح اور باصواب اگرچہ بعد از وقت ہے اور بعد از خرابی بسیار وزیراعظم صاحب نے خود اخبارات میں یہ اعتراف فرمایا ہے کہ: ''قادیانی مسئلہ کے حل ہونے سے پاکستان کو سیاسی استحکام حاصل ہوگیا ہے''۔ اور........صاحب نے یہ اعلان فرمایا کہ: ''پاکستان آج صحیح معنوں میں پاکستان بنا''۔ ان دونوں سیاستدانوں کے اس اعلان سے حقیقت واضح ہوجاتی ہے اور یہ بھی کہ یہ کام کتنا عرصہ پہلے ہونا چاہئے تھا؟

یہاں ہماری ذمہ داری ختم نہیں ہوئی بلکہ ان آئینی نقوش کو جب تک عملی جامہ نہ پہنایا جائے اُس وقت تک مقصد ناتمام ہے۔ ''مسلمان در گور و مسلمانی در کتاب''۔ والا معاملہ ہوگا۔ اندرونِ ملک قادیانیوں کا کچھ ردعمل ہے وہ تذبذب ہے، مایوسی ہے اور زیادہ سے زیادہ گیدڑ بھبکی ہے اور کچھ نہیں۔ باہر ملک میں حتیٰ کہ انگلستان میں بھی اس کے اچھے اثرات مرتب ہورہے ہیں، لیکن افریقہ کے ممالک میں اس آئینی فیصلہ کی اشاعت اور عام کرنے کی بڑی ضرورت باقی ہے، حکومت کو اپنا بین الاقوامی دامن بچانے کے لیے ضرورت ہے کہ عربی، انگریزی، فرانسیسی زبانوں میں اس فیصلہ کی اشاعت کو اپنے سفیروں کے

ذریعے تمام عالم میں عام کرے۔

اس وقت حکومت کی جو کچھ پالیسی ہے اس میں تسامح، تغافل، تذبذب بلکہ ایک گونہ نفاق ہے اس نے عملی صورت میں کوئی اقدام نہیں کیا، نہ ان قیدیوں کو رہا کیا نہ ربوہ کو باقاعدہ تحصیل کی شکل دی ہے، ہوسکتا ہے کہ مرکز سے زیادہ پنجاب گورنمنٹ کی دوغلی پالیسی یا طرف دارانہ پالیسی کا نتیجہ ہو۔

بہر حال حالات اگر مایوس کن نہیں تو زیادہ امید افزا بھی نہیں ہیں، بس اس وقت زیادہ لکھنے کی فرصت نہیں تفصیلات بہت کچھ ہیں۔ والسلام

حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی مدظلہ:

برادرم مولانا سمیع الحق صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

گرامی نامہ موصول ہوا، مرزائیت کا اللہ تعالیٰ نے خاتمہ کردیا ہے، اب ان کا معاملہ دوسرے کافروں کی طرح ہے، یہ سکھ، پارسی، عیسائی اور ہندوؤں کی طرح ہوچکے ہیں، نکاح وغیرہ کے مسائل حل ہوگئے، ہمارے ٹکٹ پر یہ ممبر نہیں بن سکیں گے، وغیرہ وغیرہ۔ باقی مسائل کے بارہ میں بھی ہم کو امید رکھنی چاہیے کہ جلد حل ہوجائیں گے۔ میں اس بات کے سخت خلاف ہوں کہ بعض خودغرض اور اقتدار پسند افراد یہ کہتے پھرتے تھے کہ حکومت مرزائی ہوگئی ہے، مرزائی نواز ہے ٹال رہی ہے۔ میرے بھائی! یہ کافی ہے، باقی میں سمجھتا ہوں کہ مرزائیت کا مسئلہ ختم ہوگیا ہے، کم از کم اس مسئلے کو ہم اپنی وجاہت کا مسئلہ نہیں بناسکتے، جیسے دینی ضرورت پیش آئے گی کریں گے، اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔ فقط [۱۸ اکتوبر ۱۹۷۴ء]

جناب مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی بانی جماعت اسلامی:

محترمی ومکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا عنایت نامہ ملا جس میں آپ نے قادیانی مسئلے سے متعلق چند سوالات دریافت کئے ہیں۔ آپ کا پہلا سوال یہ ہے کہ قادیانی مسئلے سے متعلق چند سوالات دریافت

کیئے ہیں، آپ کا پہلا سوال یہ ہے کہ قادیانی مسئلے کے حل پر آپ کے احساسات کیا ہیں؟ ظاہر ہے کہ اس مسئلے کے حل سے آپ کی مراد قومی اسمبلی کا حالیہ فیصلہ ہے۔ بلاشبہ اسمبلی اور حکومت کا یہ فیصلہ نہایت مستحسن اور ساری دنیا کے مسلمانوں کے لیے مسرت انگیز ہے، اور اس پر ہم جتنی بھی خوشی منائیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں بالکل بجا ہوگا، لیکن ہماری حکومت، نیشنل اسمبلی اور عامۃ المسلمین کو اس غلط فہمی میں مبتلاء نہیں ہونا چاہیے کہ اس سلسلے میں ان کی ذمہ داری اب ختم ہوگئی ہے اور اس فیصلے سے قادیانی مسئلہ پورے کا پورا حل ہوگیا ہے، اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف پہلا قدم ہے جو صحیح سمت میں اٹھایا گیا ہے اور ابھی تک بہت سے ضروری اقدامات ایسے باقی ہیں جن کے بغیر یہ قضیہ جوں کا توں رہے گا بلکہ خدشہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خدانخواستہ مزید پیچیدگیاں نہ پیدا ہوجائیں اور ہم اس اہم فیصلے کے فوائد سے محروم نہ ہوجائیں۔ آپ کا عنایت نامہ پہلے آچکا تھا، اب یاددہانی اور تقاضے کا دوسرا خط آیا ہے جس میں آپ نے جلد جواب مانگا ہے، تو چند ضروری کرنے کے کام جو اس وقت ذہن میں آرہے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

(۱): ۷ رستمبر کو قومی اسمبلی نے آئینی ترمیم کے علاوہ ایک قرارداد یہ بھی منظور کی ہے کہ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ نمبر الف کے بعد ب کا اضافہ کیا جائے جس میں یہ درج ہو کہ:

''ایک مسلمان جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کے مفہوم مندرجہ آئینِ پاکستان دفعہ نمبر ۲۶۰ شق نمبر ۳ کے خلاف عقیدے کا اعلان یا اس کے خلاف عمل یا تبلیغ کرے وہ قابلِ سزا و تعزیر ہوگا''۔

یہ قرارداد غالباً عجلت میں مرتب اور پاس کی گئی ہے اور اس کی ابتداء میں ''مسلمان'' کا لفظ رکھنے کی وجہ سے اس میں ابہام اور اشتباہ پیدا ہوگیا ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی مسلمان کے متعلق یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اس جرمِ شنیع کا مرتکب ہوگا اور مرتکب ہونے کے بعد وہ مسلمان کہلانے کا مستحق رہ سکے گا؟ خود دستوری ترمیم ہی نے یہ طے کردیا ہے کہ ایسا شخص

دائرہ اسلام سے خارج ہوگا خواہ وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے۔ چنانچہ ان الفاظ کے ساتھ اس سزا کے اطلاق میں دشواری کا سامنا ہوگا۔ لہٰذا تعزیراتِ پاکستان میں اس مجوزہ ترمیم کو واضح اور غیر مبہم بنانے اور اس کے مقصدِ تنفیذ کو آسان بنانے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا آغاز ایک مسلمان [MUSLIM] کی بجائے ایک مدعی اسلام A PERSON PRE ACHEM TO BE A MUSUM سے کیا جائے تا کہ کوئی فردِ بشر مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے ختمِ نبوت کے مسلمہ عقیدہ ومفہوم کے خلاف کسی قول وعمل کا اظہار نہ کر سکے۔

(۲): نیشنل اسمبلی کے فیصلے پر عمل درآمد کے لیے کچھ مزید قانون سازی بھی بالکل ناگزیر ہے، مثال کے طور پر انتخابی قوانین میں ایسی ترمیم ہونی چاہیے جس کے مطابق ووٹروں کے فارم میں نام درج کراتے وقت ہر لاہوری اور ربوی مرزائی پر قانوناً یہ لازم کر دیا جائے کہ وہ اپنے آپ کو غیر مسلموں کے خانے میں مرزائی یا احمدی لکھوائے، اور ان دونوں گروہوں کا اپنے آپ کو مسلم لکھوانا جرم ہوگا جس کی کم سے کم سزا حق رائے دہی سے محرومی ہوگی۔ رجسٹریشن ایکٹ کے تحت شناختی کارڈ بن رہے ہیں ان میں بھی ترمیم ہونی چاہیے جس کی رو سے شناختی کارڈ میں بھی ایسی تصریح لازم اور غلط بیانی موجبِ سزا ہوگی۔

(۳): اسی طرح ہر ملازمِ حکومت پر بھی یہ لازم ہونا چاہیے کہ اگر وہ قادیانیوں کے ان دونوں گروہوں میں سے کسی ایک سے تعلق رکھتا ہے تو وہ اس کی باقاعدہ اطلاع اپنے محکمہ کے توسط سے حکومت کو دے اور جو ایسا نہ کرے یا غلط اطلاع دے تو اسے ملازمت کے لیے نااہل قرار دیا جائے، پاسپورٹ میں بھی اسی قسم کا اندراج اور اس کی خلاف ورزی پر سزا از روئے قانون لازم ہونی چاہیے۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت کے بعض محکموں میں قادیانیوں کی فہرستیں تیار ہو رہی ہیں لیکن ان میں بعض قادیانیوں کا نام درج نہیں ہو رہا یا اندراج ہو جانے کے بعد اسے حذف کرا دیا گیا ہے۔ لیکن اس پر کسی قادیانی کے خلاف کوئی باز پرس یا تادیبی کاروائی نہیں ہو رہی کیونکہ قانون اور قواعد وضوابط میں ایسی گنجائش موجود نہیں ہے۔

(۴): قادیانیوں نے جس طرح سول اور بالخصوص فوجی ملازمتوں میں مسلمانوں کے حقوق پر غاصبانہ اور ناروا قبضہ کر رکھا ہے اس کا تدارک اور تلافی بھی ضروری ہے۔ جس طرح صدارت اور وزارتِ عظمیٰ کے لیے مسلمان ہونا لازمی شرط ہے اسی طرح بعض دوسرے کلیدی مناصب مثلاً آرمی چیفس آف دی سٹاف، عدالت ہائے عالیہ کے چیف جسٹس، اسمبلیوں اسپیکر، سفراء، صوبوں کے گورنر، وزرائے اعلیٰ اور پبلک سروس کمیشن کے صدر کے لیے بھی مسلمان ہونا قانوناً لازم قرار دیا جائے۔ اسی طرح بعض حکومتی اور نیم حکومتی اداروں میں داخلے کے لیے مسلمانوں اور غیر مسلموں کا کوٹہ الگ الگ مقرر کیا جاتا ہے، وہاں بھی قادیانی امیدواروں کے لیے اپنے مذہب کا اعلان داخلے کے وقت لازم اور خلاف ورزی موجبِ سزا ہونی چاہیے۔

(۵): قادیانی یہ بات علی الاعلان کہہ رہے ہیں کہ قومی اسمبلی کے فیصلے کے باوجود وہ مسلمان ہیں، وہ اسلام کے نام پر اپنے عقائد کو اسلامی عقائد کہہ کر ملک کے اندر اور باہر برابر ان کی تبلیغ و تلقین کر رہے ہیں، مرزا غلام احمد کو وہ اب تک نبی، مسیح موعود، مہدی معہود، اس کے ماننے والوں کو صحابہ کرام اور اس کے خلیفہ کو خلیفۃ المسیح کہہ رہے ہیں اور لکھ رہے ہیں، یہ مسئلہ بڑا سنگین اور حکومت اور عامۃ المسلمین کے لیے حد درجہ غور طلب ہے۔ یہ دستور کی بھی خلاف ورزی ہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے باعثِ دل آزاری واشتعال انگیزی بھی ہے۔ جس گروہ کو قانوناً اور شرعاً دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جا چکا ہو اُسے اسلامی اصطلاحات کرنے اور اسلام کا مدعی و مبلغ ہونے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اگر یہ لوگ اسی طرح مسلمانوں کے سینے پر مونگ دلتے رہے تو ان کے اور مسلمانوں کے مابین کبھی صلح و آشتی کی فضا قائم نہیں رہ سکے گی اور حکمران ان کی حرکتوں سے کتنا ہی اغماض کیوں نہ برتیں جب تک عام مسلمانوں میں ایمان واسلام کی رمق بھی باقی ہے وہ ایسی سرگرمیوں کو کبھی بھی برداشت نہیں کریں گے۔

(۶): قادیانیوں کے بالمقابل مسلمانوں نے جس بے مثال اتفاق و اتحاد

واتفاق کا مظاہرہ کیا ہے اُسے دائماً قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے، جزوی اختلافات اگر ہوں تو انہیں مناسب حدود کے اندر رکھنا چاہیے اور ان کے اظہار کا طریقہ علمی اور سنجیدہ ہونا چاہیے، اختلاف کو مخالفت کا رنگ دینے سے اجتناب کرنا چاہیے اور ہر اختلاف کو حق وباطل اور کفر واسلام کا اختلاف نہیں بنالینا چاہیے ورنہ اس کا فائدہ قادیانیوں ہی کو پہنچے گا جیسا کہ پہلے پہنچتا رہا ہے۔

(۷): قادیانیوں کی دستوری تکفیر کے بعد ایک ضروری کام کرنے کا یہ بھی ہے کہ قادیانیوں کو حکمت اور موعظۃ حسنہ کے اسلوب وانداز میں قادیانیت سے تائب ہونے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جائے، جن لوگوں کے ہاتھ میں قادیانیوں کی قیادت وسیادت ہے اور جن کے مفادات ان قائدین سے وابستہ ہیں ممکن ہے کہ وہ اسلام لانے میں تامل وتذبذب سے کام لیں اور پاکستان چھوڑ جانے کو ترجیح دیں، لیکن عام قادیانی جو قصرِ خلافت کے قریب نہیں بلکہ مسلمانوں کی عام آبادیوں میں مقیم ہیں اُن کے سامنے اگر اسلام کی اصل تعلیمات کو صحیح طریق پر پیش کیا جائے اور قادیانیت کے حقیقی خدوخال بھی ان پر اچھی طرح واضح کیے جائیں تو وہ ان شاء اللہ دائرِ اسلام میں داخل ہونے میں پس وپیش نہیں کریں گے۔ ان میں بہت سے لوگ ہم نے ایسے دیکھے ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے لڑکوں کی بہت سی تحریروں سے واقف ہی نہیں ہیں اور جب ان کے سامنے پہلی مرتبہ وہ تحریریں آئیں تو وہ حیران وششدر اور دم بخود ہوکر رہ گئے اور قادیانیت سے تائب ہوکر مسلمان ہوگئے۔

(۸): اس سلسلے میں حکومت سے ہمارا ایک مطالبہ یہ بھی مسلسل ہونا چاہیے کہ صمدانی رپورٹ کو منِ وعن شائع کیا جائے اور جو لوگ اس رپورٹ کی رُو سے مجرم ہیں ان کو کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے نیز جو مزید سیاسی وانتظامی اقدامات اس رپورٹ کی روشنی میں ناگزیر ہوں ان کو فوراً عمل میں لایا جائے۔ اگر ہماری حکومت اور عوام الناس نے غفلت وتسائل سے کام لیا تو خدشہ ہے کہ اس سے سازشی گروہ کے ہاتھوں ہمیں مزید زخم نہ کھانے

پڑ جائیں۔ لاتذر اللہ۔ والسلام [٦ رنومبر ۱۹۷۴ء]

حضرت مولانا محمد اسحاق سندیلوی کراچی:

مکرم ومحترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ!

گرامی نامہ ملفوفہ مجھے بعد از رمضان مل گیا تھا، آج کارڈ بھی موصول ہوا۔ جواب میں تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ میں علیل ہو گیا تھا اور اب بھی قلب کی تکلیف باقی ہے جس کی وجہ سے بہت سے کام ملتوی کرنے پڑے، آج سے تھوڑا تھوڑا کام شروع کر دیا ہے جوابات درج ذیل ہیں:

(ا): قادیانیوں کا کافر ہونا تو مسلمات میں سے ہے، حکومت تسلیم کرتی یا نہ کرتی اُمت مسلمہ انہیں کافر ہی سمجھتی، اس اعتبار سے حکومت کے اس رویئے کی کوئی اہمیت نہیں ہے، تاہم اس کی خواہش ہے کہ حکومت نے حقیقت کا اعتراف کر لیا اور قادیانی سیاسی اعتبار سے بھی کافر سمجھے جانے لگے، مزید مسرت اس کی یہ ہے اب تقریباً پوری دنیائے اسلام انہیں کافر سمجھنے پر متفق ہو گئی۔ اظہار مسرت کے بعد یہ بھی عرض کر دوں کہ میری خوشی محدود ہے، یعنی میں اتنی مسرت محسوس نہیں کرتا، جتنی عام طور پر لوگ محسوس کرتے ہیں۔ اس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ میں صرف اس اقدام کو مسئلہ قادیانیت کا حل نہیں سمجھتا۔ اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ قادیانیت کی وجہ سے جو دینی و دنیاوی نقصانات امتِ مسلمہ کو پہنچ رہے ہیں ان سے حفاظت ہو۔ اس کی شکل یہی ہے کہ سیاسی اعتبار سے ان کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائے جو کسی غیر مسلم اقلیت کے ساتھ ہونا چاہیے، انہیں ملازمتوں وغیرہ میں ان کی آبادی کے تناسب سے جگہ دی جائے اور کلیدی عہدوں پر ان کا تقرر نہ کیا جائے، باطل کی اشاعت اور ناواقف مسلمانوں کو مبتلائے فریب کرنے سے انہیں روکا جائے، ربوہ کو مرکز بنا کر جو انہوں نے سلطنت در سلطنت قائم کر رکھی ہے اس صورتحال کو کلیۃً ختم کیا جائے۔ اور ربوہ کو بھی اسی طرح کا شہر سمجھا جیسے پاکستان کے دوسرے شہر ہیں۔ جب تک یہ نہ ہو اس وقت تک کیسے کہا جا سکتا ہے کہ مسئلہ قادیانیت حل ہو گیا ہے؟ اور ہمیں کامل مسرت کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟ دوسری وجہ یہ

ہے کہ مجلسِ عمل میں شیعوں کو شامل کرنا شدید غلطی تھی جس سے شدید دینی وسیاسی نقصانات پہنچے اور آئندہ بھی پہنچنے کا قوی اندیشہ ہے، ان نقصانات پر نظر کرنے اور نفع ونقصان کا مقابلہ کرنے کے بعد خوشی کی مقدار اور بھی کم ہو جاتی ہے۔

(۲): قادیانیت کے اثرات پوری دنیا میں پھیل تو نہیں سکے مگر تقریباً ساری دنیا میں پہنچ چکے ہیں۔ یہ اثرات دو قسم کے ہیں، ایک تو خود کامل قادیانیت، اس کا دائرہ زیادہ وسیع نہیں ہے، اگرچہ قادیانی اس کی وسعت کا پروپیگنڈہ بہت کرتے ہیں۔ اس کا دوسرا اثر ہے تشکیک اور دین واہل دین پر بے اعتمادی کا پیدا ہو جانا۔ عقائد خصوصاً عقیدہ نزولِ مسیح اور عقیدہ ختمِ نبوت میں کمزوری اور ضعف پیدا ہو جانا۔ اس اثر کی طرف ہماری توجہ بہت کم ہے، حالانکہ اس فتنہ کا دائرہ بہت وسیع ہے، اور پوری دنیا میں شاید ہی کوئی مقام ایسا ہو جہاں یہ فتنہ نہ پہنچا ہو، اسے پھیلانے میں قادیانی اور شیعہ دونوں شریک وسہیم ہیں بلکہ شیعوں کا حصہ قادیانیوں سے زائد ہے۔ دنیا کی بڑی طاقتوں کی سرپرستی کی وجہ سے فتنہ قادیانیت کے سیاسی اثرات بھی نمایاں طور پر پھیل چکے ہیں خود ہمارا ملک اس کا ایک نمونہ ہے، افریقہ کی نوزائیدہ حکومتوں میں بھی ان کا خاص اثر ہے۔

(۳): جب تک فتنہ موجود ہے اُس وقت تک ذمہ داری کیسے ختم ہو سکتی ہے؟ بلکہ اب تو اور زیادہ ہوشیاری اور بیدار مغزی کی ضرورت ہے، کہیں عامۃ المسلمین اپنی ذمہ داری ختم سمجھ کر غافل نہ ہو جائیں اور اس غفلت سے فائدہ اٹھا کر قادیانی نئی نسل میں گمراہی نہ پھیلا دیں۔ قادیانی اقلیت کو تحفظ ضرور حاصل ہونا چاہیے، ان کی جان وآبرو اور ان کا مال بالکل محفوظ رہنا چاہیے، مگر اس کے معنی یہ نہیں کہ مسلمانوں میں گمراہی پھیلانے کی آزادی یا اپنے جائز حقوق سے تجاوز کی اجازت دیدی جائے۔

(۴): جب تک یہ فتنہ دنیا میں موجود ہے اس وقت تک اس کا مقابلہ کرنا اور اس کے اثرات کو مٹانے کی کوشش جاری رکھنا لازم ہے۔

(۵): طریقِ کار ظاہر ہے کہ خود انہیں دینِ حق کی دعوت دی جائے، مسلمانوں کو

اس فتنہ سے آگاہ کرکے اس کے اثرات سے بچانے کی کوشش کی جائے، اس کے لیے ردِ قادیانیت اور استحکام عقائد اہل سنت پر مناسب لٹریچر کے ساتھ مجالسِ وعظ وتذکیر کا انتظام بھی ہونا چاہیے، بہت اہم مؤثر اور ضروری چیز یہ ہے کہ عوام میں ایسے افراد تیار کیے جائیں جو ان میں گھل مل کر قادیانیت کا بطلان اور اسلام کی حقانیت ان کے ذہن نشین کرسکیں۔ یہی لوگ لٹریچر کے لیے بھی میدان پیدا کریں گے اور وعظ وتذکیر کے لیے بھی فضا تیار کریں گے، یہ وہ طریقہ کار ہے جس کی طرف عام طور پر ہمارے راہنما متوجہ نہیں ہیں، مزید یہ کہ ہمارا لٹریچر داعیانہ ہونا چاہیے جس میں قوتِ استدلال کے ساتھ ساتھ دعوتی نفسیات سے بھی کام لیا جائے۔ والسلام [۱۰ر شوال ۱۳۹۴ھ]

حضرت مولانا محمد اشرف صاحب صدر شعبہ عربی اسلامیہ کالج پشاور:

الحمد للّٰہ وحدہ انجز وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ. اما بعد!

محترمی ومکرمی زید مجدکم وجہادکم فی سبیل اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

قادیانی مسئلہ کے موجودہ حل کے بارے میں چند استفسارات پر مشتمل نامۂ سامی باعثِ سعادت ومیمنت ہوا، گو فقیر اس کا اہل نہیں لیکن حضور انور فخر الانبیاء خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تاجِ ختم نبوت اور ناموسِ رسالت کے بارے میں چند الفاظ نجات وسعادت کا ذریعہ بن سکیں تو زہے قسمت:

(۱): ختمِ نبوت ایک مسلمہ عقیدہ ہے کہ توحید کے بعد اسلام کی بنیاد ہی اس عقیدہ کی بے غل وغش واضح تعبیر پر مبنی ہے، حضورِ انور (روحی فداہ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جملہ کمالات ومزایا کسی نہ کسی صورت میں "ختمِ نبوت" ہی کا ثمرہ ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمۃ للعالمین شان "عمومی بعثت" دائمی رسالت، آپ کی امت کی بعثت وخیر الامم ہونا، قرآنی احکام کے دوام وغیرہ سب "ختمِ نبوت" ہی کے نتائج ومظاہر ہیں، امتِ مسلمہ کا شیرازہ ختمِ نبوت کی رسی سے بندھا ہوا ہے۔ امتیں "نبی" سے بنتی ہیں، اور یہ لافانی وجاودانی

امت ختمِ نبوت ہی کی برکت سے زندہ، قائم اور استوار ہے۔ اس لیے ہر دور و ہر زمانے میں امت کے ہر طبقہ اور ہر مکتبۂ فکر نے اس عقیدہ کو اسلام کی روح و جان سمجھا اور ناموسِ ختمِ نبوت کے لیے اپنا سب کچھ نثار کرنے میں اپنی فوز و کامرانی جانی، اور اگر کسی روسیاہ و بدبخت نے حریمِ نبوت میں قدم رکھنے کی جسارت کی تو اسے فوراً ختم کر کے رکھ دیا گیا، اور اُمت نے کسی بھی دور میں ختمِ نبوت سے بغاوت اور اس ابلیسی سازش کو برداشت نہیں کیا۔ چنانچہ ہم سب کے آقا و مولیٰ سیدِ دو عالم حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے سے پیشتر ہی جب چند طالع آزماؤں نے مسیلمہ کذاب، اسود عنسی کی صورت میں اپنے خبثِ باطن کا اظہار کیا تو دریائے نبوت نے ان کے انجام کی خبر ایک پھونک سے ختم ہوتے ہوئے ارشاد فرمادی۔

دورِ صدیقیؓ میں امت اور صحابہؓ کا پہلا اجماع اور عملی اقدام ان متنبیین سے قتال پر تھا۔ اسی طرح جس دور میں بھی کسی کو یہ منحوس خبط سوار ہوا اُمت نے اسے ختم کر کے رکھ دیا۔ یہ اس دور کی کم نصیبی، ہماری شامتِ اعمال، انگریزی استعمار و سیاست کا انتہائی دجل و فریب تھا کہ مسیلمہ پنجاب آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی اُمت کو اسلامی معاشرے میں پنپنے اور باقی رہنے کی اتنی طویل مدت میسر آ گئی، امت میں ابلیس کے مبعوثہ متنبیین میں جس طرح انگریز استعمار کا یہ ''خود کاشتہ پودا'' پیدا ہوا اور پروان چڑھا اور اپنے لٹریچر و دعوت کو پھیلاتا رہا وہ تاریخِ اسلامی کا ایک اندوہناک باب ہے۔ گو مرزا قادیانی کی مشئومہ نبوت کے دعویٰ کے پہلے دن ہی سے امت کے خواص و عوام اس ''شجرہ خبیثہ'' کے مہلک اثرات کو بھانپ گئے تھے اور اس کے دفاع و قلع قمع کی کوشش شروع ہوگئی تھی لیکن مرزا قادیانی اور اس کی اُمت نے انگریز و استعماری طاقتوں کے زیرِ سایہ اور ان کے ایجنٹ کی حیثیت سے ملتِ اسلامیہ کے لیے ناسور اور آکاش بیل [PERASITE] کی صورت اختیار کرلی۔ برکوچک سے انگریز کے اخراج کے بعد ہمارے بعض راہنماؤں کی کم حوصلگی اور کوتاہ بینی نے پاکستان میں ان کے لیے ایسے مواقع فراہم کر دیئے تھے کہ قادیانیت جو ایک انتہائی قلیل

وحقیر اقلیت ہے ہر سپید وسیاہ کی مالک بنی جا رہی تھی اور اپنے کفر کا اعلان کھلم کھلا کرنے لگی تھی کہ یکا یک غیرت حق جوش میں آئی اور ربوہ ریلوے اسٹیشن کا سانحہ پیش آ گیا جو حقیقت میں قادیانی سیاست وسازش کا نہایت ہی سنگین واچھوتا اقدام تھا جو اکثریت کے جذبات وحالات معلوم کرنے کے لیے [FEELKR] کی حیثیت سے آزمایا گیا تھا لیکن "چاہ کن راچاہ درپیش" وہی ان کی سکرات کا سبب بنا۔ فقیر سوات میں (۲۸ رمئی سے یکم جون ۱۹۷۴ء تک) حضرت الاستاذ علامہ سید محمد یوسف البنوری مدظلہ العالی کا ہمسفر تھا، غالباً ۳۰ رمئی تھی کہ ہم منگورہ میں کار سے گذر رہے تھے بندہ نے اخبار خریدا جس میں ربوہ کے خونچکاں سانحہ اور نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر قادیانیوں کے حملہ کا ذکر تھا، بندہ نے علامہ بنوری مدظلہٗ کو خبر پڑھ کر سنائی، حضرت موصوف گہری سوچ وفکر میں پڑ گئے، ردعمل پوچھا تو کچھ توقف کے بعد فرمایا۔

"عدو شترے برانگیزد کہ خیرِ مادر آن باشد
ہم متحد نہیں ہو رہے تھے ممکن ہے کہ یہ واقعہ ہمیں [مسلمانوں کو] متفق کر دے اور اس فتنہ کا سدِ باب ہو سکے"۔

سچ ہے ؎ قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ۳ ماہ ۱۰ دن کے بعد رحمت حق متوجہ ہوئی اور میرے قدیر ربّ کی قدرت نے اندرونی اور بیرونی قوتوں، قادیانیوں کے یقین اور پیشگوئیوں کے علی الرغم اپنے محبوب اور پیارے رسول خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کے لازوال تاج پر دشمنوں کی گرد اڑانے کی نامسعود کوششوں کا ناکام بنا دیا، اور مسلمانوں کی متحدہ کوششوں اور قربانیوں کو شرفِ قبولیت سے نواز کر پاکستان کی قومی اسمبلی کو توفیق بخشی کہ وہ ایک مسلمہ سچائی اور حقیقتِ ثابتہ کو قانون کی صورت دے کر عنداللہ و عندالناس سرخرو ہو۔

مبارک ہیں وہ حضرات جنہوں نے یہ قرارداد پیش کی، اور خوش بخت ہیں وہ ممبرانِ

اسمبلی جنہوں نے اسے من وعن قبول کر کے اسے قانون کی صورت بخشی، قابلِ ستائش وصد آفریں ہیں وہ جملہ افراد وطبقات جنہوں نے اسمبلی سے باہر ہر قسم کی صعوبتیں اور مشکلات برداشت کر کے اس مسئلہ سے انکار کی گنجائش کو ختم کر دیا، اللہ تعالیٰ بیشمار اور لامتناہی رحمتیں بھیجے اُن شہداء کی روحوں پر جنہوں نے ناموسِ رسالت کے تحفظ میں حیات جاودانی پائی، اور باری تعالیٰ اُن جملہ علماء ومشائخ اور مجاہدین کی قبروں کو اپنے نور سے منور کرے جو قادیانی فتنہ کی ابتداء سے اس لعنت کو ختم کرنے کی کوشش کرتے رہے، بحمد اللہ تعالیٰ اگر قادیانی مسئلہ کے اس قومی حل پر اس کے مضمرات ومقتضیات کی روشنی میں دیانتداری واخلاص سے عمل کیا جائے اور اس کو عملاً روبکار لایا جائے تو یہ حل مسلمانوں کی توقعات کے مطابق قرار دیا جاسکتا ہے، لیکن یہ حل ہنوز ایک آئینی فیصلہ وتدبیر ہے، قانون کتنا ہی اچھا اور درست کیوں نہ ہو جب تک اس پر عمل نہ کیا جائے اُس کی ثمرات سے متمتع نہیں ہوا جاسکتا، اس لیے ضرورت ہے کہ موجودہ فیصلہ کو الفاظ ومعنی اور اس کی آئینی روح کے مطابق عملی جامہ پہنایا جائے، اور اس ضمن میں حکومتِ وقت کی ذمہ داری ہے کہ کم ازکم مندرجہ ذیل باتوں پر فوری عملدرآمد کیا جائے۔

(۱): پاکستان کی نظریاتی مسلم مملکت کے جملہ اہم عہدوں سے قادیانیوں کو فوراً برطرف کیا جائے۔

(۲): عام سرکاری ملازمتوں ان کا کوٹہ ان کی آبادی کے مطابق مقرر کیا جائے اور گذشتہ ۲۷ سالوں میں انہوں نے جس قدر ملازمتوں پر اپنے حصہ رسدی سے زیادہ مسلمانوں کے حق پر قبضہ کر رکھا ہے جب تک ان کے حصہ رسدی کے مطابق نہیں ہو جاتا اس وقت تک مزید بھرتی روک دی جائے۔

(۳): ربوہ کی مستقل حیثیت کو ختم کر کے اسے کھلا شہر عملاً بنا دیا جائے اور وہاں عام مسلمانوں کو آباد کرنے کا بندوبست کیا جائے۔

(۴): فرقان رجمنٹ اور قادیانیوں کی دیگر فوجی ونیم فوجی تنظیموں کو فوراً ختم کیا

جائے۔

(۵): ان کے لٹریچر کی جملہ کتابوں، رسائل اور عبارات کو ضبط کیا جائے اور ان کی اشاعت پر پابندی لگائی جائے جن میں انبیاء علیہم السلام اور شعائرِ اسلام کی ہتک کی گئی ہے یا قرآن کے الفاظ و معنی میں تحریف یا ختمِ نبوت کی من مانی تشریح کی گئی ہو۔

(۶): نیشنل اسمبلی کی قادیانی مسئلہ پر کاروائی کو منضبط کر کے شائع کیا جائے۔ خصوصاً اسمبلی کی قرار داد کا ضمیمہ ''ملت اسلامیہ کا مؤقف'' کتاب کو سرکاری طور پر عربی، انگریزی اور اردو میں شائع کر کے منیر رپورٹ کی طرح تمام دنیا میں پھیلایا جائے اور سفارتخانوں میں ان کی نقول بھیجی جائیں تا کہ فیصلہ کی حقانیت عالم پر ظاہر ہو۔

(۷): قادیانیوں کا اندراج مردم شماری، شناختی کارڈوں، پاسپورٹوں، ملازمت اور دیگر جملہ سرکاری کاغذات میں جہاں مذہب کا خانہ ہو، غیر مسلم کی حیثیت سے کیا جائے۔ اگر اس سلسلہ میں وہ غلط بیانی سے کام لیں اور بعد از تحقیق اس کا غلط ہونا ثابت ہو جائے تو اسے قابلِ سزا جرم قرار دیا جائے جو پاسپورٹ کی دائمی ضبطی اور ملازمت سے اخراج وغیرہ کی صورت میں ہو۔

(۸): قادیانیوں کو مسلمانوں کی مسلمہ شرعی اور دینی اصطلاحات کے استعمال کرنے سے روک دیا جائے، ان کی عبادت گاہوں کو مسجد کی بجائے قادیانی معبد یا کسی اور نام سے پکارا جائے، اسی طرح ان کے ذبیحہ اور شادی بیاہ وغیرہ اور جملہ اسلامی احکام جو کفار کے بارے میں ہیں ان پر نافذ کیے جائیں، ذمیوں کی حیثیت سے اگر وہ اپنے کو غیر مسلم اور وفادار شہری کے طور پر رہنا چاہیں تو اُن کے ان حقوق کی حفاظت کی جائے جو شریعت اسلامیہ میں ذمیوں اور غیر مسلموں کے لیے طے کیے گئے ہیں، اور اگر وہ اس حیثیت سے انکار کریں اور اپنے کو پہلے کی طرح مسلمان سمجھ کر مراعات حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہیں تو ان کا اقتصادی اور معاشرتی مقاطعہ کیا جائے۔

(۹): دنیا میں باطل عموماً ملک و مال کے سایہ میں یا زن، زر، زمین کے لالچ میں

پھیلتا ہے یا غلط فہمی اور دجل وفریب سے سادہ لوح اشخاص کو اپنے دام تزویر میں پھنسا لیتا ہے۔ ''قادیانیت'' بھی دجل وفریب کا مرقع، تحریف وتلمیع اور ابلہ فریبی اور دسیسہ کاری کا پلندہ ہے جو انگریزی استعمار اور دنیاوی حرص وآز میں پیدا ہوئی اور پھلی پھولی۔ ظاہر ہے کہ بہت سے دنیا پرست یا سادح لوح دنیاوی محبت یا تحریف کے دھوکہ میں آ کر اس لعنت کا شکار ہو گئے ہوں گے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پوری جگر سوزی اور توجہ سے ان لوگوں کو دینِ خالص اور اصل اسلام کی دعوت دی جائے اور پھر سے ان کو خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین میں داخل کیا جائے تا کہ وہ اپنی گذشتہ غلط زندگی سے تائب ہو کر تلافی مافات کر سکیں۔ اندرونِ ملک کے علاوہ غیر ممالک خصوصاً افریقہ ویورپ اور امریکہ کے ممالک میں جو سادہ لوح لوگ ''قادیانیت'' کو اسلام سمجھ کر گمراہ ہوئے ہیں انہیں صحیح اسلام سے روشناس کرانا اور اس فریب اور مغالطہ سے انہیں بچانا ہم سب مسلمانوں کا فرض ہے۔ اس سلسلے میں وفود، لٹریچر، حکومتی اور عام سطح پر جملہ تدابیر کو بروئے کار لایا جائے۔ اس بارے میں سفارتخانوں سے قادیانی عملہ کی تبدیلی ایک خوش آئند عمل ہو گا۔

خیر یہ تو سادہ لوح، گم کردہ راہ قادیانیوں کی بات ہے لیکن ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو ہٹ دھرم اور اپنے غلط عقائد پر رہتے ہوئے اپنے کو ''مسلمان'' سمجھنے اور سمجھانے پر مُصر ہے، اس نے قومی اسمبلی کے فیصلہ کو دل سے قبول نہیں کیا، وہ چوٹ کھائے ہوئے سانپ کی طرح موقع کی تاک میں ہے اور ان کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں سے پاکستان خصوصاً اور مسلمان عموماً امن میں نہیں ہیں، ملت کو ان سے وہی خطرات ہیں جو کسی زمانے میں حسن ابن صباح اور باطنیوں سے مسلمانوں کو تھے۔ گو اسمبلی اور مسلمانوں کے اس متفقہ فیصلہ پر مرزا ناصر احمد اور اس کی اُمت منقارِ زیر پر ہے، اور ۱۴/۱ اکتوبر کے خطبہ جمعہ میں مرزا ناصر نے کہہ دیا ہے کہ ''قادیانی مسئلہ پر قومی اسمبلی کے فیصلہ پر جنوری یا فروری سے پہلے کوئی تبصرہ نہیں کروں گا''۔ نہ معلوم مرزا صاحب کس بات کا انتظار کر رہے ہیں، تاہم مرزا صاحب اور ان

کی امت کی ذہنیت مرزا ناصر کے اس خطبہ جمعہ سے بخوبی واضح ہوجاتی ہے جو آزاد کشمیر اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پر کرتے ہوئے انہوں نے (نام نہاد) مسجدِ اقصیٰ ربوہ میں دیا تھا۔ قادیانی ذہنیت کی عکاسی کے لیے اس پمفلٹ کے بعض اہم و چیدہ اقتباسات کو نقل کرتا ہوں۔ آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد کا تذکرہ کرتے ہوئے مرزا ناصر احمد صاحب کہتے ہیں:

(۱) یعنی یہ کوئی ایسا بل پاس نہیں ہوا کہ اقلیت قرار دیا جائے اور ان کی مذہبی تبلیغ پر پابندی لگائی جائے اور احمدی غیر مسلم اقلیت کی صورت میں نام رجسٹرڈ کراوئیں۔ چنانچہ میں نے آزاد کشمیر سے بعض ذمہ دار آدمیوں کو بلایا۔ اس وقت صحیح صورتحال سامنے نہیں آئی تھی، اگلے دن وہ میرے پاس پہنچ گئے، میں نے کہا دیکھیں ایک بات میں آپ کو بنیادی ہدایت کے طور پر ابھی کہہ دیتا ہوں، اور وہ یہ ہے کہ اگر یہ قرارداد قانون کی صورت میں منظور بھی ہوجائے تو قانون یہ کہتا ہے کہ ہر وہ احمدی جو خود کو غیر مسلم سمجھتا ہے وہ اپنا نام رجسٹرڈ کروائے، ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ ہر احمدی اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے اور خدائے علیم و خبیر کی نگاہ میں بھی مسلمان ہے اس لیے یہ قانون لاگو نہیں ہوتا۔ ایک آدمی جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے وہ غیر مسلم کی حیثیت میں نام کیسے رجسٹرڈ کراوئے گا، اگر وہ ایسا کرے گا تو گویا وہ جھوٹ بول رہا ہوگا اور اسلام نے جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں دی''۔ (پمفلٹ مذکورہ ص ۳)

اس اقتباس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی ذہنیت باوجود اپنے صریح کفر اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کھلی بغاوت کے اپنے آپ کو مسلمان کہنے اور کہلائے جانے پر باوجود قانون کے مُصر رہے گی۔

(۲) آگے چل کر دھمکی کے انداز میں ارشاد ہوتا ہے:

"پس اگر نو یا بارہ آدمیوں نے اس قسم کی قرارداد پاس کر دی تو خدا کی قائم کردہ جماعت پر اس کا کیا اثر ہو سکتا ہے، اس کے نتیجہ میں جو خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں وہ یہ نہیں کہ جماعتِ احمدیہ غیر مسلم بن جائے گی، جس جماعت کو اللہ تعالیٰ مسلمان کہے اُسے کوئی ناسمجھ انسان غیر مسلم قرار دے تو کیا فرق پڑتا ہے اس لیے اس کا فکر نہیں، ہمیں فکر ہے تو اس بات کا کہ اگر یہ خرابی خدانخواستہ انتہاء تک پہنچ گئی تو اس قسم کے فتنہ وفساد کے نتیجہ میں پاکستان قائم نہیں رہے گا۔ اس لیے ہماری دعائیں ہیں، ہماری اور ہمارے اندر حُب الوطنی کا یہ جذبہ موجزن کا کسی قسم کا کوئی بھی فتنہ نہ اٹھے کہ جس سے خود پاکستان کا وجود خطرے میں پڑ جائے۔ آخر فتنہ فساد یہی ہے نا کہ کچھ سر کٹیں گے، کچھ زخمی ہوں گے، کون ہوں گے اور کیا ہوگا، یہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے"۔ (ص:۴، ۵)

مندرجہ بالا عبارت میں خصوصاً خط کشیدہ عبارات کے بین السطور میں جس قسم کی دھمکیاں عیاں ہیں وہ ہر سچے پاکستانی کے لیے لمحۂ فکریہ اور قادیانی سازشی ذہن کی عکاس ہیں جس سے ہر وقت چوکنا رہنا ضروری ہے، بلکہ آگے چل کر اس سے بھی واضح الفاظ میں تعلیل اور مقابلہ کی دعوت ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب آگے چل کر فرماتے ہیں:

(۳): "لیکن جہاں تک جماعتِ احمدیہ کا تعلق ہے تم گیدڑ اپنی کھوہ سے باہر نکل آئے ہو اور سمجھتے ہو کہ تمہارے چیخنے چلانے سے جماعتِ احمدیہ کے افراد ڈر جائیں گے، نہیں ہرگز نہیں ڈریں گے"۔ (ص: ۱۰)

(۴): "آج ان لوگوں کو جو ۱۹۵۳ء کی آڑ میں فتنہ وفساد برپا کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں عاجزانہ طور پر سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں کہ کسی غلط فہمی میں نہ رہنا جماعتِ احمدیہ کے وہ لاکھوں بالغ افراد جو

پاکستان کے باشندے ہیں اُن کو خدا کی راہ میں موت سے ایسا ہی پیار ہے جیسا کہ ایک عاشق اپنے معشوق پر مستانہ اور قربان ہونے کو تیار کھڑا ہوتا ہے.....پس جہاں ہمیں پیار سے لوگوں کے دل جیتنے کا حکم ہے وہاں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے۔ **اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا. (الحج ص ۴۰).** (ص: ۱۱)

(۵)........'' جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں

ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ ازار وترار

تم لومڑی کا لبادہ اوڑھ کر اور گیڈر کا لباس پہنکر نکلتے ہو اور چیختے اور چنگھاڑتے ہو کہ ہم مرعوب ہو جائیں گے۔ ہمیں تو خدا تعالیٰ نے شیر کی جرأت سے بڑھ کر جرأت عطا فرمائی ہے، ہمیں اللہ تعالیٰ نے شیر کے رعب سے زیادہ رعب عطا فرمایا ہے، شیر کی دھاڑ سے میلوں تک بزدل جانور کانپ اٹھتے ہیں، ہمیں تو یہ وعدہ دیا گیا۔ **نصرت بالرعب میسر شهر''.** (ص: ۱۳)

(۶)......''ہم تو ساری دنیا سے نہیں ڈرتے، جب انگریز سمجھتا تھا کہ اس کی دولتِ مشترکہ پر سورج غروب نہیں ہوتا، اُس وقت اس نے احرار کے ساتھ گٹھ جوڑ کیا، [چہ دلاورست دُزدے۔ ناقل] اُس وقت بھی ہم نہیں ڈرے نہ ہمیں کوئی نقصان پہنچا، اب جب کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے حالات بدل گئے ہیں اور احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا، ہم نے خدا تعالیٰ کے عظیم الشان نشان دیکھ لیے، اب ہم اللہ کے سوا کسی اور سے بھلا کیوں ڈریں گے؟.....ہم انوار میں رہنے والے ظلمات میں چیخنے والے گیدڑوں (یعنی مسلمان۔ اشرف) سے بھلا کیسے ڈر سکتے ہیں''؟ (ص: ۱۳)

(۷)...."جماعت احمدیہ کو قربانیاں دینی پڑیں گی، بعض افراد کو شاید جان کی قربانی دینی پڑے، بعض کو مال کی قربانی دینی پڑے، یہ تو ضرور ہوگا، لیکن جس مقصد کے لئے جماعت کو پیدا کیا گیا ہے، اس مقصد میں ان شاء اللہ ناکامی نہیں ہوگی"۔

مرزا ناصر احمد صاحب کی یہ پیشگوئیاں مرزا غلام احمد صاحب کی محمدی بیگم کی پیشینگوئی کی طرح پوری ہوتی ہیں یا نہیں لیکن ان تحریروں سے ایک بات واضح ہوجاتی ہے کہ مرزا ناصر صاحب کھلے بندوں "ھل من بارز" اور جنگ اور مقابلہ کی دعوت دے رہے ہیں، انہیں یہ ہرگز گوارا اور منظور نہیں کہ ان کے کفر کو کفر کہا جائے اور ان کے اسلام سے اخراج وبغاوت کا کھلے بندوں اظہار کیا جائے اور جن دنیاوی مصلحتوں، طالع آزما، مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں، سازشوں اور غیر ملکی استعمار کا ایجنٹ بننے کے لئے انہوں نے منافقین کی طرح نام نہاد اسلام اور مسلمانی کا جامہ اوڑھ رکھا ہے اُس کی پردہ دری کی جائے اور ان کی جو اصل حقیقت ہے اس کو دنیا پر آشکارا کیا جائے۔ غرض مرزا ناصر احمد اور اس کی ملت کبھی بھی خوشدلی سے قومی اسمبلی کے فیصلہ کو نہیں مانے گی۔ ان سے خطرات کھلے اور واضح ہیں، یہاں تک کہ پاکستان کی سالمیّت کے بارے میں بھی وہ دھمکیاں اور گیدڑ بھبکیاں دے رہے ہیں، اس لیے عام مسلمانوں اور حکومت کو پہلے سے زیادہ ان کی نگرانی اور ان کی نقل وحرکت کی نگہداشت کرنی چاہیے، مبادا کہ وہ سرگودھا جیسے حالات پیدا کر کے پورے ملک کو آگ وخون میں نہ جھونک دیں۔

مندرجہ بالا سرسری گذراشات سے یہ بات ظاہر ہے کہ گو قومی اسمبلی کا فیصلہ ایک عمدہ اور اچھا حل ہے لیکن ابھی یہ پہلا قدم ہے، ابھی ملتِ مسلمہ کو بے فکر ہو کر قادیانی فتنہ سے غافل نہیں ہونا چاہیے بلکہ ملک وبیرون ملک دعوتی، دینی، سیاسی ومعاشرتی غرض ہر میدان میں پورے حزم واحتیاط، ہوش وضبط سے ان کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ حتی لاتکون فتنة ویکون الدین کله لله. کا امر الٰہی ظاہراً وباطناً پورا ہوجائے اور انگریزی استعمار کا یہ خود

کاشتہ پودا ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے۔

آخر میں مجلس تحفظِ ختمِ نبوت اور اس کے امیر مخدومی الاستاذ علامہ سید محمد یوسف بنوری مدظلہٗ اور مجلس کے دوسرے راہنماؤں اور ان جملہ جماعتوں کو جنہوں نے اس دینی فریضہ اور فخرِ موجودات سید الکائنات خاتم النبیین حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناموس کے لیے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا، مخلصانہ مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان کا نظم وضبط، اتحاد، صبر وہوش اور فراست وہمت اس فیصلہ پر پہنچنے کا ذریعہ بنا۔ ہمارے لیے ۲۲ جماعتوں کا اتحاد ہی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ وفیض ہے۔ دشمن کھلے اور چھپے حربے استعمال کر کے اس اتحاد میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کرے گا۔ کاش! تمام فروعی اختلافات کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم اسی طرح سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح متحد رہ سکیں تا کہ اس جہد وجہاد کے جملہ مقاصد پورے اور اس کے ثمرات ظاہر ہو سکیں بلکہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا کام اس وقت تک ختم نہیں ہوتا جب تک خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ''خاتم الشرائع'' کا من وعن نفاذ واجراء پورے ملک بلکہ تمام دنیا میں نہیں کرالیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بزرگوں اور عام مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ پہلے سے بھی بڑھ کر اتحاد ونظم وضبط، یقین وہوش سے اپنی جملہ ذمہ داریوں کو پورا کر سکیں اور حضور خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کے فیض سے پورے عالم کو بقعہ نور بنا سکیں۔ آمین

مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مہتمم نجم المدارس کلاچی:

مکرم ومحترم وفقکم اللہ تعالیٰ لما یحبہ ویرضاہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

سوالنامہ اور پھر مکرر یاد دہانی موجبِ ممنونیت ہے۔ جواباً گذارش ہے کہ مجھے اپنی زندگی میں اسلام کے بعد کسی چیز سے بھی شاید اتنی خوشی نہ ہوئی ہو جتنی ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے ایمانی، روحانی اور تاریخی فیصلہ کے اس اعلان سے ہوئی۔ فما فرحت بشیء بعد الاسلام فرحی بھذا الاعلان، اس لیے کہ:

(الف) اس میں مسلمانوں کی شاندار کامیابی اور ارتداد ومرزائیت کی ذلیل ترین

شکست تھی۔

(ب) اس لیے کہ پاکستان کی تاریخ میں کسی ایمانی اور اسلامی مطالبہ میں ایسی صریح اور واضح کامیابی کی مثال موجود نہیں تھی۔

(ج) ماحول کو دیکھتے ہوئے اور خود اپنی اور قوم کے ماظہر منہا و ماطن معاصی، مظالم اور آثام کی تاریکیوں میں کبھی اپنے گناہ بھرے کانوں کو اور نہ ہی معاصی آلود آنکھوں کو اس قابل سمجھا کہ وہ عزتِ دین کی ایسی سامع نواز خبر سُن سکیں گے یا اعزاز اسلام کا ایسا پُر لطف منظر دیکھ سکیں گے۔ سبحان الحی القیوم۔

(د) اور خاص طور پر اس لیے کہ اگر فیصلہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اس کے برعکس ہوتا تو ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں دین سے ناواقف لکھے پڑھے پاکستان کا ایمان متزلزل ہو جاتا، وہ قادیانیوں اور لاہوریوں کے کفر وارتداد میں متردد ہوتے اور دنیوی نقصانات سے بچنے کی خاطر حکومت کی ہاں میں ہاں ملا دیتے اور دنیا بھر کے علماء وفضلاء کے اجماع کے خلاف مرزائیوں کو مسلمان کہنے کی ناروا جسارت کرتے اور اپنا ایمان کھو بیٹھتے، الحمد للہ ثم الحمد للہ اس فیصلہ سے سب کے ایمان بچ گئے۔

اللہ والوں کے روحانی تصرفات، مجاہد اور باریک بین علماء کی شب وروز کی تگ و دود اور مُخلص مسلمانوں کی پُرسوز آہوں اور مخلصانہ دعاؤں سے الحمد للہ کہ عام رجحان کے علی الرغم کایا پلٹ گئی اور یکدم پلٹ گئی اور غیر متوقع طور پر مسلمانوں کی مدتوں کی آرزو پوری ہوگئی۔

شکر اللہ ہرآں چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد وپس از پردۂ تقدیر پدید

ونعوذ باللہ من الحور بعد الکور ۔

الٰہی چوں عزیزم کردی امروز
مکن فردا بہ پیش خلق خوارم

دوسرا سوال:

آپ کا دوسرا سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کی ذمہ داری اس فیصلہ پر ختم ہوگئی ہے یا اس فتنہ کے مہلک اثرات کا تعاقب اور احتساب جاری رکھنا ہوگا؟

جواباً عرض ہے کہ یہ فیصلہ تو قبولِ اسلام کا اعلان ہے، اس پر اگر استقامت نہ ہوئی اور اس کے تقاضوں کو پورا نہ کیا گیا بلکہ اس میں تاخیر ہوئی تو اس کا حشر بھی وہی ہوگا جو پاکستان بنا دینے کے بعد نظریہ پاکستان سے تغافل کا ہوا کہ خود پاکستان کو دھکا لگا اور اُسے دو نیم ہونا پڑا، یہاں اس غلطی کا اعادہ کیا گیا تو یہ فیصلہ بھی مسلمانوں کے حق میں مفید ہونے کی بجائے معاذ اللہ اُلٹا ارتداد کے لیے زمین راہ ہموار کرنے کا باعث بنے گا۔ **لا قدر ھا اللہ.**

اس سلسلہ میں چند تجاویز پیش خدمت ہیں:

تجویز نمبر ا فیصلہ کے تقاضوں کو بروئے کار لایا جائے: میری مراد اس فیصلہ کے تقاضوں سے یہ ہے کہ اب فوری طور سے حکومتی سطح پر:

(۱) ان نا مسلموں کو کلیدی آسامیوں سے ہٹایا جائے۔

(۲) ان کے اوقاف حکومت کے قبضے میں لے لیے جائیں۔

(۳) ان کے اسلامی نام انجمن حمایتِ اسلام وغیرہ قانوناً ممنوع قرار دیئے جائیں۔ ایک غیر مسلم کا اسلام کی حمایت کے نام سے کام کرنا پَرلے درجہ کا دجل نہیں تو اور کیا ہے؟

(۴) اسلامی شعائر از قسم اذان، مسجد وغیرہ کا استعمال یہ غیر مسلم ہرگز نہ کرسکیں۔

(۵) اور ان کی نیم فوجی تنظیمیں بلا کسی تاخیر کے قانوناً ممنوع قرار دی جائیں۔

ان تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے مسلمانوں کا وہی اتحاد برقرار رہنا از حد ضروری ہے جو ۲۹ رمئی تا ۷ ستمبر رہا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اس کی تقطیع کا کام شروع ہو چکا ہے، شیعہ نصاب الگ کرنے کے لیے شیعہ ایجی ٹیشن کی دھمکیاں اس کا پہلا زینہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ نہ معلوم زیرِ زمین کیا کیا ہو رہا ہوگا، ۱۹۵۳ء کے بعد دیوبندی بریلوی اتحاد کو

کس طرح پارہ پارہ کر کے قوم کو لڑایا گیا۔

تجویز نمبر۲ عمل کے اجتماعات مسلسل ہوتے رہیں: میرے نزدیک اس کے لیے مجلسِ عمل کو برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ ظاہری طور پر مسلسل اس کے اجتماعات ہوتے رہیں اور اکابرینِ مجلس عمل اپنی روحانی توجہات اور تصرفات میں کمی نہ آنے دیں اس کے بغیر جذباتی قوم میں اس اتحاد کو برقرار رکھنا ناممکن ہے۔ **والامر بید اللہ تعالی.**

تجویز نمبر۳ پاکستان کی خارجہ پالیسی آزاد ہو: ان تمام تقاضوں کو پورا کرنے کے باوجود بھی ان مرتدین کے سیاسی ناخدا ان کی پشت پناہی کرتے رہیں گے اور انہیں پاکستان اور پورے عالمِ اسلام کو خراب کرنے کے لیے استعمال کرتے رہیں گے، اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان اور پورے عالمِ اسلام کی خارجہ پالیسی آزاد ہو اور حقیقتاً آزاد ہو۔ کیا آج اس حقیقت سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ جو ممالک بھی مغربی ممالک کے تسلط سے آزاد ہیں، جو سلطنتیں امریکی بلاک کے زیردست نہیں ہیں کیا ان میں بھی مرزائیت کوئی مسئلہ ہے؟ آزاد خارجہ پالیسی اپنانے سے ملک اپنے پاؤں پر کھڑا ہوگا اور یہ فتنہ اپنی موت آپ مر جائے گا۔

تجویز نمبر۴ تبلیغی طور پر: مرزائے قادیانی کی ننگِ انسانیت زندگی کو خاص طور پر تعلیم یافتہ طبقہ میں ننگا کیا جائے۔

تجویز نمبر۵: عربی مدارس میں اور نہیں تو بلا کسی تاخیر کے القادیانی والقادیانیۃ قسم کی کتابوں کو داخلِ نصاب کیا جائے، کم از کم وفاق المدارس کے امتحان میں اس کا امتحان لازمی ہو، تقابلِ ادیان کے نام سے وفاق کے امتحان میں ایک پرچہ کا اضافہ ہو، اور جب تک کوئی مستقل کتاب اس عنوان پر شائع ہو کر شریکِ نصاب نہیں کر لی جاتی جس میں مرزائیت، سبائیت اباحیت اور اسلام کے معاشی، اقتصادی اور سیاسی نظام کے منہ آنے والے نظاموں کی اصطلاحات کو منقح کیا گیا ہو، ان کے دلائل بیان کر کے عقل ونقل سے ان کے تار و پود نہ بکھیرے گئے ہوں، اُس وقت تک صرف اسی کتاب (القادیانی والقادیانیۃ)

کے امتحان پر اکتفاء ہو۔ اصحاب خیر سے اپیل کی جائے کہ اس کتاب کے حسبِ ضرورت نسخے وفاق المدارس سے منسلک درجہ علیا کے مدارس کو مفت مہیا کریں اور مدارس کے ارباب اہتمام سے اپیل کریں کہ طلباء دورۂ حدیث شریف کو یہ کتاب یا اس کا خلاصہ پڑھا دیا جائے۔

اس طرح تحفظ ختمِ نبوت اور تحفظِ اسلام و آئین و نظامہائے اسلام کا کام پورے مُلک میں پھیل کر حفاظت عقائدِ حقہ کا ذریعہ بنے گا اور وقتی نہیں ان شاء اللہ صدقہ جاریہ اور دائمی ہوگا۔ **والامر بید اللّٰہ۔ (۱۸ شوال ۱۳۹۴ھج)**

حضرت مولانا امین احسن اصلاحی ایڈیٹر ماہنامہ میثاق لاہور:

مکرمی زادلطفہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

افسوس ہے کہ آپ کا سوالنامہ مجھے بڑی تاخیر سے موصول ہوا، اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اب لاہور سے نقل مکان کرکے شیخوپورہ کے ایک دیہات میں آگیا ہوا اور آپ نے گرامی نامہ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا، کل ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ملنے آئے تو وہ سوال نامہ ساتھ لائے۔

قادیانی مسئلہ سے متعلق میری رائے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے رسالہ میثاق میں شائع کردی ہے، میرے نزدیک قادیانی، اقلیت کے حقوق کے سزاوار تو نہیں تھے۔ لیکن ہمارے ملک میں چونکہ شرعی قوانین نافذ نہیں ہیں اس وجہ سے بالفعل مسئلہ کا ممکن حل یہی تھا، یہ نرم سے نرم سلوک ہے جو ان کے ساتھ کیا گیا ہے، اگر قادیانیوں نے اس کی قدر کی تو وہ اپنے لیے اس ملک میں امن کی زندگی کی گنجائش پیدا کرلیں گے اور اگر اس رعایت سے انہوں نے غلط فائدے اٹھانے کی کوشش کی تو اس کے نتائج نہایت خطرناک ہوسکتے ہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ قادیانی اس رعایت سے غلط فائدے اٹھانے کی کوشش کریں گے، اور خاصا اندیشہ اس امر کا بھی موجود ہے کہ بعض غلط اندیش لوگ اقلیت کے نام پر ان کی سرپرستی کریں۔ ان خطروں کے سدِ باب کی واحد شکل یہی ہے کہ مسلمان برابر بیدار رہیں، اگر

مسلمانوں نے اس معاملے میں غفلت اور سستی کی تو اب قادیانیوں کو جو قانونی تحفظ حاصل ہو گیا ہے اُس کی آڑ میں ہمارے مذہب اور ملک دونوں کو پہلے کی نسبت زیادہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔[۱۰ نومبر ۱۹۷۴ء]

مولانا محمد طاسین صاحب ناظم مجلس علمی کراچی:

عزیز محترم و صدیقِ مکرم زادکم اللہ لطفاً و عنایۃً۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ!

شکر الٰہی کے جذبہ سے معمور دل سے اس نمایاں اور خاطر خواہ کامیابی پر ہدیۂ تبریک وتہنیت پیش کرتا ہوں جو قادیانی مسئلہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے علمائے حق کو عطا فرمائی ہے، آپ اس تبریک وتہنیت کے اس وجہ سے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ نے اس میدان میں ہر طریقہ سے غیر معمولی جدوجہد فرمائی ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ اس مبارک مہم کے دورِ تازہ کا آغاز آپ کی ان جرأت مندانہ تحریروں سے ہوا ہے جو کچھ عرصہ پہلے ماہنامہ الحق منظرِ عام پر آئیں جبکہ ہر طرف عام طور پر سکوت تھا۔ **بارک اللہ لکم وفیکم وشکر مساعیکم.**

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم کامیابی کو ہماری مستقبل کی بیشمار کامیابیوں کا ذریعہ بنائے اور ہمارا یہ ملک حقیقی اور عملی طور پر دار الاسلام بنے اور دنیا اس کی تقلید اور پیروی پر مجبور ہو۔

سوال نمبر ا کے متعلق میرا جواب یہ ہے کہ قادیانی مسئلہ میں جن حالات کے اندر جس طریقہ سے جو کچھ بھی فیصلہ ہوا ہے میں سمجھتا ہوں یہ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا خاص اور عظیم فضل ہوا ہے۔ اس سے ایک طرف تو اس فتنہ کے سر پر کاری ضرب لگی اور اس کے انقلابی عزائم ملیامیٹ ہو گئے جو آگے چل کر بہت بڑی تباہی و بربادی کا موجب بنتے اور دوسری طرف اس وقت مسلمان ایک بہت بڑے خون خرابے سے بچ گئے جس سے بے اندازہ جانی و مالی نقصان پہنچتا، لہٰذا اس پر اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر کیا جائے کم ہوگا۔

سوال نمبر ۲ کے بارہ میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ قادیانی فتنہ کے جو اثرات پاکستان کے

اندر اور باہر پھیلے ہوئے ہیں اُن کو مٹانے اور زائل کرنے کے لیے مختلف علمی و عملی طریقوں سے بڑے پیمانہ پر منظّم اور مسلسل کام کرنے کی ضرورت ہے، اجتماعی صلاح ومشورہ سے ایسے طریقے سوچے اور معلوم کیے جائیں جو اس کے لیے مفید اور مؤثر ثابت ہوسکتے ہیں اور جن کو اختیار کرنے سے مذکورہ اثرات کا ازالہ اور خاتمہ ہوسکتا ہے۔ بہر حال کسی فتنے کے اثرات کو مٹانے اور ختم کرنے کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ فتنے کے وجود کے اسباب جو ہیں ان کو صحیح طور پر سمجھا جائے اور پھر یہ دیکھا جائے کہ ان اسباب کو کیسے دور کیا جا سکتا ہے، کیونکہ ان کے ازالہ کے بغیر نہ فتنہ مٹ سکتا ہے اور نہ اس کے اثرات ختم ہوسکتے ہیں۔

سوال نمبر۳ کے متعلق میری حتمی اور قطعی رائے یہ ہے کہ قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا جو فیصلہ کیا ہے، یہ فیصلہ چونکہ اصل مقصد نہیں بلکہ اصل مقصد کا ایک ذریعہ ہے، لہٰذا جب تک اصل مقصد حاصل نہیں ہو جاتا مسلمانوں کی ذمہ داری ختم نہیں ہوتی۔ اصل مقصد میں سمجھتا ہوں یہ ہونا چاہیے کہ پاکستان میں کوئی ایسی آواز اور کوئی ایسی تحریر باقی نہ رہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص کسی بھی معنی میں نبی و رسول ہے پھر جب کہ اس کے لیے اسلام اور قرآن وحدیث کو بھی استعمال کیا جاتا ہو۔ اس کے بعد اگلی منزل یہ ہونی چاہیے کہ مسلمانوں کے اندر سے شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا باقی سب غیر اسلامی قوانین ختم ہو جائیں اور ان پر صرف شریعتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حکمرانی ہو جو اللہ تعالیٰ کے آخری نبی نے آخری طور پر پیش فرمائی ہے، کیونکہ عقیدہ ختمِ نبوت کا لازمی تقاضا یہی ہے کہ مسلمان صرف شریعتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی زندگی کا دستورِ حیات اور لائحہ عمل بنائیں اور اس کے سوا باقی ہر قانون کو ٹھکرا دیں۔

سوال نمبر۴ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں کیا آئینی ذرائع اور کیا علمی و عملی طریقے اختیار کرنے چاہئیں؟ اس کا جواب کافی تفصیل طلب ہے اور خاصا مشکل بھی، لہٰذا میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ دینی اور دنیوی علوم کی سوجھ بوجھ رکھنے والے کچھ حضرات ایک

جگہ جمع ہوں اور تمام پہلوؤں پر سوچ بچار اور غور وفکر کے بعد باہمی مشورہ سے یہ طے کریں کہ آج جن ذہنی وخارجی اور اندرونی وبیرونی حالات سے ہم دوچار ہیں ان میں مذکورہ مقصد کے لیے کیا طریقِ کار زیادہ مفید اور موٴثر ثابت ہوسکتا ہے جس کو آج عملاً اختیار کیا جائے۔

بہر حال اس کے لیے جو بھی طریقِ کار طے کیا جائے اس میں اس ردِ عمل کو ضرور ملحوظ رکھا جائے جو اس کے نتیجہ میں ظاہر ہوسکتا ہے، اندرونِ پاکستان بھی اور بیرونِ پاکستان بھی، تاکہ نقصان کم سے کم اور فائدہ زیادہ سے زیادہ حاصل ہوسکے۔ اندھی جذباتیت اور انتہاء پسندی سے بچنا بہر حال مفید رہے گا، جہاں تک ہوسکے عقل وشعور اور اعتدال پسندی سے کام لیا جائے۔ **اللّٰهم وفقنا لما تحب وترضیٰ.**

حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب زروبوی صدر المدرسین دار العلوم حقانیہ:

انگریزوں کے زمانے میں قادیانی مسئلہ کا حل نہایت مشکل تھا کیونکہ انگریزوں نے خود اس جماعت کو اپنے اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لیے پیدا کیا تھا، گذشتہ زمانہ میں بھی وہ ان کی سرپرستی کررہے تھے اور اب بھی کررہے ہیں۔ تو انگریزی حکومت سے قادیانیوں کے خلاف اقلیت اور کفر کا فیصلہ ان کے مقاصد کے خلاف تھا، اگرچہ جزوی طور پر بعض عدالتوں میں ان کو ملتِ مسلمہ سے خارج قرار دیا گیا تھا اور ان کے بارہ میں فسخِ نکاح کا فیصلہ کیا گیا تھا۔

پھر جبکہ انگریز ملک چھوڑنے لگا اور پاکستان کا نظریہ ظہور میں آیا تو چونکہ یہ نظریہ دو قومیت پر مبنی تھا اور متحدہ ہندوستان کی تقسیم کا دارومدار بھی اکثریت اور اقلیت قرار دیا گیا تو کچھ لوگوں نے جن میں مسلم لیگی پیش پیش تھے، قادیانیوں کو شاید ملکی مفاد کی خاطر غیر مسلم (ہندو سکھ وغیرہ) کے مقابل شمار کیا، باوجود اس کے کہ سر ظفر اللہ نے واضح طور پر اعلان کیا تھا کہ احمدی جماعت ان لوگوں کو کافر سمجھتی ہے جو مرزا کی نبوت سے انکار کررہے ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ متعارف مسلمان نہیں ہیں، اور خود مرزائیوں نے ایک تیسری قوم کی

حیثیت سے الگ ریاست حاصل کرنے کی سعی کی، اگرچہ اس وقت بعض لیڈر اور اسلام کے بہی خواہ تنبیہ کر چکے تھے کہ احمدی جماعت اسلام سے خارج ہے ان کو مسلمانوں میں شامل کرنا ملک وملت دونوں کے لیے سخت مُضر ہے لیکن افسوس کہ ان کی آواز کو نظر انداز کر دیا گیا، مگر واقعات نے ظاہر کر دیا کہ وہ لوگ حق بجانب تھے۔

اب بھی وہی لوگ تحریک ختم نبوت کے خلاف رہے جنہوں نے ان کو مسلمانوں میں شامل کیا تھا اور اس مسئلہ کو سیاسی مسئلہ کہہ کر مسلمانوں کے خیالات کو بدلنا چاہا، یہ لوگ حتی الامکان اس تحریک کو ناکام بنانا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں نے ۲۵ سال تک برسر اقتدار رہتے ہوئے انگریز کے اس خود کاشتہ پودے اور مارِ آستین کی پوری حفاظت کی۔ عام مسلمان چونکہ یہ دیکھتے ہیں کہ مرزائی جماعت والے صوم وصلاۃ کے پابند ہیں اور مرزائی مذہب کے اصول وفروع میں قرآنی نصوص اور احادیث کے بعد التحریف استدلال کرتے ہیں مگر یہ تحریفات اور عقائد میں رد وبدل چونکہ عامیانہ فہم سے بالاتر ہے لہٰذا عوام ان کو ان کے ظاہری اعمال کی بناء پر امت میں شامل سمجھتے تھے اور ان کے خلاف تکفیر کا فتویٰ مولویانہ ضد یا احمقانہ سیاست جانتے تھے۔

الحمدللہ کہ قومی اسمبلی نے کافی غور وتامل کے بعد اس مسئلہ کا ایسا صحیح حل پیش کیا کہ ایک طرف تو دنیا کے مسلمانوں کے شکریہ کے مستحق ہوئے اور ختمِ نبوت کے ساتھ صحیح شغف اور سرور کائنات کے ساتھ قلبی محبت کا ثبوت دیا، اور دوسری طرف ان لوگوں کے خیالاتِ فاسدہ اور شبہات باطلہ کو ختم کر دیا جو کہ اس تحریک کو احمقانہ سیاست اور مولویانہ ہٹ دھرمی یا کفر سازی کا نتیجہ سمجھتے تھے۔

لیکن مرزائی جماعت پہلے سے اسلام اور مسلمانوں کی بدترین دشمن تھی، وہ ایک زمانہ سے یہ خواب دیکھ رہے تھے کہ کسی وقت وہ پاکستان پر قبضہ کر لیں گے اور جو مسلمان یا علماء ان کے خلاف تحریک چلا رہے تھے اور چلا رہے ہیں ان کو بجبر یا لالچ دے کر مرزائی بنائیں گے یا ان کو قتل کریں گے۔ چنانچہ ان معاملات اور بیانات سے واضح ہو چکا ہے۔ اسی خاطر

انہوں نے اعلیٰ فوجی عہدوں پر قبضہ کرلیا ہے۔ برّی، بحری اور ہوائی فوج کے افسروں میں اکثریت ان کی ہے، سول محکموں کے کلیدی مناصب ان کے ہاتھ میں ہیں، بیرونی ممالک میں حکومت کے وسائل سے اپنا مذہبی پرچار کررہے ہیں، مسلمانوں کے خلاف جماعتی اور حکومتی ذرائع استعمال کررہے ہیں، شخصی وسائل اور اثر ورسوخ سے کام لے رہے ہیں۔ ربوہ کا بند شہر ہونا، وہاں ہر قسم کا اسلحہ جمع کرنا، وہاں متوازی حکومت قائم کرنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سارے اموران کے ارادوں کی غمازی کررہے ہیں۔ اب جبکہ ان کے خلاف قومی اسمبلی کا فیصلہ بھی صادر ہوا ہے تو ہر مسلمان کو بہت زیادہ محتاط رہنا ہوگا کہ ان کا جذبہ انتقام اور مسلمانوں کی عدوات کا جذبہ تیز سے تیز تر ہوا ہوگا، حالاتِ حاضرہ اس کے شاہد ہیں پھر بہت سے نام کے مسلمان ان کے ہمدرد بھی ہیں جو کہ ان کی سرگرمیوں کو جائز سمجھتے ہیں۔

تو ایسی صورت میں عام مسلمانوں کا عموماً اور پاکستانی مسلمانوں کا خصوصاً فرض ہے کہ قوم وملک اور دین کی حفاظت کے لیے پہلے سے زیادہ بیدار ہوجائیں اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کریں "**واعدوا لهم ما استطعتم**" پر عمل کریں اور حکومت سے بھی مطالبہ کریں کہ وہ مسلمانوں کا دیرینہ مطالبات پر جلد از جلد عمل کرے اور قوم وملک کو فتنہ سے بچانے کے لیے اپنا فرض ادا کرے۔ **لینصرن الله من ینصرهٗ.**

حضرت مولانا محمد فرید صاحب مفتی ومدرس دارالعلوم حقانیہ:

(۱): قومی اسمبلی کے قادیانی فیصلہ سے اُن کا خارج از اسلام ہونا تمام عوام اور تعلیم یافتہ طبقہ پر روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا، اس سے ان کے حوصلے پست ہوگئے اور مجبوراً اب اپنے ارادوں میں ترمیم کریں گے، اس فیصلہ سے ان کی تبلیغ واشاعت اور عوام کو پھسلانے کے ہتھکنڈے کافی حد تک بیکار اور ختم ہوجائیں گے۔

(۲): یہ مسئلہ اگرچہ کاغذی طور پر حل ہوگیا ہے لیکن عملی طور پر ابھی تک حل طلب ہے۔ کیونکہ قادیانیوں نے ابھی تک اسے تسلیم نہیں کیا۔ تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ حکومت سے اس فیصلے کو عملاً نافذ کرائیں ورنہ دنیا اور آخرت میں انتقام کے خطرات درپیش

ہیں۔

(۳): قادیانیوں کے اثرات ختم کرنے کے لیے مناسب یہ ہے کہ اس فیصلہ کی ہر زبان اور ہر حکومت میں اشاعت کی جائے اور ہر مسلمان حکومت ان کو قانونی طور پر غیر مسلم قرار دے اور اسلامی ممالک کے مشترکہ وفود غیر مسلم حکومتوں کو خبردار کریں اور انہیں مسلمانوں سے جداگانہ حقوق دینے کا مطالبہ کریں۔

حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ ہفت روزہ خدام الدین لاہور:

مکرمی ومحترمی! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

امید ہے مزاج بخیر ہوگا۔ گرامی نامہ موصول ہوا لیکن افسوس کہ بے پناہ مصروفیات کی وجہ سے آپ کی خواہش کے مطابق فوری جواب نہ دے سکا، امید ہے معذرت قبول فرمائیں گے۔ آپ کے سوالات کے جوابات کافی تفصیل طلب ہیں تاہم آپ کے اصرار اور تقاضے کے پیشِ نظر فوری طور پر مختصر جوابات تحریر کر رہا ہوں:

آپ کا پہلا سوال یہ ہے کہ قادیانی مسئلہ کے اس حل پر آپ کے احساسات وجذبات اور تاثرات کیا ہیں؟

(۱): ایک مسلمان کی حیثیت سے پاکستان کی نیشنل اسمبلی کے اس فیصلے پر مجھے اسی طرح خوشی اور مسرت ہوئی ہے جس طرح تمام عالمِ اسلام کے مسلمانوں کو ہوئی ہے، لیکن میں کسی خوش فہمی یا غلط فہمی کا شکار بھی نہیں ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تو ہمارے کام کی ابتداء ہوئی ہے اور عالمِ اسلام کے مسلمانوں کو عموماً اور پاکستان کے مسلمانوں کو خصوصاً اب بھی اُسی اتحاد و یکجہتی کی ضرورت ہے جس کا عملی مظاہرہ انہوں نے تحریکِ ختم نبوت کے دوران کیا ہے۔

میری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ ہمیں جو تھوڑی بہت کامیابی حاصل ہوئی ہے وہ ملتِ اسلامیہ کے اتحاد، اجتماعی فکر، بے لوث اور پُر خلوص جدوجہد، ہر اُس پائیدار لگن اور مشترکہ پلیٹ فارم کی رہینِ منت ہے۔ اگر خدانخواستہ ہم نے ان میں سے کسی ایک چیز کو بھی

نظر انداز کر دیا تو ہمارا انتہائی خطرناک اور عیار دشمن اس سے فائدہ اٹھا کر ہمارے عظیم اسلاف کی عظیم قربانیوں، ہماری بے مایہ کوششوں اور مجاہدینِ ختمِ نبوت کے خونِ شہادت کو بے نتیجہ بنانے کی کوشش کرے گا۔

(۲): میرا خیال ہے کہ قادیانی فتنہ کے ''دینی'' یا سیاسی اثرات عالمگیر نہیں، لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہماری غفلت شعاری کی بدولت قادیانیوں نے بعض ممالک میں کامیابیاں بھی حاصل کی ہیں، لیکن پاکستان کی قومی اسمبلی کے تاریخ ساز فیصلہ کے بعد اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک ان کی کمر ٹوٹ گئی ہے، مگر ابھی ضربِ صدیقی کی شدید ضرورت ہے تا کہ ان کی رہی سہی قوت کو بھی توڑا جا سکے۔

(۳): مسلمانوں کی ذمہ داری کسی فتنہ کی عارضی اور وقتی بیخ کنی تک محدود نہیں، جب تک فتنہ مکمل طور پر ختم نہ ہو جائے اس وقت تک لگن وایثار، کوشش وسعی اور اتحادِ فکر وعمل کی انتہائی ضرورت ہے، ذمہ داری اس وقت تک ختم نہیں ہوتی جب تک فتنہ کا کچھ بھی نشان باقی ہے بلکہ میں تو کہوں گا کہ اس کے بعد بھی ذمہ داری ختم نہیں ہوتی، کیونکہ مسلمان اسلام کا محافظ ہے اور محافظ کو ہر وقت تیار رہنا چاہیے، خواہ امن ہو یا جنگ، دشمن اور ڈاکو کا پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کب اور کس وقت حملہ کر دے؟ اس لیے ذمہ داری کے ختم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(۴): آپ کے چوتھے سوال کا جواب میرے مذکورہ جوابات کے ضمن میں آ گیا ہے۔

(۵): اب رہا یہ سوال کہ اس کا طریق کار اور لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟ تو گزارش یہ ہے کہ:

نیشنل اسمبلی کے فیصلہ کے بعد ذمہ داریاں عوامی سطح سے بڑھ کر حکومتی سطح تک پھیل جاتی ہیں۔ عوام کا کام یہ ہے کہ وہ پُر امن رہتے ہوئے اس تحریک کو اپنے آخری اور منطقی نتائج تک پہنچانے کے لیے ہر قسم کی مالی، جانی اور زبانی قربانیوں کو جاری رکھیں، علماء وطلباء

اور سیاسی زعماء ستانے کی بجائے کامیابی کے آخری مراحل تک پیش قدمی جاری رکھیں اور حصولِ مقصد کی راہ میں جو رکاوٹیں حائل ہیں ان کو دور کرنے کے لیے اجتماعی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں، اور ان ممالک میں جہاں قادیانی زہر سرایت کر چکا ہے وہاں تبلیغی مشن بھیجے جائیں جو وہاں کے لوگوں کو قادیانی فتنہ کی اسلام دشمن سرگرمیوں اور عالم اسلام کے متعلق خطرناک عزائم سے آگاہ کریں۔

حکومت کو چاہیے کہ وہ سفارتی سطح پر تمام دوست ممالک کو اس خطرناک تحریک کے نتائج و عواقب اور مضمرات سے باخبر کرے اور تمام اسلامی ممالک سے سفارش کرے کہ وہ قادیانیوں کو اپنے ملک میں غیر مسلم اقلیت قرار دیں اور ان کی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھیں۔
اندرونِ ملک حکومت کی سب سے اہم اور پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ اسلام کے نام پر قادیانیوں کی کافرانہ تبلیغ کا سدِ باب کرے، ان کو شعائر اسلامی اور اصطلاحاتِ اسلامی کے استعمال سے روک دے اور ان کے زہریلے اور مہلک لٹریچر کو ضبط کر کے علماء کا ایک بورڈ بنائے جو قادیانیوں کے لٹریچر کے فاسدہ اثرات کو ختم کرنے کے لیے عوام کے لیے اسلامی تعلیمات کا حامل لٹریچر تیار کرے اور اس لٹریچر کو شائع کر کے اندرونِ ملک اور بیرون ملک بھیجا جائے۔
اس کے علاوہ دستور میں جہاں یہ درج ہے کہ ”ایک مسلمان جو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کے مفہوم مندرجہ آئینِ پاکستان دفعہ ۲۶۰ شق ۳ کے خلاف عقیدے کا اعلان کرے یا اس کے خلاف تبلیغ کرے وہ قابل سزا و تعزیر ہوگا“۔ وہاں اس میں لفظ ”ایک مسلمان“ کی جگہ ”جو شخص“ کا لفظ درج کیا جائے، کیونکہ ایک مسلمان کے متعلق تو یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ وہ ایسے لغو اور بیہود عقیدے کا اعلان یا پرچار کرے گا! ”جو شخص“ کا لفظ چونکہ عام ہے اس لیے اس کی موجودگی میں اگر کوئی مدعی اسلام یا کوئی جدید مرشد ایسا کرے گا تو وہ مستوجبِ سزا و تعزیر ہوگا۔

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب ناظم ادارۂ دعوت وارشاد چنیوٹ:
کافی دنوں سے گرامی نامہ موصول ہے اپنی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے جلد تعمیلِ

حکم نہ کر سکا جس کی وجہ سے معذرت خواہ ہوں۔

(۱): اس سوال کا تفصیلی جواب تو بڑا طویل ہے۔ مختصراً میرے احساسات اور جذبات یہ ہیں کہ اس وقت راقم اپنی عمر کی تنتالیس [۴۳] منزلیں طے کر چکا ہے، اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی خوشیاں نصیب فرمائی ہیں، عیدیں بھی آئیں، شادی بھی ہوئی، اللہ تعالیٰ نے بچے بھی دیئے، حرمین شریفین کی زیارت سے بھی بارہا مشرف فرمایا، قادیانیوں سے بارہا مناظرے ہوئے ان میں بھی اللہ تعالیٰ نے کامیابی نصیب فرمائی۔ مرزا بشیر الدین محمود کو جو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے کامرانی اور سرخروئی نصیب فرمائی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ زندگی بھر کی تمام خوشیاں بھی اگر جمع کر دی جائیں تو وہ اس خوشی کا مقابلہ نہیں کر سکتیں جو خوشی ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کے متعلق قومی اسمبلی کے فیصلہ سے حاصل ہوئی ہے۔ راقم خوشی کے ان احساسات کو اپنے الفاظ کے قالب میں ڈھال کر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ قادیانیوں کے متعلق یہ ''تاریخی فیصلہ'' اس صدی کا اہم فیصلہ اور عظیم کارنامہ شمار ہوگا۔

(۲): یہ بالکل بجا ہے کہ ''قادیانی فتنہ'' کے دینی اور سیاسی اثرات ملک اور بیرونِ ملک پوری دنیا میں پھیل چکے ہیں لیکن اب یہ اثرات اللہ کے فضل سے کم ہونے شروع ہو چکے ہیں۔ اب تو ان پر پے در پے ضربات لگ رہی ہیں، پہلی ضرب تو آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد سے لگی، دوسری سخت ضرب انہیں نیم بسمل کر دیا وہ ان کے خلاف رابطہ عالمِ اسلامی کی قراردادیں ہیں، اب جو کسر باقی رہ تھی وہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے ''تاریخی فیصلہ'' نے نکال دی ہے۔

بیرونی دنیا کو جو وہ اسلام اور پاکستان کے نام سے دھوکہ دے رہے تھے الحمد للہ اب اس کا پردہ چاک ہو گیا ہے۔

(۳): جب تک اس خطرناک اور مہلک فتنہ کا بالکلیہ خاتمہ نہیں ہو جاتا مسلمانوں کی ذمہ داری ختم نہیں ہوتی، لیکن اب آئین میں ترمیم ہو جانے کے بعد بہ نسبت عوام کے

حکومت کی ذمہ داری بڑھ گئی ہے کہ وہ آئین کے تقاضے پورے کر کے آئین کے احترام کو باقی رکھے۔ قوم نے تحریک کے دوران قادیانیوں سے بائیکاٹ اور آپس میں اتحاد کا جو بے نظیر مظاہرہ کیا ہے مجلس عمل کی سرپرستی میں ان دو کامیاب ''ہتھیاروں'' کا استعمال اس وقت تک جاری رہنا چاہیے جب تک آئینی ترمیم کے تقاضے مکمل طور پر پورے نہیں ہو جاتے۔

بیرونی ممالک میں ان کے تعاقب اور احتساب کے لیے ضروری ہے کہ مجلسِ عمل کی طرف سے ایک مؤثر وفد اس فیصلہ کے پس منظر اور تفصیلات کی وضاحت کرنے کے لیے فوری طور پر دورہ کرے کیونکہ سر ظفر اللہ اور دیگر سربرآوردہ قادیانی بیرون ملک انتہائی خطرناک اور زہریلے پروپیگنڈے میں مصروف ہیں اس کا تدارک از حد ضروری ہے۔

مولانا ظفر احمد انصاری صاحب ایم این اے کراچی:

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا ایک گرامی نامہ پہلے ملا تھا، دوسرا پرسوں ملا، جواب میں بوجوہ تاخیر ہوئی جس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

جہاں تک قادیانی مسئلے کے حل کے متعلق میرے ''تاثرات'' اور احتیاطی تدابیر و اقدامات'' کے بارے میں تجاویز کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ جن اکابر نے ارباب اقتدار سے گفت وشنید اور مفاہمت کے نتیجے میں یہ فارمولا تیار کیا وہی اس بات کے زیادہ اہل ہیں کہ اس کے مالہٗ وما علیہ پر روشنی ڈالیں اور آئندہ کے لیے تدابیر واقدامات بھی تجویز فرمائیں۔ فارمولے میں درج شدہ دفعات جس حد تک عملاً مؤثر ہیں وہ بھی رفتہ رفتہ واضح ہو جائے گا۔ میرا اس مرحلے پر کچھ عرض کرنا بے محل معلوم ہوتا ہے بلکہ سکوت ہی انسب نظر آتا ہے۔ حضرت مولانا صاحب اکوڑہ خٹک میں تشریف رکھتے ہوں تو میرا سلام عرض کر دیجئے گا۔ [۳ر نومبر ۱۹۷۴ء]

شاعرِ اسلام ابوالاثر حفیظ جالندھری لاہور:

کرم فرما مولانا سمیع الحق صاحب! سلام مسنون قبول کریں۔ الحق کا شمارہ ستمبر ملا،

مطالعہ میں آیا ہے، آپ کا مکتوب بھی ملا، جو کہ جواب طلب ہے اس لیے تعمیل کر رہا ہوں۔
آپ کے مکتوب میں چند اہم سوالات ہیں جن کا تعلق قادیانی مسئلہ کے اس حل کے بارے میں ہے جو ۷ ستمبر کی شام ''اسلامی'' پاکستان کی قانون ساز اسمبلی میں سے منتخبہ خاص کمیٹی کی سفارش پر متفقہ قرارداد کی صورت میں منظور کیا گیا اور اس کا اعلان موجودہ عوامی حکومت کے محترم وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے فرمایا۔

مولانا! اگر آپ کے نزدیک بھی یہ قادیانی مسئلہ کا ایسا حل ہے جس پر خوشیاں منانے اور مطمئن ہو کر جی ہاں کہوں اور اس فتنہ باطنیہ کو دفن ہو چکنے والا سمجھ کر آپ سب کے ساتھ شامل ہو جاؤں تو مجھے افسوس ہے کہ میں ایسا کرنے سے قطعاً معذور ہوں۔ میں ڈرتا ہوں اور جانتا ہوں کہ چاہیے سمیع الحق ہی کیوں نہ ہوں وہ حق اُسی آواز کو قرار دیں گے جو خود ان کے فیصلے کی تائید میں ان کے گوش میں آئے۔ میں اس وجہ سے شاید خاموش یعنی آپ کے سوالات کے جواب میں چُپ رہنا اختیار کر لیتا، لیکن جو احترام، احترام ہی نہیں ہم عقیدتی آپ سے اور مولانا عبدالحق صاحب سے ہے اس کی وجہ سے جواب نہ دینا بھی خلافِ آدابِ تعلقات ہے، اس لیے یہ سطور بہ تعجیل لکھ رہا ہوں:

(۱): آپ کے اداریہ کا اولین کلمہ قومی اسمبلی کے فیصلے ''تاریخی اسلامی فیصلہ بتاتا ہے، اس کو آپ نے عظیم اور مبارک فیصلہ قرار دیا ہے۔

میرے نزدیک یہ قادیانی مسئلے کا وہ حل نہیں ہے جو حل قرآن کریم وحکیم نے پہلے ہی کر رکھا ہے، البتہ یہ ایک فیصلہ ہے جو اسلام کی قرآنی عدالت سے نہیں انگریز کی مسلط کردہ جمہوری عدالت نے دیا۔

یہ جمہوری عدالت قابل تحسین ہے، اس لیے کہ جو کچھ آپ علماء صاحبان نے طلب کیا وہی آپ کو مل گیا۔ اس لیے کہ جس طرح قادیانی فتنہ کے خلاف آپ نے کروڑوں عامۃ المسلمین کہلانے والے (ہم لوگوں) کو عملی آواز کے لیے اتحاد کی دعوت دی تھی، اسی طرح حکومتِ پاکستان کے اس فیصلے پر آپ نے خوش ہو کر جشن منانے کی صورت بھی پیدا کر دی۔

یہ جشن حلِ مسئلہ کا جشن نہیں بلکہ علماء کے اس مطالبے کا جشن ہے جو انتہائی طور پر محدود بھی تھا اور غیر مال اندیشانہ بھی۔ اور ایسا ہے کہ اب فتنۂ قادیان پاکستان ہی نہیں پوری دنیائے اسلام کو تباہ و برباد کرانے کے لیے پہلے سے زیادہ مضبوط ہوکر جو چاہے گا کرے گا۔

سرزمین پاکستان کے سینے میں جھنڈا گاڑے ہوئے اطمینان سے رہتے سہتے یہودیت کے اصل ہراول دونوں گروہ لاہوری ہوں یا ربواہی کیا اپنے مقاصدِ ملعونہ سے باز آجائیں گے؟

آپ کے پاس اب کونسا حربہ ہے جو اُن کے حربوں کو زائل کرنے کے لیے آپ استعمال فرمائینگے؟ آپ مطمئن ہوگئے، ملت کو آپ نے مطمئن بنادیا، آپ کی نیت درست ہے، بجاہے، لیکن ع

سخن شناس نئ دلبرا خطا ایں جاست

لہٰذا سوالات کے جوابات فی الحال بے فائدہ ہیں، ہاں میں نے یہ سطور انتہائی ادب سے لکھی ہیں۔ میں نے ان قادیانیوں کو پورے ستر برس سے جاننا شروع کیا تھا، ان کا مبلغِ اعظم ظفر اللہ خان چوہدری میرے دیوار بہ دیوار پڑوسی رہ چکے، رات دن ان سے ان کے طریق تبلیغ الحاد کا ہدف رہا ہوں، اس لیے اب ایک مفصل کتاب ہی لکھوں گا، اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیل سرکارِ دوجہاں ﷺ مدد کرے گا۔ [۱۵/اکتوبر۱۹۷۴ء]

مولانا ماہر القادری صاحب مدیر ماہنامہ ''فاران'' کراچی:

جنابِ مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

گرامی نامہ ملا، یاد آوری کا دلی شکریہ! آپ کا پہلا سوال یہ ہے کہ:

(ا): قادیانی مسئلہ کے اس حل پر آپ کے احساسات، جذبات اور تاثرات کیا ہیں؟

جواب: اکتوبر کے ''فاران'' کا اداریہ [نقشِ اول] میرے احساسات کا آئینہ دار اور میرے جذبات وتاثرات کا ترجمان ہے۔ اس مسئلہ کے حل ہوجانے سے ملک بہت

بڑے بحران CRISIS سے محفوظ ہوگیا ورنہ ختمِ نبوت کے مسئلہ میں مسلمانوں کے جذبات آتشیں ہوگئے تھے اور وہ دستوری طور پر اس مسئلہ کے معلق ہونے سے تنگ آچکے تھے۔ اربابِ اقتدار کا یہ حال ہے کہ وہ اس مسئلہ کا کریڈٹ بھی لینا چاہتے ہیں اور اس کا ذکر بھی انہیں زیادہ پسند نہیں ہے، تیر از کمان رفتہ والا معاملہ ہے۔

(۲): قادیانی فتنہ کے دینی اور سیاسی اثرات ملک و بیرون ملک پوری دنیا میں پھیل چکے ہیں اقلیتوں کے تحفظ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیا مسلمانوں کی ذمہ داری اس فیصلہ پر ختم ہوگئی یا اس فتنہ کے مہلک اثرات کا تعاقب و احتساب جاری رکھنا ہوگا؟

جواب: مسلمانوں کی ذمہ داری اور زیادہ بڑھ گئی ہے، قادیانیوں میں تبلیغ کرنے کا یہ بہترین موقعہ ہے، ان پر اخلاق و محبت اور ہمدردی کے جذبہ کے ساتھ کام کیا جائے اور خاص طور سے مرزا قادیانی کی تحریریں انہیں پڑھوائی جائیں کہ نبی تو کجا کیا کسی شریف آدمی کے یہاں بھی ایسی متضاد اور انمل بے جوڑ باتیں مل سکتی ہیں؟ اقلیت کے حقوق کا تحفظ اپنی جگہ ایک حقیقت ہے مگر مولانا مودودی کے بقول حکومت نے سانپ کو لاٹھی سے مار کر اُسے چھوڑ دیا ہے اور چوٹ کھایا ہوا سانپ بڑا خطرناک ہوتا ہے، قادیانی سیدھے سادے طور پر غیر مسلم ذمی کی حیثیت سے پاکستان میں امن و امان کے ساتھ رہ سکتے ہیں مگر پاکستان اور ملتِ اسلامیہ کے خلاف کسی قسم کی سازش برداشت نہیں کی جاسکتی۔ یہ مسئلہ بھی بہت اہم اور خاص طور سے قابلِ غور ہے کہ مسلمانوں کی حکومت اور مسلم معاشرے میں نبی کاذب کی جھوٹی نبوت کی دعوت نہیں دی جاسکتی یہود نصاریٰ اور ہندوؤں اور زردشتیوں کے کفر اور کاذب نبی کی نبوت کا مؤقف ایک جیسا نہیں ہے، یہ وہ کفر ہے جس کی تبلیغ مسلمانوں میں قانوناً ممنوع ہونی چاہیے، جس طرح مسلیمہ کذاب کے نام کے ساتھ حضرت اور علیہ السلام کے القاب گوارا نہیں کیے جاسکتے اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کے نام کے ساتھ تکریم و تعظیم اور احترام کے القاب برداشت نہیں کیے جاسکتے، ابوجہل اور ابولہب کافر تھے، منکر نبوت تھے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کے

حریف اور مدِ مقابل نہیں تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی چونکہ مدعی نبوت ہے اس لیے اس کا مؤقف حضور خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والتسلیم کے حریف کا مؤقف ہے۔ [استغفروا اللہ]
[۲۹ رمضان المبارک ۱۳۹۴ ھج]

مولانا عبد القدوس ہاشمی صاحب ادارتحقیقات اسلامیہ اسلام آباد:

مولانا محترم ومکرم وفقکم اللہ بما ھو رضاہ۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

گرامی نامہ نشان ۱۲۳۲ مؤرخہ ۲۹/اکتوبر ۱۹۷۴ء وصول ہوا، آپ نے اس گرامی نامہ میں جو سوالات لکھے ہیں اُن کے سلسلہ میں حسب ذیل سطور پیش ہیں:

(۱): قادیانی مسئلہ کو جس طرح اسمبلی نے حل کیا ہے وہ ہر آئینہ قابلِ ستائش ہے، اللہ تعالیٰ اُن تمام حضرات کو جزائے خیر دے جنہوں نے اس کے لیے سعی فرمائی ہے علماء کرام اور دیندار مسلمان تو ابتدائے قادیانیت ہی سے ان لوگوں کو دین و دُنیا دونوں کے لیے عظیم خطرہ قرار دے کر ان کو خارج از دائرہ اسلام کہتے چلے آئے تھے۔ مقام شکر ہے کہ دیگر ارکانِ اسمبلی کو بھی اللہ تعالیٰ نے حق کی طرف راہنمائی فرمائی۔ میں نے اسمبلی کا فیصلہ سنکر سجدۂ شکر ادا کیا۔

(۲): قادیانیوں نے دشمنانِ اسلام کی حمایت اور اعانت سے ساری دُنیا میں تو نہیں مگر بہت سے ملکوں میں اپنے اثرات کا زہر پھیلا دیا ہے، اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بھی اس زہر کا تریاق لیکر مختلف ملکوں میں پھیل جائیں اور ان کے دینی اور سیاسی زہر کا مقابلہ کریں۔ میرے خیال میں کرنے کا یہ ایک ضروری کام ہے، افریقہ کے دو ملکوں کو اس تریاق کی شدید ضرورت ہے، ایک نائیجریا اور دوسرا مشرقی افریقہ۔ اسی طرح جنوب مشرقی ایشیا کے دو ممالک ملیشیا کی طرف تو فوری توجہ کی شدید ضرورت ہے۔

(۳): اقلیتوں کی حفاظت اور ان کے عمرانی حقوق کی صیانت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ہم ان لوگوں کو کُھلی چھٹی دے دیں جو نہ تو وطن کے وفادار ہیں اور نہ دینِ حق

کے۔ مسلمانوں سے زیادہ اقلیتوں کے حق میں نرم اور وسیع الصدر دُنیا کی کوئی دوسری قوم نہیں ہے، لیکن کسی اقلیت کو یہ حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ فتنۂ اختلاف پیدا کرے اور مسلمانوں کی اجتماعی طاقت کے خلاف دشمنانِ دین سے مل کر سازشیں کرتی رہے۔ اور نہ اس کی اجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ ملک کے کسی حصہ میں اپنی الگ آبادی بسا کر متوازی حکومت قائم کرے یا بعض دین سے ناواقف افسران کی ملی بھگت سے نظمِ حکومت و معیشت کو متاثر کرتی رہے۔

ہمارا یہ مذہبی فریضہ ہے کہ ہم ان تمام بگڑے ہوئے حالات کی اصلاح کریں اور اس طرح سے اصلاح کریں کہ قادیانیوں کو مسلمان بن کر ریشہ دوانیوں سے باز رکھنے کی ہر مناسب تدبیر اختیار کریں، ان کے شناختی کارڈوں پر ان کا دین واضح طور پر لکھ دیا جائے اور ان کے پاسپورٹوں پر بھی ان کا دین ظاہر کردیا جائے تاکہ تلبیس والتباس کا سدِ باب ہوجائے۔

(۴): مسلمانوں کو کسی پر بھی غافل نہیں ہونا چاہیے، ہر وقت چوکنا رہنا چاہیے، پاکستان میں قادیانیوں کے اندر سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر تبلیغ دین کا وسیع انتظام کیا جائے۔ ان شاء اللہ اس سے بہت سے قادیانی مسلمان ہونے کو تیار ہوجائیں گے۔ ان بیچاروں کو ہفواتِ مرزا کی خبر ہی نہیں ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ پیری مریدی کے دیگر سلسلوں کی طرح یہ بھی ایک سلسلہ ہے۔ اور جب وہ یہ جان لیں گے کہ یہ اسلام نہیں بلکہ ایک بالکل علیحدہ دین و مذہب ہے تو امید ہے کہ بہت سے قادیانی تائب ہوکر ایمان لے آئیں گے، اور اس سے بہتر کیا ہوگا کہ کوئی بھٹکا ہوا انسان دین حق پر آجائے، اور یہی عمل دوسرے ممالک میں جاری کیا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔ [۳۰ر اکتوبر ۱۹۷۴]

جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب پیرس [فرانس]:

محترمی زاد مجدکم! سلام مسنون ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

یہاں دو ماہ سے ڈاک کی مکمل ہڑتال رہی، اس لیے آپ کا ۱۰ر نومبر کا خط اب جنوری

میں آیا ہے، شکر گذار ہوں۔ مجھے قادیانیت سے کبھی اتنی بھی دلچسپی نہ ہوئی کہ اس کے متعلق کوئی مضمون یا کتاب ہی پڑھوں۔

چونکہ دیندار لوگوں نے اس کے خلاف تن من دھن سے کام کیا ہے اس لیے اچھا ہی ہوگا، خدا انہیں اجرِ عظیم دے۔

مگر عالمِ اسلامی میں دُوسرے مسائل بھی ہیں جو اس سے کم اہم نہیں بلکہ شاید اہم تر ہی ہیں۔ ہتھیار کی جگہ مستعملہ اور فرسودہ ہتھیار خریدنے پر ہم کب تک قانع رہیں گے؟ اشتراکیت اور الحاد کے مقابلہ سے کب تک سوتے رہیں گے؟

میں یہاں اپنی حقیر صلاحیت کے مطابق دوسری قسم کے علمی کاموں میں مصروف بلکہ غرق ہوں کاش احباب اس میں حارج نہ ہوں۔

آں محترم کا رسالہ آیا کرتا ہے، ممنون ہوں۔

جناب ڈاکٹر پروفیسر صغیر حسن معصومی اسلام آباد:

جناب مکرمی ایڈیٹر صاحب ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک السلام علیکم! آپ کے استفسار کے جواب میں یہ چند سطریں مراسل ہیں:

(۱): قادیانی مسئلہ کے حل پر ہم حکومت کو مبارکباد دیتے ہیں کہ نہایت عمدہ اور مناسب حل عوام اور خصوصاً علماء کرام کے مطالبے کے مطابق اسمبلی سے پاس کرالیا۔ اس حل سے اللہ تعالیٰ نے علماء کرام کو خاص طور پر اور عام مسلمانوں کو عام طور پر سرخروئی عطا کی۔ فرزندانِ توحید حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا عقیدہ رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حکومت نے اس عقیدے کی حرمت کو قائم رکھنے میں سرتوڑ کوشش کی ہے اور اس عقیدے کے مخالفین کو دشمنِ اسلام قرار دیا ہے۔

(۲): چونکہ قادیانی فتنہ چاردانگِ عالم میں پھیل چکا ہے، اس لیے اس کے دینی اور سیاسی اثرات دُور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہر احمدی یا قادیانی حکومت کے شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور ڈومیسائلڈ سرٹیفکیٹ پر قادیانی یا احمدی ہونے کا برملا اظہار کرے، اگر

ایسی تدبیر اختیار نہ کی گئی تو یہ لوگ نفاق اختیار کر کے اور حلفیہ اپنے کو مسلمان اور ختمِ نبوت کا معتقد قرار دے کر مسلمانوں کو ہمیشہ دھوکہ دینے کی کوشش کریں گے اور پھر اندرون و بیرونِ ملک میں ملتِ اسلامیہ کو نقصان پہنچانے سے کسی طرح باز نہ آئیں گے۔

(۳): غرض اس فتنہ سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ حکومت پاکستان کوئی ایکٹ پاس کر کے ہر احمدی اور قادیانی کو اپنے عقیدے کا اظہار کرنے پر مجبور کرے۔ جب ان کو قانوناً غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے تو ان کی تعداد کی مناسبت سے ان کو حقوق دیئے جائیں اور ہر شعبے میں اسی مناسبت سے ان کے حقوق کی نگہداشت کی جائے۔

بناء بریں عقیدہ ختم نبوت کے راسخین اُس وقت حقیقی مسرت محسوس کر سکتے ہیں جبکہ حکومتِ پاکستان اپنے عملی اقدام سے دنیا پر واضح کر دے کہ اہلِ نفاق احمدی قادیانی اور صحیح العقیدہ مسلمانوں میں امتیاز فرق نمایاں ہے، یا خود حکومت کے الفاظ میں بعض غیر مسلموں کو مسلمانوں کے حقوق و امتیازات نہیں دیئے جا رہے ہیں۔

اہل علم حضرات اسی وقت اطمینان کی سانس لے سکتے ہیں جبکہ اہل نفاق صحیح طور پر توبہ کر کے مسلمانوں کے گروہ میں شامل ہو جائیں، ان میں گھل مل کر رہیں، ان کی مسجدوں میں آئیں اور میل و محبت سے زندگی گذاریں۔ [۲۵ اکتوبر ۱۹۷۴ء]

جناب محترم ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب صدر شعبۂ دائرۂ معارفِ اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور:

قادیانیوں کے بارے میں اقلیتی فیصلہ ہو چکا ہے، اس طرح علماء کی وہ جدوجہد کامیاب ہوئی جس کے لیے وہ تقریباً ایک سو سال بھرپور لڑتے رہے۔ اور مجھے یہ کہنے دیجئے کہ تنہا لڑتے رہے۔

میں جب یہ کہتا ہوں کہ یہ لڑائی تنہا علماء نے لڑی تو بالکل حقیقت بیان کر رہا ہوں، علماء کے علاوہ جو طبقے یہاں موجود ہیں ان کی بہت سے تحریریں بطور شہادت پیش کی جا سکتی ہیں کہ ان کا نقطہ نظر بالعموم علماء کے مؤقف کے خلاف اور قادیانیوں کے حق میں رہا ہے، اور

اس میں بڑے بڑے اکابر کے نام لیے جا سکتے ہیں۔

تو مقصدِ گفتگو یہ ہے کہ یہ خالصتاً علماء کے مؤقف کی جیت ہے جس میں کسی سیاسی مفاد و مصلحت کو دخل نہیں، اور اب جبکہ علماء عقیدہ کی اس جنگ میں کامیاب و بامراد اور سرخرو ہو کر باہر آ رہے ہیں تو یہ پھر علماء ہی کا فرض ہے کہ اس فیصلے کے بعد جو نتیجے نکل سکتے ہیں اُن کے بارے میں اپنے ذہن کو صاف کریں اور ایک تنظیم اور قوتِ مجتمعہ سے ان نئے فرائض کے لیے خود کو کمر بستہ و مستعد کریں جو اس سلسلے میں ان پر عائد ہو سکتے ہیں کیونکہ بالآخر دین کی خدمت علماء ہی کریں گے اور وہی کر سکتے ہیں کیونکہ دین کی خاطر [نہ کہ سیاست اور مفاداتِ دنیوی کی خاطر] کام کرنے کی اصولی صلاحیت علماء ہی کے پاس ہے۔

اقلیتی فیصلے سے علماء پر یہ روشن ہو جانا چاہیے کہ اس ملک میں [بلکہ دنیا کے ہر ملک میں] دین اسلام کی برکت اسی صورت میں ہر کسی پر واضح ہو سکتی ہے کہ علمائے امت میں اصولیات میں اتحاد ہو۔

آج تک اسلام کے بارے میں بے حسی اور بے رونقی جتنی بھی موجود ہے اس کا ایک بڑا سبب علماء کا باہمی اختلاف ہے۔

ہم کہنے کو تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ پاکستان اور عالمِ اسلام میں اسلام کا قانون اور اسلامی طرز زندگی رائج ہو، لیکن ہمیشہ دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ اسلامی قانون کی فروعات کو مدار کار بنا کر اختلاف کا بازار گرم ہوا اور عام مسلمان شہری کے لیے یہ سمجھنا مشکل ہو گیا کہ کس کے اسلام پر عمل کیا جائے بلکہ اس پریشان خیالی سے بچنے کے لیے عام لوگ اب یہ کہتے ہیں کہ بھائی ان لوگوں کے پاس جب کوئی متفقہ طریق کار اور دستور العمل ہی نہیں تو اس پریشانی میں پڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

راقم الحروف دین اسلام میں گہرا اعتقاد رکھتا ہے اور علماء اسلام کا معتقد اور پیرو ہے لہٰذا ان باتوں کو تنقیص یا بے خیالی پر محمول نہ کیا جائے۔ یہ باتیں عام تعلیم یافتہ طبقے کے علاوہ بے علم، ان پڑھ طبقے میں بھی پھیل چکی ہیں اور اس قابل ہیں کہ ان پر ٹھنڈے دل سے غور ہو

تا کہ لوگوں کی بے یقینی اور ان کا ضعفِ اعتقاد دُور ہو۔

یہ درست ہے کہ ہمارے قدیم دینی ادب میں اختلاف فقہاء اپنی ایک مصلحت رکھتا تھا۔ اور مصلحت یہ تھی کہ دینِ حق کی آخری جُز تک یہ جستجو کی جائے کہ خدا اور خدا کے رسول [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم] کا منشاء اس باب پر کیا تھا۔ یہ سچائی اور حق کی تلاش تھی اور مضائقہ اس میں اس لیے نہ تھا کہ اُمت مسلمہ پر اس کا بُرا اثر نہ پڑتا تھا اور کسی کے گمراہ ہونے کا اندیشہ نہ تھا، کوئی مسلم جو مسلک بھی اختیار کرے، بہر حال دین سے اس کا تمسک غیر متزلزل تھا۔

مگر اب صورتحال بدل چکی ہے، اب طوفان مغرب عقائد کی عمارت ڈھا چکا ہے، دنیا داری غالب آ چکی ہے اور یورپ کی مادہ پرور سائنس نے شکوک وشبہات کے مینار کھڑے کر دیئے ہیں۔

ایسے میں مابہ الاختلاف کی بجائے مابہ الاشتراک پر زور دینے کی ضرورت ہے، علماء کے سامنے اس ملک میں بہت سے اہم مسائل ہیں، ان کی خاطر علماء کا آپس میں اتحاد اور بڑے مسئلے کے بارے میں کم وبیش متفقہ یا مفاہتی دستور العمل تیار ہونا چاہیے تا کہ عام لوگوں کو اس کے قبول کرنے یا اختیار کرنے میں پریشانی نہ ہو۔

علمائے کرام اچھی طرح باخبر ہیں کہ اس وقت اسلام کے سامنے دو عظیم خطرے ہیں، ایک ہے مغرب کے افکار اور طرزِ معاشرت کا خطرہ، اور دوسرا خطرہ اشتراکیت [کمیونزم، سوشلزم وغیرہ] یہ دونوں فتنے قادیانی فتنے سے کچھ کم خطرناک نہیں۔

اب جبکہ علماء اپنی قوت سے باخبر ہو چکے ہیں اور یہ بھی جان چکے ہیں کہ ان کی اصل طاقت اتحاد میں ہے، ان پر ہی فریضہ عائد ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا دونوں فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے آپس میں متحد ہو جائیں۔

ہمارے ملک کے بہت سے علماء ان مغربی فتنوں کی مضرت کو اس لیے کم اور معمولی سمجھتے ہیں کہ ان کے پیچیدہ نظامِ عقائد سے باخبر نہیں، اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ ان مغربی

عقیدوں کے ہر ہر پیچ میں کتنے کتنے خطرناک سومنات آباد ہیں تو انہیں خوب احساس ہو کہ ان کا مقابلہ کرنا صرف ضروری نہیں بلکہ فرض ہے۔

لہٰذا علماء کرام پر واجب ہے کہ ان فتنوں کے بارے میں صحیح معلومات بہم پہنچائیں اور پھر ان کا مقابلہ کرنے کے لیے متحد ہو جائیں، بے خبری کی صورت میں ان خطرناک فلسفوں اور عقیدوں کا مقابلہ نہیں ہوسکتا۔

قادیانی فیصلے کے بعد تعلیم یافتہ لوگوں میں تین چار قسم کے مغالطے بڑی کثرت اور شدت کے ساتھ پھیل رہے ہیں یا پھیلائے جارہے ہیں، ایک خیال یہ پھیل رہا ہے کہ قادیانیوں کے بعد اب شیعہ اور دوسرے چھوٹے فرقوں کی باری آئے گی، دینی طور سے بھی اور سیاسی طور سے بھی، ایک مغالطہ یہ بھی پھیل رہا ہے کہ غیر اسلامی ملکوں میں تھوڑا بہت اسلام کا نام قادیانیوں کے ذریعے اور ان کے توسط سے چرچا ہو رہا تھا۔

اس فیصلے کے بعد جب تک ان ملکوں میں کوئی متبادل نظام [ہماری تبلیغ] موجود نہ ہوں گے اُس وقت تک اس قسم کے چرچا اب نہ رہے گا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ علماء اپنے موجودہ اکتسابات کے ساتھ ان ممالک میں تبلیغ کی اہلیت نہیں رکھتے اور غیر قادیانی تعلیم یافتہ اتنا بے حس ہے کہ اسے دین کے معاملات میں کوئی دلچسپی ہی نہیں لہٰذا خیال یہ پھیلایا جارہا ہے کہ اس سے آخر کار اسلام کے مفاد کو نقصان پہنچے گا۔

میری رائے میں یہ مغالطہ ہے لیکن علماء کے لیے بہر حال یہ پہلو بھی قابل غور ہے اور فوری توجہ کے قابل ہے۔

ایک خیال یہ بھی پھیلایا جارہا ہے کہ مسلمانوں کا حقیقی طرزِ معاشرت قادیانی گھرانوں میں ہے ورنہ عام تعلیم یافتہ مسلمان تو اس معاشرت سے بیزار ہی نظر آتے ہیں تعلیم یافتہ [غیر قادیانی] نوجوانوں میں پردہ داری، حیا داری، جمعہ اور جماعت کی پابندی بلکہ خود نماز کا التزام، قرآنِ مجید سے تعلق [محض خواندگی وغیرہ کی حد تک بھی] اب بالکل مفقود ہے۔

سوال یہ کہا جاتا ہے کہ اسلامی معاشرتی طریقوں کا پابند قادیانی، غیر قادیانی تعلیم یافتہ لوگوں پر غیر مما لک میں [بلکہ خود اپنے ملک میں بھی] کیا زیادہ با اثر نہ ہوگا، اسلام کے بنیادی مزاج سے مختلف ہے۔ جب مقصد اسلام ہے تو پھر اسلام ہی کا نام کیوں نہ لیا جائے، اسلام کے راستے سے اور اس کے ذریعے ہر مسئلہ کا حل ہوسکتا ہے۔ اس خیال کی تبلیغ کے لیے زبردست تنظیم درکار ہے۔

دوسرا مسئلہ معاشی ومعاشرتی ہے، سچ تو یہ ہے کہ علماء کرام محض عقیدے پر اتنا زور دیتے ہیں کہ معاشی ومعاشرتی حصہ غائب ہو جاتا ہے۔ آج کے معاشی ذہن کو مدِ نظر رکھ کر معاشی عدل وانصاف کے حق میں اور معاشی برائیوں کے خلاف واضح پروگرام بنا کر پُر زور کام کرنا چاہیے ورنہ مخالف یہ مغالطہ پیدا کر دیتے ہیں کہ علماء معاشی انصاف اور غرباء کے مفادات کے مخالف ہیں۔

معاشرتی طور پر فحاشی وعریانی اور مغربیت کے خلاف منظم کام کرنے کی ضرورت ہے، معاشرت ہی سے کسی نظام یا مذہب کے خارجی فروغ وغلبہ کا پتہ چلتا ہے، سینما کے فحش اشتہارات سے اس کی ابتداء کی جاسکتی ہے۔

دینی تعلیم کے نصابات اور نصب العین پر دوبارہ غور ہونا چاہیے فی الحال وہ دینی لحاظ سے مکمل مگر تبلیغی لحاظ سے غیر مکمل ہیں، غیر مما لک میں اسلام کی تبلیغ کے لیے علماء کو [نئے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر] کام کرنا چاہیے۔

تطہیرِ نفس وتزکیہ قلوب کے پرانے نظام کو ازسرِ نو زندہ کرنا چاہیے تا کہ افراد حرص و ہوا سے پاک ہوسکیں۔

اقلیتی فیصلے کے بعد اس بات پر نظر رکھے جائے کہ کوئی فرقہ حکومت کی رواداری یا کمزوری سے فائدہ نہ اٹھا سکے، اور سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ علماء خود کو اس طرح آمادہ کریں کہ کسی سیاسی مفاد کے آلۂ کار نہ بن سکیں۔ والسلام

حضرت مولانا محمد شریف صاحب جالندھری ناظم مرکزی دفتر مجلس تحفظ ختمِ نبوت ملتان:

اسلام دینِ فطرت ہے جس کی تکمیل فخر موجودات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر ہوگئی۔ مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاں امت مسلمہ کے لیے اندرونی وبیرونی فتن کی نشاندہی فرمائی وہاں جھوٹے مدعیانِ نبوت کے متعلق شرح وبسط کے ساتھ ارشاد فرمایا:

''فتن چاہے کتنے ہی ہمہ گیر ہوں ختم ہونے والی چیز ہیں اور باقی رہنے والا دینِ فطرت ہی ہے، طوفان چاہے کتنے ہی عظیم ہوں ان کی عمر بہت کم ہوتی ہے۔

اما الزبد فیذھب جفاء و اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔

فتنہ مرزائیت امتِ مسلمہ کے لیے فتنہ سوداء تھا اور ہے۔ مرزائیت نے دشمنِ اسلام قوتوں کا آلۂ کار بن کر عالمِ اسلام کے لیے مشکلات پیدا کیں اور اغیار کے لیے خوشی وانبساط کا سامان پیدا کیا۔ ۷ ستمبر کے فیصلہ نے اس فتنہ کی کمر توڑ دی۔ لیکن ابھی بہت کام باقی ہے جو تمام مسلمان فرقوں کے اتحاد واتفاق سے ہی انجام پذیر ہوسکتا ہے۔ مجلسِ عمل کا قائم رہنا اور اس کی تنظیم کا مضبوط سے مضبوط تر ہونا نہ صرف مرزائیت کے سیاہ فتنہ کی سرکوبی کے لیے ضروری ہے بلکہ وطنِ عزیز میں اسلامی اقدار کے احیاء کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ اگر خدانخواستہ اراکینِ مجلسِ عمل اپنے اپنے فرقوں کی گنگناؤں میں چلے گئے، درخت کی جڑوں کو سیراب کرنے کی بجائے اس کے پتوں پر پانی کے چھڑکاؤ میں مصروف ہوگئے تو نہ صرف ۷ ستمبر کا فیصلہ کاغذی فیصلہ ہوگا بلکہ دشمنِ ملک وملت قوتیں اس انتشار سے فائدہ اٹھا کر تمام کیے کرائے پر پانی پھیر دیں گی۔ **ولاتکونوا کالتی نقضت غزلھا من بعد قوۃ انکاثا۔**

مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام ہی مسلمان فرقوں کے اتحاد اور تردید مرزائیت کے لیے ہے۔ مجلس تمام مسلمانوں فرقوں کے راہنماؤں سے اپیل کرتی ہے کہ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلہ کے اجراء کلیدی آسامیوں سے مرزائیوں کی علیحدگی، ربوہ میں عملاً اہل اسلام کی سکونت کے لیے سر جوڑ کر بیٹھیں اور مجلسِ عمل تحفظِ ختم نبوت کو ایک فعال جماعت کی حیثیت سے زندہ رکھیں۔ [۱۸/شوال ۱۳۹۴ھج]

حضرت مولانا احمد عبد الحلیم کانپوری کراچی:

(۱): عام طور پر سب مسلمان اس سے واقف ہیں کہ مرزا غلام احمد نے اپنے اعلانِ نبوت یا بالفاظِ دیگر اپنے کفر وارتداد کے بعد ہی انگریزی حکومت سے اپنے اظہارِ عبودیت کے لیے یہ اعلان بھی کیا تھا کہ میرے مذہب میں جہاد حرام ہے اور اس کے ساتھ ہی اس مرتدِ اعظم نے یہ بھی اعلان کیا کہ میں خونی نبی نہیں ہوں۔ [آتش بگورش] اس مردود نے ''خونی'' کا لفظ کہہ کر سید البشر خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر انتہائی رکیک اور کمینہ تعریض وتنقید کی ہے اور [معاذ اللہ] آپ کے دینِ مبارک کو قاتل وسفاک ٹھہرایا ہے۔ حالانکہ جہاد اسلام کا پانچواں بنیادی اور ضروری رکن ہے جس کے بغیر اسلام کی حفاظت ہو ہی نہیں سکتی۔ اسی لیے اس کے بارہ میں ارشاد عالی ہے کہ ''الجهاد ماض الى يوم القيامة'' یعنی جہاد قیامت تک جاری رہے گا [اور کبھی منسوخ یا معطل نہ ہوگا] وہ جانتا تھا کہ انگریز ۱۸۵۷ء کے جہاد میں شدید زک اور جانی ومالی نقصان اٹھانے کے بعد اس سے بیحد لرزاں وترساں ہے۔ اور اسی لیے اس نے تمام اسلحہ یہاں تک کہ بڑے چاقو اور چھری تک پر پابندی لگادی تھی کہ یہ آلات جہاد ہیں۔ اسی لیے مرزا نے مرتد انگریز سے اپنی وفاداری اور عبودیت کو خونی نبی نہ ہونے کی جاہلانہ وکافرانہ نفی سے مستحکم کیا، اس لیے ہر مرزائی قادیانی جو اس کی نبوت پر ایمان رکھتا ہے وہ کبھی بھی برضاء ورغبت جہاد میں شریک نہیں ہوسکتا اور اگر ریاکاری وفریب دہی کے لیے شریک ہوگا بھی تو اس کے فرائض ادا نہ کرے گا۔ چونکہ ہماری فوج محض مجاہدین کی جماعت ہے اس لیے اس میں سے

جلد از جلد انہیں خارج کر دینا چاہیے۔

(۲): مرزائے مرتد نے قرآن مجید میں منجملہ دیگر تحریفات کے یہ تحریف بھی کی تھی کہ میری نبوت کی پیشنگوئی مسیح ابن مریم علیہما السلام سے بھی کرائی گئی تھی جس کا ذکر بحوالہ انجیل قرآن مجید میں اس طرح وارد ہے۔ ''**مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد**'' یعنی ''مسیح ابنِ مریم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے احمد نام کے ایک رسول کے آنے کی بشارت دینے والا بنایا'' مرزا کہتا تھا کہ وہ احمد میں ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسبِ تصریح قرآن مجید ہیں۔ حالانکہ کوئی پوچھتا کہ تم احمد کب ہو تم تو غلام احمد ہو؟ اور غلام بھی عیار و بے وفا۔ اسی مرزائی خرافات کی بناء پر اس کے متبعین اپنے کو احمدی کہتے ہیں مرزائی یا قادیانی نہیں کہتے، اس لیے ہمیں ان کی مشابہت اور ان کے کفر کی تائید سے بچنے کے لیے انہیں ہرگز احمدی نہیں کہنا چاہیے بلکہ مرزائی یا قادیانی ہی کہنا چاہیے اس کی نظیر قرآن مجید میں بھی ہے: ''**یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا**''، یعنی ''اے ایمان والو! [تم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب کرنے کے لیے منافقین کی طرح] راعنا نہ کہا کرو۔ گو بظاہر یہ کلمہ مراعاۃ سے مشتق ہونے کی وجہ سے ادب و تعظیم کا کلمہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ہماری بھی رعایت فرمایئے اور اس ضرورت کے لیے تم ''انظرنا'' کہا کرو جس کے معنی ہیں ہم پر بھی نظر فرمایئے۔ منافقین و یہود ''راعنا'' کے کسرہ کو اتنا کھینچتے تھے کہ وہ ''راعینا'' ہو جاتا تھا یعنی اے ہماری بکریوں کے چرواہے۔ نیز اگر وہ کسرہ کو کھینچتے نہ تھے تو اس کو راعن کا منادی بناتے تھے جو رعونت سے مشتق ہے، اور اس کے معنی تکبر اور اس کے روحانی مرض میں مبتلا کے ہیں یعنی اے متکبر و مغرور۔ اور مؤمنین جب خطاب کے لیے ان کی تقلید میں راعنا کہتے تھے تو وہ یہ سمجھ کر بہت خوش ہوتے تھے کہ ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جان نثاروں سے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہی گالی دلوادی جو ہم دیتے ہیں۔

(۳): اسلام میں دنیاوی کاموں کی سرکاری ملازمت کفار اہل ذمہ کو دینا منع

نہیں، ہاں وہ خدمت ان کو نہیں دی جائیں گی جن کا کسی نہ کسی طرح دین سے تعلق ہوگا، چونکہ فوجی نوکری جہاد کی نوکری ہے اس لیے کوئی غیر مسلم اس کا اہل نہیں۔

(۴): ربوہ جو اس وقت خالص کفرستان ہے، اسے بھی عام پاکستانی شہروں کی طرح ہر پاکستانی کی سکونت کے لیے عام ہونا چاہیے بلکہ اسے ان کی [مرزائیوں کی] ملک سے نکال لینا چاہیے۔ پہلی حکومت نے سر ظفر اللہ کے اثر سے یہ پورا خطہ اراضی کوڑیوں کے مول ان کے ہاتھ فروخت کر کے پاکستان میں ایک کفرستان بنوادیا تھا۔ اس لیے یا تو اس خطہ کی سابقہ قیمت ان کو واپس کر کے اس پر قبضہ کر کے اسے پھر پاکستان میں شامل کر لینا چاہیے یا اُسی طرح بلا قیمت لے لینا چاہیے جس طرح زمینداروں اور جاگیرداروں کی زائد زمینیں اور کارخانے مفت لے لیے گئے حالانکہ اسلام میں کسی کے سرمایہ یا جائیداد کی کوئی پابندی نہیں۔ چنانچہ خود خاتم الانبیاء والمرسلین کے عہدِ مسعود میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کروڑ پتی تھے اور بعض صحابہؓ اتنے مفلس تھے کہ اُنہیں جو کی روٹی کی بھی وسعت نہ تھی اور وہ کھجور کے باغوں کی گری ہوئی کچی کسیلی کھجوروں پر گذر بسر کرتے تھے۔ ایسے ہی ایک مفلس وفقیر صحابیؓ کی ایک صاحبِ وسعت صحابیؓ نے کچھ خدمت کرنا چاہی تو انہوں قبول نہیں کیا اور کہا کہ تم میری جنت کی نعمتیں کم کرانا چاہتے ہو۔ جب کسی کے مقدارِ سرمایہ وجائیداد پر اسلام نے کوئی پابندی نہیں لگائی بشرطیکہ وہ شرعی اور جائز طریقے سے حاصل کی جائے تو اسلام کی دعویدار حکومت کو بھی اس پر پابندی نہیں لگانی چاہیے، چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ: **یٰایھا الذین اٰمنوا لاتحرموا ما احل اللہ لکم.**

اے ایمان والو! ان چیزوں کو حرام نہ کر جنہیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کر دیا ہے۔

وما علینا الا البلاغ. والسلام علی من اتبع الھدیٰ واللہ المستعان.

جنابِ محترم زیڈ اے سلہری صاحب لاہور:

مکرمی ومحترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

معاف فرمائیے، جواب میں تاخیر ہوگئی، آپ کا رسالہ بہت شوق سے پڑھتا ہوں اور

اُسے علم کا خزینہ سمجھتا ہوں۔ میری شعوری زندگی اسی تمنا میں گزری کہ قادیانی مسئلے کے بارے میں مسلمان اپنی سنگین ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوں۔ دراصل قادیانی ازم انگریزوں کی سنگینوں کی حفاظت میں پروان چڑھا، کسی آزاد مسلم معاشرے میں اس کا پنپنا ناممکن تھا، اس کا مقصد اسلام کی تعلیمات کو مسخ کرنا تھا، اور مغرب میں اس مذموم مقصد کا حصول کا ایک ہی ذریعہ قرار دیا گیا ہے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کو گھٹایا جائے۔ چنانچہ وہاں صدیوں جتنا پراپیگنڈا اسلام کے خلاف ہوا ہے اس میں اسلامی عقائد کو اس قدر ہدفِ تنقید نہیں بنایا گیا جتنا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شخصیت کو۔ مغربیوں نے اس بات کو صحیح اندازہ کرلیا کہ امت مسلمہ کا محور رسالت ہے؟ اگر مسلمانوں میں اس کا مرتبہ [نعوذ باللہ] گرا دیا جائے یا یورپینوں کی نظروں میں اسے بڑھنے نہ دیا جائے تو اسلام سے نمٹا جاسکتا ہے۔ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کا قوی مقصد تو ہندوستان میں وفادار مسلمانوں کا ایک ٹولہ پیدا کرنا تھا لیکن اس کا اصل مقصد ایسے اسلام کو ترویج دینا تھا جس کا دارومدار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر نہ رہے اور جس میں حسبِ منشاء ہر قسم کا عقیدہ شامل کیا جاسکے۔ چنانچہ قادیانی ازم ہر غیر مسلم بلکہ اسلام دشمن حکومت کو بھی قبول ہوگا۔ جب تک انگریز کا رواج رہا قادیانی مسئلے کا مؤثر حل مسلمانوں کی دسترس سے باہر تھا۔ انگریزوں نے سکھوں کو تو بغیر مطالبے کے ہندوؤں سے الگ اقلیت قرار دے دیا لیکن قادیانیوں کے بارے میں علامہ اقبالؒ کے مطالبے کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا، لیکن آزادی اور تخلیق پاکستان کے بعد اس صورتحال کا کوئی جواز نہ رہا تھا کہ قادیانی بدستور مسلمانوں کے ایک جزو لاینفک کے درجے پر متمکن رہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ؎

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

اب زندگی میں ایک پاکیزگی محسوس ہوتی ہے اور درود شریف پڑھنے سے ایک گونا طمانیتِ قلب حاصل ہوتا ہے۔

ذیلی مسائل کئی باقی ہیں، لیکن میرے خیال میں سب سے اہم مسئلہ بیرونِ ملک تبلیغ

اسلام کا ہے، مجھے یقین ہے کہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے فیصلے کا پوری دنیا پر اثر ہوگا اور اسلام کے طالب اصل تعلیم کی طرف رجوع کریں گے۔ لیکن پھر بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم اس میدان کو قادیانیوں کے لیے کُھلا نہ چھوڑیں، یورپ وافریقہ میں ان لوگوں نے کافی پاؤں جمائے ہوئے ہیں اور خلا میں ان کے جماعتی نظم ونسق کا کارگر ہونا دور از قیاس نہیں۔ اگر کوئی غیر مسلم اسلام کی تلاش میں ہو تو قادیانی مبلغ محض اپنے مشن کی موجودگی کی وجہ سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، خاص طور پر جب وہ خارجہ ممالک میں اسلام کو اس طرح پیش کرتے ہیں جیسے مرزا قادیانی کی ''نبوت'' کا اس سے کوئی تعلق نہ ہو، اس سے ان کی غرض اپنی جماعت کو مضبوط کرنا ہوتا ہے، لیکن جب آدمی ایک دفعہ ان کے سلسلے کے جال میں پھنس جاتا ہے تو وہ آہستہ آہستہ اپنی کم علمی اور کم فہمی کی بناء پر ان کا ہم خیال ہو جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ممالکِ غیر میں تبلیغ کی اشد ضرورت ہے، خصوصاً آج کل جبکہ مغربی افکار کے زوال اور روسی کمیونسٹ اقتدار کے عملی انسانیت کش نتائج اظہر من الشّمس ہونے کے بعد عالمی فضاء اسلام کے نفوذ کے لیے تیار ہو رہی ہے، اور دُنیا میں مسلمانوں کے لیے اعزاز حاصل کرنے کے لیے اس کے سوا اور سبیل بھی کیا ہے کہ وہ اسے اسلام کا تحفہ پیش کریں؟

میں اس کا [تبلیغ] کو اتنا اہم جانتا ہوں کہ میری تجویز تو یہ ہے کہ مسلم ممالک تبلیغ اسلام کو اپنی خارجہ حکمتِ عملی کا ایک جزو قرار دیں اور اجتماعی طور پر اس فریضے کی ادائیگی میں حصہ لیں۔ یاد رکھیئے کہ کمیونزم کی کامیابی کا راستہ کمیونسٹ پراپیگنڈے نے ہموار کیا تھا۔ اذہان اور قلوب پر غلبہ دورِ حاضرہ کا سب سے بڑا محاذ اور جہاد ہے، اگر مسلمان اسلام کی فکری افضلیت واضح کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو دنیا کی نعمتوں اور طاقتوں کے ماخذ خود بخود ان کے تصرف میں آجائیں گے۔ [٦ نومبر ١٩٧٤ء]



مطالبہ اقلیت کا ایک سرسری جائزہ

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

پاکستان کے نئے دستور میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیثیت خاتم النبیین بطور آخری نبی کے ایک حقیقت تسلیم کرلی گئی ہے۔ اس دستور کی تکمیل کے تین ہفتے بعد کشمیر کی وادیوں سے ایک روح پرور آواز اٹھی اور سارے فضائے بسیط میں پھیل گئی۔ پاکستان کی سرزمین میں آوازۂ حق سے گونج اٹھی، باطل کے در و دیوار لرز اٹھے، کفر تھرا گیا اور جعلی نبوت کے ظلمتکدوں کی تاریکی اور بڑھ گئی۔ یہ آزاد کشمیر اسمبلی کی ایمان میں ڈوبی ہوئی آواز تھی۔ یہ حرارتِ ایمانی اور حمیت ناموسِ رسالت کی ترجمانی کرنے والا فیصلہ تھا جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اعلانِ حق کیا گیا تھا۔ اس خبر کے پھیلتے ہی اسلامیانِ پاکستان میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ اس جرأت مندانہ اور مومنانہ فیصلہ پر آزاد کشمیر اسمبلی اور صدر آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم خان کو بے پناہ خراجِ تحسین پیش کیا گیا کہ ایسا کرنا ایمان کا تقاضا تھا۔ مگر جن کے دل اس روشنی سے محروم تھے اور جن کا باطل ناموسِ رسالت پر مرمٹنے کے جذبات سے عاری تھا اور جو آنکھوں کے نہیں مگر دلوں کے اندھے تھے۔ ان کے خرمنِ دجل و تلبیس پر یہ قرارداد ایک صاعقہ بن کر گری۔ ان کی سازشوں کا سلسلہ تیز سے تیز تر اور گہرا ہوتا چلا گیا۔ اور آزاد کشمیر کی حکومت اس ''جرم'' کی پاداش میں معزول کی جاچکی ہوتی اگر ملتِ مسلمہ کا جذبۂ فدائیت اور ناموسِ رسالت پر مرمٹنے والے عزائم اس منصوبے کے آڑے نہ آتے۔

جن لوگوں کو یہ فیصلہ ناگوار گزرا ہے ان کی حقیقت سردار عبدالقیوم خان ہی کے ان الفاظ سے معلوم کی جاسکتی ہے جو انہوں نے مرکزی وزیر داخلہ خان عبدالقیوم خان کے نام ایک تفصیلی مکتوب میں لکھے اور کہا کہ:

''دراصل بات میرے خلاف الزامات کی نہیں بلکہ آپ حضرات کو

تکلیف اس امر کی ہے کہ میں یہاں آزاد کشمیر میں اسلامی قوانین کا نفاذ تیزی سے کیوں کر رہا ہوں۔ اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی توفیق کا مجھ سے مطالبہ ہو رہا ہے۔ غالباً قادیانیوں کی بھی آپ کو اتنی پریشانی نہیں جتنی اسلامی نظام کے نفاذ کی ہے''۔

بہر حال یہ مسئلہ صرف آزاد کشمیر کا نہیں صرف برصغیر کا نہیں نہ صرف عالمِ اسلام کا ہے، بلکہ روئے زمین پر بسنے والے محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر نام لیوا امتی اور دربارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چوکھٹ سے نسبت رکھنے والے ہر ادنیٰ سے ادنیٰ غلام کا ہے''قادیانی مسلم نزاع'' جتنا بھی وقتی طور پر دبا دیا جائے گا۔ اتنا ہی شدت سے یہ امت کے اساسی تصورِ ایمان اور تصورِ رسالت کی وجہ سے مسلمانوں کو دعوتِ فکر وعمل دیتا رہے گا۔ اسلام کے قطعی معتقدات قرآن وسنت کی متواتر تعلیمات، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عشق ومحبت، رسولِ عربی سے نسبتِ غلامی، اسلاف کے اجماعی فیصلے اور ملی اتحاد و یکجہتی کی حفاظت اور اس طرح کے ہزاروں ملی، دینی، سیاسی اور معاشرتی تقاضے ہمیں مجبور کریں گے کہ ہم ایک بار اٹھ کر اس ''نبوت کاذبہ'' کے سارے نشانات ایک ایک کر کے مٹادیں۔ اسلامی لبادہ اوڑھ کر دنیا میں پھیلنے والے اس دجالی کفر کو جب تک پوری طرح ٹھکانے نہ لگایا جائے گا قادیانیت پوری امت کے لئے ایک چیلنج بنی رہے گی، اور محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پوری امت اپنے محبوب پیغمبر کے سامنے سرخرو نہیں ہو سکے گی۔ قرآن ہمیں ایسے معاملات میں ''**وقاتلوھم حتی لاتکون فتنة ویکون الدین کله لله**'' کا حکم دیتا ہے۔ جو لوگ اس بارہ میں رواداری اور وسیع النظری کا مطالبہ کرتے ہیں اور جو ایسی باتوں کو تنگ نظری اور فرقہ واریت سمجھتے ہیں وہ ایمان کی حقیقت سے کوسوں دور ہیں اور ہزار بار دعویٔ ایمان واسلام کے باوجود خدا کی نگاہ میں ان کی وقعت سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل وحشی کے پیشاب کے قطرے کے برابر بھی نہیں جس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دلآزاری کا کفارہ اپنے وقت کے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کو تہ تیغ

کرنے کی شکل میں دیا، اور جب تک اس ملعون کو جہنم رسید نہ کیا اس وقت تک خدا کی رحمت ومغفرت کے امیدوار نہ بن سکے۔

تعجب ہے کہ بعض لوگ قادیانیوں کے بارہ میں مسلمانوں کے مطالبہ اقلیت پر بھی چین بجبین ہو جاتے ہیں، حالانکہ یہاں مسئلہ کفر واسلام کا نہیں اسلام اور ارتداد کا تھا اور پوری اسلامی تاریخ میں ایسے لوگوں کی سزا قتل سے کم ہرگز نہ تھی اسے مسلمانوں کی رواداری کہیے یا مجبوریاں کہ وہ قادیانیوں کے بارہ میں انہیں ''اقلیت قرار دینے'' کا کم تر درجہ مطالبہ کرتے ہیں۔

تو آیئے! ہم اس اقلیت کے مطالبہ کا ایک سرسری جائزہ لیں۔ جہاں تک اقلیت کا مسئلہ ہے۔

دین و دنیا کے ہر شعبے میں علیحدہ امت ہونے کا اعلان:

قادیانیوں کا بحیثیت ایک ایک الگ اور متوازی امت ہونے کے یہ نہ صرف ایک بدیہی حقیقت ہے بلکہ خود مرزائیت اپنی تمام تر تعلیمات واعمال میں نہ صرف ایک متوازی امت ہونے کا اعتراف کرتی ہے بلکہ اپنے پیروؤں کو عبادات، معاملات، معاشرت دین ودنیا ہر شعبہ زندگی میں اس علیحدہ جداگانہ تشخص کی تلقین وتاکید کرتی چلی آ رہی ہے۔ اور اس دائرہ سے باہر تمام غیر مرزائی مسلمانوں کو ایک علیحدہ امت اور الگ گروہ کہنے اور سمجھنے کے ہزاروں شواہد ہمارے پاس موجود ہیں۔ مرزا غلام احمد نے کہا ہے کہ ''ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہ کیا، وہ مسلمان نہیں ہے''۔ [تشحیذ الاذہان جلد ۶، ص: ۱۳۵] اور کہا کہ میری بیعت میں توقف کرنے والا بھی کافر ہے [قادیانی قول وفعل الیاس برنی ص ۱۷] ان کے خلفیہ نے ایک قدم آگے بڑھ کر یہاں تک اعلان کیا کہ مرزا کی دعوت قبول نہ کرنے والے خواہ انہوں نے مرزا کا نام تک بھی نہ سنا ہو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں [ص ۱۷] ان کا انکار موجب غضبِ الٰہی اور کفر ہے [۱۵] ایسے لوگ خدا اور رسول کے نافرمان اور جہنمی ہیں [۱۶] اپنے نہ ماننے والوں کو مرزا کیسے ''پاکیزہ'' القاب سے

نواز کر کہتا ہے: **کل مؤمن یتقبلنی الا ذریۃ البغایا.** میرے مخالف جنگلوں سے سؤر ہو گئے ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں [نجم الہدیٰ ص ۵۳] ہماری فتح کا قائل نہ ہونے والا ولد الزنا ہے حلال زادہ نہیں۔

مرزا کے خلیفہ اور فرزند محمود احمد نے قادیانیت کے نمائندہ کی حیثیت سے گورداسپور کی عدالت میں کہا: کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے [اس لئے] غیر احمدی کافر ہیں [الفضل ۲۶/جون ۱۹۲۲ء] قادیانیت کے عالمی ترجمان ظفر اللہ خان کا محمد علی جناح صاحب کے نماز جنازہ کا انکار کس کو معلوم نہیں، اور جب پوچھا گیا تو ظفر اللہ نے کہا کہ مجھے کافر حکومت کا مسلمان ملازم سمجھئے یا مسلمان حکومت کا کافر ملازم۔ مسٹر جناح سے بہت پہلے اسی ظفر اللہ نے اپنے ایک اور محسن سر فضل حسین کے جنازہ سے بھی یہی سلوک کیا اور وہ دور ہندو سکھوں کے ساتھ الگ کھڑے رہے [قادیانی قول و فعل ۲۴] یہی نہیں بلکہ جب بھی مرزائیوں کے موقف کی ترجمانی کی ضرورت ہوئی، ظفر اللہ نے عدالت میں بھی اس مؤقف کی تائید کی کہ وہ غیر احمدیوں کو کافر کہتے ہیں۔ [ص ۱۹]

ابھی پچھلے سال ایم ایم احمد نے اپنے اوپر قاتلانہ حملہ کے مقدمہ میں مرزائیوں کے اسی مؤقف کو بڑی ڈھٹائی سے دہرایا اور جنازہ کے مسئلہ میں ظفر اللہ کے مؤقف کی بھی تصویب کی، مسلمانوں کے بارہ میں مرزائیوں کا یہ موقف اتنا کھلا اور واضح ہے کہ ۱۹۵۳ء کی منیر انکوائری نے بھی ہزار بددیانتی اور جانبدارانہ رویہ کے باوجود اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ ہم نے اس بارہ میں احمدیوں کے بے شمار اعلانات دیکھے ہیں اور ہمارے لئے اس کی کوئی تعبیر سوائے اس کے ممکن نہیں کہ مرزا کے نہ ماننے والے ان کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ [رپورٹ، ص ۲۱۲]

یہ تو مسلمانوں کے بارہ میں ان کا اصولی طرزِ عمل ہوا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں سے ایک الگ اور جداگانہ امت سمجھنے لگے آگے اس اصولی موقف کو قائم رکھنے کے لئے دین و دنیا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جس میں مرزائیوں نے مسلمانوں سے الگ تشخص قائم رکھنے کی

تلقین نہ کی ہو۔

عبادات:

کہا گیا کہ مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت ممنوع ہے اس لئے کہ کفار کو دعائے مغفرت جائز نہیں۔[قادیانی قول وفعل ص۲۲] غیر احمدی کو جنازہ ہرگز جائز نہیں[ص۲۳] ایسے لوگوں کے معصوم بچوں کا جنازہ بھی جائز نہیں۔[ص:۲۹] مرزا نے اپنے ایک بیٹے کا محض اس لئے جنازہ نہ پڑھا کہ وہ غیر احمدی[مسلمان] تھا[ص:۲۳] کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنا تو کیا کسی احمدی نے ایسا کیا تو اس کا جنازہ بھی جائز نہیں۔[ص:۲۴]

معاشرتی معاملات:

یہ تو عبادات کا حکم تھا، معاشرتی معاملات کو دیکھئے، مرزا کو قطعی حکم ہے کہ کوئی احمدی، کسی غیر احمدی کو لڑکی نہ دے۔[ص۲۶] البتہ ان کی لڑکیوں کو بیاہ سکتا ہے جس طرح یہودی اور عیسائی کو[ص۲۷] خود خلیفہ مرزا کے الفاظ میں دینی تعلیمات نماز وغیرہ دنیوی تعلقات رشتہ ناطہ وغیرہ کے بعد اب رہ کیا گیا ہے کہ ہمارے لئے ان کے ساتھ قائم رکھنا جائز ہو، سلام کہنا بھی جائز نہیں۔[ص ۲۸ بحوالہ کلمۃ الفضل] مرزا ساری عمر نہ غیر احمدیوں کی کسی انجمن کے ممبر ہوئے نہ ان کو اپنا ممبر بنایا نہ ان کو چندہ دیا۔[ص: ۲۸] مرزائیوں سے اختلاف کو فروعی قرار دینے والے بے حمیت ''مسلمانوں'' کے منہ پر خود مرزائیوں نے اپنا غلط تھپڑ اس طرح مارا ہے کہ وہ برملا کہتے ہیں: ''یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفاتِ مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ اللہ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک جز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے''۔[خطبہ مرزا بشیر الدین۔ الفضل ۳/ جولائی ۱۹۳۱ء]

اسلامی اصطلاحات اور شعائر کا استعمال:

مرزائی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں مگر مرزا نے خود اس دعوے کی قلعی اس طرح کھول دی ہے کہ ان[مسلمانوں] کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور ہے۔[ایضا ۳۱/ دسمبر

۱۹۱۴ء]

مسلمانوں سے دین اور معاشرت، ہر لحاظ سے علیحدگی کی تلقین کے بعد اپنی جداگانہ تشخص کن کن طریقوں سے بحیثیت ایک الگ امت کے قائم کی گئی اس کی تفصیل دیکھئے:

۱: اپنے پیروؤں کو ''میری امت'' سے تعبیر کیا گیا۔ ۲: رفقاء کو صحابہ کرام کا نام دیا۔ ۳: بیویوں کو امہات المؤمنین اور سیدہ النساء کی اصطلاح سے نوازا۔ ۴: مرزا کے مدفن کو گنبد خضراء کے مماثل ٹھہرایا۔ ۵: قادیان کو مکہ اور مدینہ کے برابر ٹھہرایا۔ ۶: قادیان کے سفر کو ظلی حج کا لقب دیا۔ ۷: سنہ ہجری کے علاوہ نئی تقوم کی بنیاد ڈالی۔ الغرض کسی دین اور امت کے لوازمات اور مناسبات کو ایک ایک کر کے اختیار کرنے کی سعی کی گئی، اپنے مقابل امت محمدیہ کو سیاسی سطح پر جس طرح برصغیر اور پوری دنیا میں مٹانے کی کوششیں کی گئیں اور کی جارہی ہیں وہ آج کی فرصت کا موضوع نہیں، کبھی آئندہ اس پر مفصل گفتگو ہوگی ان شاء اللہ۔ اس سب کچھ کے ہوتے ہوئے جب بھی مسلمانوں کی طرف سے آواز اٹھی کہ انہیں اقلیت قرار دیا جائے تو سارے مسلمانوں کو کافر اور جہنمی کہنے والوں کی ''رگِ اسلامیت'' پھڑک اٹھتی ہے اور واویلا مچ جاتا ہے کہ اس طرح وہ اسلامی لبادہ میں مارِ آستین بن کر مسلمانوں کے اندر رہتے ہوئے سیاسی، اقتصادی، معاشرتی، اور سماجی مفادات سے محروم ہو جائیں گے اور بدقسمتی سے اس انگریز کی پیدا کردہ ''امت'' کو انگریز ہی کی دیسی ذریت کی شکل میں سرپرست بھی مل جاتے ہیں۔

مسلمان اور کلمہ گو ہونے کی حقیقت:

اب کے مرزائیوں نے جو نیا سلسلہ شروع کیا ہے وہ اپنے ایمان اور اسلام اور مسلمان ہونے کا پروپیگنڈہ ہے۔ گھر گھر ایسے پمفلٹ اور رسائل پہنچائے جارہے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین جانتے ہیں، کلمہ گو ہیں، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے قائل ہیں۔ اس طرح بہت سی باتوں کے ذریعہ سادہ لوح مسلمانوں کو فریب دہی کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہاں ہم ایسے دعووں کا بھی

سرسری جائزہ ضروری سمجھتے ہیں۔

ا: وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہزار بار خاتم النبیین کہیں مگر اس سے ان کی مراد امت کا متفقہ مفہوم آخری نبی نہیں ہوتا بلکہ ایسا نبی جس کی مہر [خاتم] امت کو نبی بنادے مرزا محمود احمد دوسرے خلیفہ نے عدالت میں بیان دیا کہ لغت میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کسی جگہ نہیں لکھے۔[عدالت گورداسپور میں بیان۔شائع کردہ انجمن احمدیہ لاہور ص ۲۰۱]

۲: مرزا کی اکثر ایسی عبارتیں ان کتابچوں میں پیش کی جارہی ہیں جو ان کے دعویٰ نبوت ۱۹۰۱ء سے قبل لکھی گئی ہیں جبکہ اس زمانہ میں خود مرزا نبوت کے دعویداروں کو کاذب، کافر، بدبخت، دشمنِ قرآن، بے شرم اور کیا کیا کچھ قرار دیتے تھے۔[ملاحظہ ہو آسمانی فیصلہ: ۲۵، تبلیغ رسالت جلد ۲، ص: ۲۳ وغیرہ] مگر جب ''نبوت'' کا دورہ پڑ گیا تو نہ صرف نبی بلکہ حقیقی نبی [حقیقت النبوۃ ص ۱۷۴] رسول [دافع البلاء ص ۱۰، ۱۱] مہدی اور محمد [الفضل ۲۶ جنوری ۱۹۱۶ء] تمام انبیاء سے افضل [درثمین] بن گئے۔

۳: مرزائی اپنے آپ کو کلمہ گو کہتے ہیں کہ ہمارا کلمہ شہادت ایک ہی ہے۔اس کی حقیقت بھی سنئے۔مرزائیوں کے نزدیک اس کلمہ سے مراد مرزا کی نبوت کی تصدیق اور مرزا کی ذات ہوتی ہے وہ اگر کلمہ گو ہیں تو مرزا ہی کے نہ کہ محمد عربی علیہ السلام کے، اس لئے کہ مرزا کہتا ہے کہ ''محمد الرسول اللہ سے مراد میں ہوں اور محمد الرسول اللہ خدا نے مجھے کہا ہے۔[الفضل ۱۵؍ جولائی ۱۹۱۵ء] احمد سے مراد مرزا ہیں۔[الفضل ۱۹ اگست ۱۹۱۸ء] قرآن میں آپ ہی کی بشارت کا ذکر ہے۔اب [خاکم بدہن] محمد الرسول اللہ کو بھی مرزا کے اتباع کے بغیر چارہ نہ تھا۔[پیغام صلح جلد ۲ ص ۳۴] اس وحی اللہ میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔[تبلیغ رسالت جلد ۲ ص ۱۴] اس لئے مرزائیوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ ہمیں نئے کلمے کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود رسولِ کریم سے الگ کوئی چیز نہیں وہ [مرزا] خود محمد الرسول اللہ ہے۔اس لئے ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت نہیں اگر محمد الرسول اللہ کی جگہ اور آتا تو ضرورت ہوتی۔[کلمۃ الفصل رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۱۴ ص ۱۵۸]

۴: وہ اپنی موجودہ تحریرات میں مسلمانوں کو مسلمان کہتے ہیں جبکہ مذکورہ بالاحوالوں سے آپ کو اس کے خلاف معلوم ہو چکا تو لیجئے اس تقیہ اور دجل وتلبیس کی حقیقت بھی خود مرزائیوں سے سنئے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے خود یہ الجھن دور کردی ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان سے موسوم کرتے ہیں تو محض اس لئے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں اس لفظ کے بغیر پتہ نہیں چل سکتا مگر خدا کے نزدیک مسلمان نہیں، نئے سرے سے مسلمان کرنا ہوگا۔ [مرزا بشیر احمد ص ۲۱]

۵: وہ اگر کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں تو مرزا کی اصطلاح میں ''ان کا [مسلمانوں] کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور''۔

۶: امتیں انبیاء سے بنتی ہیں:

اگر ایک شخص ہزار بار کلمہ گو کہلائے کلمہ شہادت کو شبا بہ روز درد بنادے مگر دین کے کسی قطعی عقیدہ یا ضروریات دین میں سے کسی ایک بات کا منکر ہو تو تمام امت کے نزدیک بالاجماع کافر ہو جاتا ہے۔ یہی طرزِ عمل مرزا محمود احمد نے قادیانی یعنی مسلمانوں کے بارہ میں اختیار کیا ان سے پوچھا گیا کہ کیا یہ لوگ کلمہ گو نہیں کہ آپ انہیں کافر کہتے ہیں، مرزا نے جواب دیا بے شک وہ کلمہ گو ہیں مگر مسلم کے لئے توحید، تمام انبیاءؑ، ملائکہ، کتب سماوی پر ایمان لانا ضروری ہے اور جو ان میں سے ایک کا منکر ہو جائے تو کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح غیر احمدی مرزا کی نبوت سے منکر ہو کر کفار میں شامل ہوئے۔ [الفضل جلد ۲ جون ۱۹۲۳ء] خود مرزا نے ایک دفعہ کھل کر جواب دیا کہ صوم وصلوۃ کا پابند شخص بھی اگر کسی ایک حکم کو نہ مانے تو کافر ہو جاتا ہے۔ اگر زنا یا چوری کو جائز کہہ دے تو کافر ہو جاتا ہے۔ [البدر ۲۶؍ جون ۱۹۱۳ء]

پس ٹھیک یہی مؤقف مسلمانوں کا مرزائیوں کے بارہ میں ہے اگر کوئی شخص اسلام قرآن، حدیث، ارکان اسلام، شعائر اسلام نبی کریمؐ کی مدح وتوصیف سے دفتر کے دفتر بھر دے مگر وہ حضور خاتم النبیینؐ کے بعد کسی بھی شخص کو کسی قسم کا نبی تسلیم کرتا ہے بلکہ اسے کافر

اور ملعون نہیں سمجھتا تو وہ اسلام کے قطعی فیصلہ کی رو سے کافر اور بدتر ہوگا۔ اس لئے کہ امتیں انبیاء سے بنتی ہے۔ عیسائی حضرت موسیٰؑ کی نبوت تورات اور تمام احکام کو تسلیم کرتے ہوئے یہودیوں کے نزدیک اس لئے نئی امت ٹھہرے کہ حضرت عیسیٰؑ کی نبوت تسلیم کرلی۔ مسلمان حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ ان کی کتابوں ان کے دین اوران کی سچی تعلیمات کی ہزار دل وجان سے تصدیق کرتے ہیں۔ مگر وہ عیسائی اور یہودی نہیں بلکہ محمدی اس لئے کہلاتے ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لائے جنہوں نے تسلیم نہ کیا وہ عیسائی اور یہودی رہے اس طرح مرزائی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اسلام کی تمام تعلیمات کو تسلیم کرتے ہوئے بھی مرزا غلام احمد سے ادنیٰ رابطہ اور تعلق قائم رکھنے پر بھی اسلامی اور محمدی امت ہی سے خود بخود نکل جاتے ہیں۔

''پس اگر آج یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ انہیں مسلمانوں سے ایک الگ اور جداگانہ اقلیت قرار دے دیا جائے تو یہ دونوں جماعتوں [مسلمانوں اور مرزائیوں] کے معتقدات کا لازمی نتیجہ ہے۔ مگر مرزائی مسلمانوں کے اندر رہ کر سیاسی، معاشی اور معاشرتی مفادات کی خاطر نفاق کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں کہ اس طرح دینی پردے میں وہ ملتِ مسلمہ کے اتحاد پر ضربِ کاری بھی لگا سکیں گے اور مفادات بھی حاصل ہوتے رہیں گے''۔

مگر حالات جو بھی ہوں پورے پاکستان اور پورے عالمِ اسلام کے فدایانِ محمد عربی اور پوری امتِ اسلامی کا یہی مطالبہ رہے گا، جسے آج سے کافی عرصہ قبل مفکرِ اسلام علامہ اقبالؒ نے انگریزی حکومت کو خطاب کرتے ہوئے ان الفاظ میں پیش کیا تھا کہ:

''ہمیں قادیانیوں کی حکمتِ عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں۔ تو پھر سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل ہونے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟ ملتِ اسلامیہ کو اس مطالبے کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کردیا جائے۔ اگر

حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔ کیونکہ ابھی قادیانی اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکیں''۔

[اسٹیٹسمین کے خط ۱۰/جون ۱۹۳۵ء]

علامہ اقبالؒ نے حکومتِ وقت کے طرزِ عمل کو جھنجھوڑتے ہوئے مزید فرمایا:

''اگر حکومت کے لئے یہ گروہ مفید ہے، تو وہ اس کی خدمات کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے۔ لیکن اس ملت کے لئے اسے نظر انداز کرنا مشکل ہے جس کا اجتماعی وجود اس کے باعث خطرہ میں ہے''۔

الغرض آج بھی مسلمانوں کا یہی مطالبہ ہے کہ مرزا قادیان کے جملہ متبعین کو ہندو، سکھ، عیسائیوں کی طرح غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ انہیں تمام کلیدی مناصب سے ہٹا دیا جائے ان کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے اور حضور علیہ السلام کے بعد کسی نوع کا دعویٰ نبوت اور کسی ایسے مدعی کی تصدیق وتائید کی سزا مرتد کی سزا سے ہرگز کم نہ ہو۔ [ج ۸ ش ۹ جمادی الاول ۱۳۹۳ھ جون ۱۹۷۳ء]



قادیانیت اور مکہ معظّمہ کی اجماعی قرارداد

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب

قادیانیت کے بارہ میں حال ہی میں مکہ معظّمہ سے عالمی اسلامی تنظیموں کی متفقہ قرار داد کی شکل میں جو آواز اٹھی ہے۔ وہ قادیانیت کے بارہ میں گویا پورے عالمِ اسلام کے متفقہ اور تازہ اجماع کی حیثیت رکھتی ہے۔ مأخذ شریعت قرآن وسنت اور اجماعِ امت کی رو سے کبھی بھی قادیانیوں کا کافر مرتد اور خارج از اسلام ہونا کوئی متنازعہ بات نہیں رہی اور اس اجماع کا ظہور آراء سے ہوتا ہے مگر حال ہی میں ۱۴ ربیع الاول سے لے کر ۵ دن تک مسلسل جاری رہنے والی تمام دنیا کی اسلامی تنظیموں کی کانفرنس کی متفقہ قرارداد سے اس فرقۂ خبیثہ کے بارہ میں گویا پورے عالمِ اسلام کی اجتماعی طور پر بھی اجماع کی ایک صورت ظاہر ہوگئی۔

اس کانفرنس کی یہ قرار داد ملتِ مسلمہ کے لئے جتنی اہم ہے بدقسمتی سے خاص حالات کی وجہ سے ہمارے ملک میں اسے اتنا ہی نظر انداز کیا گیا تا کہ کعبۃ اللہ کی چوکھٹ سے وابستہ اسلامیانِ پاکستان اس خبر سے باخبر نہ ہوسکیں۔ ہمیں سعودی عرب کے پریس سے اس قرارداد اور کانفرنس کی تفصیلات کا علم ہوا ہم اس قرارداد کا اصل متن اور اس کا ترجمہ شائع کرتے ہوئے حکومتِ پاکستان اور عالمِ اسلامی کے مسلمانوں اور حکومتوں سے گزارش کرتے ہیں کہ اس قرارداد کے مندرجات پر لبیک کہتے ہوئے ملتِ مسلمہ کو اور عالمِ اسلام کو فرقۂ خبیثہ مرزائیت اور اس کی سازشوں سے بچانے کی اجتماعی تدابیر کیجائیں یہ آواز صفا کی چوٹیوں سے بلند ہوئی۔ اور ہم اس کے ایک ایک حرف سے متفق ہی نہیں بلکہ اسے اپنے دلوں کی دھڑکن سمجھتے ہیں۔ اور ناموسِ ختم نبوت کے پاسبان تمام مندوبین رابطہ عالمِ اسلام، شرکاء کانفرنس کو اور بالخصوص خادم الحرمین والشریفین ملک فیصل کو نہایت خلوص سے خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔

ربیع الاول ۹۴ھ بمطابق ۱۸ر اپریل ۱۹۷۴ء کی شام کو مکہ مکرمہ کی مقدس فضاؤں اور

بیت اللہ الحرام کے سایہ میں دنیا بھر کے ایک سو چوالیس [۱۴۴] علمی اور اسلامی تنظیموں کی کانفرنس شروع ہوئی۔ یہ مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک مسلمانوں کا ایک نمائندہ اجتماع تھا جس میں اسلامی جماعتوں اور تنظیموں کے سربراہوں، نمائندوں، علم وفضل کے لحاظ سے دنیائے اسلام کے مشاہیر علماء، ادباء، صحافی اور اہلِ قلم وارباب فکر نے متفقہ طور پر عالمِ اسلام کے دیگر مسائل کے علاوہ علمی اور دینی لحاظ سے الحاد وارتداد کی تحریکوں اور فتنوں کو بھی موضوعِ بحث بنایا۔ قادیانیت، صیہونیت، بہائیت، فری میسن اور اس کی ملحقہ تنظیمیں، عیسائی مشنریاں، کمیونزم، دہریت، مغربیت، اور الحاد وغیرہ کے انسداد پر غور ہوا۔ ان غیر اسلامی اور باطل فتنوں میں سرفہرست قادیانیت کا مسئلہ تھا، جواب بحمد اللہ عربوں کے لئے بھی لمحۂ فکر یہ بنتا جارہا ہے اور سعودی عرب کے شاہ فیصل اور رابطہ عالمِ اسلامی کے مساعی اس سلسلہ میں خاص طور سے قابلِ تحسین ہیں۔

باطل مذاہب کے بارہ میں قراردادیں مرتب کرنے والی کمیٹی کے چیئرمین علامہ محمود ......نے قرارداد پیش کرنے سے قبل قادیانی فتنہ کا مفصل تعارف کرایا۔ اس کے تأسیس کے سامراجی محرکات اور غیر اسلامی افکار وآراء اور عالم اسلام اور ملتِ مسلمہ کے خلاف مرزائیوں کے سیاسی کردار، سازشوں اور منصوبوں کو طشت ازبام کیا۔ قادیانی ازم جو یقیناً ملتِ مسلمہ کے اتحاد کے لئے پوری دنیا میں ایک ضرب کاری بنی ہوئی ہے کا پس منظر بیان کرنے کے بعد قرارداد نہایت جوش وخروش سے منظور کی گئی۔ قرارداد میں اسلامی حکومتوں سے یہ مطالبہ بھی کیا گیا تھا۔ کہ نہ صرف یہ کہ مرزائیوں سے ہر قسم کے عدم تعاون کا برتاؤ کیا جائے، بلکہ انہیں کسی بھی اہم کلیدی منصب پر فائز ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔

دنیا بھر سے آئے ہوئے مسلمان مندوبین میں سے یہ تیرہ بختی اور شقاوت صرف پاکستان کے ایک مندوب ٹی، ایچ ہاشمی کے حصہ میں آئی جس نے قرارداد کے اس حصہ سے غیر جانبداری اختیار کر کے حق وباطل کے اس معرکہ میں ایک عالمی سٹیج پر پاکستان کے لئے ذلت ورسوائی کا سامان فراہم کیا ہم پاکستان کو رسوا کرنے والے اس شخص کی نہ صرف مذمت

کرتے ہیں بلکہ اس کے اس شرمناک رویہ پر لعنت بھیجے بغیر نہیں رہ سکتے اور ساتھ ہی ایسے لوگوں کو کسی بین الاسلامی اجتماع کا مندوب منتخب کرنے پر ذمہ دارانِ حکومت سے احتجاج کرتے ہوئے یہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس طرح مٹھی بھر قادیانیوں اور یہودیوں کو خوش کرکے پورے عالمِ اسلام کے شبہات اور خدشات مول لینا اور دنیائے عرب کے اسلامی جذبات اخوت کو مجروح کردینا کہاں کی دانشمندی ہے؟

بہر حال ٹی، ایچ ہاشمی قسم کے دینی حمیت سے عاری صرف ایک شخص کے غیر جانبدار رہنے سے قرارداد کی اہمیت اور اجماعی حیثیت اور بھی کر سامنے آگئی ہے کہ علماء کی کتابوں، اہلِ قلم کے مضامین، خطباء کے خطبوں، اہل تحقیق کی تصانیف، مفتیوں کے فتووں، عدالت کے ججوں، اور بعض اسمبلیوں کی قراردادوں کے بعد اب مرکزِ اسلام ام القریٰ مکہ معظّمہ میں ہونے والی اور دنیا بھر کے اسلامی فکر ونظر کی نمائندگی کرنے والی کانفرنس کی نگاہوں میں بھی قادیانیت قطعی کفر، دجل وتلبیس، اسلام اور عالمِ اسلام کے خلاف یہودیوں اور سامراجیوں کی کٹھ پتلی ایک اسلام دشمن تحریک ہے۔ دیکھئے اب اس اجماع کے بارہ میں مرزائیوں کے کذاب علھمین کیا کہتے ہیں؟ مگر اس سے قطع نظر اسلامیانِ عالم اور اس کے ذمہ دار افراد کو بیت اللہ سے اٹھنے والی یہ آواز جھنجھوڑ رہی ہے کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عصمتِ خلعتِ ختم نبوت کو تار تار کرنے کی سعی ناکام کرنے والے ذلیل ہاتھ کب تک دنیائے اسلام کی غیرت کو للکارتے رہیں گے۔

اس تاریخی قرارداد [جس کا عربی متن آگے آرہا ہے] میں قادیانیت کو عالمِ اسلام کے لئے سب سے مضر اور بدترین خطرہ قرار دیا گیا ہے اور جسے کانفرنس کے ایجنڈا میں پہلے نمبر پر جگہ دی گئی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

قرارداد

قادیانیت ایک باطل فرقہ ہے۔ جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اپنے اغراضِ خبیثہ کی تکمیل

میں مصروف ہے اسلام کے قطعی اصولوں سے اس کی مخالفت ان باتوں سے واضح ہے:

الف: اس کے بانی کا دعویٰ نبوت کرنا۔

ب: قرآنی آیات میں تحریف۔

ج: جہاد کے باطل ہونے کے فتوے دینا۔

قادیانیت کی داغ بیل برطانوی سامراج نے رکھی اور اس نے اسے پروان چڑھایا وہ سامراج کی سرپرستی میں سرگرم عمل ہے۔ قادیانی اسلام دشمن قوتوں کا ساتھ دے کر مسلمانوں کے مفادات سے غداری کرتے ہیں۔ اور ان طاقتوں کی مدد سے اسلام کے بنیادی عقائد میں تحریف وتبدیل اور بیخ کنی کے لئے کئی ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً:

الف: دنیا میں مساجد کے نام پر اسلام دشمن طاقتوں کی کفالت سے ارتداد کے اڈے قائم کرنا۔

ب: مدارس، سکولوں، یتیم خانوں اور امدادی کیمپوں کے نام پر غیر مسلم قوتوں کی مدد سے ان کے مقاصد کی تکمیل۔

ج: دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآنِ کریم کے تحریف شدہ نسخوں کی اشاعت وغیرہ۔

ان خطرات کے پیش نظر کانفرنس میں متفقہ طور پر طے پایا گیا کہ:

(۱): دنیا بھر کے ہر اسلامی تنظیم اور جماعتوں کا فریضہ ہے کہ وہ قادیانیت اور اس کی ہر قسم کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی ان کے معابد، مراکز، یتیم خانوں وغیرہ میں کڑی نگرانی کریں اور ان کے تمام درپردہ سیاسی سرگرمیوں سے بچنے کے لئے عالمِ اسلام کے سامنے انہیں پوری طرح بے نقاب کیا جائے۔ نیز

(۲): اس گروہ کے کافر اور خارج از اسلام ہونے کا اعلان کیا جائے اور یہ کہ اس وجہ سے انہیں مقاماتِ مقدسہ حرمین وغیرہ میں داخلہ کی اجازت نہیں دی جاسکے گی۔

(۳): مسلمان ان لوگوں سے کسی قسم کا معاملہ نہیں کریں گے، اقتصادی،

معاشرتی، اجتماعی، عائلی وغیرہ ہر میدان میں ان کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔ ان سے شادی بیاہ کے ناطے نہیں کئے جائیں گے۔ نہ مسلمانوں کے مقبروں میں انہیں دفنایا جائے گا۔ الغرض ہر طرح ان کے ساتھ کافروں جیسا سلوک کیا جائے گا۔

(۴): کانفرنس تمام اسلامی ملکوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ قادیانیوں کی ہر قسم کی سرگرمیوں پر پابندی لگائیں ان کے تمام وسائل اور ذرائع کو ضبط کیا جائے۔ اور کسی قادیانی کو کسی اسلامی ملک میں کسی قسم کا بھی ذمہ دارانہ عہدہ نہ دیا جائے۔

(۵): قرآن مجید میں قادیانیوں کی تحریفات سے لوگوں کو خبردار کیا جائے اور ان کے تمام تراجم قرآن کا شمار اور نشاندہی کر کے لوگوں کو ان سے متنبہ کیا جائے اور ان تراجم کی ترویج کا انسداد کیا جائے۔

ہم اس اہم قرارداد پر ایک بار پھر جلالۃ الملک فیصل المعظم، رابطہ عالمِ اسلامی مکہ مکرمۃ اور کانفرنس کے تمام شرکاء اور مندوبین کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور عالمِ اسلام بالخصوص اپنی حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس قرارداد کو یہاں کے چند ''ملاؤں کی بڑ'' قرار دینے کی بجائے اس کی اہمیت، دوررسی اور گہرائی پر غور کرتے ہوئے سب سے پہلے اس آواز پر لبیک کہے۔ [۲ر مئی ج ۹ ش ۶، ۷ مئی ۱۹۷۴ء ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ]



''رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد کا عربی متن''

نداء من مكة المكرمة تنادى المسلمين:

نحلة هدامة تجعل من اسم الاسلام شعائر الستراغرا منها الخبيثة

ابرز مخالفاتها للاسلام:

[الف]: ادعاء زعيمها النبوة.

[ب]: تحريف النصوص القرآنية.

[ج]: ابطالهم للجهاد.

القاديانية ربيبة الاستعمار البريطانى ولاتظهر الافى ظل هما بيتهٔ.... تخون القاديانية قضايا الامة الاسلامية وتقف مواليه للاستعمار والصيهونية تتعاون القادينة مع القوى المناهضة للاسلام وتتخذها هذه القوى واجهة لتحطيم العقيدة الاسلامية وتحريفها وذٰلک بما ياتى.

الف: انشاء مساجد تحولها القوى المعادية ويتم فيها التبشير بالفكر القاديانى المنحرف.

ب: فتح مدارس ومعاهد وملاجئ للايتام وفيها جميعا تمارس القاديانية نشاطها التخريبى القوى المعادية للاسلام.

ج: تقوم القاديانية بنشر ترجمات معرفه لمعانى القرآن الكريم اللغات العالمية واللهجات الحلية بامكانية القوى المعادية ولايقاف هذا النشاط التخريبى للاسلام يقترح ما ياتى.

ا: تقوم كل هيئة اسلامية بحصر النشاط القاديانى فى مساجدهم ومدارسهم وملاجئهم وكل الامكنة التى يمارسون فيها نشاطهم الهدام فى منطقتها وكشف القاديانيين والتحريف بهم للعالم

الاسلامی تمادیا للوقوع فی حبائلهم .

۲: اعلان کفر هذه الطائفة وخروجها علی الاسلام وهی هذا تمنع من دخول الاراضی المقدسة.

۳: عدم التعامل معهم ومقاطعتهم اقتصادیاً واجتماعیاً ونکاحیا وعدم التزوج منهم دفنهم فی مقابر المسلمین ومعاملتهم ککفار.

۴: مطالبة الحکومت الاسلامیة بمصادرة کل نشاط هذه الجماعات وتسلیمهٔ للمسلمین الحققین وعدم توظیف اے قادیانی او السماح له بحزاوله ای عمل.

۵: نشر مصورات لکل التحریفات القادیانیة فی القرآن الکریم مع حصر التزجمات القادیانیة لمعانی القرآن والتنبیه علیها. [الندوة مکة المکرمة ۸/ اپریل ۱۹۷۴ء]. (فتاوی حقانیه، ج: ۱، ص: ٤٢٤ تا ٥١٩، ط، مکتبه سید احمد شهیدؒ اکوڑه خٹك)



قومی اسمبلی اور آئین میں مسلمان کی تعریف

مسلمان کی تعریف

مملکتِ خداداد پاکستان کی قومی اسمبلی میں جب عبوری آئین بنانے کے لیے کام ہورہا تھا تو ایوان کے اندر باہر علماء کرام اور دینی جماعتوں کے قائدین نے حکومت سے پُرزور مطالبہ کیا کہ آئین پاکستان میں جہاں صدر مملکت کے لیے مسلمان ہونا لازمی قرار دیا گیا ہے وہاں مسلمان کی تعریف بھی لازمی درج ہونی چاہیے۔ لیکن حکمران طبقہ نے علماء کرام کے اس جائز مطالبہ کو مسترد کردیا جس پر مرزائی، پرویزی اور دیگر لادین عناصر بہت خوش تھے، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم نے اس موضوع پر بھی قلم اٹھایا اور

''آئینِ پاکستان میں مسلمان کی تعریف رمسلم اور غیر مسلم کا تشخص کیوں ضروری ہے''؟ کے نام سے ایک مضمون ماہنامہ الحق میں شائع کیا، مضمون کی اہمیت اور جامعیت کے پیشِ نظر ''فتاوی حقانیہ'' میں شامل کیا جارہا ہے۔[مرتب]

قومی اسمبلی میں عبوری آئین پر بحث کے دوران علماء کے مختلف مکاتبِ فکر نے متفق ہو کر پورے شد و مد کے ساتھ مطالبہ کیا کہ آئین میں جہاں ملک کی صدارت اور دیگر کلیدی آسامیوں کے لئے مسلمان کا ہونا لازمی قرار دیا جائے وہاں مسلم کی تعریف بھی ہونی چاہیے کیونکہ کسی چیز کی ماہیت اس کی جامع اور مانع تعریف ہی سے واضح ہوسکتی ہے۔ مسلمان قوم کی ایک مستقل تشخص ہے جو اسے دوسری اقوام اور ملل سے ممتاز کرتی ہے۔ یہی انفرادی اور امتیازی تشخص ہی دو قومی نظریہ کی بنیاد تشکیلِ پاکستان کا ذریعہ بنا ہے۔ اور آج بھی کوئی اسلامی مملکت اور مسلم قوم اپنے وجود کو صرف اس صورت میں برقرار رکھ سکتی ہے کہ وہ ایک واضح اور غیر مبہم مفہوم کے ذریعہ مارِ آستین اسلام نما ملحدوں اور کافروں سے اپنی ملت کی حفاظت کرسکے۔ برصغیر پاک و ہند کی مختلف الاقوام حیثیت پھر موجودہ حالات میں پاکستان کی نزاکتیں اس مطالبہ کو ایک جائز اور معقول مطالبہ قرار دیتی ہیں۔ مگر حزبِ اقتدار نے جس زور شور سے اس مطالبہ کو مسترد کرنا چاہا اس کی کوئی مناسب وجہ بجز ''مرزائیت نوازی'' اور الحاد پروری کے اور سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ بالآخر وہی ہوا کہ چور کو داڑھی کا تنکا نظر آنے لگا۔ اور مرزائیوں نے کسی حد تک منکرینِ حدیث پرویزیوں نے حکومت کے اختیار کردہ موقف پر خوشی اور مسرت کا طوفان اٹھایا۔ آج ان لوگوں کے پریس پر سطحی نظر ڈال کر بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

لیکن اس مطالبہ پر مرزائی جتنے بھی سیخ پا ہوں اور پرویزی یا منکرِ خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیمونسٹ جتنی ناگواری ظاہر کریں گے اتنی ہی اس مطالبہ کی معقولیت اور گہرائی و دوررسی ظاہر ہوتی چلی جائے گی۔ جس سے اسمبلی کے حزبِ اقتدار نے محترم وزیر اطلاعات کی قیادت میں علماء کے باہمی اختلاف کی آڑ میں فرار اختیار کرنا چاہا، مگر علماء کی متفقہ پیش

کردہ تعریف نے آئین کمیٹی کے لئے یہ راستہ بھی مسدود کر دیا ہے۔

تعجب تو مرزائی گروہ پر ہے جو ایسے مطالبات کو مسلمانوں میں تفرقہ انگیزی سمجھ رہا ہے جب کہ اس گروہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اسلام کے قلعہ اتحاد ختمِ نبوت میں شگاف ڈالنے کی لگاتار سعی کی اور مسلمانوں میں اختلاف وانتشار اور نفاق کا بیج ڈالنے کے لئے ایک مستقل مذہب کھڑا کر دیا۔ اسلام اور کفر کے درمیان خطِ امتیاز کھینچنے پر یہ لوگ چلا رہے ہیں۔ جبکہ ان کے پیرومرشد متنبی کذاب قادیانی نے اپنے نہ ماننے والوں کو قطعی کافر، مرتد، جہنمی اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا، خواہ کسی نے اس کا نام تک بھی نہ سنا ہو مگر وہ "اولئک هم الکافرون حقاً" کا مصداق بنا جو اپنے نہ ماننے والے تمام عالمِ اسلام سے معاشرتی اور ازدواجی تعلقات قائم کرانا حرام سمجھتا ہو، اور جو لوگ اس "جرم انکار" بانی پاکستان مسٹر جناح کو بھی مستحقِ جنازہ ودعاء نہ سمجھتے ہوں، جو گروہ اپنے دائرہ میں اپنے پیروؤں کے لئے ایک مستقل دین، مذہب اور انفرادی وامتیازی خصوصیات اور تشخصات کا طلب گار رہا ہو۔ [ملاحظہ ہو مرزا قادیانی اور ان کے خلفاء وغیرہ کی تصانیف رسائل الفضل، آئینہ صداقت، کلمۃ الفصل وغیرہ مرزائی لٹریچر]

ستم بالائے ستم مرزائیوں کے لاہوری ٹولے پر ہے جو آج اس واویلا میں قادیانیوں کا ہمنوا ہے، اگر وہ صرف کلمہ کہنے کو اسلام کا سٹیفکیٹ سمجھتا ہے تو پھر وہ کس بنیاد پر قادیانیوں کو کافر قرار دیتا ہے اور قادیانی انہیں کیوں دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

اس وقت مرزائیت کا فتنہ جس انداز میں مسلمانوں اور بقایا پاکستان کے لئے خطرہ کا الارم بنا ہوا ہے۔ اس شجرہ خبیثہ کے ہاتھوں مستقبل میں جو خطرات پاکستان کو درپیش آسکتے ہیں ہم اس پر بہت کچھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں بہت سے درونِ خانہ اسرار ورموز کا علم ہے۔ اگر خدا نے اس بے بس ملک پر خاص نگاہِ کرم نہ فرمائی تو سازشوں کے شکار ہونے کا خطرہ یقین سے بدل سکتا ہے، دفاعی نقطہ نظر سے ہم دن بدن ان لوگوں کے رہینِ منت بنتے جا رہے ہیں جو عقیدتاً جہاد کو حرام سمجھتے اور اس ملک کے باشندوں کو قطعی کافر سمجھتے ہیں۔ اقتصادیات میں

ان کے عمل دخل کے نتیجہ میں ملک دو ٹکڑے ہوا، ایم ایم احمد ہی کی وجہ سے دونوں صوبوں کے درمیان نفرت کی خلیج بڑھتی رہی، معاشی لحاظ سے ملک کا دیوالیہ ہوا۔

سیاسی عیاریوں کی یہ حالت کہ ایک طرف استعماری اور سامراجی اغراض کی خاطر ہمیں کاسۂ گدائی لے کر یورپ کی دریوزہ گری پر مجبور کر دیا گیا، ملک پر اربوں روپے کا بوجھ لدتا چلا گیا۔ دوسری طرف چینی سفیر بذاتِ خود ربوہ کی یاترا کرنے جا رہا ہے، روس کا فرسٹ سیکرٹیری خفیہ طور پر ربوہ جا چکا ہے، خفیہ سے خفیہ مذاکرات ہو رہے ہیں، مگر پریس میں نہ تو اس بارہ میں کوئی خبر شائع ہوتی ہے، نہ مرزائی اسے مصلحتاً ظاہر کرنے دیتے ہیں جبکہ چین آزادی اور حریت کا دعویدار ہے اور ربوہ سامراجی اور صیہونی سازشوں کا اڈہ۔ باخبر لوگ اس اجتماعِ ضدین پر محوِ حیرت ہیں۔ کیا یہ سب کچھ زیرِ زمین کسی سازش کی غمازی نہیں کرتا۔ حکومت ان سب باتوں سے باخبر ہوگی مگر نوٹس تو کیا باہمی عہد و پیمان جیسا سلوک ہے کہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے، اس کے ارکان مرزائیت کو کفر سے بچانے کے لئے اسمبلی میں ایڑی چوٹی کا زور لگانا چاہتے ہیں، ادھر مرزائی کن کن طریقوں سے اس احسان کا صلہ چکائیں گے؟ اخبارات میں آ چکا ہے کہ لائل پور کے انتخاب میں پیپلز پارٹی کے افضل رندھاوا کے حق میں ”بوگس ووٹ“ بھگتانے کے لئے ربوہ سے بھاری تعداد میں عورتیں آئی تھیں [جنگ یکم جون ١٩٧٢ء] ان عورتوں کو ایک عورت کے مقابلہ میں پی پی پی کے نمائندہ سے دلچسپی تھی تو کیوں؟ یہ سب باتیں قوم کے لئے لمحۂ فکر ہیں۔ اور ملت مسلمہ کے شجرہ طوبیٰ کے لئے یہ اکاش بیلِ دن بدن خطرۂ ہلاکت بنتا جا رہا ہے ایسے حالات میں اگر اسلام اور کفر کے درمیان حدِ فاصل کھینچنے کے لئے آئین میں ”مسلم“ کی واضح حیثیت ظاہر کرانے پر زور دیا جائے تو آئینی کمیٹی اور پورے ایوان کو بجائے مخالفت کے اس ملک کے مفاد میں اس کا خیر مقدم کرنا چاہیے، مرزائیت اور اسلام کے الگ الگ تشخص آج کا مسئلہ نہیں ہمارے نقاد و بصیر مفکر علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت بھی ان خطرات کو محسوس کر کے واضح طور پر مسلمان کی تعریف پر زور دیا تھا جب کہ اس کی ہلاکت آفرینی اس حد تک نہیں پہنچی تھی۔ علامہ اقبالؒ

نے لکھا تھا کہ:

''اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کی حدود مقرر ہیں۔ یعنی وحدتِ الوہیت پر ایمان، انبیاءؑ پر ایمان اور رسول کریمؐ کی ختمِ نبوت پر ایمان دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لئے فیصلہ کن ہے کہ کوئی فرد یا گروہ ملتِ اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں۔ [حرف اقبال ص ۱۳۶]

اس دجل و تلبیس اور ملت کو اضطرابی کیفیت اور ارتیاب و نفاق کے خطرات سے نکالنے کا علاج بھی علامہ اقبالؒ نے ہی بتلا دیا تھا کہ:

''میرے سامنے قادیانیوں کے لئے صرف دو راہیں ہیں یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا ختمِ نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو پورے مفہوم کے ساتھ قبول کر لیں ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقۂ اسلام میں ہوتا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں''۔ [حرف اقبال ص ۱۳۷]

یہ مفادات اسی سے وابستہ ہیں کہ مرزائیت اسلام کے لئے دام ہمرنگِ زمین بن کر مارِ آستین بنا رہے۔ پھر کیا وہ اپنے الگ تشخص اور کسی انفرادی امتیاز کو قبول کر سکتے ہیں؟ اس کا جواب دینے میں علامہ اقبالؒ نے کتنی حقیقت بینی کا ثبوت دیا کہ:

''ہمیں قادیانیوں کی حکمتِ عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہیے، بانی تحریک نے ملتِ اسلامیہ کو سڑے ہوئے دودھ سے تشبیہ دی تھی اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ سے اور اپنے مقلدین کو ملتِ اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا، علاوہ بریں ان کا بنیادی اصولوں سے انکار اپنی جماعت کا نیا نام مسلمانوں کے قیامِ نماز سے قطع تعلق، نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے

بائیکاٹ اوران سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ تمام دنیائے اسلام کافر ہے، یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پردال ہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں زیادہ دور ہیں جتنے سکھ ہندوؤں سے، کیونکہ سکھ ہندوؤں سے باہمی شادیاں کرتے ہیں مگر وہ ہندوؤں کے مندروں میں پوجا نہیں کرتے"۔

[حرف اقبال ص ۱۳۷]

اس علیحدگی اور مقاطعہ ومتارکہ کے باوجود مرزائی ہم سے رواداری اور حسنِ ظن کی امید رکھتے ہیں۔ وہ تو ہمیں کافر سمجھیں مگر ادھر سے اسلام کی تعریف کا مطالبہ بھی تفرقہ انگیزی اور شر پسندی ہو، ان دوطرفہ مفادات کی آخر وہ ملتِ مسلمہ سے کس بنیاد پر توقع رکھتی ہے؟ کیا اس وجہ سے کہ اس نے مسلمانوں کی آبروئے دنیا ودین متاعِ اولین وآخرین روحِ کائنات سرورِ عالمین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روئے ختمِ نبوت اور خلعتِ ختم المرسلینی پر ڈاکہ ڈالا اور ملتِ اسلامیہ کی غیرت ایمانی کو مجروح کیا۔ کیا کسی ملت کے قلعہ وحدت کو پاش پاش کرنے کی جرأت کا اتنی فراخدلی سے صلہ دیا جاسکتا ہے جس کی مرزائیت ہم سے طلب گار ہے اور کیا حصارِ اسلام میں پے در پے نقب لگانے کے بعد بھی مرزائیت مسلمانوں کی کسی حکومت کی اتنی کرم فرمائیوں کی مستحق ہوسکتی ہے۔ کہنے کو تو بہت کچھ ہے مگر اپنے بعض کرم فرماؤں کی آزردہ دلی کو ملحوظ رکھتے ہوئے آج کی یہ تقریب اقبالؒ ہی کے الفاظ پر ختم کر کے دوسری فرصت پر اٹھانا چاہتے ہیں۔

"میرے خیال میں قادیانی حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے۔ ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے، کیونکہ وہ اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکے حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے علیحدگی کے مطالبے کا انتظار نہ کیا اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبے کا کیوں انتظار

کررہی ہے“۔ [حرف اقبال ص ۱۳۸] [جون ۲۷ء] (فتاوی حقانیہ، ج:۲، ص:۳۷۸ تا ۳۸۴، ط، مکتبہ سید احمد شہید اکوڑہ خٹک)



ختمِ نبوت کے وقت کے تعین کی تحقیق

﴿سوال﴾:

حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کس وقت سے تسلیم کرنا چاہیے؟ ولادت کے بعد سے یا نبوت ملنے کے بعد سے یا بعد الوفات؟ مقصد یہ ہے کہ وحی کا دروازہ کس وقت سے بند تصور کیا جائے؟

﴿الجواب﴾:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتدائے امر سے ہی خاتم النبیین ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس منصب مبارک کے لیے ازل سے ہی منتخب فرما دیا تھا۔ مشکوۃ میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبوت کب ملی، ارشاد فرمایا” جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت بھی نہیں ہوئی تھی“۔ البتہ عالمِ اجساد میں آپ سب انبیاء کے بعد آئے اور جب عمر مبارک چالیس برس ہوئی تو نبوت ملی اور وحی کا نزول شروع ہوا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نئی شریعت اور نئی کتاب ملی جو تمام انبیاء سابقین کی شریعتوں کے لیے ناسخ بنادی گئی، لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کردے، تاہم نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے ہیں اور قیامت کے قریب نزول فرمائیں گے اور شریعتِ محمدی کا احیاء اور اس کی اتباع کریں گے، اور احادیثِ صحیحہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام پر وحی بھی آئے گی لیکن یہ وحی شریعتِ مصطفیٰ کو

بدلنے کے لیے نہ ہوگی بلکہ اس وقت کے ضروری امور کے متعلق ہوگی گویا انقطاعِ وحی سے مراد وہ وحی ہے جو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرے۔

لما ورد فی الحدیث: قال ابوھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ: قالوا: یا رسول اللہ [صلی اللہ تعالی علیہ وسلم] متی وجبت لک النبوۃ قال والآدم بین الروح والجسد. [رواہ الترمذی بحوالہ مشکاۃ ص ٥١٣، باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، الفصل الثانی]

قال العلامۃ ملا علی القاریؒ فی شرح ھذا الحدیث: وجبت لی النبوۃ والحال ان آدم بین الروح والجسد یعنی وانہ مطروح علی الارض بلا رُوح والمعنی انہ قبل تعلق روحہٖ بجسدہٖ.......... وروی ابو نعیم فی الدلائل وغیرہ من حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ مرفوعاً کنت اول النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث. [مرقاۃ المصابیح، ج: ١١، ص: ٥٨]

وقال العلامۃ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ: فبینما ھو کذلک اوحی اللہ الی عیسی بن مریم علیہ السلام انی قد اخرجت عباداً لی لابدان لاحد بقتالھم فحرز عبادی الی الطور ویبعث اللہ یاجوج وماجوج [الحدیث]..... فذٰلک صریح من انہ وحی حقیقی لاوحی الھام ان ما توھمہ ھذا الزاعم من تعذر الوحی الحقیقی فاسد لان عیسی علیہ السلام نبی فای مانع من نزول الوحی علیہ؟ فان تخیل نفسہٖ ان عیسیٰ علیہ السلام قد ذھب عنہ وصف النبوۃ فھذا قول

یقارب الکفر لان النبی لایذهب عنه وصف النبوة ابداً حتی بعد موته وان تخیل اختصاص الوحی للنبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم بزمن دون زمن فهو قول لا دلیل علیه ویبطله ثبوت الدلیل علی خلافه. [نزول عیسیٰ بن مریم آخر الزمان ص: ۴۸ ــ ۵۲](فتاوی حقانیه، ج: ۱، ص: ۳۸۹، ۳۹۰، ط، سید احمد شهیدؒ اکوڑه ختك)



ختم نبوت پر دلچسپ بحث

الحمدللّٰہ و کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد!

میرے مربی روحانی حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کی ابتدائی تدریس کے زمانے میں ایک قادیانی مناظر سے اتفاقاً ملاقات ہوگئی، قادیانی کے ساتھ ان کا ایک شاگرد بھی تھا، ملتے ہی قادیانی مناظر نے اپنی تعریف اور مہارت پر کافی تقریر کی اور کہا کہ میں نے بوعلی سینا کی کتابیں پڑھی ہیں، عیسائیوں اور آریوں سے بہت سے مناظرے کئے ہیں، خوب اپنی قابلیت اور مہارت جتاتا رہا اور حضرت والا خاموشی سے سنتے رہے، اس کے بعد مسئلہ جریان نبوت پر بات شروع کردی، ذیل میں اس مختصر مگر دلچسپ مناظرے کی روئیداد پیش کی جارہی ہے جس میں خاص طور سے حضرات علماء کرام کے لئے بڑی کارآمد اور مفید باتیں آگئی ہیں۔

اختصار کی خاطر حضرت والا کو مفتی صاحب اور قادیانی کو قادیانی مناظر کے عنوان سے ذکر کیا جائے گا۔

حضرت مفتی صاحب: آپ کا اصل دعوی تو اثبات نبوت مرزا ہے، مسئلہ جریانِ نبوت آپ کا دعویٰ نبوت پر دلیل کے لئے صغریٰ کا کام دیتا ہے یا کبریٰ کا؟

قادیانی مناظر: یہ ہماری دلیل نہیں ہے، بلکہ اس مسئلہ کو ہم اس لئے بیان کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کی نبوت پر بحث کرتے ہوئے اکثر علماء یہ بحث از خود چھیڑ دیتے ہیں کہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے ہمیں یہ بحث کرنا پڑتی ہے۔

مفتی صاحب: یہ بحث آپ اس عالم سے کریں جو اسے چھیڑے، مجھ سے براہ راست اپنے دعویٰ نبوت مرزا پر بحث کریں، اس لئے کہ میں تو اس کا قائل ہوں کہ بفرض محال اگر نبوت جاری ہو تو بھی مرزا صاحب نبی نہیں ہو سکتے۔

حضرت والا کے اس اصرار کے باوجود قادیانی مناظر جریان نبوت ہی پر بحث کرنے پر مصر رہے، اصل وجہ یہ ہے کہ قادیانی مناظر اس مسئلہ میں اصل مدعا کی طرف آتے ہوئے گھبراتے ہیں، انہیں یہ معلوم ہے کہ مرزا صاحب کی نبوت کو ثابت کرنے کے آگے کانٹوں کا انبار ہے۔ اس لئے حضرت والا ارخاء عنان کے لئے جریان نبوت ہی پر بحث کرنے پر رضا مند ہو گئے کہ کہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ کسی کمزوری کی بناء پر اس بحث سے پہلو تہی کر رہے ہیں، چنانچہ اب بحث شروع ہوتی ہے۔

حضرت مفتی صاحب: یہ بحث تو بالکل فضول مگر جب آپ اپنے اصل مدعا کی طرف نہیں آنا چاہتے اور اسی پر مصر ہیں کہ جریان نبوت ہی پر بحث ہو تو چلئے اس پر فرمایئے۔

قادیانی مناظر: حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک بالاتفاق نبوت جاری رہی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ نبوت ختم ہو گئی، جو شخص متفق علیہ حقیقت کے خلاف کا قائل ہوتا ہے وہ مدعی کہلاتا ہے اور مدعی کے ذمہ دلیل بیان کرنا ہوتا ہے، آپ مدعی ہیں، لہٰذا ختم نبوت پر دلیل بیان کریں۔

حضرت مفتی صاحب: آپ میرا مدعی ہونا تسلیم کرتے ہیں؟

قادیانی مناظر: [ذرا ہچکچا کر] ہاں! اس حیثیت سے آپ متفق علیہ حقیقت کے خلاف قائل ہیں۔

حضرت مفتی صاحب: آپ حیثیت وغیر چھوڑیں اور صاف اس کا اقرار کریں کہ

آپ مجھے مدعی مانتے ہیں؟

قادیانی مناظر: [دبی ہوئی زبان میں] ہاں آپ مدعی ہیں۔

قادیانی مناظر کو حضرت مفتی صاحب مدظلہم کی مدعی تسلیم کرنے میں تردد اس لئے ہورہا تھا کہ مناظرہ میں ہر شخص مدعی بننے سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، مگر یہاں خود حضرت مفتی صاحب اپنے مدعی ہونے کا ان سے اقرار لے رہے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب: یہ بتایئے کہ آپ کے ہاں ثبوت بشرط لاشیء جاری ہے یا لابشرط شیء؟

قادیانی مناظر: آپ علمی اصطلاحات استعمال نہ کریں، عام فہم زبان میں بات کرنا چاہیے۔

حضرت مفتی صاحب: یہاں عوام کا کوئی ایسا مجمع نہیں اس لئے علمی اصطلاحات کے استعمال میں کوئی حرج تو نہیں، معہذا آپ کی خواہش کی رعایت کرتا ہوں میرا مطلب یہ ہے کہ آپ کے ہاں مطلق نبوت جاری ہے یا النبوۃ المطلقۃ؟

قادیانی مناظر: دونوں میں کیا فرق ہے؟

حضرت مفتی صاحب: میں نے خیال کیا کہ آپ بوعلی سینا کی کتابیں دیکھے ہوئے ہیں اس لئے سمجھ جائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کے ہاں نبوت کی دو قسمیں ہیں، تشریعی اور ظلی، یہ دونوں قسمیں جاری ہیں یا ایک؟

قادیانی مناظر: ایک قسم جاری ہے یعنی ظلی، تشریعی نبوت ختم ہوگئی۔

حضرت مفتی صاحب: حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک نبوت تشریعی جاری تھی آپ اس کے ختم ہوجانے کے قائل ہیں، متفق علیہ حقیقت کے خلاف کہہ رہے ہیں، اس لئے آپ مدعی ٹھہرے، آپ اس پر دلیل بیان کریں۔

قادیانی مناظر: میں مدعی نہیں ہوں۔

حضرت مفتی صاحب: بعینہٖ جس طریقے سے آپ نے مجھے مدعی ٹھہرایا، اسی طریقے

سے آپ مدعی بن رہے ہیں۔

قادیانی مناظر: میں کسی طرح مدعی نہیں ہوں۔

حضرت مفتی صاحب: جس طریقے سے مجھے مدعی بنایا تھا بعینہٖ اسی طریقے سے آپ مدعی بن گئے اب اگر آپ مدعی نہیں تو میں بھی مدعی نہیں، قصہ ختم ہوگیا۔

قادیانی مناظر: [مجبور ہوکر اپنے مدعی ہونے کا بادل ناخواستہ اقرار کرتے ہوئے دلیل پیش کرتے ہیں] نبوت تشریعیہ کے لئے کچھ شرائط ہیں [ان شرائط کی تفصیل بیان کرنے سے بچنے کے لئے کہا کہ] یہ شرائط آپ کو معلوم ہی ہیں۔

حضرت مفتی صاحب: مجھے ان شرائط کا علم نہیں آپ ہی بیان کریں، نیز یہ بھی بتایئے کہ ان شرائط کا وجود ممکن ہی نہیں یا ممکن تو ہے واقع نہیں؟

قادیانی مناظر: ممکن ہے مگر واقع نہیں۔

حضرت مفتی صاحب: اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت تشریعی ممکن تو ہے مگر واقع نہیں۔

قادیانی مناظر: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت تشریعی ممکن ہی نہیں۔

حضرت مفتی صاحب: یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ شرط ممکن ہو اور مشروط ممتنع؟

قادیانی مناظر کافی دیر تک اس بحث میں الجھتے رہے کہ شرائط ممکن ہیں اور نبوت تشریعی ممکن نہیں، مگر بالآخر اس کا اعتراف کرنا پڑا کہ نبوت تشریعی کے شرائط بھی ممکن نہیں۔

حضرت مفتی صاحب: اب دو دعووں کا اثبات آپ کے ذمہ ہوگیا، ایک تو یہ کہ جو چیز آپ بیان کریں اس کی شرطیت دلیل سے ثابت کریں۔ دوسرا یہ کہ اس شرط کا ممتنع ہونا بھی ثابت کریں۔

قادیانی مناظر: [ایک آیت پڑھکر] اس سے یہ ثابت ہوا کہ تشریعی رسول تب آتا ہے جب کہ اس سے پہلی کتاب میں تحریف ہونے لگے، چونکہ قرآن کریم میں کوئی تحریف نہیں ہوسکتی اس لئے تشریعی رسول بھی نہیں آسکتا۔

حضرت مفتی صاحب: اس آیت سے تو سببیت ثابت ہوئی نہ کہ شرطیت، تحریف ماقبل نئی رسالت کا سبب ہے، شرط نہیں، یعنی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بغیر تعریف ماقبل کے کوئی نیا رسول نہیں آسکتا، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام تشریعی نبی تھے، مگر آپ سے قبل کسی دین کی تحریف نہیں ہوئی کیا نیا رسول آنے کی یہ وجہ نہیں ہوسکتی کہ دین ماقبل میں کوئی تحریف نہ بھی ہو مکمل طور پر صحیح طریقے پر موجود ہو، اس کے باوجود اس کے احکام طبائع کے مناسب نہ رہے ہوں، اس لئے اللہ تعالیٰ نئے رسول کے ذریعہ اس زمانہ کے طبائع کے مطابق احکام میں ترمیم فرمائیں، بہر حال شرطیت ثابت نہیں ہوتی۔

قادیانی مناظر: [شرمندگی کی ہنسی طاری کر کے فرمانے لگے] شرطیت ہو یا سببیت بات یوں ہی ہے۔

یہ کہہ کر اپنی چھیڑی ہوئی بحث کو خود ہی ختم کر دیا اور حضرت مفتی صاحب مدظلہم کے بار بار اصرار کے باوجود نہ اصل مدعا یعنی اثبات نبوت مرزا پر بات کرنے کو تیار ہوئے اور نہ ہی مسئلہ جریانِ نبوت پر مزید کلام کیا، بالکل ہی خاموش ہوگئے، حضرت مفتی صاحب مدظلہم نے فرمایا کہ ''ہم نے کبھی کسی مناظر کو اس طرح خاموش ہوتے ہوئے نہ دیکھا نہ سنا، یہ صاحب اپنی خاموشی میں منفرد ہیں۔ (احسن الفتاوی، ج:۱،ص:۴۲ تا ۴۵، ط، ایم ایچ سعید کراچی)



علامہ اقبالؒ نے قادیانیوں کو علیحدہ اقلیت قرار دینے کی تحریک کی تھی

بخدمت جناب حضرت علامہ دامت برکاتہم السلام علیکم!

سمندری میں ۲۲ اپریل کو دفتر بلدیہ سمندری کے چیئرمین کی زیر صدارت یوم اقبال منایا گیا۔ جس میں چند مرزائی بھی مدعو تھے میں نے اقبال اور ختم نبوت کے موضوع پر تاریخ روشنی ڈالی۔ جس پر مرزائی مبلغ نے اعتراض کیا کہ یہ واقعہ غلط ہے۔ میں نے بیان کیا تھا کہ کشمیر کمیٹی میں جب مرزا البشیر الدین محمود صدر رہتے تھے۔ ڈاکٹر اقبال نے استعفیٰ دیا تھا اور انجمن حمایت اسلام میں جب ڈاکٹر اقبال صدر تھے تو انہوں مرزائیوں کو علیحدہ اقلیت قرار دینے پر بھی ایک بیان دیا تھا۔ مرزائی مبلغین نے ان سب امور کا انکار کیا ہے۔ اس لیے آپ ان موضوعات کے متعلق دعوت کے باب الاستفسارات میں تفصیلاً بیان فرمائیں بہت مشکور ہوں گا؟ [محمد علی جانباز]

﴿جواب﴾:

یہ صحیح ہے کہ علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ جب انجمن حمایت اسلام لاہور کے صدر تھے تو ان کی تحریک اور عام مسلمانوں کی تائید سے انجمن حمایت اسلام نے ۱۹۳۶ء کے اوائل میں ایک قرارداد منظور کی تھی جس کی رو سے مرزائی انجمن حمایت اسلام کے ممبر نہیں ہو سکتے تھے۔ اور اس قرارداد کے مطابق اس وقت جتنے بھی مرزائی ممبر تھے۔ سب انجمن حمایت اسلام کی رکنیت سے خارج ہو گئے تھے۔ سمندری کے مرزائی مبلغ نے غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے ان حقائق پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ آپ اسے لاہور لاکر انجمن حمایت اسلام کا ریکارڈ دکھا سکتے ہیں۔ ایسے روشن حقائق کا انکار بہت موجب تعجب ہے۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے ۱۹۳۶ء کے وسط میں پنجاب کے مختلف مقامات کا دورہ کیا تھا اور مرزائیوں کی ایک سیاسی انجمن نے اس دوران میں پنڈت جی کو ایک دعوت استقبالیہ بھی دی تھی۔ اس پر بعض حلقوں سے مرزائیوں پر کافی اعتراضات ہوئے اور مرزا البشیر الدین

محمود خلفیہ قادیان نے اپنے خطبہ جمعہ میں ان اعتراضات کے جوابات دیئے تھے۔ ان جوابات کے ضمن میں مرزا بشیر الدین نے بیان کیا تھا کہ ڈاکٹر اقبال نے احمدیوں کو عام مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دینے کی تحریک کی تھی اور پنڈت جواہر لال نہرو نے اس کو روکا تھا۔ اس لیے ایسے شخص کا استقبال بالکل حق بجانب ہے۔ خلیفہ قادیان کا یہ خطبہ اخبار الفضل میں شائع بھی ہوا۔ الفاظ یہ ہیں:

''اگر پنڈت جواہر لال نہرو اعلان کردیتے کہ احمدیت کو مٹانے کے لیے وہ اپنی تمام طاقت خرچ کردیں گے جیسا کہ احرار نے کیا ہوا ہے تو اس قسم کا استقبال بے غیرتی ہوتا لیکن اس کے برخلاف یہ مثال موجود ہو کہ قریب کے زمانہ میں ہی پنڈت صاحب نے ڈاکٹر اقبال کے ان مضامین کا رد لکھا ہے جو انہوں نے احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ قرار دیے جانے کے لیے لکھے تھے اور نہایت عمدگی سے ثابت کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا احمدیت پر اعتراض اور احمدیوں کو علیحدہ کرنے کا سوال بالکل نامعقول اور خود ان کے گذشتہ رویے کے خلاف ہے تو ایسے شخص کا جب کہ وہ صوبہ میں مہمان کی حیثیت سے آرہا ہو ایک سیاسی انجمن کی طرف سے استقبال بہت اچھی بات ہے''۔ [اخبار الفضل ۱۱ جون ۱۹۳۶ء جلد ۲۲ شمارہ نمبر ۲۸۷ خطبہ جمعہ]

خط کشیدہ عبارت میں نہایت واضح اقرار ہے کہ مرزائیوں کو علیحدہ اقلیت قرار دینے کے محرکِ اول علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ ہی تھے۔ پس سمندری کے مرزائی مبلغ کا انکار حقیقت پر مبنی نہیں۔

(۳)...... ڈاکٹر یعقوب بیگ انجمن حمایت اسلام کے ایک پرانے سرگرم کارکن تھے۔ وہ مرزائیوں کی لاہوری جماعت سے وابستہ تھے۔ علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ کی اسی مذکورہ بالا تحریک کی بناء پر وہ بھی انجمن حمایت اسلام کی رکنیت سے علیحدہ کردیے گئے۔ اس

لیے علامہ اقبالؒ کی یہ تحریک لاہوری جماعت پر بھی بہت گراں تھی۔ انہی دنوں لاہوری جماعت کے امیر مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے بھی اخبار پیغام صلح میں یہ بیان شائع ہوا تھا۔

''علامہ اقبال جیسے بلندیہ انسان جسے آج سے چار برس پہلے ایک مسلمان کمیٹی کا صدر بنائیں۔ آج اسے کافر قرار دیں۔ مرزا محمود احمد قادیانی کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنانے میں سر محمد اقبال پیش پیش تھے اور جس جماعت کو سولہ سترہ سال پیشتر ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ بتائیں۔ آج اسے کافروں کی جماعت قرار دیں۔ پس مناسب ہے کہ جو کچھ فتویٰ دیں وہ آج کی تحریرات پر دیں''۔ [اخبار پیغام صلح جلد ۲۴ شمارہ ۲۸ فروری ۱۹۳۶ء]

گو ہمیں اس سے اتفاق نہیں کہ مرزا بشیر الدین محمود کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنانے کے محرک علامہ اقبالؒ تھے۔ اس وقت اس سے بھی بحث نہیں کہ پھر علامہ اقبال نے اس کمیٹی سے آخر کیوں استعفیٰ دے دیا تھا۔ اس وقت ہمیں صرف یہ دکھانا ہے کہ قادیانی اور لاہوری دونوں جماعتوں کے بیان کے مطابق مرزائیوں کو مسلمان سے علیحدہ اقلیت قرار دینے کو محرک اول علامہ اقبال مرحوم ہی تھے۔

ڈاکٹر یعقوب بیگ [لاہوری مرزائی] انجمن حمایت اسلام کے اس فیصلے کے پورے ایک ہفتہ بعد فوت ہوگئے تھے اور مرزائی اخبارات نے لکھا تھا کہ ڈاکٹر صاحب کی وفات اسی صدمہ سے ہوئی ہے کہ ملت اسلامیہ انہیں کس طرح پوری ملت سے کٹا ہوا سمجھتی ہے۔

پھر اخبار پیغام صلح کی اسی جلد کے شمارہ نمبر ۶۰ کی اشاعت میں یہاں تک مذکور ہے کہ:

''ان دونوں اسمبلی کے امیدوار یہ عہد کرتے پھرتے تھے کہ اسمبلی میں جا کر احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت منظور کرانے کی کوشش کروں گا''۔ [پیغام صلح ۹ ستمبر ۱۹۳۶ء]

علامہ اقبالؒ کو اگر ایک وقت تک مرزائیوں کے تفصیلی نظریات کی اطلاع نہ ہوسکی تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ علامہ اقبالؒ کے اپنے نظریات میں کوئی کمزوری تھی۔ ان کا اپنا اعتقاد

اس وقت بھی اتنا ہی پختہ تھا جتنا کہ وہ بعد میں ظاہر ہوا۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کا ایک مضمون ۱۹۱۴ء کی ابتداء میں ''لمعات'' شائع ہوا تھا۔ جسے اخبار الفضل نے بھی جلد نمبر ۳ کے شمارہ نمبر ۱۰۵ میں نقل کیا تھا:

''وہ [ڈاکٹر اقبال] لکھتے ہیں کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی ایسے نبی کے آنے کا قائل ہے جس کا انکار مستلزم کفر ہو وہ خارج از دائرہ اسلام ہے۔ اگر قادیانی جماعت کا بھی یہ عقیدہ ہے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے''۔ [الفضل ۱۱ اپریل ۱۹۱۴ء]

رہا یہ مسئلہ کہ قادیانی فرقہ کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کا انکار ''مستلزم'' کفر ہے یا نہیں۔ سو اس کے لیے اتنی بات یاد رکھیے کہ علام اقبال مرحوم کے والد مرحوم پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے وابستگان میں سے تھے۔ پھر جب وہ مرزائیت کی حقیقت سے واقف ہوئے تو انہوں نے ان کی جماعت سے علیحدگی اختیار کرلی۔ اس پر مرزا قادیانی نے انہیں لکھا کہ آپ کا نام نہ صرف جماعت سے بلکہ اسلام سے ہی کاٹ دیا گیا ہے۔ اس واقعہ کا کچھ تذکرہ مرزا بشیر احمد نے بھی سیرت المہدی کی تیسری جلد ص ۲۴۹ میں کیا ہے اور اس مسئلے کی بحث کہ مرزائیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کا انکار ''مستلزم کفر ہے یا نہیں۔ احقر کی کتاب عقیدہ الامۃ فی معنی ختم النبوۃ میں نہایت مفصل طور پر موجود ہے۔ بہر حال اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ علامہ اقبالؒ کی اسلامی خدمات میں سے عقیدہ ختم نبوت کی خدمت ملت اسلامیہ پر ایک ایسا احسان ہے کہ اسے بیان کرنے کے بغیر یادِ اقبال کا کوئی حق ادا نہیں ہوسکتا۔ آپ کی [مولانا محمد علی صاحب] کی یہ ہمت لائق تحسین ہے کہ آپ نے سمندری کے اس جلسہ یوم اقبال میں علامہ اقبالؒ کی اس عظیم خدمت کو تفصیل سے بیان کیا۔ رب العزت آپ کو جزائے خیر دے۔ والسلام۔ احقر خالد محمود عفا اللہ عنہ۔ [عبقات ص ۳۱۴ تا ۳۱۷]

(فتاوی ختم نبوت، ج:۱، ص:۴۳ تا ۴۵، ناشر، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان)



مفتی اعظم مصر استاذ العلماء شیخ حسنین محمد مخلوف کا علمی وتحقیقی فتویٰ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع آسمانی اور کفریات مرزا غلام احمد قادیانی

ہفت روزہ ''دعوت'' کے باب الاستفسارات میں کافی عرصہ سے ایسے سوالات موصول ہو رہے تھے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی اور حیاتِ آسمانی کے متعلق علمائے مصر کا عقیدہ کیا ہے۔ کیا وہ واقعی اسلام کے اس اجماعی عقیدے کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ثانی علاماتِ قیامت میں سے ایک علامت ہے اور یہ کہ وہ آسمان پر بجسد عنصری زندہ اور موجود ہیں یا علمائے مصر اس باب میں باقی جمیع علماء عرب اور پاک و ہند کے خلاف ہیں۔ ان سوالات کا اصل محرک مصر کے ایک آزاد خیال پروفیسر شلتوت کا ایک مضمون تھا جو آج سے پچیس تیس سال پہلے شائع ہوا تھا اور جسے قادیانی حضرات اپنی ہمنوائی میں ہر سال شائع کرتے رہتے ہیں۔ قادیانیوں کا اس اشاعت سے مقصد عوام کو یہ اثر دینا ہے کہ ان ابواب میں اکابر علمائے مصر ان کے ساتھ ہیں۔ اس مغالطے اور تلبیس کا پردہ چاک کرنے کے لیے حکومت مصر کے سابق مفتی اعظم استاذ العلماء حضرت شیخ حسنین محمد مخلوف کا ایک فتویٰ ان کی بلند پایہ کتاب صفوۃ البیان لمعان القرآن طبع ۱۳۷۰ھ سے نقل کیا جاتا ہے۔ یہ تمام استفسارات کا مشترک جواب ہے۔ جو اس سلسلہ میں دفتر ''دعوت'' میں موصول ہوتے رہے ہیں۔ رہا پروفیسر شلتوت کا معاملہ تو آزاد خیال اور خود پسند ادیب کہاں نہیں ملتے۔ اگر مصر کے ایک غیر ذمہ دار اور غیر معتمد علیہ پروفیسر نے سلف کی شاہراہ سے ہٹ کر کتاب وسنت میں الحادی کی راہ اختیار کی ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جمہور علماء مصر اور اربابِ فتویٰ وقضاء بھی معاذ اللہ اسلام کے اجماعی فیصلوں سے برگشتہ ہوگئے ہیں۔ جس طرح پاکستان میں مسٹر پرویز اسلامی عنوانات کو اپنا موضوع سخن بنا رہے ہیں اور ان کے قلم کی جولانگاہ یہ اسلامی موضوعات ہی ہیں۔ تاہم انہیں یہاں پاکستان کے اونچے درجے کے علماء اور محققین کا اعتماد حاصل نہیں اور علمی ابواب میں ان

لوگوں کی رائے نہ صرف غلط ہے بلکہ کفر کی سرحدوں سے ملتی ہے اس طرح مصر کے آزاد خیال پروفیسر شلتوت بھی وہاں کے علمی دینی اور تحقیقی حلقوں میں کسی اعتماد کے لائق نہیں رہے ہیں۔ انہوں نے جب وہ تحریر لکھی تھی جسے کہ یہ قادیانی حضرات آئے دن اس طرح شائع کرتے رہتے ہیں۔ گویا کہ یہ فتویٰ آج چھپ کر آیا ہے تو وہاں کے اکابر علماء نے اسی وقت اس کی تردید فرمادی تھی اور مختلف رسائل وجرائد نے اس پر پُر زور ردعمل فرمایا تھا۔ بہر حال علماء مصر کے معتمد عالم اور حکومت مصر کے سابق مفتی اعظم کا یہ تحقیقی فیصلہ قارئین ''دعوت'' کے پیش خدمت ہے۔ ترجمہ مولانا منظور احمد صاحب [چنیوٹ] نے کیا ہے۔

[ادارہ]

واعلم ان عیسیٰ علیه السلام لم یقتل ولم یصلب کما قال تعالی وما قتلوه وما صلبوه ولکن شبه لهم وقال وما قتلوه یقیناً. فاعتقاد النصاریٰ القتل واصلبه کفرء لاریب فیه وقد اخبر اللّٰه تعالی انه رفع الیه عیسیٰ کما قال ورافعک الی وقال بل رفعه اللّٰه الیه فیجب الایمان به والجمهور علی انه رفع حیا من غیر موت ولاغفرة بجسده وروحه الی السماء والخصوصیة له علیه السلام هی فی رفعه بجسده وبقاء وفیها الی الامد المقدر له.

واما التوفی المذکور فی هذه الآیة وفی قولهٖ تعالی فلما توفیتنی فالمراد منه ما ذکرنا علی الروایة الصحیحة عن ابن عباسؓ والصحیح من الاقوال کما قاله القرطبی وهو اختیار الانباری وغیره.

وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ای ما احد من اهل الکتاب الموجودین عند نزول عیسیٰ علیه

السلام آخر الزمان الا لیؤمنن بانه عبدالله ورسوله وکلمته قبل ان یموت عیسیٰ علیه السلام فتکون الادیان کلها دیناً واحد وهو دین الاسلام الحنیف دین ابراهیم علیه السلام ونزول عیسیٰ علیه السلام ثابت فی الصحیحین وهو من اشراط الساعة. [صفوة البیان لمعان القرآن ص ۱۰۹، ۱۱۰]

ترجمہ:''اور جاننا چاہیے کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ تو قتل ہوئے ہیں اور نہ ہی سولی دیے گئے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد تعالیٰ ہے۔ **وما قتلوه وما صلبوه ولکن شبه لهم وما قتلوه یقینا.** انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل بھی نہیں کیا اور سولی بھی نہیں دیا۔ لیکن ان کے لیے ایک شخص کو عیسیٰ علیہ السلام کے ہمشکل بنا دیا گیا اور یہ امر یقینی ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا۔ لہٰذا عیسائیوں کا قتل اور صلیب کا عقیدہ رکھنا بلاشبہ کفر ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں خبر دی ہے کہ عیسیٰ کہ اس نے اپنی طرف اٹھالیا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا **ورافعک الی** میں تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا۔

اور فرمایا۔ **بل رفعه الله الیه** بلکہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا ہے۔ لہٰذا اس پر [جسمانی رفع پر] ایمان لانا واجب ہے اور جمہور علماء اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو موت یا نیند طاری کیے بغیر زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا ہے اور جسم سمیت آسمان پر اٹھالیا جانا اور وہاں ایک مدت مقررہ تک مقیم رہنا آپ ہی کی خصوصیت ہے اور لفظ توفی جو اس آیت اور آیت **فلما توفیتنی** میں مذکور ہے۔ اس سے مراد وہی ہے جو ہم نے ابن عباسؓ کی صحیح روایت کی بنا پر تحریر کر دیا ہے اور مفسرین کے اقوال میں سے صحیح قول وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ امام قرطبیؒ

کے علاوہ دیگر علماء کرام نے بھی تصریح کی ہے۔**وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته** کی تفسیر میں مفتی اعظم فرماتے ہیں ''آخری زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے وقت جو اہل کتاب بھی موجود ہوں گے۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے اس بات پر ایمان لائیں گے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کے کلمہ ہیں اور تمام مذاہب کی جگہ ایک ہی مذہب رہ جائے گا اور وہ ابراہیمی دین اسلام ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا[آسمان سے] نازل ہونا صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ثابت ہے اور یہ نزول سماوی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے''۔

والمراد على القراء تين انه صلى الله تعالى عليه وسلم آخر انبياء الله ورسله فلانبى ولارسول بعدهٔ الى قيام الساعة فمن زعم النبوة بعدهٔ فهو كاذب افاك وكافر بكتاب الله وسنة رسوله ولذا افتينا بكفر طائفة القاديانية اتباع المفتون غلام احمد القادياني الزاعم هو واتباعه انه نبى ويوحى اليه وانه لا يجوز مناكحتهم ولا دفنهم فى مقابر المسلمين. [صفة البيان لمعان القرآن ص: ١٨١]

لفضيلة الاستاذ الشيخ الحسنين مخلوف مفتى الديار المصرية السابق وعضو جماعت كبار العلماء طبع اولىٰ ١٣٧٠ھ.

ترجمہ: ''زیر آیت خاتم النبیین تحریر فرماتے ہیں اور خاتم کی مراد زیر وزبر والی دونوں قرأتوں کی بناء پر یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور رسولوں کے آخر میں آنے والے ہیں۔ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی اور کوئی رسول نہیں بنایا جائے گا۔ لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جو

شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ پرلے درجہ کا جھوٹا، بہت بڑا بہتان باندھنے والا اور اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت کا منکر ہے۔
اسی لیے ہم علماء حق نے مرزا غلام احمد قادیانی کی متبع تمام جماعت کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی تمام جماعت کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہے اور اس کی طرف وحی کی جاتی ہے کفر ہے ہم یہ بھی فتویٰ دیتے ہیں کہ نہ ان کے ساتھ رشتہ کیا جائے اور نہ ان کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کیا جائے“۔ [عبقات ص ١٠٥ تا ١٠٨] (فتاوی ختم نبوت، ج:١،ص:١٦١ تا ١٦٣، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قادیانی عقائد

عقیدہ١: قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، میں محمد رسول اللہ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ مرزا بشیر احمد صاحب ایم،اے لکھتے ہیں:
مسیح موعود [مرزا غلام احمد قادیانی] خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ تشریف لائے اس لئے ہم [مرزائیوں] کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔ [کلمۃ الفصل ص ١٥٨، مندرجہ ریویو آف ریلیجز، بابت مارچ، اپریل ١٩١٥ء]

عقیدہ٢: قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ چودھویں صدی سے تمام انسانیت کا رسول مرزا غلام احمد ہے۔ [تذکرہ ص ٣٦٠]

عقیدہ٣: قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ رحمۃ للعالمین مرزا غلام احمد ہے۔ [تذکرہ ص ٨٣]

عقیدہ٤: قادیانی عقیدہ ہے کہ خاتم الانبیاء مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

مرزائی اخبار ''الفضل'' مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

یہ مسلمان کیا منہ لے کر دوسرے مذاہب کے بالمقابل اپنا دین پیش کر سکتے ہیں تاوقتیکہ وہ مسیح موعود [غلام احمد قادیانی] کی صداقت پر ایمان نہ لائیں، جو فی الحقیقت وہی ختم المرسلین تھا کہ خدائی وعدہ کے مطابق دوبارہ آخرین میں مبعوث ہوا وہ [مرزا] وہی فخر اولین وآخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا۔ [قادیانی مذہب ص ۲۶۴]

عقیدہ ۵: قادیانی عقیدہ ہے کہ آسمان وزمین اور تمام کائنات کو صرف مرزا غلام احمد کی خاطر پیدا کیا گیا۔ لولاک لما خلقت الأفلاک۔ [حقیقۃ الوحی ص ۹۹]

عقیدہ ۶: قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد کا آسمانی تخت تمام نبیوں سے اونچا ہے۔ [حقیقیۃ الوحی: ۸۹]

عقیدہ ۷: قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ روحانی ترقیات کی طرف پہلا قدم تھا اور مرزا غلام احمد کے زمانہ میں روحانیت کی پوری تجلی ہوئی۔ [خطبہ الہامیہ: ص ۱۷۷]

عقیدہ ۸: قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھوٹی فتح مبین نصیب ہوئی تھی اور بڑی فتح مبین مرزا غلام احمد کو ہوئی۔ [خطبہ الہامیہ، ص: ۱۹۳]

عقیدہ ۹: قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ کا اسلام پہلی رات کے چاند کی طرح [یعنی بے نور] تھا اور مرزا غلام احمد کے زمانہ کا اسلام چودھویں رات کے چاند کی طرح تاباں ودرخشاں ہے۔ [خطبہ الہامیہ، ص: ۱۸۴]

عقیدہ ۱۰: قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات تین ہزار تھے [تحفہ گولڑیہ، ص: ٦۳] اور مرزا غلام احمد کے معجزے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ [حقیقۃ الوحی، ص: ٦٧]

عقیدہ ۱۱: قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ تھا۔[ریویو، مئی ۱۹۲۹ء، بحوالہ قادیانی مذہب، ص:۲۴۱]

عقیدہ ۱۲: قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد کی روحانیت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔[خطبہ الہامیہ، ص:۱۸۱]

عقیدہ ۱۳: قادیانی عقیدہ ہے کہ:

محمدؐ پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمدؐ دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھئے قادیاں میں

[اخبار بدل قادیان جلد۲ شمارہ ۴۲ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء]

عقیدہ ۱۴: قادیانی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک ہر ایک نبی سے مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان لانے اور اس کی بیعت ونصرت کرنے کا عہد لیا تھا۔[اخبار الفضل، ۱۹، ۲۱ ستمبر 1915ء الفضل ۲۶ فروری ۱۹۲۴ء قادیانی مذہب ص ۳۴۲]

عقیدہ ۱۵: قادیانی عقیدہ ہے کہ: اگر موسیٰ وعیسیٰ مرزا غلام احمد کے زمانے میں ہوتے تو ان کو مرزا کی پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔[اخبار الفضل، ۱۸ مارچ، ۱۹۱۶ء بحوالہ قادیانی مذہب، ص ۳۲۵]

عقیدہ ۱۶: قادیانی عقیدہ ہے کہ جس طرح قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ تھا جس کی مثل لانے دنیا عاجز ہے اسی طرح مرزا غلام احمد کی تصنیف ''اعجاز احمدی'' اور ''اعجاز المسیح'' بھی معجزہ ہے۔

عقیدہ ۱۷: قادیانی عقیدہ ہے کہ آخری آسمانی کتاب قرآن مجید نہیں بلکہ مرزا غلام احمد کی وحی کا مجموعہ ''تذکرہ'' آخری وحی ہے۔

عقیدہ ۱۸: قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی بمنزلہ خدا کی اولاد

کے ہے۔[تذکرہ،ص:۴۱۲]

عقیدہ۱۹: قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد خدا کا بروز ہے۔[تذکرہ، ص:۵۹۶]

عقیدہ۲۰: قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد خدا کی توحید وتفرید ہے۔ [تذکرہ،ص:۲۸۱]

عقیدہ۲۱: قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد خدا کی روح ہے۔[تذکرہ، ص:۷۴۱]

عقیدہ۲۲: قادیانی عقیدہ ہے کہ

غلام احمد ہے عرش رب اکبر — مکاں ہے گویا لامکاں میں

[اخبار بدر۲۵اکتوبر۱۹۰۶ء]

عقیدہ۲۳: قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد ''کن فیکون'' کا مالک ہے۔ [تذکرہ،ص:۵۲۵]

عقیدہ۲۴: قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد خدا کا اعلی نام ہے۔ [تذکرہ،ص:۳۲۸]

عقیدہ۲۵: قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا خدا سے ہے اور خدا مرزا سے۔

خدا سے تو خدا تجھ سے واللہ — ترا رتبہ نہیں آتا بیاں میں

[اخبار بدر۲۵اکتوبر۱۹۰۶ء]

عقیدہ۲۶: قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دجال، عیسی بن مریم، یاجوج وماجوج، دابۃ الارض وغیرہ کی پوری حقیقت نہیں کھلی تھی مرزا غلام احمد پر ان تمام چیزوں کی حقیقت کھل گئی۔[ازالہ اوھام،ص:۲۹۱]

عقیدہ۲۷: قادیانی عقیدہ ہے کہ اس زمانہ میں صرف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی مدار نجات نہیں بلکہ صرف مرزا غلام احمد کی پیروی سے نجات ہوگی۔

[اربعین،ص:۷]

عقیدہ۲۸: قادیانی عقیدہ ہے کہ جو لوگ مرزا غلام احمد کو [مندرجہ بالا صفات کے ساتھ] نہیں مانتے وہ شقی ازلی ہیں جو دوزخ بھرنے کے لئے پیدا کئے گئے۔ [براہین احمدیہ حصہ پنجم،ص:۸۲،۸۳]

عقیدہ۳۰: قادیانی عقیدہ ہے کہ ''ہر ایک شخص جو موسیٰؑ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰؑ کو نہیں مانتا یا عیسیٰؑ کو مانتا ہے مگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں مانتا یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مانتا ہے مگر مسیح موعود [غلام احمد قادیانی] کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ [کلمۃ الفصل ص:۱۱۰ مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی]

عقیدہ۳۱: قادیانی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے جو معجزات قرآن کریم میں بیان فرمائے ہیں وہ سب ''مسمریزم'' کا کرشمہ تھے۔ [ازالہ اوہام حاشیہ ص:۳۰۵]

عقیدہ۳۲: قادیانی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے قرآنی معجزات مکروہ اور قابل نفرت تھے مرزا قادیانی لکھتا ہے۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ [ازالۂ اوہام حاشیہ ص:۳۰۹]

عقیدہ۳۳: قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بطور معجزہ صرف چاند گہن ہوا تھا اور مرزا غلام احمد کے معجزہ کے طور پر چاند اور سورج دونوں کو گہن ہوا۔ [اعجاز احمدی،ص:۷۱]

یہ عقائد صریح طور پر اسلام کی ضد اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بغاوت ہے اس لئے مرزا غلام احمد کے ماننے والوں سے خیر خواہانہ گزارش ہے کہ ان کفریہ عقائد سے توبہ کر کے دوبارہ اسلام میں داخل ہوں۔ وما علینا البلاغ. (فتاوی بینات، ج:۱،ص: ۱۹۶،۱۹۹، ط، مکتبہ بینات کراچی)



تجدید دین اور مرزا غلام احمد قادیانی؟

﴿سوال﴾:

مرزا غلام احمد قادیانی کو اگر مجدد زمان مانا جائے تو بجا ہے یا نہیں؟

﴿جواب﴾:

مرزا قادیانی مذکور ہرگز مجدد زمان نہیں مانے جاسکتے کیونکہ مجدد زمان کے لیے چند شرائط مقرر اور معین ہیں۔ چنانچہ کتاب [مجالس الابرار مجلس ۸۳ ماوجدت ہذا الکتاب فی الحکمۃ] میں بایں طور مسطور ہے کہ مجدد وہ ہوسکتا ہے جس کی لیاقت علمیت و بزرگی وقت تسلیم کرلیں نہ کہ وہ اپنی زبان سے میاں مٹھو طوطا کی طرح مجدد ہونے کا اپنے منہ سے دعویٰ کرے اور کہلائے اور مرزا قادیانی میں یہ صفت کہاں؟ دیکھو اس کی عبارت عربی جو یہاں بطور مشتے نمونہ از خروارے ہے تحریر کردی جاتی ہے جس پر ادنیٰ لیاقت والے طالب بھی اعتراض کرتے ہیں اور ہنسی اڑاتے ہیں اور مرزا قادیانی کی چند تصنیفات سے کتاب اعجاز المسیح کی چند غلطیاں پیر مہر علی شاہ صاحبؒ نے سیف چشتیائی اور فیصلہ آسمانی میں [مولانا محمد علی مونگیریؒ] بایں طور نقل کردی ہیں۔

وھو ھذا وانی سمیتہ اعجاز المسیح وقد طبع فی مطبع ضیا الاسلام فی سبعین یوماً من شھر الصیام وکان من الھجر سنہ ۱۳۱۸ من شھر النصاری ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء مقام الطبع قادیان ضلع گورداسپور. [ٹائٹل اعجاز المسیح طبع اول خزائن جلد ۱۸ ص ۱]

اب ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ کیا ستر دن کا مہینہ بھی ہوتا ہے؟ امید ہے کہ مرزائی صاحبان اس جگہ بھی کچھ تاویل کریں گے حالانکہ یہ تمام عبارت بے ربط اور خلاف محاورہ عرب کے ہے۔

غلطی دوم: ضلع گورداسپور کی بجائے غورداسفور ہونا چاہیے تھا۔
غلطی سوم: باہتمام الحکیم فضل الدین بعد التعریب فضل الدین۔
غلطی چہارم: اس کتاب کے ص۳ خزائن ج ۱۸ ص ۵ من کل نوع الجناح. نوع للجناح کیونکہ کل معرفہ پر احاطہ اجزاء کا افادہ دیتا ہے۔ وہ یہاں پر مقصود نہیں۔
غلطی پنجم: اس کتاب کے ص۳ ایضاً کل امرهم علی التقوی. اس مقام پر کل امر لهم ہونا چاہیے تھا چونکہ کل مجموعی خلاف ہے۔
غلطی ششم: اس کتاب کے ص۴ خزائن جلد ۱۸ افلا ایمان له او یضیع ایمانه. دو دفعہ ایمان کے لفظ کا تکرار بے قاعدہ اور خلاف محاورہ عرب ہے۔

غرضیکہ مرزا قادیانی نے کہیں تو مقامات حریری وغیرہ کتب سے عبارتیں چرائی ہیں اور کہیں لفظی اور کہیں معنوی تحریف قرآن مجید واحادیث شریف کی گئی ہے جس کو پیر صاحب موصوفؒ نے اپنی تصنیف سیف چشتیائی میں صفحہ ۷ تا ۱۸ قلمبند کر دیا ہے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ فقیر بھی ہر ایک جلد میں چند اغلاط مرزا غلام احمد قادیانی کے لکھتا رہے گا۔ [بابو پیر بخش کی تمام کتب ''احتساب قادیانیت ج یازدہم و دوازدہم میں شائع ہوئی ہیں مرتب]

اور دوسری شرط مجدد کی یہ ہے کہ وہ اپنے ظاہر و باطن کو مطابق شریعت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رکھتا ہے اور اقوال و افعال اس کے ہرگز برخلاف شریعت کے نہیں ہوتے۔ اور مرزا قادیانی میں یہ ہر دو صفت موجود نہ تھیں نہ تو مرزا قادیانی نے باوجود استطاعت البالی و مرفہ الحالی حج کیا اور نہ ہی پتلی روٹی گیہوں کی کھانے سے تین دن متواتر باز رہے اور نہ ہی فرش چمڑے اور کھجوروں کے پتوں سے بنایا اور نہ ہی مرزا قادیانی نے کباب اور زردی اور پلاؤ کھانے سے منہ پھیرا اور نہ ہی جھوٹے الہام بیان کرنے سے زبان کو روکا نہ ہی نبیوں کی توہین کرنے سے قلم کو بند کیا اور نہ ہی ۲۲ کروڑ مسلمانوں کی پارٹی پر کفر کا فتویٰ لگانے سے شرمایا اور نہ ہی قرآن مجید اور احادیث شریف اور اجماع امت کے اقوال کی تحریف معنوی کرنے سے قلم کو تھاما۔

تیسری شرط مجدد کی یہ ہے کہ جو بدعت اور بت پرستی اور برے کام لوگوں کے درمیان مروجہ اور قائم ہو چکے ہوں ان کو وہ اپنی ایمان طاقت اور استقامت اور حوصلہ اور حلیمی سے دور کردیتا ہے۔ مرزا قادیانی نے تو بجائے ان باتوں کے بدعت اور بت پرستی کی بیخ قائم کی چنانچہ اپنی تصویریں بنوا کر ملکوں میں تقسیم کیں حالانکہ یہ بالکل برخلاف قرآن مجید واحادیث صحیحہ واجماع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہے اور علاوہ اس کے اپنے آپ کو خدا کہلانا اور آسمان وزمین کے پیدا کرنے پر اپنے آپ کو قادر سمجھنا جیسا کہ [کتاب البریہ ص ۸۵ خزائن جلد ۱۳ ص ۱۰۳ وحقیقۃ الوحی ودافع البلاء] وغیرہ میں مذکور ہے۔ علاوہ اس کے خود مرزا قادیانی کا دعویٰ کرشن جی کا بھی ہے۔ [حقیقۃ الوحی خزائن جلد ۲۲ ص ۵۲۱] جس کی تعلیم شرک وبدعت سے بھری ہوئی ہے۔ چنانچہ گیتا ترجمہ فیضی سے۔

ابیات

من از ہرسہ عالم جدا گشتہ ام
نبی گشتہ از خود خدا گشتہ ام
منم ہرچہ ہستم خدا از من است
فنا از من است وبقا از من است
باشجار پیپل بدانی مرا
بر گھائے نارو بدانی مرا
اگر گوش داری چناں میشوری
خدا میشودی وخدا مے شوی

تناسخ

ہمہ شکل اعمال بگرفتہ اند
بہ تقلیب احوال دل گفتہ اند
گرفتار زندان آمد شداند

زبیدانش خصم جان خود اند

اب ناظرین ذرا مرزا قادیانی کے کلمات بھی بغور وہوش دیکھئے اور سنئے اور انصاف فرمایئے۔ وھو ہذا۔

ترجمہ: ''میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہوگیا اور میرا غضب اور حلم اور تلخی شیرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہوگیا اور اسی حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب وتفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب وتفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا **انا زینا السماء الدنیا بمصابیح** پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہوگئی اور میری زبان پر جاری ہوا۔ **اردت ان استخلف فخلقت ادم. انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم.** [کتاب البریہ، ص ٨٦، ٨٧، خزائن ج ١٣ ص ١٠٤، ١٠٥]

اور آگے چل کر اسی کتاب [کتاب البریہ، ص ٢٠٧ خزائن ج ١٣ ص ٢٢٥] میں جہاں یہ مضمون چھڑا ہوا ہے کہ امام مہدی اور عیسیٰ مسیح میں ہوں اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں اور جو لوگ ان کا زندہ ہونا آسمان پر مانتے ہیں وہ جاہل اور احمق اور نادان ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث کو غور سے نہیں سمجھتے اور جب ان کو پوچھا جائے کہ اس کے آسمان سے اترنے اور جانے کا کیا ثبوت ہے تو پھر نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ کوئی حدیث۔

پناہ بخدا۔ میرے صاحبان دیکھو! مرزا قادیانی کا کس قدر جھوٹ بولنا ثابت ہے پیر

مہر علی شاہ صاحبؒ فاضل اجل لاہور میں خود بحث کرنے کے لیے مع بسیار علمائے دین تشریف لائے اور مرزا قادیانی بھاگ گئے اور ایسا ہی پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوریؒ کے مقابلہ کرنے سے بھاگتے رہے۔ آخر الامر اس کے دعویٰ کی تردید میں کتاب سیف چشتیائی وشمس الہدایۃ تیار کیں۔ اس طرح ہزارہا علمائے دین جواب بدلائل قاطعہ اب تک دے رہے ہیں اور خاص کر اب بھی رفیق پیر بخش صاحب پنشنر پوسٹ ماسٹر انجمن تائید الاسلام کی طرف سے مستقل طور پر رسالہ ماہواری [تائید الاسلام] نکلتا ہے جس کے جواب دینے میں مرزا قادیانی اور آپ کے پیر لانسلم کا سبق پڑھ کر لاجواب ہو گئے اور ان شاء اللہ ہوتے رہیں گے۔

گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم　　　چشمہ آفتاب راچہ گناہ

اور اب فقیر بھی مرزا قادیانی کے گدی نشینوں اور متبعین کو نوٹس دیتا ہے کہ اگر مرزا قادیانی اور آپ لوگ سچے ہیں تو بیس ہزار روپیہ جو مرزا قادیانی نے بطور انعام اس دعویٰ پر ارقام فرمایا ہے براہ مہربانی بصیغہ منی آرڈر روانہ فرمایا جائے ورنہ سرکاری طور پر درخواست کی جائے گی۔ وھو ہذا۔

''اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح تو کیا کوئی وضعی حدیث بھی ایسی نہ پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپے تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کو جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا جس طرح چاہیں تسلی کر لیں''۔ [کتاب البریہ ۲۰۷ خزائن ج ۱۳ ص ۲۲۵ حاشیہ]

اور اس کتاب کے ص ۲۰۸ خزائن ج ۱۳ ص ۲۲۶ میں یوں لکھا ہے کہ

''جہاں کسی کا واپس آنا بیان کیا جاتا عرب کے فصیح لوگ رجوع

بولا کرتے ہیں نہ نزول"۔

اب ناظرین نے مرزا قادیانی کی عبارت نزول کا لفظ وارد ہے وہ غیر فصیح ہے۔ یہ لفظ ذی عزت آدمی کی خاطر بھی بولا جاتا ہے اور یہ عام محاورہ ہے۔ نزول من السماء اور رجوع کا کلمہ کسی حدیث وضعی کتاب مذہب اسلامیہ میں بھی اس کا ثبوت نہیں اور اگر کوئی شخص دیکھا دے تو اس کو بیس ہزار روپیہ علاوہ سزا اور تاوان کے دوں گا"۔

میرے صاحب ذرہ انصاف سے حدیثوں کو ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کیا ان میں رجوع اور نزول من السماء کا کلمہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو مرزائی صاحبان تحریر شدہ تاوان لے دیں۔ اور اگر وہ نہ دیں تو سمجھ لیں کہ یہ لوگ کذاب ہیں اور نہ ہی مرزا قادیانی صادق اور مجدد ہو سکتے ہیں؟ اور وہ دلائل یہ ہیں:

حدیث..... ١: قال الحسن قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم للیھود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ. [نقل از تفسیر درمنثور ص ٤٠ ج ٢ مکتبہ دار الکتب العلمیۃ]

یعنی کہا حضرت حسن بصریؒ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واسطے مخاصمین اہل یہود کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک نہیں مرا۔ وہ تمہاری طرف واپس آنے والا ہے قیامت سے پہلے [اس حدیث میں رجوع کا لفظ موجود ہے اور حدیث صحیح ہے]

حدیث..... ٢: روی اسحاق بن بشر وابن عساکر عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فعند ذلک ینزل اخی عیسی بن مریم من السماء. [کنز العمال ج ١٤ ص ٦١٩ حدیث نمبر ٣٩٧٢٦ مختصر ابن عساکر ج ٢٠ ص ١٤٩]

یعنی کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، نزدیک ہے کہ میرا بھائی عیسیٰ بن مریم آسمان سے نزول فرمائے گا۔ [اس حدیث میں کلمہ من السماء کا موجود ہے]

حدیث.....۳: فانہ لم یمت الان بل رفعہ اللّٰہ الی ھذا السماء روی ابن جریر وابن حاتم عن ربیع قال ابن النصاری اتوا النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم الی ان قال الستم تعلمون ربنا حیی لایموت وان عیسیٰ یأتی علیہ الفناء. [تفسیر طبری ص ١٦٣ ج٣]

یعنی کیا تم لوگوں کو علم نہیں رب ہمارا زندہ ہے۔ اس پر کبھی موت نہیں آئے گی اور عیسیٰ پر موت آئے گی۔

حدیث.....۴: عن عبداللّٰہ بن سلام قال یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول اللّٰہ وصاحبیہ فیکون قبرہ رابعا. [درمنثور ج ٢ ص ٢٤٥، ٢٤٦]

یعنی فرمایا کہ دفن ہوگا عیسیٰ بن مریم ساتھ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اور اس کی قبر چوتھی ہوگی۔

حدیث.....۵: عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم. [رواہ البیہقی فی کتاب الاسماء والصفات ص ٤٢٤]

ناظرین کیا حدیث نمبر اول میں رجوع اور حدیث نمبر ۲ اور حدیث نمبر ۵ میں کلمہ من السماء کا واقع ہے یا نہیں؟

اب مہربانی فرما کر مرزائی صاحبان کو لازم ہے کہ ایفائے وعدہ کریں یا مرزا قادیانی

کے اتباع سے توبہ کریں اور علاوہ اس کے مرزا قادیانی کے اور بھی کلمات ہیں۔ اصل کو غور سے دیکھیں اور انصاف کریں کہ کیا یہ مطابق قرآن مجید واحادیث شریف واجماع مسلمین وآئمہ دین ومجتہدین ومجددین کے ہیں یا نہیں؟ وھو ہذا، **انت منی بمنزلة اولادی انت منی وانا منک.** [دافع البلاء ص ٦ خزائن جلد ١٨ ص ٢٢٧] **انت منی بمنزلة ولدی.** [حقیقة الوحی ص ٨٦ خزائن جلد ٢٢ ص ٨٩] اور معنی ان کے یوں کیے جاتے ہیں کہ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ اولاد۔ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

ناظرین! کیا یہ مرزا قادیانی کا کہنا سچ ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ صریح جھوٹ ہے اور خداوند کریم پر افتراء باندھا ہوا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف خود اس کی تردید کرتا ہے۔

[اول] **لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ.** [الاخلاص] یعنی نہیں جنا اس نے کسی کو اور نہ وہ جنا گیا۔

[دوم] **لَمْ يَتَّخِذْ وَلَداً وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ.** [الفرقان ٢] اس نے کس کو ولد [بیٹا یا بیٹی] نہیں بنایا اور نہ بادشاہی میں اس کا کوئی شریک ہے۔

[سوم] **وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا..... اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ.** [هود ١٨]

[چهارم] **فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِاللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَناً قَلِيْلاً.** [البقرة ٧٩]

پس ان تمام مذکورہ بالا آیات بینات سے واضح ہوا کہ جو شخص اللہ پر افتراء باندھے یعنی خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کرے یا خود خدا بنے۔ یا اپنے ہاتھ سے کوئی کتاب لکھ کر کہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے جو میرے منہ سے نکلتا ہے۔ سو وہ ظالم اور لعنتی اور دوزخی ہے۔

اور دیکھو مرزا قادیانی نے [حقیقت الوحی ص ٨٦ خزائن ج ٢٢ ص ٨٧] میں لکھا

ہے۔''قرآن خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں اور اپنی۔[کتاب ازالہ اوہام ص ۱۵۴ خزائن ج ۳ ص ۲۵۴] میں لکھا ہے کہ مسیح علیہ السلام یوسف نجار [یعنی یوسف ترکھان کا بیٹا] ہے اسی کتاب کے [ص ۶۲۸، ۶۲۹ خزائن جلد ۳ ص ۴۲۹] میں لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام جھوٹے ہوتے ہیں۔خدا کی پناہ ایسے مجددوں سے۔

میرے صاحبان! انصاف فرمایئے کہ جس آدمی کے یہ الفاظ ہوں کیا وہ آدمی بقانون شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمان بھی رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، ہاں بقول شخصے ''سو چوہے کھا کے بلی حج کو چلی''۔الغرض مرزا قادیانی کسی صورت میں مجدد نہیں ہوسکتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔[فتاوی نظامیہ ج ۳ ص ۲۵۲ تا ۲۶۰] (فتاوی ختم نبوت، ج: ۱، ص: ۶۹ تا ۷۳، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قادیانیوں کا کفر قرآن وحدیث کی روشنی میں

سوال:

قادیانی جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا پیشوا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ احمدی سچا مذہب ہے باقی سب مذاہب باطل ہیں۔قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ واقعی احمدی سچا مذہب ہے اور قرآن وحدیث کے موافق ہے یا مخالف؟ بصورتِ دیگر ان کے ساتھ میل جول، رشتہ ناطہ کرنا کرانا کیسا ہے؟

الجواب:

تمام امتِ مسلمہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، نزول عیسیٰ بن مریم علیہ الصلاۃ والسلام سے انکار نہیں اس لیے کہ ان کی نبوت اور پیغمبری آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے تھی لہٰذا اُن کا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں نازل ہونا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت پر اثر انداز نہیں ہوگا،

بہر حال ختمِ نبوت کا عقیدہ تمام امتِ مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے، ایسے مسلمہ عقائد سے انکار کرنے والا کافر و مرتد ہے(۱)، اسلام اور مسلمانوں سے اس کا کوئی واسطہ نہیں، اور مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام دعوے نصوص قرآنیہ اور احادیثِ صحیحہ کی رُو سے بالکل جھوٹ اور بکواس پر مبنی ہیں لہٰذا اس کے ان جھوٹے دعوؤں کی بنیاد پر اس کے ماننے والے کافر اور مرتد ہیں۔ جب ایک مسلمان کو یہ معلوم ہو جائے کہ ایک شخص قادیانی ہے اور سمجھانے بجھانے پر بھی وہ باز نہیں آتا تو اس کے ساتھ اسلامی طریقہ پر علیک سلیک اٹھنا بیٹھنا جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَاتَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّار. [هود: ۱۱۳] جمہور علماء اسلام جب قادیانی عقائد و نظریات پر مطلع ہوئے تو سب نے ان کے کفر و ارتداد کے فتوے دیئے جن کی بناء پر وہ لوگ جو باوجود ان عقائد کے معلوم ہونے کے قادیانیوں کو مسلمان سمجھیں [خواہ وہ مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہوں یا مسیح ظلی یا بروزی] بہر حال کافر اور مرتد ہیں۔ مزید تحقیق کی ضرورت ہو تو ''تکفیر قادیانی'' نامی رسالہ کا مطالعہ کریں جس میں سینکڑوں معتمد علیہ علماء کے دستخط ثبت ہیں۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالی: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا. [سورة الاحزاب آيت: ٤٠] (فتاوی حقانیه، ج: ۱، ص: ۳۹۱، ط، سید احمد شهید اکوڑه خٹك)



قادیانیوں کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت پاکستان کا حکم شرعی

﴿سوال﴾:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی ذاتی انتقام نہیں لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف اور صرف اسلام کی بقاء کے لیے قتال کا حکم دیا، خلفائے راشدین بھی اسی سنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عمل کرتے رہے، قتل کی سزا اس شخص کو دی جاتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری پیغمبر تسلیم نہ کرے، اور اپنی طرف سے کوئی متبادل پیغمبر تجویز کردے، لیکن وفاقی شرعی عدالت نے قادیانیوں کے لیے موت کی سزا تجویز نہیں کی ہے۔

مندرجہ بالا ٹھوس حقیقت کے پیشِ نظر وفاقی شرعی عدالت کا قادیانیوں کی تردیدِ رسالت کے ناقابل معافی جرم کو نظر انداز کردینا، توہین سنت اور توہین خلفائے راشدین ہے، اگر ہم وفاقی شرعی عدالت کی اس توہین سنت اور توہین خلفائے راشدین کے فیصلہ کو چیلنج نہیں کرتے تو ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہم کو لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جانا ہے۔

﴿الجواب وباللہ التوفیق﴾:

قادیانیوں کا تردید رسالت کا جرم ناقابل معافی جرم ہے، اس کو نظر انداز کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، اور ایسے مجرم کو شرعاً ثبوت جرم ہوجانے کے بعد سزائے موت دے دینا توہینِ خلفائے راشدین نہیں ہے۔ بلکہ سنت صدیق کے عین مطابق ہوگا، "**کما یظهر من هذه العبارة: "فقاتلهم ابوبکرؓ، حتی قتل اللہ المسیلمة بالیمامة والعنسی بصنعاء"**.

اور اس سنتِ صدیق کی ان دونوں مجرموں کے کیفر کردار تک پہنچنے اور پہنچانے کی مزید کیفیت وتفصیل "البدایة والنہایة" کی جلد ششم کے [ص ۳۰۵ اور ۳۴۰] پر دیکھی

جاسکتی ہے۔

لہٰذا شرعی ضابطہ سے قابو پانے کے بعد کوتاہی کرنا عنداللہ ناقابل معافی جرم ہوگا۔ اور آخرت میں جواب دہی بھاری ہوجائے گی۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منہ دکھانا بھی مشکل ہوجائے گا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (منتخبات نظام الفتاوی، ج: ۱، ص: ۳۹، ٤٠، ط، ایفا پبلیکیشنز نئی دھلی)



خواب میں زیارت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مرزا قادیانی

﴿سوال﴾:

کیا خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ممکن ہے؟ اگر ممکن ہے تو کیسے پتہ چلے کہ یہ خواب سچا ہے؟ بعض لوگ خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی دوسری شکل میں دیکھتے ہیں کیا وہ بھی صحیح خواب ہوگا؟

﴿الجواب﴾:

صحیحین کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد متعدد اور مختلف الفاظ میں مروی ہے کہ:

"من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لایتمثل بی". [بخاری جلد ۲ ص ۱۰۳۵]

ترجمہ: "جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا"۔

ایک اور روایت میں ہے:

"من رانی فقد رای الحق". [مشکاۃ ص ۳۹٤]

ترجمہ: جس نے مجھے دیکھا اس نے سچا خواب دیکھا"۔

خواب میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت شریفہ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اصلی ہیت وشکل اور حلیہ مبارک میں دیکھے۔ دوم یہ کہ کسی دوسرے ہیت وشکل میں دیکھے۔ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصل حلیہ مبارکہ میں ہو تو ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق، واقعی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، لیکن اگر کسی دوسری ہیت وشکل میں دیکھے تو اس کو بھی زیارت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا جائے گا یا نہیں؟

اس میں علماء کے دو قول ہیں، ایک یہ کہ زیارت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں کہلائے گی، کیونکہ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق خواب میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا صرف یہ مطلب ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اصلی شکل وصورت اور حلیہ مبارکہ میں دیکھے۔ پس اگر کسی نے مختلف حلیہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو یہ حدیث بالا کا مصداق نہیں، اور بعض اہل علم کا قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواہ کسی شکل وصورت اور حلیہ میں دیکھے اور وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی زیارت ہے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصل حلیہ مبارکہ سے مختلف شکل میں دیکھنا خواب دیکھنے والے کے نقص کی علامت ہے۔ شیخ عبدالغنی نابلسی ''تعطیر الانام فی تعبیر المنام'' میں دونوں قسم کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

> ''فاعلم ان الصحیح بل الصواب کما قالہ بعضھم ان رؤیاہ حق علی ای حالتہ فرضت ثم ان کانت بصورتہ الحقیقیة فی وقت ما سواء کان فی شبابہ او رجولیتہ او کھولتہ او آخر عمرہ لم تحتج الی تاویل. والا احتیجت لتعبیر یتعلق بالرائی.
>
> وقال بعضھم من راہ علی ھیئتہ وحالہ کان دلیلا علی

صلاح الرای وکما جاهه وظفره بمن عاداه. ومن راه متغير الحال عابسا كان دليلا على سوء حال الرائى. وقال ابن ابى جمرة رؤياه فى صورة حسنة حسن فى دين الرائى. ومع شين او نقص فى بعض بدنه خلل فى دين الرائى. لانه صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم كالمرآة الصقيلة ينطبع فيها ما يقابلها. وان كانت ذات المرآة على احسن حاله واكملهم وهذه الفائدة الكبرى فى رؤياء صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم اذ به يعرف حال الرائى". [ج ٢ ص ٢٧٦، ٢٧٧]

ترجمہ: ''پس معلوم ہوا کہ صحیح بلکہ صواب وہ بات ہے جو بعض حضرات نے فرمائی کہ خواب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت بہر حال حق ہے۔ پھر اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصل حلیہ مبارکہ میں دیکھا خواہ وہ حلیہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اصل شکل مبارک میں نہیں دیکھا تو خواب دیکھنے والے کے مناسب حال تعبیر ہوگی۔ اسی بنا پر بعض علمائے تعبیر نے کہا ہے کہ جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بڑھاپے میں دیکھا تو نہایت صلح ہے اور جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جوان دیکھا تو یہ نہایت جنگ ہے، اور جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مسکراتے دیکھا تو یہ شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کو تھامنے والا ہے۔ اور بعض علمائے تعبیر نے فرمایا ہے کہ جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اصلی شکل وحالت میں دیکھا تو یہ دیکھنے والے کی درست حالت، اس کی کمال وجاہت اور دشمنوں پر اس کے غلبہ کی علامت ہے، اور جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیر حالت میں [مثلاً] تیور چڑھائے ہوئے دیکھا تو یہ دیکھنے والے کی حالت کے برا ہونے کی علامت ہے۔ حافظ ابن

ابی جمرہؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اچھی صورت میں دیکھنا، دیکھنے والے کے دین کے اچھا ہونے کی علامت ہے، اور عیب یا نقص کی حالت میں دیکھنا، دیکھنے والے کے دین میں خلل کی علامت ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثال شفاف آئینہ کی سی ہے، کہ آئینہ کے سامنے جو چیز آئے اس کا عکس اس میں آجاتا ہے۔ آئینہ بذات خود کیسا ہی حسین وباکمال ہو[مگر بھدی چیز اس میں بھدی ہی نظر آئے گی] اور خواب میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت شریفہ کا بڑا فائدہ یہی ہے کہ اس سے خواب دیکھنے والے کی حالت پہچانی جاتی ہے"۔

اس سلسلہ میں مسند الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک تحقیق فتاوی عزیزی میں درج ہے جو حسب ذیل ہے:

﴿سوال﴾:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں اہل سنت اور شیعہ دونوں فرقہ کو میسر ہوتی ہے اور ہر فرقہ کے لوگ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لطف وکرم اپنے حال پر ہونا بیان کرتے ہیں اور اپنے موافق احکام آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سننا بیان کرتے ہیں، غالباً دونوں فرقہ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں افراط کرنا اچھا معلوم نہیں ہوتا اور خطرات شیطانی کو اس مقام میں دخل نہیں تو ایسے خواب کے بارے میں کیا خیال کرنا چاہیے؟

﴿الجواب﴾:

یہ جو حدیث شریف ہے **"من رآنی فی المنام فقد رآنی"**.

یعنی جناب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو اس نے فی الواقع مجھ کو دیکھا ہے۔ تو اکثر علماء نے کہا

ہے کہ یہ حدیث خاص اس شخص کے بارہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس صورت مبارک میں دیکھے جو بوقت وفات آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت مبارک تھی اور بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث عام ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی وقت کی صورت میں دیکھے تو وہ خواب صحیح ہوگا یعنی ابتدائے نبوت سے تاوقت وفات جوانی اور کلاں سالی اور سفر اور حضر اور صحت اور مرض میں جس وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جو صورت مبارک تھی۔ ان صورتوں میں سے جس صورت میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے تو وہ خواب صحیح ہوگا یعنی فی الواقع اس نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہوگا اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت میں سنی نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اسی طرح شیعہ نے کبھی نہ دیکھا ہے اور فرضیات کا اعتبار نہیں۔

تحقیق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا چار قسموں پر ہے۔ ایک قسم رویائے الٰہی ہے کہ اتصال تعین کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور دوسری قسم ملکی ہے اور وہ متعلقات آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھنا ہے، مثلاً آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ورثہ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نسب مطہر اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت اور محبت میں سالک کا درجہ اور اس کے مانند اور جو امور ہیں تو ان امور کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت مقدس میں دیکھنا پردۂ مناسبات میں ہو جو فن تعبیر میں معتبر ہے۔ اور تیسری قسم رویائے نفسانی ہے کہ اپنے خیال میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی جو صورت ہے اس صورت میں دیکھنا اور یہ تینوں اقسام آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے بارے میں صحیح ہیں۔

چوتھی قسم شیطانی ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت مقدس میں شیطان اپنے کو خواب میں دکھلائے اور یہ صحیح نہیں ہوسکتا، یعنی ممکن نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت مقدس کے مطابق شیطان اپنی صورت خبیث بنا سکے اور خواب میں دکھلا دے، البتہ مغالطہ دے سکتا ہے، اور تیسرے قسم کے خواب میں بھی کبھی شیطان ایسا کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز اور بات کے مشابہ شیطان بات کرتا ہے اور وسوسہ میں ڈالتا ہے۔ چنانچہ بعض روایات سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورۂ نجم پڑھتے تھے اور بعض آیات کے بعد جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا تو شیطان نے کچھ عبارت خود بنا کر پڑھ دی اس سے بعض سامعین مشرکین کا شبہ قوی ہوگیا اور یہ روایت اوپر ایک مقام میں مفصل مذکور ہوئی ہے تو جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں شیطان نے ایسا کیا تو خواب میں ایسا کیوں نہیں ہوسکتا۔ اسی وجہ سے شریعت میں ان احکام کا اعتبار نہیں جو خواب میں معلوم ہوں اور خواب کی بات حدیث نہیں شمار کی جاتی اور اگر کاش کوئی بدعتی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فلاں حکم فرمایا ہے کہ وہ حکم خلاف شرع ہو تو اس بدعتی کے قول پر اعتبار نہ کیا جائے گا۔ واللہ اعلم"۔ [فتاوی عزیزی ج اص ۲۸۵ تا ۲۸۷]

گزشتہ دنوں قادیانیوں کے نئے سربراہ طاہر احمد قادیانی کی "خلافت" کی تائید میں قادیانی اخبار "الفضل ربوہ" میں آسمانی بشارات کے عنوان سے بعض چیزیں شائع کی گئیں

ان میں سے ایک کا تعلق خواب میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے ہے اس لیے اس کا اقتباس بلفظہ درج ذیل ہے:

”دیکھا کہ [قادیانی عبادت گاہ] مبارک [ربوہ] میں داخل ہو رہا ہوں، ہر طرف چاندنی ہی چاندنی ہے، جتنی تیزی سے ورد کرتا ہوں سرور بڑھتا جاتا ہے اور چاندنی واضح ہوتی جاتی ہے۔ محراب میں حضرت بابا گرد نانک رحمۃ اللہ علیہ جیسی بزرگ شبیہ کی صورت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرمائیں، آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد نور کا ہالہ اس قدر تیز ہے کہ آنکھیں چندھیا جاتی ہیں، باوجود کوشش کہ شبیہ مبارک پر نظر نہیں ٹکتی“۔ [الفضل ربوہ ٦ نومبر ١٩٨٢ء]

علم تعبیر کی رو سے اس خواب کی تعبیر بالکل واضح ہے۔ صاحب خواب کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سکھوں کے پیشوا کی شکل میں نظر آنا اس امر کی دلیل ہے کہ ان کا دین ومذہب، جسے وہ غلط فہمی سے اسلام سمجھتے ہیں دراصل سکھ مذہب کی شبیہ ہے، اور ان کے روحانی پیشوا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بروز نہیں، بلکہ سکھوں کے پیشوا بابا نانک کے بروز ہیں۔

اور صاحب خواب کو انوارات کا نظر آنا جس کی وجہ سے وہ خواب کی اصل مراد کو نہیں پہنچ سکے۔ شیطان کی وہی تلبیس ہے جس کا تذکرہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور ان انوارات میں یہ اشارہ تھا کہ ان کے پیشوا نے بابا نانک کا بروز ہونے کا باوجود تلبیس وتدلیس کے ذریعہ اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیرو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جس سے ان کی طرح بہت سے حقیقت ناشناس لوگوں نے دھوکہ کھایا۔

چونکہ خواب کی یہ تعبیر بالکل واضح تھی شاید اسی لیے صاحب خواب کو مرزا بشیر احمد قادیانی اور مرزا ناصر احمد قادیانی نے خواب کے اظہار سے منع کیا۔ چنانچہ صاحب خواب

لکھتے ہیں:

''پھر [مرزا بشیر احمد قادیانی نے] فرمایا کسی سے خواب بیان نہیں کرنی، خلافت ثالثہ کا انتخاب ہوا تو پھر یہ نظارہ لکھ کر [مرزا ناصر احمد قادیانی کی خدمت میں] بھجوادیا۔ حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب کے ذریعہ پیغام ملا کہ حضور [یعنی مرزا ناصر احمد قادیانی] فرماتے ہیں کہ خواب آگے نہیں بیان کرنی''۔ [مرزا عبدالرشید وکالت تبشیر ربوہ]

مناسب ہے کہ اس خواب کی تائید میں بعض دیگر اکابر کے خواب کشوف بھی ذکر کردیے جائیں۔

۱......: مولانا محمد لدھیانوی مرحوم ''فتاوی قادریہ'' میں لکھتے ہیں:

''مولانا صاحب [مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ صدر المدرسین دار العلوم دیوبند] نے حسب وعدہ کے ایک فتویٰ اپنے ہاتھ سے لکھ کر ہمارے پاس ڈاک میں ارسال فرمایا جس کا مضمون یہ تھا کہ یہ شخص میری دانست میں غیر مقلد معلوم ہوتا ہے اور اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے اور نیز اس شخص نے کسی اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر فیض باطنی حاصل نہیں کیا معلوم نہیں کہ اس کو کس روح کی اویسیت ہے''۔ [فتاوی قادریہ ص ۱۷]

حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ نے اس سے لاعلمی کا اظہار فرمایا کہ مرزا قادیانی کو کس روح سے ''فیض'' پہنچا ہے۔ مگر الفضل میں ذکر کردہ خواب سے یہ عقدہ حل ہوجاتا ہے کہ مرزا قادیانی کو سکھوں کے مذہبی پیشوا سے روحانی ارتباط تھا۔ مرزا قادیانی نے جو کچھ لیا ہے انہی سے لیا ہے۔

۲......: مرزا غلام احمد قادیانی نے شہر لدھیانہ میں آکر ۱۳۰۱ھ میں دعویٰ کیا کہ میں مجدد ہوں۔ عباس علی صوفی اور منشی احمد جان مع مریدان اور مولوی محمد حسن مع اپنے گروہ اور

مولوی شاہدین اور عبدالقادر اور مولوی نور محمد مہتمم مدرسہ حقانی وغیرہ نے اس کے دعویٰ کو تسلیم کر کے امداد پر کمر باندھی۔ منشی احمد جان نے مع مولوی شاہدین وعبدالقادر ایک مجمع میں جو واسطے اہتمام مدرسہ اسلامیہ کے اوپر مکان شاہزادہ صفدر جنگ صاحب کے تھا۔ بیان کیا کہ علی الصباح مرزا غلام احمد قادیانی اس شہر لدھیانہ میں تشریف لائیں گے، اور اس کی تعریف میں نہایت مبالغہ کر کے کہا کہ جو شخص اس پر ایمان لائے گا گویا وہ اول مسلمان ہوگا۔

مولوی عبداللہ صاحب مرحوم برادرم نے بعد کمال بردباری اور تحمل کے فرمایا:

"اگرچہ اہل مجلس کو میرا بیان کرنا ناگوار ہوگا لیکن جو بات خدا جل شانہٗ نے اس وقت میرے دل میں ڈالی ہے، بیان کیئے بغیر میری طبیعت کا اضطرار دور نہیں ہوتا وہ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی جس کی تم تعریف کر رہے ہو بے دین ہے۔ منشی احمد جان بولا کہ میں اول کہتا تھا کہ اس پر کوئی عالم یا صوفی حسد کرے گا"۔

راقم الحروف [مولانا محمد عبدالقادر لدھیانویؒ] نے مولوی عبداللہ صاحب کو بعد برخاست ہونے جلسہ کے کہا کہ جب تک کوئی دلیل معلوم نہ ہو بلا تامل کسی کے حق میں زبان طعن کی کھولنی مناسب نہیں، مولوی عبداللہ صاحب نے فرمایا کہ اس وقت میں اپنی طبیعت کو بہت روکا لیکن آخر الامر یہ کلام خدا جل شانہٗ نے جو میرے سے اس موقع پر سرزد کرایا ہے خالی از الہام نہیں۔

اس روز مولوی عبداللہ صاحب پریشان خاطر رہے بلکہ شام کو کھانا بھی تناول نہیں کیا۔ بوقت شب دو شخصوں سے استخارہ کروایا اور آپ بھی اسی فکر میں سو گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ میں ایک مکان بلند پر مع مولوی محمد صاحب وخواجہ احسن شاہ صاحب بیٹھا ہوں، تین آدمی دور سے دھوتی باندھتے ہوئے چلے آتے معلوم ہوئے۔ جب نزدیک پہنچے تو ایک شخص جو آگے آگے آتا تھا اس نے دھوتی کو کھول کر تہبند کی طرح باندھ لیا۔ خواب ہی

میں غیب سے آواز آئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی یہی ہے۔ اسی وقت سے بیدار ہو گئے اور دل کی پراگندگی یک لخت دور ہو گئی اور یقین کلی حاصل ہوا کہ یہ شخص پیرایہ اسلام میں لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ موافق تعبیر خواب کے دوسرے دن قادیانی مع دو ہندوؤں کے لدھیانہ میں آیا''۔ [اس خواب میں بھی یہی اشارہ تھا کہ یہ ہندومت کو اسلام کا لبادہ اوڑھا رہے ہیں۔ ناقل]۔ [فتاوی قادریہ ص۲]

۳۔۴ ...... مولانا عبداللہ لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جن دو شخصوں نے استخارہ کیا تھا ان کے بارے میں مولانا محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

''استخارہ کنندگان میں سے ایک کو معلوم ہوا کہ یہ شخص بے علم ہے، اور دوسرے شخص نے خواب میں مرزا کو اس طرح دیکھا کہ ایک عورت برہنہ تن کو اپنی گود میں لے کر اس کے بدن پر ہاتھ پھیر رہا ہے جس کی تعبیر یہ ہے مرزا دنیا کی جمع کرنے کے درپے ہے دین کی کوئی پرواہ نہیں''۔ [حوالہ بالا]

۵ ......: اسی فتاویٰ قادریہ میں ہے کہ:

''شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری مرحوم نے [جو صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے] بروقت ملاقات فرمایا کہ مجھ کو بعد استخارہ کرنے کے یہ معلوم ہوا کہ یہ شخص بھینسے پر اس طور سوار ہے کہ منہ اس کا دم کی طرف ہے۔ جب غور سے دیکھا تو زنار اس کے گلے میں پڑا ہو نظر آیا جس سے اس شخص کا بے دین ہونا ظاہر ہے، اور یہ بھی میں یقیناً کہتا ہوں کے جو اہل علم اس کی تکفیر میں اب متردد ہیں کچھ عرصہ بعد سب کافر کہیں گے۔ [زنار بھی بطور خاص کسی کے ہندو ہونے کی علامت ہے اس سے الفضل میں درج شدہ خواب کی تائید ہوتی ہے کہ یہ صاحب ہندوؤں سے مستفید ہیں۔ ناقل]''۔ [فتاوی قادریہ ص ۱۷]

٦......: مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی ’’شہادۃ القرآن ص ۹‘‘ میں [جو۱۳۲۱ھ میں مرزا قادیانی کی زندگی میں شائع ہوئی] لکھتے ہیں:

’’جب اس فرقہ مبتدعہ مرزائیہ کو کوئی پچھلی تفسیر بتائیں تو کفار کی طرح اساطیر الاولین کہہ کر جھٹ انکار کر دیتے ہیں اور اگر ان کے روبرو حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھیں تو اسے بوجہ بے علمی کے مخالف ومعارض قرآن بنا کر دور پھینک دیتے ہیں اور اپنی تفسیر بالرائے کو جو حقیقت میں تحریف وتاویل منہی عنہ ہوتی ہے مؤید بالقرآن کہتے ہیں [ظاہر ہے یہ طرز عمل کسی مسلمان کا نہیں ہوسکتا۔ ناقل] بیچارے کم علم لوگ اس سے دھوکہ کھا جاتے ہیں اور ورطہ ترددات وگرداب شبہات میں گھر جاتے ہیں، سو ایسے شبہات کے وقت میں اللہ عزیز وحکیم نے مجھ عاجز کو محض اپنے فضل وکرم سے راہ حق کی ہدایت کی اور ہر طرح سے ظاہراً وباطناً معقولاً منقولاً مسئلہ حقہ سمجھایا۔ چنانچہ عنفوان شباب میں ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح علیہ السلام کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ اس طرح کہ آپ ایک گاڑی پر سوار ہیں اور بندہ اس کو آگے سے کھینچ رہا ہے اس حالت باسعادت میں آپ سے قادیانی علیہ ماعلیہ کی نسبت عرض کی، آپ نے زبان وحی ترجمان سے بالفاظ طیبہ یوں فرمایا کہ کوئی خطرے کی بات نہیں اللہ تعالیٰ اس کو جلدی ہلاک کر دے گا‘‘۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۹ ص ۴۴، ۴۵] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱ص: ۴۸ تا ۵۳، ناشر، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان)



مرزا غلام احمد قادیانی کافر ہے

﴿سوال﴾:

مسٹر غلام احمد قادیانی کافر ہے یا نہ۔ نیز اگر کافر ہے تو کس بنا پر۔ اگر کوئی اس زمانے میں مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد یا مسلمان مانے۔ تو وہ کافر ہے یا نہ؟ مرزا کو کافر نہ ماننے والے کی جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہ؟ عام مسلمانوں کے مقبرہ ایسے شخص کا دفن کرنا جائز ہے یا نہ؟ اور تعزیت کا کیا حکم ہے؟

﴿الجواب﴾:

مرزا غلام احمد آنجہانی دعویٰ نبوت وغیرہ کی وجہ سے کافر ہے مرزا غلام احمد کے مکتوبات پر نظر ڈالنے کے بعد یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اس نے بہت سے ضروریات دین سے انکار اور دین میں تحریک کی ہے۔ لہٰذا اس کو مسلمان یا مجدد اعتقاد کرنا [باوجود اس کے کفریات پر عمل کے] کافر ہے۔ اور اس پر جنازہ نہ پڑھنا ضروری ہے۔ اور اس کے مسلمان رشتہ دار کے پاس تعزیت کے لئے جانا جائز ہے اور اس کو مقابر مسلمین دفن نہ کرنا ضروری ہے۔

یدل علیه ما فی الهندیة ص ۱۷۷ جلد ۱ وفی تعزیة الکافر بالمسلم احسن اللّٰه عزاک وغفر لمیتک وفی تعزیة الکافر بالکافر اخلف اللّٰه علیک وفی شرح الکبیر ص ۵۰۶ مات للمسلم قریب کافر لیس له ولی من الکفار یغسله الثوب النجس ویلفه فی خرقة ویحفر له حفرة ویلقیه فیها من غیر مراعاة السنة....... هذا کله اذا لم یکن کفره بالارتداد اما لو کان مرتداً یلقیه فی حفرة کالکلب دفعاً لا ذی جیفته عن الناس من غیر غسل ولاتکفین ولایدفعه الی اهل الدین

الذی انتقل الیه. فقط(فتاوی فریدیه، ج: ١، ص: ١٤٥)



مرزائی مرتد اور واجب القتل ہیں

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ کیا مرزائی کافر مرتد اور واجب القتل ہیں۔

﴿جواب﴾:

مرزائی کافر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور اسی پر اجماع امت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی مفتی محمودؒ، ج:۱، ص:۲۳۴، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور)



احمدی جماعت کے تمام افراد کافر ہیں

﴿سوال﴾:

کیا جملہ افراد احمدی جماعت کے کافر ہیں؟ ہم حنفی ہیں، اور جس فرقۂ احمد کا ہم سے تعلق ہے وہ کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے۔

﴿جواب﴾:

قطعاً کافر و مرتد ہیں، اور یہ غلط ہے کہ وہ کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے، ان کی کتب مذہب کو دیکھو کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کوئی مرزا کو نبی نہ مانے وہ کافر ہے، اور جو اس کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی دار العلوم دیوبند، ج: ۱۸، ص: ۴۵۴، ۴۵۵، ط، مکتبہ دار العلوم دیوبند)



کیا قادیانی خارج از اسلام ہیں؟

﴿سوال﴾:

ایک مسلم ملک کے تمام علماء دین قادیانیوں کو کافر قرار دیتے ہیں جب کہ قادیانی یہ کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ ''خاتم النبیین'' کے بارے میں وہی ہے جو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے، جیسا کہ اخباری کالم میں مصرح ہے ان کا یہ کہنا کیسا ہے؟

﴿جواب﴾:

نصوص قطعیہ شرعیہ کے انکار اور اسلام مخالف عقائد کی وجہ سے باتفاق علماء حق قادیانی کافر اور خارج از اسلام ہیں۔ مذکورہ اخباری بیان مکر وفریب اور شعبدہ بازی ہے، مسلمانوں کو اپنے کفریہ عقائد کے جال میں پھنسانے کی سازش ہے، یہ بیان کوئی نئی بات نہیں ہے، اس طرح کی سازشیں اس جماعت کے بانی اور اس کے متبعین ابتداء سے کرتے چلے آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی سازشوں سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ (فتاوی دار العلوم وقف دیوبند، ج:۲،ص:۲۸۷، ط، حجۃ الاسلام اکیڈمی الہند)



فرقہ مرزائی باتفاق تمام علماء مرتد اور خارجِ اسلام ہے

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم لوگ ضلع راجوری سے تعلق رکھتے ہیں اور ماشاء اللہ اہل دین ہیں، آنجناب سے عرض اس طرح سے ہے کہ یوں تو اس راجوری میں کثیر التعداد قومیں آباد ہیں، مگر ایک طبقہ جو کہ مرزائیت کہلاتا ہے یہ تقریباً دس پندرہ کنبوں پر مشتمل ہے کافی زمانہ سے چلے آرہے ہیں، پچھلے چند ماہ

سے یہاں پر ایک شادی ہوئی جس میں کافی مسلمانوں کو بلایا گیا، کچھ تو چلے گئے اور شامل ہو گئے، اب جو حضرات چلے گئے تھے، ان سے تمام علماء دین نے کچھ شرعی تعزیر اور توبہ وغیرہ کرائی اور توجہ دینے سے باز آ گئے لیکن کچھ لوگ انکار کر گئے، کہنے لگے کہ یہ لوگ ہمارے ہمسایہ ہیں ہم ایسا نہیں کر سکتے، جس پر جناب والا یہاں پر مسلمانوں میں کافی الجھن سی پڑی ہوئی ہے۔ جناب والا ان مرزائی حضرات کا کہنا ہے کہ ہمیں دنیا کا کوئی مسلمان عالم چیلنج نہیں کر سکتا، کہتے ہیں کہ ہم لوگ پکے اور سچے مسلمان ہیں جب کہ جناب والا نہ تو یہ لوگ ہمیں اپنے جنازہ میں شامل ہونے دیتے ہیں اور نہ ہی یہ لوگ ہمارے جنازہ وغیرہ یا مساجد میں آتے ہیں، لہٰذا ان حالات اور واقعات کو مدنظر رکھ کر جناب اپنے علم ویقین سے قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ جاری کریں، اور ہماری اس دینی الجھن کو دور فرما کر اہلِ راجوری کو مشکور وممنون فرمادیں، جناب کی عین نوازش ہوگی۔

﴿الجواب وباللّٰہ التوفیق﴾:

مرزائی فرقہ [جو قادیانی اور احمد نام سے بھی مشہور ہے] ختم نبوت کے انکار اور دیگر عقائد کفریہ باطلہ کی بناء پر باتفاق تمام علماء مرتد اور خارج اسلام ہے، ان کے ساتھ میل جول رکھنا ان کی تقریبات میں شریک ہونا اسی طرح ان کی غمی اور خوشی میں شرکت کرنا قطعاً ناجائز ہے، صورتِ مسئولہ میں جو مسلمان مرزائیوں کی تقریبِ شادی میں شریک ہوئے ہیں، ان کے ساتھ ہمسائیگی نبھانے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ تفصیل کے لئے ردِ قادیانیت پر لکھی ہوئی کتابیں خاص کر ''اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ'' دیکھنی چاہئیں۔ [فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱/۵۲۱، ۲/۱۲۶، احسن الفتاوی ۱/۴۱]

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾. [الاحزاب: ۴۰]

عن ثوبان رضی اللّٰہ تعالی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ

صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم .... وانہ سیکون فی أمتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وأنا خاتم النبیین، لانبی بعدی. (سنن أبی داؤد، الفتن / ذکر الفتن ودلائلھا ٢/ ٥٨٤ رقم: ٤٢٥٢، سنن الترمذی، الفتن / باب لاتقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون ٢/ ٤٥، وقال الترمذی: ھذا حدیث صحیح)

عن جبیر بن مطعم قال: سمعت النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم یقول:..... وأنا العاقب، والعاقب الذی لیس بعدہ نبی. (صحیح البخاری، المناقب/ باب ما جاء فی أسماء رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم رقم: ٣٥٣٢، صحیح مسلم، الفضائل/ باب فی أسمائہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم رقم: ٢٣٥٤)

اعلم ان الاجماع قد انعقد علی أنہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم خاتم المرسلین کما أنہ خاتم النبیین وان کان المراد بالنبیین فی الآیۃ ھم المرسلین. (الیواقیت والجواھر ٢/ ٣٧)

قولہ: "وکل دعوی النبوۃ بعدہ فغی وھوی" ش: لما ثبت أنہ خاتم النبیین، علم أن من ادعی بعدہ النبوۃ فھو کاذب. (عقیدۃ الطحاویۃ مع الشرح ١٧٦، بحوالہ، عقائد أھل السنۃ والجماعۃ ١٠٠)

"وقد أخبر اللّٰہ تبارک وتعالی فی کتابہ ورسولہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم فی السنۃ المتواترۃ أنہ لانبی بعدہ، لیعلموا أن کل من ادعی ھذا المقام بعدہ، فھو کذاب

وأفاک دجال ضال مضل". (تفسیر ابن کثیر، الاحزاب: ٤٠، ٣/ ٦٥٢ بیروت)

ولاینجو من الکفر الا من أکفر ذٰلک الملحد [أی غلام أحمد القادیانی] بلاتلعثم وتردد. (مجموعہ رسائل الامام الکشمیری، اکفار الملحدین ١٠ کراتشی)

﴿ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وما لکم من دون اللّٰہ من اولیآء ثم لاتنصرون﴾. [ہود: ١١٣]

والرکون الی الشیء ہو السکون الیہ بالأنس والمحبۃ، فاقتضی ذٰلک النہی عن مجالسۃ الظالمین ومؤانستہم والانصات الیہم وہو مثل قولہ تعالی: ﴿فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین﴾ [أحکام القرآن للجصاص ٣/ ٢٤٣] فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم (کتاب النوازل، ج: ٢، ص: ٢٦، ط، المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مراد آباد الهند)



مرزا قادیانی کی تردید عیسائیت کی غرض؟

﴿سوال﴾:

مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ سلطنت برطانیہ کا خیر خواہ اور انگریزوں کا ایجنٹ تھا۔ مگر اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائیوں کی تردید میں وہ بہت پیش پیش تھا اگر وہ واقعی ان عیسائی قوموں کا نمک خوار تھا تو وہ پھر عیسائیوں کی تردید میں اس قدر کام کیوں کرتا رہا۔ اس کا جواب ہفت روزہ دعوت میں دیں؟

﴿الجواب﴾:

سلسلہ مرزائیت کے سربراہ اور قادیانیوں اور لاہوریوں ہر دو طبقوں کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی خود اس تناقض سے پردہ اٹھا چکے ہیں۔ ان کی اپنی تحریر سے زیادہ کوئی بیان اس مسئلہ کی وضاحت نہیں کرسکتا۔ مرزا قادیانی آنجہانی ۱۸۹۹ء کی ایک تحریک میں عیسائی پادریوں کی سخت تحریروں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والے قوم ہے۔ ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبانے کے لیے حکمت علمی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تاکہ سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بے امنی پیدا نہ ہو، تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدگمانی کی گئی تھی۔ چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی کیونکہ میرے کانشنس نے مجھے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں۔ ان کے غیظ وغضب کی آگ بجھانے کے لیے یہ طریق کافی ہوگا کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا۔ سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی اور ان کتابوں کا یہ اثر ہوا کہ ہزار ہا مسلمان جو پادری عماد الدین وغیرہ لوگوں کی تیز اور گندی تحریروں سے اشتعال میں آچکے تھے۔ ایک دفعہ ان کے اشتعال فرو ہو گئے کیونکہ انسان کی یہ عادت ہے کہ جب سخت الفاظ کے مقابل اس کا عوض دیکھ لیتا ہے تو اس کا وہ جوش نہیں رہتا۔ بایں ہمہ میری تحریر پادریوں کے بالمقابل بہت نرم تھی۔ گویا کچھ بھی نسبت نہ تھی۔ ہماری محسن گورنمنٹ خوب سمجھتی تھی کہ مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اگر کوئی

پادری ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسا اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں ایسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔ سوکسی مسلمان کا یہ حوصلہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہنچائے جس حد تک ایک متعصب عیسائی پہنچا سکتا ہے اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے کہ وہ تمام نبیوں کو جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے ہو چکے ہیں ایک عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں جس کی تفصیل کے لیے ایک جگہ موقع نہیں سو مجھ سے پادریوں کے مقابل جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ پر بنا دیا ہے۔ اول والد مرحوم کے اثر نے۔ دوم اس گورنمنٹ کے احسانوں نے۔ تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔ اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں"۔ [تبلیغ رسالت جلد ۸ ص ۵۱، ۵۳ مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص ۱۴۲]

اس تحریر سے یہ بات نہایت واضح ہے کہ قادیانیوں کا مسیحی تبلیغات کا مقابلہ کرنا اسلام کی خیر خواہی کے لیے ہرگز نہ تھا۔ عیسائی قوتوں کو ہر ممکن اضمحلال اور کمزوری سے بچانے کے لیے یہ ان کا ایک حکیمانہ طریق کار تھا۔ اسلام کی خیر خواہی اگر کچھ بھی ان کے دلوں میں موجود ہوتی تو یہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوتِ جامعہ اور رسالت جاریہ کے بعد کسی قسم کی نبوت کے ملنے کے ہرگز قائل نہ ہوتے اور ان کا مرکز عقیدت مدینہ منورہ

کی بجائے کسی صورت میں قادیان قرار نہ پاتا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ انگریز کو خود کاشتہ پودا خود عیسائیوں کے ہی خلاف کام کرنے لگے۔ یہ جو کچھ دکھائی دے رہا ہے یہ فقط ظاہر ہے۔ حقیقت وہی ہے جسے مرزا قادیانی آنجہانی خود سپردِ قلم کر چکے ہیں اس پر تعجب نہ کیا جائے کہ انہوں نے اپنا راز خود کیسے کھول دیا.... یہ انگریزوں کو مطمئن کرنے کے لیے ضروری تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اسے صرف ایک اشتہار میں لکھا تھا کتاب میں نہیں۔ اس کے پیروؤں نے کیا کہ اس کے تمام اشہارات کتابی شکل میں جمع کردیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔
کتبہ: خالد محمود عفا اللہ عنہ ۲۶ جون ۶۴ء [عبقات ۳۳۱ تا ۳۳۳] (فتاویٰ ختم نبوت، ج:۱، ص: ۴۲، ۴۳، ناشر، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان)



قادیانیوں کے کفریہ عقائد

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پورے عالم اسلام نے قادیانیوں [جو خود احمدی اور مرزائی کہتے ہیں] کو کافر قرار دیا ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ وہ کون سے عقائد کفریہ ہیں، جن کی وجہ سے انہیں کافر قرار دیا جاتا ہے؟

﴿الجواب وباللہ التوفیق﴾:

پوری امتِ مسلمہ کا یہ اجماعی عقیدہ اور قرآن کریم کا اعلان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی۔ نیز یہ بھی عقیدہ ہے کہ نبوت کوئی اختیاری کمال نہیں جو بھی چاہے محنت یا عبادت کرکے اس مقام تک پہنچ جائے، بلکہ نبوت خالصۃً وہبی کمال ہے جو من جانب اللہ براہِ راست عطا ہوتا ہے، اس متفقہ عقیدہ کے برخلاف مرزا غلام احمد قادیانی نعوذ باللہ خود اپنی نبوت کا مدعی ہے جو سراسر قرآن کا انکار ہے، وہ اپنے کو مثیلِ محمد کہتا ہے، اپنے اقوال کو وحی قرار دیتا ہے، نیز وہ آخری

زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے متواتر عقیدہ کا نہ صرف منکر ہے، بلکہ اپنے کو خود مسیحِ موعود کہہ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں انتہائی فحش کلامی کرتا ہے، حالانکہ کسی نبی کی توہین بجائے خود کفر صریح ہے۔

اس کے علاوہ بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ عقائد کی لمبی فہرست ہے۔ جن میں سے چند دعاوی مع حوالہ جات حسبِ ذیل ہیں:

(۱): بیت اللہ ہونے کا دعویٰ۔ [اربعین ۴، روحانی خزائن ۱۷/۴۴۵]

(۲): مجدد ہونے کا دعویٰ۔ [کتاب البریۃ ۱۶۸، روحانی خزائن ۱۳/۲۰۱]

(۳): مامور ہونے کا دعویٰ۔ [روحانی خزائن ۲۱/۶۶]

(۴): نذیر ہونے کا دعویٰ۔ [تذکرہ ۴۴، براہین احمدیہ ۱/۶۹]

(۵): آدم، مریم اور احمد ہونے کا دعویٰ۔ [تذکرہ ۷۰، روحانی خزائن ۱/۵۹۰]

(۶): نبوت ورسالت کا دعویٰ۔ [براہین احمدیہ حاشیہ در روحانی خزائن ۱/۵۹۳]

(۷): توحید وتفرید کا دعویٰ۔ [تذکرہ ۱۴۱، ۳۸۴، براہین احمدیہ در خزائن ۱/۵۸۱، حاشیہ در حاشیہ اربعین ۳، در روحانی خزائن ۱۷/۴۱۳]

(۸): مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ۔ [تذکرہ ۱۷۲، تبلیغ رسالت ۱/۱۵۹]

(۹): مسیح بن مریم ہونے کا دعویٰ۔ [تذکرہ ۱۸۵، ازالہ اوہام در روحانی خزائن ۳/ ۴۴۲]

(۱۰): صاحب کن فیکون ہونے کا دعویٰ۔ [تذکرہ ۲۰۳، روحانی خزائن ۲۱/۱۲۴]

(۱۱): مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ۔ [تذکرہ ۲۵۷، اتمام الحجۃ در روحانی خزائن ۸/ ۲۷۵]

(۱۲): امام زماں ہونے کا دعویٰ۔ [ضرورۃ الامام در روحانی خزائن ۱۳/۴۹۵]

(۱۳): ظل نبی ہونے کا دعویٰ۔ [ایک غلطی ازالہ در روحانی خزائن ۱۸/۲۱۲]

(۱۴): مستقل صاحب شریعت نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ۔ [اشتہار معیار الاخیار

۳، تذکرہ ۳۵۲، حقیقۃ الوحی درروحانی خزائن ۱۰۵/۲۲، انجام آتھم درروحانی خزائن ۷۹/۱۱، اعجاز احمدی ۷، مستفاد: ردِ مرزائیت کے زریں اصول، افادات: حضرت مولانا منظور احمد چینوٹی ۸، ۱۶]

ان میں سے ہر ایک دعویٰ مرزا قادیانی کے کفر کی مستقل دلیل ہے۔

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ [الاحزاب: ٤٠]

﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ [الأنعام: جزء الآية: ١٢٤]

فالمعنى أن للرسالة موضعاً مخصوصاً لايصلح وضعها الا فيه، فمن كان مخصوصاً موصوفاً بتلك الصفات لأجلها يصلح وضع الرسالة فيه كان رسولاً والا فلا، والعالم بتلك الصفات ليس الا الله تعالى. فحصول النبوة والرسالة لبعضها دون البعض تشريف من الله واحسان وتفضل.

(تفسير الفخر الرازى للامام فخر الدين الرازى ٧/ ١٨٥)

عن ثوبان رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم .... وانه سيكون فى أمتى كذابون ثلاثون كلهم يزعم انه نبى وأنا خاتم النبيين، لانبى بعدى. (سنن أبى داؤد، الفتن / ذكر الفتن ودلائلها ٢/ ٥٨٤ رقم: ٤٢٥٢، سنن الترمذى، الفتن / باب لاتقوم الساعة حتى يخرج كذابون ٢/ ٤٥، وقال الترمذى: هذا حديث صحيح)

عن جبير بن مطعم قال: سمعت النبى صلى الله تعالى عليه وسلم يقول:..... وأنا العاقب، والعاقب الذى ليس

بعده نبی. (صحیح البخاری، المناقب/ باب ما جاء فی أسماء رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم رقم: ۳۵۳۲، صحیح مسلم، الفضائل/ باب فی أسمائه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم رقم: ۲۳۵۴)

فان قلت: فهل النبوة مکتسبة أو موهوبة فالجواب لیس النبوة مکتسبة حتی یتوصل الیها بالنهک والریاضات کما ظنه جماعة من الحمقاء وقد أفتی المالکیة وغیره بکفر من قال: أن النبوة مکتسبة. (الیواقیت والجواهر ۱/ ۱۶۴، ۱۶۵)

وقال القاضی عیاض: من ادعی منهم أنه یوحی وان لم یدع النبوة، فهؤلاء کلهم کفار مکذبون للنبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم، لأنه أخبر صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم أنه خاتم النبیین لانبی بعدی. (شفاء للقاضی عیاض ۲/ ۴۴۶، ۴۴۷، رد مرزائیت کے زریں اصول ۲۱۴، ۲۱۵)

اعلم ان الاجماع قد انعقد علی أنه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم خاتم المرسلین کما أنه خاتم النبیین وان کان المراد بالنبیین فی الآیة هم المرسلین. (الیواقیت والجواهر ۲/ ۳۷)

قوله: "وکل دعوی النبوة بعده فغی وهوی" ش: لما ثبت أنه خاتم النبیین، علم أن من ادعی بعده النبوة فهو کاذب. (عقیدة الطحاویة مع الشرح ۱۷۶، بحواله عقائد أهل السنة والجماعة ۱۰۰)

﴿اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ [آل عمران: ٥٥]

﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ [النساء: ١٥٩]

"وقد أخبر اللّٰه تبارک وتعالی فی کتابه ورسوله صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم فی السنة المتواترة أنه لانبی بعده، لیعلموا أن کل من ادعی هذا المقام بعده، فهو کذاب وأفاک دجال ضال مضل". (تفسیر ابن کثیر، الاحزاب: ٤٠، ٣/ ٦٥٢ بیروت)

عن حذیفة بن أسید رضی اللّٰه تعالی عنه قال: کان النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم فی غرفة ونحن أسفل منه فاطلع الینا، فقال: ما تذکرون؟ قلنا: الساعة، قال: ان الساعة لاتکون حتی تکون عشر آیات..... العاشرة: نزول عیسیٰ بن مریم. (صحیح مسلم ٢/ ٣٩٣ رقم: ٢٩٠١، سنن الترمذی ٢/ ٤١ رقم: ٢١٨٣)

فان قیل: فما الدلیل علی نزول عیسیٰ علیه السلام من القرآن، فالجواب الدلیل علی نزوله قوله تعالی: ﴿وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بهٖ قبل موتهٖ﴾. [الیواقیت والجواهر للشعرانی ٢/ ٢٢٩، کذا فی الشرح الفقه الأکبر ١٣٦]

عن أبی هریرة رضی اللّٰه تعالی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم: والذی نفسی بیده لیوشکن

أن ينزل فيكم ابن مريم، حكما عدلاً، فيكسر الصليب، ويقتل الخنزير، ويضع الجزية، ويفيض المال حتى لايقبله أحد، حتى تكون السجدة الواحدة خيراً من الدنيا وما فيها.
(صحيح البخارى، رقم الحديث: ٣٤٤٨، صحيح مسلم، رقم الحديث: ٢٤٢، ١٥٥، سنن الترمذى، رقم الحديث: ٢٢٣٣، سنن ابن ماجة، رقم الحديث: ٤٠٧٨، مرقاة المفاتيح ١٠/ ١٦٢، رقم: ٥٥٠٥)

حياة المسيح بجمسه الى اليوم ونزوله من السماء بجسمه العنصرى مما أجمع عليه الأمة وتواتر به الأحاديث.
(تفسير البحر المحيط ٢/ ٤٧٣، شرح عقيدهٔ سفارينه ٢/ ٩٠، تفسير جامع البيان ٣/ ١٨٤)

لاخلاف فى أنه ينزل فى اخر الزمان. (فتوحاتِ مكية شيخ أكبر ٧٣، مستفاد: ردِ مرزائيت كے زريں أصول ١٠٩، ١٥٢)

ولاينجو من الكفر الا من أكفر ذٰلك المحد [أى غلام احمد القاديانى] بلا تلعثم وتردد. (مجموعه رسائل الامام الكشميرى، اكفار الملحدين ١٠ كراتشى)

مرزا غلام أحمد القاديانى خارج عن دائرة الاسلام فلايسع لأحد من المسلمين أن يتبعه. (حافظ ايمان من فتنة قاديان ٣٩)

أفتى العلماء العرب والعجم بالحادهم وكفرهم. (حافظ ايمان من فتنة قاديان ٤٢)

اس کے علاوہ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

هداية الممتری عن غواية المفتری [اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ] [از: حضرت مولانا مفتی عبد الغنی پٹیالویؒ]

قادیانیت [حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ]

ختم نبوت کامل [حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ]

تحفہ ختم نبوت [مجموعہ رسائل حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ]

ردِ مرزائیت کے زریں اصول [افادات: حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی پاکستان]

یہ کتابیں دار العلوم دیوبند کے مکتبہ سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(کتاب النوازل، ج:٢،ص: ٢٨ تا ٣٣، ط، المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مراد آباد الہند)



قادیانی نظریات

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسائل ذیل میں جو نمبر وار درج کیے جاتے ہیں۔

(١).....حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عنصری سے آسمان پر اٹھائے گئے یا صرف روح؟

(٢).....عیسیٰ علیہ السلام اب تک زندہ ہیں یا نہیں؟ اگر زندہ ہیں تو کیا کھاتے ہیں کیونکہ انسانی زندگی کا مدار اس پر ہے؟

(٣).....حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آسمان سے کب ہوگا اور کس شریعت پر ان کا عمل ہوگا اور اپنے آپ کو نبی کہلائیں گے یا امتی؟

(۴)..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس ذریعہ سے آسمان پر گئے ہوا یا بجلی یا کسی تخت پر سوار ہو کر چلے گئے؟

(۵)..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں دفن ہوں گے اور کتنی مدت دنیا میں رہیں گے؟

(۶)..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ونزول آسمانی سے انکار کرنا کفر ہے یا نہیں؟

(۷)..... نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟ اور خلیفہ کے کیا معنی ہیں اور اس کی تعریف کیا ہے؟

(۸)..... مجدد کے کیا معنی ہیں اور کس کو کہتے ہیں؟ اور مرزا غلام احمد قادیانی نے جو دعویٰ کیا کہ میں نبی اور رسول اور مجدد زمان اور کرشن جی ہوں اب اس کو کیا مانا جائے مسلمان یا اس کے برعکس یا اس کے دعویٰ کے موافق؟

(۹)..... مرزا قادیانی کو کوئی شخص نبی یا رسول یا مجدد و کرشن جی مانے یا صرف اس کے افعال کو اچھا سمجھے تو ایسے شخص کا مذبوحہ یا ایسے شخص کے ساتھ کھانا پینا ناطہ لینا دینا از مذہب اہلسنت والجماعت جائز ہے یا نہیں؟ قرآن مجید واحادیث سے بلا تاخیر تحریر فرمائیں۔

﴿جواب﴾:

۱: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی ہوا ہے نہ کہ صرف روحانی، کیونکہ قرآن شریف میں روح کا ذکر نہیں صرف قتل وصلیب کی تردید کی گئی ہے کہ وہ وما قتلوہ وما صلبوہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو نہ انہوں نے قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا۔ اس نص قرآنی سے رفع جسمانی ثابت ہے کیونکہ قتل اور صلیب کا فعل جسم پر وارد ہوتا ہے نہ کہ روح پر۔ پس جس چیز کو قتل اور صلیب سے بچایا اس کو اٹھایا، اور روح کو نہ کوئی قتل کر سکتا ہے اور نہ صلیب پر چڑھا سکتا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ جسم کا رفع ہوا کیونکہ قتل اور صلیب سے جسم ہی بچایا گیا۔

﴿جواب﴾:

۲: جسم وروح مرکبی کی حالت کا نام عیسیٰ تھا۔ وما قتلوہ وما صلبوہ۔ [النساء: ۱۵۷] میں جو ضمیریں ہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کہ روح وجسم کی مرکبی حالت کا نام ہے ان کی طرف راجع ہیں۔ جب عیسیٰ علیہ السلام کو مرکبی حالت میں بچایا گیا اور اس حالت میں اٹھایا گیا جس سے ثابت ہوا کہ رفع جسمانی ہوا کیونکہ صرف روح نہ کھاتا ہے اور نہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرسکتا ہے۔ پس جسم مع روح کا رفع بحالت زندگی ہوا۔ چنانچہ شیخ شہاب الدین المعروف ابن حجر [تلخیص الحبیر مطبوعہ مکہ مکرمہ مطبع عباس احمد البائز ج ۳ ص ۴۶۲] پر لکھتے ہیں۔ **واما رفع عیسیٰ فاتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علی انہ رفع ببدنہ حیاً** یعنی اس پر اتفاق ہے حدیثوں اور تفسیروں کا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی بدن کے ساتھ بحالت زندگی اٹھائے گئے۔

﴿جواب﴾:

۳: حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں جیسا کہ اجماع سے ثابت ہے جیسا اٹھایا گیا۔ ان کے کھانے پینے اور بول وبراز کا جواب یہ ہے کہ آسمانی کرہ ہر ایک زمین سے کئی حصے زیادہ ہے اور جدید علوم حکمت سے ثابت ہے کہ ہر ایک دنیاوی اشیاء آسمانی تاثیرات سے معرض ظہور میں آتی ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہے کہ "**وفی السماء رزقکم**" یعنی تمہارا رزق یعنی روزی آسمان میں ہے۔

دوم: حضرت آدم علیہ السلام کا ہبوط آسمان سے نصوص قرآنی سے ثابت ہے۔ پس جو کھانا پینا وغیرہ حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کو ملتا تھا وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملتا ہے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کھانا نہیں ملتا اور بھوکے رہتے ہیں؟ کوئی آسمان پر گیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکایت سن کر آیا ہے؟ تو بتائیے یہ صرف علوم حکمت وفلسفہ سے ناواقفیت کا باعث ہے کہ ایسے ایسے اعتراض کیے جاتے ہیں۔ جب آسمان پر ہیولے یعنی مادہ اور عناصر موجود ہیں تو آسمانی مخلوق کو رزق کا ملنا کیا قیاس فاسد ہے؟ جبکہ

علوم جدیدہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ مریخ چاند وسورج وغیرہ اجرام فلکی میں نہریں اور جنگل ہیں اور آبادیاں ہیں تو یہ اعتراض بالکل غلط ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کھاتے کہاں سے ہوں گے؟

سوم! جب نص قرآنی [البقرہ ۵۷] سے ثابت ہے کہ بنی اسرائیل کے واسطے خوانچہ بالکل تیار پکایا آسمان سے نازل ہوتا تھا تو پھر ایسے مضامین قرآنیہ سے ناواقفیت کا باعث ہے۔

﴿جواب﴾:

۳: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی دس نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ [ترمذی شریف ج ۲ ص ۴۲ ابواب الفتن] حضرت عیسیٰ [علیہ السلام] کا نزول دابۃ الارض کا نکلنا دجال کا خروج وغیرہ وغیرہ پس جب قیامت آنے کو ہوگی تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی ہوگا۔ معراج میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کو دیکھا تو قیامت کے بارہ میں گفتگو ہوئی۔ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پہلے بات حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ڈالی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ کو خبر نہیں کہ قیامت کب ہوگی۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بات ڈالی گئی تو انہوں نے بھی فرمایا کہ مجھ کو خبر نہیں۔ پھر بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ڈالی گئی انہوں نے فرمایا کہ قیامت کی تو مجھ کو بھی خبر نہیں مگر اللہ تعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ میں زمین پر جا کر دجال کو قتل کروں گا۔ [ابن ماجہ ۲۹۹ باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ ابن مریم] اس حدیث سے ثابت ہے قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور دجال بھی نکلے گا۔ پس ثابت ہوا کہ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

﴿جواب﴾:

۴: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی بذریعہ بدلیوں کے ہوا جیسا کہ انجیل اعمال باب آیت ۹ میں لکھا ہے یہ کہ ان کے دیکھتے ہوئے اوپر اٹھایا گیا۔ اور بدلی نے اسے

ان کی نظروں سے چھپالیا یہ بدلی کا لفظ ثابت کر رہا ہے کہ رفع جسمانی، ورنہ روح کے واسطے بدلی کا ہونا بالکل فضول ہے۔ کیونکہ روح خود عالم علوی سے ہے اور تمام جہاں جانتا ہے کہ روح اٹھانے واسطے کبھی بدلی نہیں آتی۔ پس مسیح آسمان پر بدلی کے ذریعہ سے اٹھائے گئے ہے۔

﴿جواب﴾:

۵: حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۴۵ برس زمین پر رہ کر فوت ہوں گے جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں۔ **فیدفن معی فی قبری** [مشکوٰۃ ص ٤٨٠] یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرے مقبرے میں مدفون ہوں گے چونکہ گنجائش ان مختصر جوابوں میں اس قدر نہیں کہ تمام حدیثیں لکھی جائیں۔ اگر کسی نے انکار کیا تو پھر پوری حدیثیں لکھی جائیں گی۔

﴿جواب﴾:

٦: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اشراط الساعۃ میں سے ایک شرط ہے یعنی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ **انہ لعلم الساعۃ** [الزخرف ٦١] یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی دس نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے یہ مسئلہ اصول کا ہے کہ **اذا فات الشرط فات المشروط** یعنی جب شرط فوت ہو تو مشروط بھی فوت ہو جاتا ہے۔ جب نزول عیسیٰ علیہ السلام شرط ہے قیامت کی جب شرط یعنی نزول عیسیٰ سے انکار ہوا تو مشروط یعنی قیامت سے بھی انکار ہوا اور یہ ظاہر ہے کہ قیامت کا انکار کفر ہے پس ثابت ہوا کہ نزول عیسیٰ کا منکر، منکر قیامت ہے اور قیامت کا منکر ہرگز مسلمان نہیں۔ نزول کے واسطے حیات شرط ہے کیونکہ طبعی مردے کبھی واپس نہیں آتے زندہ شخص دوبارہ واپس آ سکتا ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ حیات مسیح کا منکر نزول اصالتاً کا منکر ہے اور کافر ہے۔

﴿جواب﴾:

۷: نبی اور رسول میں فرق ہے کہ نبی صاحب کتاب وشریعت نہیں ہوتا اور رسول

صاحب شریعت ہوتا ہے۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ اپنی کتاب فصوص الحکم فصل ۱۲ میں لکھتے ہیں:

''نبی وہ ہے جو خلق کے پاس ہدایت کے لیے اور اس کمال کا راستہ بتلانے کے لیے بھیجا گیا ہو جو حضرت علمیہ میں ان کے اعیان ثابتہ کی استعداد کے مقتضاء پر ان کے لیے مقدر ہے اور وہ نبی کبھی صاحب شریعت ہوتا ہے جیسے رسل علیہم السلام ہیں اور کبھی صاحب شریعت جدید نہیں ہوتا بلکہ پہلی شریعت میں اس کے حقائق کو ان کی استعداد کے موافق تعلیم کرتا ہے جیسے بنی اسرائیل کے انبیاء ہیں''۔

شیخ اکبر کی عبارت سے صاف ظاہر ہے رسول صاحب شریعت جدید ہوتا ہے اور نبی صاحب شریعت جدید نہیں ہوتا۔ یعنی نبی صرف نبی ہوتا اور رسول نبی بھی ہوتا اور رسول بھی۔ خلیفہ تو صاحب حکومت ہوتا ہے اور حدود شریعت کا نگہبان ہوتا ہے وہ رسول و نبی نہیں ہوتا۔ بعد خاتم النبیین کے صرف خلفاء ہوں گے جو شریعت کی حفاظت کریں گے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل ادب سکھاتے جاتے تھے نبیوں سے جب ایک نبی فوت ہوتا تو دوسرا نبی مبعوث ہوتا مگر چونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے یعنی غیر تشریعی نبی جو شریعت سابقہ کی پیروی کرے اور خود بھی نبی کہلائے نہ ہوگا اس لیے میری امت کے امیر یا خلیفے یعنی بادشاہ حدود شریعت کی نگہبانی کریں گے اور چونکہ میں خاتم النبیین ہوں اس واسطے نبی کوئی نہیں کہلائے گا۔ مشکوۃ شریعت ص ۵۵۱ میں حدیث ہے مفصل دیکھنا ہو تو دیکھ لیں اور خلیفوں کی صفات وغیرہ کا بھی ذکر اس کتاب میں ہے۔ یہاں گنجائش نہیں کہ صفات خلیفہ لکھی جائیں۔ مختصر یہ ہے کہ بزدل نہ ہو بہادر ہو، تاکہ جنگ میں بھاگ نہ جائے اور اس قابل ہو کہ بیرونی دشمن اسلام کا مقابلہ کر سکے اور جنگ سے ہرگز نہ گھبرائے اور حدود شریعت کی نگہبانی کر سکے اور حدود جاری کرے تاکہ ملک میں امن قائم رہے۔

﴿جواب﴾:

۸: مجدد کی تعریف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ہی فرمادی ہے کہ من ''یجدد لھا دینھا'' یعنی مجدد ہر ایک صدی کے سر پر ہوا کرے گا جو دین اسلام کو تازہ کر دیا کرے گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی ہرگز مجدد نہ تھے کیونکہ دین محمدی کو ہرگز تازہ نہیں کیا اور نہ کسی مردہ سنت نبوی کو زندہ کیا بلکہ دین عیسوی کو زندہ کیا اور عیسائیوں کے مسئلہ ابن اللہ کی تصدیق کی دیکھو الہام مرزا قادیانی انت منی بمنزلۃ ولدی یعنی اے مرزا تو ہمارے ولد یعنی بیٹے کی جا بجا ہے۔ [دیکھو صفحہ ۸۶ حقیقۃ الوحی خزائن جلد ۲۲ ص ۸۹] دوسری طرف مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میں مثل عیسیٰ ہوں اور عیسیٰ بقول عیسائیوں کے خدا کا بیٹا ہے تو مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا ہونا اپنے الہام سے ثابت کر دیا کیونکہ جب مثل عیسیٰ بمنزلۃ یعنی بجائے خدا کے بیٹے کے ہے تو اصل عیسیٰ ضرور اصل بیٹا خدا کا ثابت ہوا کیونکہ جب مثیل مسیح [یعنی غلام احمد قادیانی جو مثیل مسیح ہونے کا مدعی ہے] کو خدا کہتا ہے کہ تو میرے بیٹے کی جا بجا ہے تو ثابت ہوا کہ اصل مسیح خدا کا اصلی بیٹا ہے۔ مجدد دین محمدی تو نص قرآن لم یلد ولم یولد کے برخلاف ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا کہ خدا نے مجھے کو الہام کیا ہے کہ تو میرے بیٹے کی جا بجا ہے۔ پھر مرزا قادیانی نے مجسم خدا جو کہ عیسائیوں کا مسئلہ تھا اس کو تازہ کیا ہے کہ آپ اپنی کتاب [کتاب البریہ ص ۸۵ خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳] پر لکھتے ہیں کہ ''میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں''۔ جب مرزا قادیانی خود خدا بن گئے۔ پھر مرزا قادیانی نے تو یہ غضب کیا کہ خدا کے نطفہ سے حقیقی صلبی بیٹے بن بیٹھے۔ چنانچہ اپنی کتاب [اربعین نمبر ۳ ص ۳۴ خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۳] پر لکھتے ہیں کہ مجھ کو الہام کیا کہ ''انت من ماءنا وہم من فشل'' یعنی اے مرزا تو ہمارے پانی [نطفہ] سے ہے اور وہ لوگ خشکی سے اس الہام میں تو مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور عیسائیوں کو بھی مات کر گئے اور خدا کے حقیقی بیٹے بن گئے۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ مرزا قادیانی دین محمدی کے مجدد ہیں یا دین عیسوی کے، جن جن باطل مسائل کو ۱۳ سو برس سے اہل اسلام نے مٹایا تھا وہ مرزا

قادیانی نے اسلام میں داخل کیے اور پھر مجدد دین محمدی۔

کار شیطان میکند نامش ولی   گر ولی ایں است لعنت بر ولی

[مولانا روم کا شعر ہے کہ شیطانی کام کرے اور ولی کہلائے اگر یہ ولی ہے تو اس ولی پر لعنت]

اگر یہی مجدد کا نشان ہے تو بے شک ایسے مجدد کا نہ آنا امت محمدی کے واسطے بہتر ہے۔ پھر مرزا قادیانی کا دعویٰ کرشن ہونے کا بھی ہے یعنی وہ کہتے ہیں کہ خدا نے مجھ کو الہام کیا ہے رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔ دیکھو [لیکچر سیالکوٹ ص ۳۴ خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۹] اگر مرزا قادیانی کا یہ الہام سچ ہے تو مرزا قادیانی کھلے بندوں اسلام سے خارج ہیں کیونکہ کرشن جی کا اوتار مرزا قادیانی تب ہو سکتے ہیں جب ان کے مذہب کی پیروی کریں اور کرشن جی کا مذہب تھا جو آج کل آریہ صاحبان اہل ہنود کا ہے۔ یعنی قیامت سے انکار اور آواگون یعنی تناسخ کا اقرار اور قیامت کا انکار صریح کفر ہے۔ پس مرزا قادیانی اس پر مقرر کردہ اصولوں سے کہ میں متابعت تامہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باعث محمد ہو گیا ہوں درستی اصول کی پابندی سے یعنی متابعت تامہ کرشن سے کرشن ہوئے۔ جب کرشن ہوئے تو تناسخ کے قائل ہوئے اور کافر ثابت ہوئے۔ میں نیچے کرشن کا مذہب لکھتا ہوں۔ کرشن جی ارجن کو فرماتے ہیں۔ سوچ لو ہم تم اور سب راجے مہاراجے کبھی تھے یا نہیں؟ آئندہ ان کا کیا جنم ہوگا۔ ہم سب گذشتہ جنموں میں بھی پیدا ہوئے تھے اور اگلے جنموں میں پیدا ہوں گے۔ جس طرح انسانی زندگی میں لڑکپن جوانی اور بڑھاپا ہوا کرتا ہے اسی طرح انسان بھی مختلف قالب قبول کرتا ہے اور پھر اس قالب کو چھوڑ دیتا ہے۔ دیکھو [گیتا مصنفہ کرشن جی مہاراج شوک ۲۲ رادہائے رام] شیخ فیضی نے بھی گیتا کا ترجمہ کیا ہے وہ بھی سن لو۔

زکارنکو میرود بہشت   بقعر جہنم بردرکار زشت

بقید تناسخ کند دادرش   بانواع قالب دراں آروش

بہ تہائے معہود در میروند   بجسم سگ و خوک درمیروند

(صفحہ ۱۳۶ گیتا ترجمہ فیضی تقطیع خورد) اب صاف ہوگیا کہ کرشن جی قیامت کے منکر تھے جب مرزا قادیانی قیامت کے منکر ہوئے تو کافر ہوئے۔ کیونکہ متابعت تامہ سے درجہ پایا ہے اور متابعت تامہ یہ ہے کہ پورا پورا پیرو ہو پس کرشن جی کی پیروی یہی ہے کہ قیامت سے انکار کیا جائے اور تناسخ مانا جائے وغیرہ وغیرہ۔

﴿جواب﴾:

۹: جب مرزا قادیانی اصول اسلام کے پابند ہی نہیں رہے جس امر کے واسطے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے تو قیامت کی خبر دیتے آئے اور تناسخ کی تردید کرتے آئے۔ پھر جب مرزا قادیانی نے قیامت سے انکار کردیا تو مسلمان کیسے؟ اب تو یہ معاملہ ہے۔ مصرع

جس جگہ تھا نور ایمان اب وہاں ہے آواگون

یعنی تناسخ اور مرزا قادیانی کے مرید بھی اسی اعتقاد کے ہوں گے۔ کیونکہ پیر و مرید کا اعتقاد ایک ہی ہوتا ہے۔ پس اگر مرزا قادیانی کا یہ الہام سچا ہے کہ میں کرشن ہوں تو پھر ہرگز مسلمان نہیں اور مریدوں کو بھی ساتھ ہی لے ڈوبے ہیں۔ پس ان سے لین دین اور معاملات مسلمانوں والے نہیں ہوسکتے تاوقتیکہ توبہ نہ کریں اور تجدید اسلام نہ کریں۔ المجیب پیر بخش، الجواب صحیح نظام الدین ملتانی[فتاوی نظامیہ ج ۲ ص ۱۹۸ تا ۲۰۴] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱، ص:۱۶۴ تا ۱۶۸، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



مرزا قادیانی کے علاوہ پوری امت نے مہدی اور مسیح کو الگ قرار دیا

﴿سوال﴾:

مہدی، اس دنیا میں کب تشریف لائیں گے؟ اور کیا مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی وجود ہیں؟

﴿جواب﴾:

حضرت مہدی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ آخری زمانہ میں قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے ان کے ظہور کے تقریباً سات سال بعد دجال نکلے گا اور اس کو قتل کرنے کے لیے عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ مرزا قادیانی نے خودغرضی کے لیے عیسیٰ اور مہدی کو یک ہی وجود فرض کرلیا حالانکہ تمام اہل حق اس پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں۔
[آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۱ ص ۲۴۳] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص:۸۰، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



کافر کو کافر کہنا حق ہے

﴿سوال﴾:

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث کی روشنی میں ''کسی کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیے'' چنانچہ قادیانیوں کو کافر کہنا درست نہیں ہے۔ مزید یہ کہ اگر کوئی صرف زبان سے کلمہ پڑھ لے اور اپنے کو مسلمان ہونے کا اقرار کرے جبکہ حقیقت میں اس کا تعلق قادیانیت یا کسی اور عقیدے سے ہو تو کیا وہ شخص صرف زبانی کلمہ پڑھ لینے

سے مسلمان کہلائے گا؟ ازراہ کرم مسئلہ ختم نبوت کی وضاحت تفصیل سے بتایئے۔

﴿الجواب﴾:

یہ تو کوئی حدیث نہیں کہ کافر کو کافر نہ کہا جائے۔ قرآن کریم میں باربار "ان الذین کفروا" "والکافرون" "لقد کفر الذین قالوا" کے الفاظ موجود ہیں۔ جو اس نظریہ کی تردید کے لیے کافی وشافی ہیں اور یہ اصول بھی غلط ہے کہ جو شخص کلمہ پڑھ لے [خواہ مرزا غلام احمد قادیانی کو "محمد رسول اللہ" ہی مانتا ہو] اس کو بھی مسلمان ہی سمجھو۔ اس طرح یہ اصول بھی غلط ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو خواہ خدا اور رسول کو گالیاں ہی بکتا ہو، اس کو بھی مسلمان ہی سمجھو۔

صحیح اصول یہ ہے کہ جو شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پورے دین کو مانتا ہو اور "ضروریات دین" میں سے کسی بات کا انکار نہ کرتا ہو۔ نہ توڑ مروڑ کر ان کو غلط معانی پہناتا ہو وہ مسلمان ہے کیونکہ "ضروریات دین" میں سے کسی ایک کا انکار کرنا یا اس کے معنی ومفہوم کو بگاڑنا کفر ہے۔ قادیانیوں کے کفر وارتداد اور زندقہ والحاد کی تفصیلات اہل علم بہت سی کتابوں میں بیان کر چکے ہیں۔ جس شخص کو مزید اطمینان حاصل کرنا ہو، وہ میرے رسالے "قادیانی جنازہ" قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین اور "قادیانیوں اور دوسرے غیر مسلموں میں کیا فرق ہے" ملاحظہ کر لیں۔ "دفتر ختم نبوت مسجد باب الرحمت پرانی نمائش محمد علی جناح روڈ کراچی" اندورن اور بیرون ملک ختم نبوت کے دفاتر سے یہ رسائل مل جائیں گے۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد اص ۳۸۰، ۳۸۱] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱ص:۵۴، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد، نظریات اور دعاوی؟

﴿سوال﴾:

ریاست آندھرا پردیش میں فتنہ قادیانیت کے تعاقب اور سد باب کے لیے کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دار العلوم دیو بند کی نگرانی اور رہنمائی میں اس کی باضابطہ شاخ کی حیثیت سے مجلس تحفظ ختم نبوت ٹرسٹ آندھرا پردیش مستقل سرگرم عمل ہے، الحمد للہ اس تنظیم کی ''جہد مسلسل'' کے نتیجے میں مؤرخہ ۱۸ر فروری ۲۰۱۲ء وقف بورڈ اے پی نے اپنے متفقہ فیصلہ میں قادیانی فرقہ کو غیر مسلم تسلیم کرتے ہوئے اس کی وقف جائیدادوں کو درج اوقاف ریکارڈ سے خارج کردیا اور سنی مسلم وقف جائیدادوں پر سے ان کے قبضہ وتصرف کو برخواست کردیا، مؤرخہ ۱۷ر اپریل ۲۰۱۲ء کو قادیانی فرقہ نے اس فیصلہ کے خلاف اے پی ہائی کورٹ میں وقف بورڈ پر مقدمہ دائر کیا...... مجلس تحفظ ختم نبوت بھی اس مقدمہ میں مستقل فریق بنی ہوئی ہے۔

سوال نامے کا جو جواب آپ ارسال فرمائیں گے وہ مقدمہ کی کاروائی کا ایک حصہ بنے گا اور قادیانیت کے خلاف امتِ مسلمہ کے متفقہ موقف کو ثابت کرنے کے لئے عدالت میں جج صاحبان کے سامنے پیش ہوگا، جج صاحبان عموماً اردو زبان سے ناواقف ہوتے ہیں، اس لیے جواب اگر انگریزی میں اور ادارہ لیٹر پیڈ پر ہو تو مقدمہ کی کاروائی میں بڑی سہولت اور آسانی ہوگی، یہ اگرچہ بعض اداروں کے عام ضابطہ کے خلاف ہوتا ہے، لیکن ہنگامی اور بعض نازک صورتحال کی وجہ سے دین اسلام کے مفاد اور تحفظ ناموس رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اصول وضوابط کی خلاف ورزی کو گوارہ فرمالیں، امید کہ تحفظ ختم نبوت جیسے عظیم الشان کام سے متعلق ایک اہم اور نازک مقدمہ میں اس کو پیش نظر رکھا جائے گا۔

آپ سے درخواست ہے کہ فتویٰ اس نئے سوال نامہ کے مطابق تحریر فرما کر جلد از جلد روانہ فرمائیں، بڑی عنایت ہوا ور نوازش ہوگی، امید کہ ایک عظیم اور مقدس کاز ''تحفظ ختم

نبوت'' کے لئے دربارہ زحمت گوارہ فرمائیں گے اور ہماری درخواست کو قبول فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ آپ کے علم میں، عمر میں اور عمل میں خیر و برکت عطا فرمائے۔

گرامی قدر! علماء کرام ومفتیان شرح متین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

عرض خدمت یہ ہے کہ قادیانی فرقہ کے لوگ جو خود کو ''احمدی مسلمان'' اور کبھی ''احمدیہ مسلم جماعت'' سے بھی متعارف کراتے ہیں، مسلمانوں کو فریب میں مبتلا کر کے قادیانی بنانے کی غرض سے ان کی ہر چھوٹی بڑی سرگرمی اسلام اور مسلمانوں کے نام سے ہوتی ہے، جبکہ اسلام اور مسلمانوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں، اس فرقہ کا لٹریچر پڑھنے کے بعد اس اس فرقہ کے نظریات وخیالات سے متعلق جو کچھ معلومات حاصل ہوتی ہیں بطور نمونہ ان میں سے چند نظریات درج ذیل ہیں:

قول وقرار میں صداقت اور امانت ودیانت ایک ایسا وصف ہے جو مسلمان کہلانے والے ایک ادنیٰ فرد کے اندر بھی پایا جانا ضروری ہے، جھوٹ بولنے والا شخص مقدس تو کیا ایک شریف انسان بھی کہلانے کا حق دار نہیں اور نبوت کا دعویٰ کرنے والے کے لیے تو یہ ایسا وصف لازم ہے جھوٹ کا شائبہ بھی نبی میں نہیں پایا جاسکتا اور جس میں پایا جائے وہ نہیں ہوسکتا، اس کے برخلاف قادیانی فرقہ کے لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو جو اپنی ہی تحریروں اور قول وقرار کی روشنی میں مہا جھوٹا ثابت ہوتا ہے مسیح ومہدی منواتے ہیں بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر نبوت جیسا عظیم ومقدس منصب اس کے لئے تجویز کرتے ہیں، ملاحظہ کیجئے مرزا غلام احمد کے جھوٹ کا ایک نمونہ اس نے لکھا ہے:

> ''تمام نبیوں کی کتابوں سے اور ایسا ہی قرآن شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے آدم سے لے کر اخیر تک دنیا کی عمر سات ہزار برس رکھی ہے......اور قرآن شریف سے بھی صاف طور پر یہی نکلتا ہے کہ آدم سے اخیر تک بنی آدم کی سات ہزار سال ہے اور ایسا ہی پہلی تمام کتابوں میں بھی باتفاق کہتی ہیں۔[لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد ۲۰/۲۰۷، ۲۰۹]

مرزا غلام احمد قادیانی کی اس عبارت کا ہر دعویٰ جھوٹا ہے، نیز تمام نبیوں پر اور خاص طور پر قرآن شریف پر اور سابقہ کتب پر صریح بہتان اور جھوٹ ہے، قرآن شریف نے واضح طور پر یہ اعلان کیا ہے کہ قیامت کا علم سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کب آئے گی اور کب دنیا کا خاتمہ ہوگا، یہ جھوٹ صرف ایک اور پہلا نہیں اس کے اقوال بے شمار پیش کیے جاسکتے ہیں جن سے مرزا غلام قادیانی کا جھوٹا اور جاہل ہونا بخوبی واضح ہوتا ہے جس کے لیے قادیانی لوگ نبوت کا منصب تجویز کرتے ہیں۔

دعویٰ نبوت کے تعلق سے مرزا نے لکھا ہے کہ:

(۱) ''ہمارا دعویٰ ہے ہم نبی اور رسول ہیں''۔[اخبار بدر ۵/ مارچ ۱۹۰۸ء]

(۲) ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا ہے''۔[روحانی خزائن: ۱۸: ۲۳۱]

(۲) قرآن وحدیث کی روشنی میں مسلمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس طرح آخری نبی مانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اب کسی شخص کو قیامت تک نبی نہیں بنایا جائے گا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی قسم کی نبوت کے دعوے کو کفر سمجھتے ہیں، خود مرزا غلام احمد قادیانی بھی اپنے دعویٰ نبوت سے قبل اسی عقیدہ کو اسلامی عقیدہ مانتا تھا۔

لیکن اس اسلامی عقیدے کے برخلاف جب اس نے اپنی نئی نبوت کا اعلان کیا تو یہ دعویٰ کیا کہ اب وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ایک نئی شریعت والا نبی ہے اور اپنے اس دعوے پر وہ اس طرح بضد ہو کر خود کو صاحب شریعت نبی منوانا چاہتا ہے، غور کیجئے، اس نے لکھا ہے:

''اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری، تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے، خدا نے افتراء کے ساتھ

شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی، ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند اوامر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی، مثلاً یہ الہام: ﴿قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم ويحفظو فروجهم ذلك ازكىٰ لهم﴾ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور پر تیئیس برس کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی، اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو باطل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ان هذا لفي الصحف الاولىٰ . صحف ابراهيم وموسىٰ﴾ یعنی قران تعلیم توریت میں بھی موجود ہے، اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔ [اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن ۱۷/۴۳۵، ۴۳۶]

یہ عبارت اس عقیدے کی وضاحت کرنے میں لاریب ہے کہ مرزا قادیانی خود کو نہ صرف یہ کہ صاحب شریعت نبی منواتا ہے بلکہ اپنی امت کے لیے قانون مقرر کر کے اپنی شریعت کے اوامر ونواہی بھی شمار کراتا ہے، اور شریعت کی اپنی بیان کردہ تعریف کے خلاف جو بھی تعریف ہو اس کو مسترد کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

(۳) نیز اسلامی تعلیمات کے خلاف اس نے ایک نیا نظریہ بھی پیش کیا کہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ کا دوبارہ دنیا میں آنا مقدر تھا، پہلی بار آپ مکہ مکرمہ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شکل میں آئے اور دوسری بار قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں آئے، مرزا نے لکھا ہے:

(۱): **أنزل اللّٰہ علی فیض ھذا الرسول ...... حتی صار وجودی وجودہ فمن دخل فی جماعتی دخل فی صحابة سیدی خیر المرسلین، وھذا ھو معنی وآخرین منھم کما لایخفیٰ علی المتدبرین، ومن فرقة بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رأی.** (خطبہ الھامیہ/ روحانی خزائن ۱۶/ ۲۵۸، ۲۵۹)

ترجمہ از مرزا: خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا...... یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہوگیا پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوگیا درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنی آخرین منہم کے لفظ کے بھی ہیں جیسا سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں فرق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا ہے۔

ایک دوسری جگہ اس نے مزید وضاحت کی ہے کہ:

(۲): ''جب کہ بروزی طور پر میں آنحضرت [محمد ﷺ] ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمد مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ/روحانی خزائن جلد ۱۸/ ۲۱۲)

(۳): مرزا کے اکمل نامی ایک درباری شاعر نے اس مسئلے کی وضاحت میں چند اشعار کہے اور مرزا کی خدمت میں پیش کیے جس کو مرزا نے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور وہ بھی برائے ملاحظہ پیش ہیں:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار بدر ۲۵؍اکتوبر ۱۹۰۶ء)

(۴): قرآن وحدیث کی روشنی میں اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے اور قرب قیامت میں آسمان سے ان کا نزول ہوگا، قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء اور ان کے نزول من السماء کے منکر ہیں، اور مرزا قادیانی کو حضرت عیسیٰ ابن مریم کی جگہ مانتے ہیں۔

(۵): اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت مہدی کا ظہور ابھی نہیں ہوا، اس کے برخلاف مرزا قادیانی کے متبعین، مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی مانتے ہیں جب کہ اس میں مہدی کی کوئی بھی علامت جو احادیث میں وارد ہے نہیں پائی جاتی ہے۔

(۶): ان عقائد کے علاوہ اس فرقہ لٹریچر میں جابجا انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں گستاخانہ تحریریں موجود ہیں، مرزا قادیانی نے اپنی ایک تصنیف معرفت؍روحانی خزائن ۳۹۰ میں لکھا ہے کہ:

"اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے..... کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الٰہی"۔

لیکن اس کے خلاف مرزا کی تحریریں ملاحظہ کیجئے:

(۱): "پس اس نادان اسرائیلی [عیسیٰ ابن مریم] نے ان معمولی باتوں کا پیشین گوئی کیوں نام رکھا۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم؍روحانی خزائن جلد ۱۱؍۲۸۸)

یہ بھی یاد رہے کہ آپ [عیسیٰ ابن مریم] کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی، جن جن پیشین گوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا

جانا آپ [عیسیٰ بن مریم] نے بیان فرمایا ہے ان کتابوں میں ان کا نام ونشان نہیں پایا جاتا ہے۔ (روحانی خزائن ۱۱/۲۸۹)

(۲): عیسائیوں نے بہت سے آپ [عیسیٰ بن مریم] کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا۔ (روحانی خزائن ۱۱/۲۹)

(۳): لیکن مسیح [عیسیٰ ابن مریم] کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوئی، بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں یا اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی اس وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیوں کہ اس نام کے رکھنے سے موانع تھے۔ (دافع البلاء، روحانی خزائن ۱۸/۲۲۰)

(۴): ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشین گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقد کو حل کر سکے۔ (اعجاز احمدی، روحانی خزائن ۱۹/۱۲۱)

(۵): اور مجھے [مرزا قادیانی] کو بتایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے اور تو [مرزا قادیانی] ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ: ﴿**ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ**﴾. (اعجاز احمدی/روحانی خزائن ۱۹/۱۱۳)

(۶): میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک [مرزا قادیانی] ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔ (دافع البلاء/روحانی خزائن ۱۸/۲۳۳)

(۷): ابو ہریرۃ [صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم] جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔ (اعجاز احمدی، روحانی خزائن ۱۹/۱۲۷)

اس کے باوجود اس فرقہ کے لوگ خود اہل سنت والجماعت یعنی مسلمان منواتے ہیں البتہ محمدی مسلمان کی جگہ خود کو احمدی کہلواتے ہیں، ختم نبوت کے عقیدہ پر اور اسلام کے بنیادی اصولوں پر ایمان رکھنے کی بات کرتے ہیں، ساتھ ہی ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کو ظلی وبروزی نبی تسلیم کرنے کا اقرار بھی کرتے ہیں، اپنی پوجا استھل یعنی عبادت کرنے کی جگہ کو ''مسجد'' سے تعبیر کرتے ہیں، تمام اور دیگر تمام اسلامی اعمال وعبادات کی شکل میں اپنی پوجا اور عبادت بھی ادا کرتے ہیں، اپنے لٹریچر میں کعبۃ اللہ اور گنبد خضریٰ کے تصاویر چھاپ کر خود کو مسلمان جیسا باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں اس پس منظر میں چند سوالات پیش خدمت ہیں:

(۱): شریعت میں نبی کے معنی کیا ہیں اس کو واضح کیا جائے اور بتایا جائے کہ جو شخص خدا سے اپنی مزعومہ ہم کلامی اور مخاطبت کو نبوت کہتا ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ ختم نبوت کا مفہوم شرعی اصطلاح میں کیا ہے؟ اگر کوئی شخص اس مفہوم میں تاویل کر کے خود کو نبی کہلوائے تو اس کا حکم شرعی کیا ہے؟

(۲): جو شخص اپنے اوپر وحی کے نزول کا قائل ہو، قرآن مجید کو اللہ کی کتاب اور اپنے منہ کی باتیں کہتا ہو نیز انبیاء کی توہین کا مرتکب ہو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

(۳): کیا قادیانیوں کو مسلمان کہنے کی کسی طرح گنجائش ہے؟ کیا مذکورہ بالا عقائد ونظریات کے ہوتے ہوئے ان کے دعویٰ کے مطابق ان کو مسلمان کہا یا مانا جاسکتا ہے؟

(۴): کیا قادیانی افراد کا اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہنا رلکھنا درست ہے؟

(۵): کیا قادیانیوں کی عبادگاہوں کو مسلم اوقاف میں شمار کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۶): کیا قادیانیوں کا اپنے لٹریچر میں اور اپنی عبادت گاہ میں کلمہ طیبہ لکھنا صحیح

ہے؟

(۷): کیا قادیانی اپنے لٹریچر میں کعبۃ اللہ اور گنبد خضریٰ کی مقدس تصاویر چھاپ سکتے ہیں؟

(۸): وہ تمام باتیں جو مسلمان کی شناخت اور پہچان کے لیے ہیں، کیا قادیانی انہیں اپنے تعارف کے لیے استعمال کر سکتے ہیں؟ [مثلاً اذان دینا، مسلمانوں جیسا سلام کلام وغیرہ]

(۹): حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول سے متعلق اسلامی عقیدہ کیا ہے قرآن وحدیث سے اس کو واضح کیا جائے اور جو اس کا منکر ہو اس کا حکم کیا ہے؟ اس کی وضاحت کی جائے؟

امید کہ آں محترم سوالات کے مکمل جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح فرمائیں گے۔

﴿الجواب وباللہ التوفیق﴾:

(۱): نبی اس انسان کو کہتے ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ اور بندہ کے درمیان واسطہ کی حیثیت رکھتا ہے اور اس پر اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے اور نبوت پر ایسے واضح اور مضبوط دلائل پائے جاتے ہیں، جن کے انکار کی گنجائش نہیں ہوتی، اور یہ منصب انسان خود اپنی محنت اور جد وجہد سے حاصل نہیں کر سکتا، بلکہ اس کا تعلق صرف عطاء خداوندی سے ہے، گویا کہ نبوت کا تعلق کسب واختیار سے نہیں، بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اصطفاء اور انتخاب پر ہے، نبوت ورسالت کا یہ سلسلہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور خاتم النبیین سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مکمل ہو گیا، اس سلسلہ نبوت کی تکمیل کے بعد کسی شخص کا اپنے کو نبوت پر فائز ہونے کا دعویٰ کرنا قطعاً جھوٹ اور فریب ہے، اس طرح کا دعویٰ کرنے والا شخص مفتری اور دجال ہے۔

ختم نبوت کا مفہوم شرعی اصطلاح میں واضح ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے بعد کسی کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی، آپ کے ذریعہ نبوت کی تکمیل ہو چکی ہے، یہ مفہوم خود زبانِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واضح کلام سے ماخوذ ہے۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے: "أنا خاتم النبيين لانبي بعدي" اس حدیث میں "لانبي بعدي" "خاتم النبيين" کا ترجمہ ہے، اور اس جملہ میں ختم نبوت کے شرعی مفہوم کو بالکل واضح کر دیا ہے، اب اس واضح اور بے غبار ترجمہ ومفہوم کو نظر انداز کر کے جو شخص کوئی اور تاویل کرے گا وہ صراحۃً عقیدہ متواترہ کا انکار کرنے والا کہلائے گا۔

اور جو شخص اپنے فاسد مفہوم کی آڑ میں اپنے کو نبی قرار دے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، ایسا شخص مرتد، زندیق اور کافر ہے۔

عن ثوبان رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم...... وانه سيكون في أمتي كذابون ثلاثون كلهم يزعم أنه نبي وأنا خاتم النبيين، لانبي بعدي. (سنن أبي داؤد، الفتن/ ذكر الفتن ودلائلها ٢/ ٥٨٤ رقم: ٤٢٥٢، سنن الترمذي، الفتن/ باب لاتقوم الساعة حتى يخرج كذابون ٢/ ٤٥، وقال الترمذي: هذا حديث صحيح)

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: ان مثلي ومثل الأنبياء من قبلي كمثل رجل بنىٰ بيتا، فأحسنه وأجمله الا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويتعجبون له ويقولون: هلا وضعت هذه اللبنة قال: فأنا اللبنة أنا خاتم النبيين. (صحيح البخاري ١/ ٥٠١ رقم: ٣٤١٠)

النبي في الاصطلاح قال عبدالقاهر البغدادي: النبي كل من نزول عليه الوحي من الله تعالى على لسان ملك من

الملائكة، وكان مؤيدا بنوع من الكرامات الناقصة للعادات.
(الموسوعة الفقهية ٤٠/ ٤٠)

ودعوىٰ النبوة بعد نبينا صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم كفر بالاجماع. (شرح فقه أكبر ٢٠٠)

وانه سيكون في أمتي كذابون، وقد خرج الى هذا الزمان كثيرون منه، كما أن في هذا الزمان خرج في الهند المسيح القادياني في نواحي بنجاب في بلدة قاديان من مضافات "أمر تسر" فادعى أنه المهدى، وأنه المسيح، وأنكر نزول المسيح، وادعى أن عيسىٰ بن مريم عليه الصلاة والسلام توفي، وقبره في "كشمير" ولعله بقيي منهم بعضهم. (بذل المجهود دار البشائر الاسلامية ٢/ ٢٨٧)

ادعى النبوة بنفسه أو غيره فهو كاذب قطعا، لأن اللّٰه تعالى نص في القرآن الكريم على أن محمد صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم هو خاتم النبيين، أى آخرهم فليس بعده نبى حتى تقوم الساعة. (الموسوعة الفقهية ٤٠/ ٣٨)

النبى محمد صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم اصطفاه اللّٰه تعالى وشرفه بالنبوة، وجعله رحمة للعالمين ورسولا الى الثقلين، وختم اللّٰه تعالى النبوة به فلا نبى بعده حتى تقوم الساعة. (الموسوعة الفقهية ٤٠/ ٢٥)

مرزا غلام أحمد القادياني خارج عن دائرة الاسلام فلايسع لأحد من المسلمين أن يتبعه. (حافظ ايمان من فتنة قاديان ٣٩)

أفتى علماء العرب والعجم بالحادهم وكفرهم. (حافظ ايمان من فتنة قاديان ٤٢)

وقد أخبر اللّٰه عزوجل فى كتابه ورسوله صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم فى السنة المتواترة عنه أنه لانبى بعده، ليعلموا أن كل من ادعى هذا المقام بعده فهو كذاب أفاك دجال ضال مضل. (حاشية التصريح بما تواتر فى نزول المسيح ٦٠)

(۲): سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری پیغمبر ہیں، آپ کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے لہٰذا اب اگر کوئی شخص اپنے اوپر وحی کا دعویٰ کرے گا وہ بلاشبہ دائرہ اسلام سے خارج کہلائے گا۔

وكذٰلك من ادعى منهم أنه يوحى اليه وان لم يدعى النبوة، فهؤلاء كلهم كفار مكذبون بالنبى صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم، لأنه أخبر عليه السلام أنه خاتم النبيين لا نبى بعدى. (الشفاء بتعريف حقوق المصطفىٰ ٢٤٧ بحواله رد مرزائيت كے زريں اصول ١٩٤)

ومن ههنا ينص الفقهاء على أن من ادعىٰ أنه شريك لمحمد صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم فى الرسالة. أو قال: بجواز اكتسابها بتصفية القلب وتهذيب النفس فهو كافر وكذا ان ادعىٰ أنه يوحى اليه وان لم يدعى النبوة قال القاضى عياض: لاخلاف فى تكفير مدعى النبوة. (الموسوعة الفقهية ٣٩/٤٠)

(۳): قادیانی لوگ عقیدہ ختم نبوت کے منکر ہونے کی وجہ سے بلاشبہ اسلام سے

خارج ہیں ان کو مسلمان کہنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

ان التسمية بالمسلمين مخصوص بهذه الأمة. (روح المعاني، زكريا ١٠/ ٣٦٩)

كل ما يصير الكافر بالاقرار به مسلما يكفر المسلم بانكاره. (الموسوعة الفقهية ٤٠/ ٢٦٦)

(۴): قادیانی فرقہ مذہب اسلام سے بالکل الگ اور جداگانہ ہے اور مسجد کا لفظ مسلمانوں کا عبادت گاہوں کے ساتھ خاص ہے، لہٰذا قادیانیت یا کسی اور مذہب والوں کے لیے اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کے نام سے موسوم کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

ومساجد جمع مسجد: وهو معبد معروف للمسلمين، خص بهذا الاسم اعتناء بشأنه من حيث أن السجود أقرب ما يكون العبد فى الى ربه عزوجل، وقيل: لاختصاص السجود فى الصلاة بالمسلمين. (روح المعاني، زكريا ١٠/ ٢٤٣)

ان العرف خصص المسجد بالمكان المهيأ للصلوات الخمس. (الموسوعة الفقهية ٣٧/ ٢٣٥)

والأكثرون على أنه الصوامع للرهبان، والبيع للنصارىٰ، والصلوات لليهود، والمساجد للمسلمين. (روح المعاني، زكريا ١٠/ ٢٤٣)

(۵): قادیانیوں کی عبادت گاہوں کو مسلمانوں کے اوقاف میں شامل کرنا درست نہیں ہے کیونکہ ان کے عقائد اور مذہبی طور طریقے سب اسلام سے جداگانہ ہیں، پس جس طرح غیر مسلموں اور شیعہ فرقے کے مذہبی مقامات اور مقابر ومراکز کو عام مسلمانوں سے الگ کر کے انتظامات کیے جاتے ہیں اسی طرح قادیانیوں کی مذہبی جائدادوں کا نظم

وانتظام بھی مسلمانوں کی جائیدادوں اوراوقاف سے علیحدہ کرنا ضروری ہے۔

اذ ارتد، ثم وقف وقفا فی حال ردته، فان مات أو قتل علی ردته أو لحق بدار الحرب وحکم القاضی بلحاقه یبطل الوقف، وتکون الارض میراثاً. (الفتاوی التاتارخانیة ٨/ ٢٠٢ رقم: ١١٦٣٨ زکریا)

أما المرتد، اذا وقف حال ردته، ففی قول أبی حنیفة هو موقوف ان قتل علی ردته أو مات بطل وقفه. (فتح القدیر، بیروت ٦/ ٢٠١)

(٦): کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' اسلام کا شعار ہے قادیانیوں کے لیے اس اسلامی شعار کو اختیار کرنے کی ہرگز اجازت نہیں، خاص کر اس لئے بھی کہ قادیانی لوگ دھوکہ دے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے جھوٹے پیغمبر مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں اور مسلمانوں جیسا کلمہ بول کر لوگوں کو فریب دیتے ہیں، اس لئے قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کے استعمال پر پابندی لگانے کا مطالبہ یقیناً برحق ہے اور قابل توجہ ہے۔

من استخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما یعظم فی الشرع کفر. (شرح فقه أکبر ٢٠٣)

فکل ما کان من أعلام دین الله، وطاعته فهو من شعائر الله. (الموسوعة الفقهیة ٢٦/ ٩٧)

(٧): قادیانی لوگوں کی نظر میں کعبۃ اللہ شریف یا گنبد خضراء یا مسجد نبوی کی کوئی حیثیت نہیں ہے، ان کی مذہبی سرگرمیوں کا دائرہ ان کی مزعومہ مقدس جگہوں یعنی ''قادیان'' اور ''ربوہ'' تک محدود ہے، جیسا کہ ان کی کتابوں سے واضح ہے، لیکن وہ لوگ اپنے کو مسلمان ظاہر کرنے کے لیے اور عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے کعبۃ اللہ اور گنبد خضراء کی تصاویر چھاپتے ہیں، حالاں کہ وہ اسلام کے متواتر عقائد سے بغاوت کرنے والے ہیں،

اس باغیانہ طرز عمل کے ساتھ ان کا مقاماتِ مقدسہ کی تصاویر چھاپ کر خالی الذہن لوگوں کو دھوکہ دینا محض فریب ہے اور سخت قابل مذمت ہے۔

فكل ما كان من أعلام دين الله وطاعته تعالى فهو من شعائر الله. (الموسوعة الفقهية ٢٦/ ٩٧)

ليست بيوت الله، انما بيوت الله المساجد، بل هي بيوت يكفر فيها بالله وان كان قد يذكر فيها، فالبيوت بمنزلة أهلها واهلها كفار، فهي بيت عبادة الكفار. (فتاوى ابن تيميه بحواله مرزائی اور تعمیر مسجد ٢١)

(۸): چوں کہ قادیانی اسلام کے مخالف اور متوازی ایک مستقل الگ مذہب ہے، اس لئے کسی بھی اسلامی شعائر خواہ وہ اذان ہو یا مسلمانوں جیسا سلام ہو اس کو قادیانیوں کے لئے اختیار کرنا ممنوع ہے۔

اتفق الفقهاء على أن الأذان من خصائص الاسلام وشعائره الظاهرة. (الموسوعة الفقهية ٢/ ٣٥٧)

أما الاسلام فينبغي أن يكون شرط صحته فلايصح أذان كافر على أى ملة. (البحر الرائق كوئٹه ١/ ٢٦٤)

الكافر لو أذن في غير الوقت لايصير به مسلما لأنه يكون مستهزيا. (الشامي، زكريا ٢/ ٧)

اسلام المؤذن شرط لصحته فلايصح أذان الكافر، لأنه ليس من أهل العبادة، ولأنه لايعتقد الصلاة التي يعتبر الأذان دعاء لها، فاتيانه بالأذان ضرب من الاستهزاء وهذا بالاتفاق. (الموسوعة الفقهية ٢/ ٣٦٧)

(۹): امت کا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں زندہ

موجود ہیں اور قیامت کے قریب دنیا میں ان کا نزول ہوگا اور ان ہی کے ہاتھ سے کانا دجال مارا جائے گا اور ان کی تشریف آوری سے پوری دنیا میں مکمل اسلامی نظام قائم ہوجائے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ عقیدہ متواتر اور قطعی ہے، اس عقیدہ کا انکار کھلی گمراہی اور صریح کفر ہے، لہٰذا جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمانوں پر حیات کا منکر ہو، اور ان کی وفات کا قائل ہو، یا اپنے کو مسیح موعود قرار دیتا ہو، وہ پرلے درجے کا فریبی دھوکہ باز اور کذاب ہے، اس کا دینِ اسلام سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں۔

وقال في تلخيص الحبير من كتاب الطلاق: وأما رفع عيسىٰ عليه السلام فاتفق أصحاب الأخبار والتفسير على أنه رفع ببدنه. (عقيدة الاسلام ٤٦ بحواله فتاوى محموديه ميرٹھ ٣/ ٢٥٥)

ثم أنه رفعه اليه وأنه باق حي، وأنه سينزل قبل يوم القيامة كما دلت عليه الأحاديث المتواترة. (تفسير ابن كثير ١/ ٨٧٨)

عن الحسن البصري رحمه الله تعالى مرسلا يرفعه الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لليهود: ان عيسىٰ عليه السلام لم يمت، و انه راجع اليكم قبل يوم القيامة. (تفسير ابن كثير ١/ ٣٦٦)

حدثنا جويرية بن بشير قال: سمعت رجلا قال للحسن يا أبا سعيد! قول الله عزوجل: ﴿وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته﴾ قال: قبل موت عيسىٰ، ان الله رفع اليه عيسىٰ، وهو بعثه قبل يوم القيامة مقاما يؤمن به البر

والفاجر. (تفسیر ابن کثیر مکمل، النساء، تحت آیة: ۱۵۹ ص: ۳۷۵ دار السلام ریاض)

حدثنا الرجاء عن الحسن: ﴿وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته﴾ قال: قبل موت عيسىٰ، والله انه لحى الآن عندالله ولكن اذا نزل آمنوا به أجمعون. (تفسیر ابن کثیر مکمل، النساء، تحت ۱۵۹ ص: ۳۷۵ دار السلام ریاض)

وعن ابن عباس رضى الله تعالى عنه أنه رفعه الى السماء الدنيا فهو فيها يسبح مع الملائكة، ثم يهبط الله تعالى عند ظهور الدجال على صخرة بيت المقدس. (روح المعانی ۳/ ۲۹۰)

عن أبى هريرة رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: والذى نفسى بيده ليوشكن أن ينزل فيكم ابن مريم حكما وعدلاً، فيكسر الصليب، ويقتل الخنزير، ويضع الحرب، ويفيض المال حتى لايقبله أحد. (صحیح البخاری ۱/ ۴۹۰ رقم: ۳۴۴۸)

وقيل: انه دعا الله لما رأى صفة محمد وأمته أن يجعله ومنهم فاستجاب الله دعاؤه وأبقاؤه حتى ينزل فى آخر الزمان مجدد الأمر الاسلام، فيوافق خروج الدجال، فيقتله. (فتح الباری ۶/ ۴۹۳)

لأن عيسىٰ عليه السلام أيضاً قد رفع هو حى على الصحيح. (فتح الباری ۶/ ۳۸۵)

الامام المفسر ابن عطية الغرناطى الأندلسى فقد قال

فی تفسیره: وأجمعت الأمة على ما تضمنه الحديث المتواتر أن عيسىٰ فی السماء حی، وأنه ينزل فی آخر الزمان فيقتل الخنزير، ويكسر الصليب، ويقتل الدجال، ويفيض العدل.
(حاشية التصريح بما تواتر فی نزول المسيح ٦٣)

عن مجاهد فی قوله تعالى: ﴿ولكن شبه لهم﴾ قال: صلبوا رجلا غير عيسىٰ شبهوه بعيسىٰ يحسبونه اياه، ورفع اللّٰه اليه عيسىٰ حياً. (حاشية التصريح بما تواتر فی نزول المسيح ٢٨٧)

ان المهدی يظهر ألا فی الحرمين الشريفين ثم يأتی بيت المقدس فيأتی الدجال، ويحضره فی ذٰلک الحال، فينزل عيسىٰ من المنارة الشرقية فی دمشق الشام، ويجئ الى قتال الدجال فيقتله بضربة فی الحال، فانه يذوب كالملح فی الماء عند نزول عيسىٰ عليه السلام من السماء. (شرح فقه اكبر ١٩١)

عن النواس بن سمعان الكلابی قال: ذكر رسول اللّٰه [صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم] الدجال ذات غداة ......اذ بعث اللّٰه عزوجل المسيح بن مريم فينزل عند المنارة البيضاء شرقی دمشق بين مهرودتين واضعاً يده على أجنحة ملكين، فيتبعه فيدركه، فيقتله عند باب لد الشرقی. (مسند أحمد بن حنبل ٤/ ١٨٢ رقم: ١٧٥٦١ دار الحديث القاهرة)

عن عبداللّٰه بن سلام قال: يدفن عيسىٰ بن مريم عليه السلام مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم وصاحبيه

رضی اللّٰہ تعالی عنهما فیکون قبره رابعاً. (مجمع الزوائد ۸/ ۲۰۶)

الحمد للّٰہ عیسیٰ علیه السلام حی، وقد ثبت فی الصحیح عن النبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم أنه قال: ینزل فیکم ابن مریم حکما وعدلاً، واماما مقسطاً، فیکسر الصلب، ویقتل الخنزیر، ویضع الجزیة، وثبت فی الصحیح عنه: أنه ینزل علی المنارة البیضاء شرقی دمشق، وأنه یقتل الدجال. (فتاوی ابن تیمیة ٤/ ٣٢٢) فقط واللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم (کتاب النوازل، ج: ٢، ص: ٣٣تا ٤٨، ط، المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مراد آباد الهند)



قادیانی کے دروازہ نبوت

﴿سوال﴾:

فتنہ قادیان کے سلسلہ میں ایک مسئلہ محض اپنی تشفی قلب کے لئے دریافت کرلینا چاہتا ہوں۔ یہ جوالزام ہے کہ انہوں نے اجراء نبوت کادروازہ کھول کرفتنۂ عظیم برپا کردیااس کے جواب میں وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اجراء نبوت یعنی ظہور مسیح تو اہل سنت کا متفقہ مسئلہ ہے اب گفتگوصرف تعیین شخصی میں رہ جاتی ہے کہ اس دعویٰ مسیحیت کا مصداق کون شخص ہے اوراس میں خطائے اجتہادی کی پوری گنجائش ہے اس پر کچھ مختصراًارشادفرمادیجئے؟

﴿الجواب﴾:

اس کادعویٰ صرف مسیح ہی کے ساتھ نہیں جس میں شبہہ مذکورہ فی السوال کی گنجائش ہو وہ تو مسیح غیر مسیح سب کیلئے نبوت کوممکن کہتا ہے اس کے رسائل میں اس کی تصریح ہے پھر مسیح

میں بھی بقائے نبوۃ سابقہ [جو کہ موصوف کا کمال ذاتی ہے جو بعد عطا کے سلب نہیں ہوتا بدوں ظہور آثار خاصہ تشریع وغیرہ جیسا خود عالم برزخ میں یہ کمال سب حضرات کے ذوات میں پائی جاتی ہے] عطائے نبوت کو مستلزم نہیں اور منافی ختم نبوت کے عطائے نبوت ہے جس کا وہ اپنی ذات کے لئے مدعی ہے کیونکہ پہلے موجود نہ تھا تاکہ اس نبوت کو نبوت سابقہ کہا جاسکے نہ بقابہ شان مذکور اور یہ بالکل ظاہر ہے۔(امداد الفتاوی، ج:۱۲،ص:۲۵۶، ط، زکریا بک ڈپو الہند)



قادیانی فرقے کے خلاف کالم لکھنا

﴿سوال﴾:

شمالی ہندوستان میں قادیانی فرقے کی سرگرمیاں عروج پر ہیں، تازہ ترین صورت حال یہ ہے کہ لکھنؤ و اطراف کے سینکڑوں بچے اس وقت قادیانیت کی گرفت میں ہیں، جوان قادیانیوں کے خرچ پر اتر پردیش اور پنجاب کے کالجوں میں تعلیم حاصل کررہے ہیں، نیز وہ ان میں اپنا لٹریچر پھیلا رہے ہیں، رسائل واخبارات کے ذریعہ وغیرہ وغیرہ۔ اس ضرورت کے پیش نظر احقر نے یہ ارادہ کیا ہے کہ ان کے باطل عقائد کے روبرو اہل سنت والجماعت کے قرآن وحدیث اور آثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر مبنی صاف ستھرے عقائد کو اپنے پندرہ روزہ رسالے اسلاف میں مضامین یا کالم کی شکل میں شائع کروں اور قادیانیوں سے بذریعہ خط وکتابت گفت وشنید کروں؟

﴿الجواب وباللہ التوفیق﴾:

فرقۂ باطلہ کی تردید اہم فریضہ ہے، جسے اہل حق دور میں انجام دیتے رہے۔ قادیانیت ایک باطل فرقے کا نام ہے اس کا رد بھی اہم فریضہ ہے، ان کے عقائد اور دجل وفریب کو واضح کرکے لوگوں کو گمراہی سے بچانے کی کوشش ایک ممدوح سعی ہے، اس سلسلہ

میں اکابر علماء کی بہت کتابیں طبع ہوکر منظر عام پر آچکی ہیں، مذکورہ فی السوال طریقہ بھی اس کے لئے بہتر ہے، لیکن تجربہ کار علماء کی نگرانی میں ہو، اسلام سچا اور کامل مذہب ہے اس کی ترجمانی اور اس کے خلاف اور باطل کے رد کے لئے علم وسلیقہ بھی ضروری ہے۔ ﴿ولاتر کنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار﴾. (فتاوی دار العلوم وقف دیو بند، ج:۲،ص:۲۹۰،۲۹۱،ط، حجۃ الاسلام اکیڈمی الھند)



قادیانیوں کا مرتب کردہ قاعدہ ''یسرنا القرآن''

﴿سوال﴾:

قاعدہ ''یسرنا القرآن'' جو قادیانیوں کا بنایا ہوا ہے جس میں کوئی عقیدہ قادیانی کی بات نہیں کہ جس سے فساد عقیدہ اور فساد عمل شرعی ہوتا ہو، بلکہ اس کی ترکیب اور ترتیب اور ہدایات بابت طریقہ تعلیم ایسی ہے جس کے باعث بچہ بسہولت پانچ چھ ماہ میں بلکہ اس سے کم مدت میں ناظرہ ختم کرلیتا ہے، چنانچہ راقم کا خود تجربہ ہے کہ بہت سے بچوں کو تین تین چار چار ماہ میں ختم کرایا ہوں۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس قاعدہ کا پڑھنا جائز ہے اور کیا کفار کی بنائی ہوئی چیز کو اس کے کمال اور کسی خوبی اور عمدگی کی وجہ سے عمدہ اور اچھا کہنا جائز ہے یا نہیں مثلاً یوں کہنا کہ متھرا کا پیڑا اور بھگوان پور کا پیڑا بہت اچھا ہے اس لئے کہ اچھا مشہور ہے تو اچھا کہنا کیسا ہے اس کے بنانے والے کافر ہیں یا یوں کہنا کہ امریکن لالٹین یا جرمنی کوئی چیز اچھی ہے تو اس کو اچھا کہنا کیسا ہے؟

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

امریکن لالٹین اور قاعدہ یسرنا القرآن میں بہت فرق ہے، اول خالص دنیاوی چیز ہے اور ثانی تعلیم قرآن اور دینیات کی ابتداء واجراء ہے، اول کی تعریف سے کفار کے دین کی تعریف نہیں ہوتی ہے اور ثانی کی تعریف سے دل میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ جن لوگوں

نے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے اتنا بہترین انتظام کیا ہے جس سے بچہ بہت جلد ناظرہ رواں اور حفظ پڑھنے پر قادر ہو جاتا ہے اور اس کا وقت ضائع ہونے سے محفوظ رہتا ہے، وقت جیسی قیمتی چیز کی حفاظت کرنا اور اس کو ضائع ہونے سے بچانا یہ لوگ خوب جانتے ہیں، لامحالہ دینی اصول وفروع میں بھی یہ لوگ ماہر ہونگے اور ان کا طریقہ تعلیم بہت اچھا ہے، لہٰذا ان کو اپنے مدرسے میں ملازم رکھنا چاہیے یا ان کے مدارس میں اپنے بچوں کو داخل کرنا چاہیے۔

علی ہذا القیاس بچہ جو کہ عقائد قادیانی سے بالکل بے خبر ہے جب وہ ان کا بنایا ہوا قاعدہ پڑھے گا پھر آئندہ وہ دوسرے قواعد یا کتب میں وہ سہولت نہ پائے گا اور بعد میں معلوم کرے گا کہ وہ پہلا قاعدہ قادیانی کا تصنیف کردہ ہے تو لامحالہ اس کی طبیعت میں قادیانی کی نہ صرف تعریف بلکہ قدر پیدا ہوگی اور یہ خواہش کرے گا کہ میں ان کی دوسری تصانیف بھی پڑھوں، وہ بھی اسی طرح سہل اور دل نشین طریق پر ہونگی اور ان کی کتابیں پڑھنے سے جو نتیجہ ہوگا وہ ظاہر ہے۔

پھر اگر خراب نتیجے سے والدین منع بھی کریں اور قادیانی کی بُرائی بھی سمجھا دیں تب بھی بچہ کہے گا کہ یہ کسی عداوات نفسانی کی وجہ سے منع کر رہے ہیں ورنہ واقعتاً اگر قادیانی خراب ہوتا تو اس کا بنایا ہوا قاعدہ کیوں پڑھاتے؟ اور جب اس قاعدے سے اس قدر نفع ہوا جس کا میں تجربہ کر چکا ہوں اور اس کی تعریف اپنے ابتدائی استاذ صاحب قاری خدا بخش سے سن چکا ہوں تو لامحالہ دوسری کتابیں بھی ایسی ہی ہونگی، تلبیس کی بنا پر روحانی اور معنوی غیر محسوس طریقہ پر جو اثر پڑتا ہے وہ غلط ہے، اس لئے اہل تقوی کفار کی دوکانوں سے اشیاء خریدنے سے احتراز کرتے ہیں اور اہل اسلام کی دوکانوں سے خریدتے ہیں۔

پھر جب آپ اس قاعدہ ''یسرنا القرآن'' کو رواج دے کر سب جگہ شائع کر دیں گے تو اس سے قادیانیت کی بہت بڑی تبلیغ ہوگی اس لئے کہ یہ قاعدہ رجسٹرڈ ہے، کوئی دوسرا اس کو نہیں چھپوا سکتا اور لامحالہ قادیانیوں سے خریدنا ہوگا اور وہ روپیہ مبلغین کو دیا جائے گا کہ اہل

اسلام کی تردید کر کے قادیانی مذہب کو پھیلایا جائے اور مسلمانوں سے مجمع عام میں مناظرہ کیا جائے اور اہل اسلام کے خلاف کتابیں چھپوا کر شائع کی جائیں۔ نیز بغدادی قاعدہ اور نورانی قاعدہ جن کو مخلص دینداروں نے تصنیف کیا ہے، وہ بیکار اور موقوف ہو جائیں گے۔ آج آپ کو یہ قاعدہ پسند آیا اس کے نتائج یہ ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی محمودیہ، ج:۲،ص: ۱۳۲،۱۳۳)



محمد علی لاہوری قادیانی کی تفسیر کا حکم

﴿سوال﴾:

مولوی محمد علی ہندی نے جو انگریزی تفسیر لکھ کر شائع کی ہے اس پر اعتماد عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس تفسیر کا ترجمہ انگریزی سے ملاوی زبان میں حاجی عثمان جوکروامینوٹو نے کیا ہے جس کی وجہ سے علماء جاوہ کی سخت نزاع پیدا ہو گیا ہے۔ اور اکثر علماء نے اس تفسیر پر مدلل اور معقول اعتراض کیے ہیں لیکن جاری قرآن کے مترجم حاجی عثمان کہتے ہیں کہ مجھے اس تفسیر میں کوئی غلطی نہیں معلوم ہوتی پس آپ کا فرض ہے کہ اس کے متعلق اپنی رائے کا اظہار فرمائیں۔

﴿جواب﴾:

یہ بات مشہور ہے کہ مولوی محمد علی جو اس تفسیر کے مصنف ہیں۔ قادیانی عقائد کے مبلغ ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کہ تفسیر مذکور میں بعض آیات میں مضحکہ خیز معنوی تحریف کی گئی ہے۔ وہ آیات جن کا تعلق حضرت مسیح علیہ السلام سے ہے یا وہ آیات جن کو زبردستی مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود پر چسپاں کیا گیا ہے ہمارے دعویٰ کا کھلا ہوا ثبوت ہیں۔ انہی وجوہات کی بنا پر جامع ازہر کے شیوخ اور بیروت کے مفتی نے اس کا انگریزی ترجمہ کی مصر اور شام میں داخلہ کی ممانعت کر دی ہے تا کہ لوگ تحریف وتسویل سے گمراہ نہ ہوں اور ان کے سلفی

عقائد پر زد نہ پڑے۔ قادیانی بیشک دائرہ اسلام سے خارج ہیں کیونکہ وہ مسیح دجال کے حق میں وحی اور رسالت کے مجوز ہیں۔ ان کو قرآن حکیم کی معنوی تحریف میں وہ ملکہ حاصل ہے جن کا مقابلہ میں باطنی عقائد کے پیرو اور فارس کے زندیق کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ ان کے نزدیک سورۂ فاتحہ میں استمرار وحی الی آخر الزمان منجملہ نکات ومعارف قرآن سے ہے۔ قادیانی مدعی کے فاسد اور جاہلانہ غلط نویسی کی تردید ہم نے اس کی زندگی میں بھی کی ہے اور اس کی موت کے بعد ہم اس امر سے غافل نہیں ہیں اور ان شاء اللہ ہم باطل کا مقابلہ حق وانصاف کے ساتھ تامقدور کرتے رہیں گے۔

میری تحقیق میں اس ترجمہ پر ہرگز اعتبار نہ کرنا چاہیے اور نہ فہم کا کوئی خاکہ اور عمل وسعی کا کوئی نقشہ اس کج اور ناہموار سطح پر تیار ہوسکتا ہے رہا یہ امر کہ یہ تفسیر غیر اقوام میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں بہت مفید ہے سو حقیقت میں یہ وہی کہہ سکتا ہے جس کو مطالب قرآن پر عبور نہ ہو اور وہ لغت عربی اور اسالیب قرآن پر کوئی ادنیٰ سی بھی واقفیت رکھتا ہو سلف کی تفسیر سے واقف انسان کبھی اس لغو گوئی کا مرتکب نہیں ہوسکتا۔ (المنار، صف ۱۳۴۷ھ ص ۲۸ مطبوعہ مصر، احقر محمد عثمان فارقیط دہلوی، دفتر جمعیۃ علماء ہند دہلی)

اہلحدیث......: مرزا قادیانی ان کے نزدیک مسیح موعود اور مجدد تھے جو طریق ترجمہ یا تفسیر انہوں نے اختیار کیا ہے اس کے اتباع کا اسی روش پر چلنا لابد وضروری ہے۔ (۷ ستمبر ۱۹۲۸ء) (فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص ۸۴، ۸۵) (فتاوی ختم نبوت، ج: ۱، ص: ۵۲۳، ۵۲۴، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



لا اکراہ فی الدین، ایک قادیانی کے جواب میں

سوال:

لا اکراہ فی الدین، یعنی دین میں کوئی جبر نہیں نہ تو آپ جبراً کسی کو مسلمان بنا سکتے ہیں اور نہ ہی جبراً کسی مسلمان کو آپ غیر مسلم بنا سکتے ہیں اگر یہ مطلب ٹھیک ہے تو پھر آپ نے ہماری جماعت [جماعت احمدیہ] کو کیوں جبراً قومی اسمبلی اور حکومت کے ذریعہ غیر مسلم کہلوایا؟

جواب:

آیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو جبراً مسلمان نہیں بنایا جا سکتا یہ مطلب نہیں کہ جو شخص اپنے غلط عقائد کی وجہ سے مسلمان نہ رہا اس کو غیر مسلم بھی نہیں کہا جا سکتا، دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے آپ کی جماعت کو قومی اسمبلی نے غیر مسلم نہیں بنایا، غیر مسلم تو آپ اپنے عقائد کی وجہ سے خود ہی ہوئے ہیں البتہ مسلمانوں نے غیر مسلم کو غیر مسلم کہنے کا ''جرم'' ضرور کیا ہے۔



سوال:

مساجد میں خدا اور اس کے ذکر سے اور رسول خدا کے ذکر سے احمدیوں کو روکنا اور ہم سے یہ کہنا کہ آپ مساجد کی شکل مندر کی طرح بنائیں اور مسجد میں خدا اور اس کے رسول کا نام نہ لیں کیا یہ سب کچھ آپ کے نزدیک اسلامی طریقہ ہے؟

جواب:

سنعذبھم مرتین، کے تحت متعدد احادیث روح المعانی میں مذکور ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منافقین کو مسجد سے نکالا اس لئے یہ عمل تو عین سنتِ نبوی ہے۔



﴿سوال﴾:

احمدیوں کو مسجدیں بنانے سے جبراً روکا جارہا ہے کیا یہ اسلام میں آپ کے نزدیک جائز ہے؟

﴿جواب﴾:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد ضرار کے ساتھ کیا کیا تھا؟ اور قرآن کریم نے اس کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟ شاید جناب کے علم میں ہوگا، اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔

آپ حضرات دراصل رنج کی وجہ سے معقول بات پر بھی اعتراض فرماتے ہیں دیکھئے اس بات پر تو غور ہوسکتا تھا [اور ہوتا بھی رہا ہے] کہ آپ کی جماعت کے عقائد مسلمانوں کے سے ہیں یا نہیں؟ اور یہ اسلام میں ان عقائد کی گنجائش ہے یا نہیں؟ لیکن جب یہ طے ہوگیا کہ آپ کی جماعت کے نزدیک مسلمان، مسلمان نہیں اور مسلمانوں کے نزدیک آپ کی جماعت مسلمان نہیں؟ تو خود انصاف فرمایئے کہ آپ مسلمانوں کو اور مسلمان آپ کو اسلامی حقوق کیسے عطا کرسکتے ہیں؟ اور از روئے عقل وانصاف کسی غیر مسلم کو اسلامی حقوق دینا ظلم ہے؟ یا اس کے برعکس نہ دینا ظلم ہے؟

میرے محترم! بحث جبر واکراہ کی نہیں، بلکہ بحث یہ ہے کہ جو عقائد اپنے اختیار وارادہ سے اپنائے ہیں ان پر اسلام کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ان پر اسلام کا اطلاق ہوتا ہے تو آپ کی شکایت بجاء ہے نہیں ہوتا تو یقیناً بے جا ہے۔ اس اصول پر تو آپ بھی اتفاق کریں گے اور آپ کو کرنا چاہیے۔

اب آپ خود ہی فرمایئے کہ آپ کے خیال میں اسلام کس چیز کا نام ہے؟ اور کن چیزوں کے انکار کردینے سے اسلام جاتا رہتا ہے اس تنقیح کے بعد آپ اصل حقیقت کو سمجھ سکیں گے جو غصہ کی وجہ سے اب نہیں سمجھ رہے۔

کتبہ: محمد یوسف لدھیانوی

(فتاوی بینات، ج:۱،ص:۲۱۵، ۲۱۶، ط، مکتبہ بینات کراچی)



ازالۃ الاوھام عن ختم النبوۃ والرسالۃ ومعنی الوحی والالھام

﴿سوال﴾:

ذوالمجد والکرم حضرت اقدس مولانا صاحب مدظلکم العالی، بعد سلام مسنون آنکہ یہاں ایک مسجد پر قادیانیوں اور اہلِ اسلام میں آج کل مقدمہ چل رہا ہے، قادیانی مدعی اور اہلِ اسلام مدعا علیہم ہیں، عدالت میں تمام امور مختلف فیہا زیر بحث آگئے ہیں، چند سوالات بغرض تحقیق ومزید اطمینان خدمت والا میں ارسال کئے جاتے ہیں، امید ہے کہ جوابات سے سرفراز فرمائیں گے، مفصل جوابات تحریر کرنے کے لئے تو بہت وقت اور دفتر چاہیے، آنجناب بقدر ضرورت اختصار کو مدنظر رکھ کر جوابات تحریر فرمائیں، تاکہ ہم لوگوں کے لئے مشعلِ راہ ہوسکیں، ضرورتاً قلتِ وقت کی وجہ سے ایک مکتوب میں کئی سوال درج کئے گئے، امید کہ معاف فرمائیں گے۔

سوالات

نمبر۱: نبی اور رسول کی جامع اور مانع تعریف کیا ہے ان دونوں میں فرق ہے یا نہیں؟

نمبر۲: فصوص الحکم، فتوحات مکیہ، الیواقیت والجواہر وغیرہ میں صوفیاء کرام نے نبی تشریعی اور غیر تشریعی کی تقسیم کی ہے یا نہیں؟ اگر کی ہے تو ان حضرات کی اس سے کیا مراد ہے؟

نمبر۳: کیا مولانائے روم اور دوسرے بزرگوں نے کسی ولی کو نبی اور ان کے الہام کو وحی کہہ دیا ہے، اور اگر کہا ہے تو ان کی اس سے کیا مراد ہے؟

نمبر۴: الہام، وحی غیر نبوت، وحی نبوت کی جامع مانع تعریف کیا ہے، ان میں جو

کچھ فرق ہو بیان فرمادیا جائے؟

نمبر۵: حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں بحیثیت نبی ہونے کے نازل ہوں گے یا بحیثیت امتی محض اپنے فرائض نبوت انجام دیں گے یا نہیں؟ ان پر جو وحی نازل ہوگی وہ وحی نبوت بواسطہ جبرئیل ہوگی یا کیا؟

نمبر۶: حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرثیہ میں حضرت اقدس مولانا گنگوہی قدس سرہٗ کی تعریف میں جہاں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت مسیح علیہ السلام کا اسم گرامی آیا ہے ان مواقع کو ملاحظہ فرما کر یہ بیان فرمادیا جائے کہ اس سے مخالف نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت مسیح علیہ السلام کی اہانت پر تو نہیں استدلال کرسکتا وغیرہ وغیرہ۔

﴿الجواب نمبر۱﴾:

نبی کی تعریف شریعت میں یہ ہے:

واما فی الشرع فقال اهل الحق من الاشاعرة هو من قال الله تعالی له ممن اصطفاه من عباده انا ارسلناک الی قوم کذا او الی الناس جمیعا او بلغهم عنی ونحوه من الالفاظ لدالة علی هذا لمعنی کبعثتک ونبئهم قیل النبوة عبارة عن هذا القول مع کونه متعلقا بالمخاطب اه من کشاف اصطلاحات الفنون. [ص ۱۳۵۹]

اور رسول کی تعریف یہ ہے:

والرسول انسان بعثه اللّٰه تعالی الی الخلق لتبلیغ الاحکام. [شرح عقائد نسفية ص ۳۱]

اور یہ تعریف خاص اصطلاحِ شرعی ہے ورنہ لغۃً رسول ہر قاصد کو عام ہے، جیسے رسول الملک ورسول الخلیفہ، اور اسی لغوی معنی کے اعتبار سے بعض نصوص میں ملائکہ کو بھی رُسل کہا گیا ہے، مگر جس طرح شریعت نے زکوۃ وصلاۃ وحج وصوم کو معنی لغوی عام سے منتقل کرکے

خاص معانی وافعال کے ساتھ مخصوص کردیا ہے، یونہی لفظ نبی اور رسول میں بھی تصرف کیا ہے، اب اس میں اختلاف ہے کہ نبی ورسول شرعاً متحد ہیں یاان میں کچھ فرق ہے، بعض اہل علم اتحاد کے قائل ہیں، اور جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک نبی عام ہے اور رسول خاص ہے، فکل رسول نبی ولاعکس. پھراس میں اختلاف ہے کہ رسول کی وہ خصوصیت کیا ہے جس کے ساتھ وہ نبی سے ممتاز ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ رسول کے لئے صاحبِ کتاب ہوناضروری ہے، اور نبی کے لئے نہیں۔

قال التفتازانی فی شرح العقائد النسفیة وقد یشترط فیه الکتاب بخلاف النبی فانه اعم اھ [ص ۱۳۱]

اور بعض نے شریعت متجددہ کی قید لگائی ہے۔ **کما فی حاشیة العصام علی شرح العقائد [ص مذکور]** مگران میں سے ہرایک قید پراشکال ہے۔

کما صرح به الخیالی فی حاشیة شرح العقائد [ص ۴۰]وقال بعضهم الرسول من بعث الی قوم موحدین متبعین لرسول متقدم لتقریر شرعه بوحی من اللّٰه منزل علیه ویؤیده ما فی البخاری فی حدیث الشفاعة فیاتون نوحاً فیقولون انت اول الرسل فی الارض فاشفع لنا الی ربنا الخ فقیل لنوح اول الرسل مع تقدم الانبیاء علیه مثل آدم وشیث وادریس لانهم لم یکونوا رسلاً لکونهم بعثوا الی قوم موحدین مؤمنین ونوح ارسل بعد ما ابتلی الناس بالشرک باللّٰه وترکوا سبیل من تقدم من الانبیاء ولایرد علی ذلک ما یرد علی التقئید بالکتاب والشرع المتجدد من زیادة عدد الرسل علی عدد الکتب ومن کون اسماعیل علیه السلام رسولا مع اتحاد شرعه بشریعة ابراهیم علیه السلام فان اسماعیل کان مبعوثا

الی قوم جرهم وکانوا مشرکین فکان رسولاً وعلی هذا...... فالنبی انسان بعثه اللّٰه تعالی الی الخلق لتبلیغ الاحکام وهو معنی قول اهل الحق من الاشاعرة هو من قال اللّٰه تعالی له ممن اصطفاه من عباده انا ارسلنک الی قوم کذا او الی الناس جمیعا ونحو ذلک کبعثتک او نبئهم اهـ والرسول انسان بعثه اللّٰه تعالی الی قوم مشرکین کافرین لتبلیغ التوحید والرسالة والاحکام.

اور حق یہ ہے کہ جمہور کا یہ قول صحیح ہے کہ رسول خاص اور نبی عام ہے، کیونکہ دلائل قرآنیہ وحدیثیہ اس پر شاہد ہیں۔

اما الکتاب فقوله تعالی وما ارسلنا من رسول ولانبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتهٖ الآیة واما الحدیث فما اخرجه ابن حبان فی صحیحه وصححه الحافظ ابن حجر فی الفتح واخرجه ایضاً اسحاق بن راهویه وابن ابی شیبة ومحمد بن ابی عمرو ابو یعلی عن ابی ذر عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم قال کان الانبیاء ماة الف واربعة وعشرین الفا وکان الرسل خمسة عشر وثلثمائة رجل منهم اولهم اٰدم الی قوله واٰخرهم محمد صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم اهـ.[من هدیة المهدیین فی اٰیة.....خاتم النبیین لبعض المعاصرین ص ٢٠]

باقی یہ کہ رسول کی خصوصیت کیا ہے اور نبی اور رسول میں ما بہ الفرق کیا ہے اس سے نصوص ساکت ہیں، اس لیے اس میں سکوت ہی اسلم ہے، اپنی رائے سے بدون تصریح کے وجہ فرق متعین نہ کرنا چاہیے، کیونکہ مقاماتِ انبیاء میں نبی کے سوا کوئی تکلم نہیں کرسکتا۔ واللہ

تعالیٰ اعلم

﴿جواب سوال دوم﴾:

حدیث بخاری ومسلم میں ہے:

" لو عاش ابنی ابراهیم لکان نبیاً ولکن لانبی بعدی".

اس کی شرح میں بعض مصنفین نے تبرعاً یہ بات لکھی ہے کہ اگر بالفرض ابراہیم صاحبزادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ رہتے اور نبی ہوتے تو وہ کیسے نبی ہوتے؟ پھر اس سوال کا جواب دیا ہے کہ نبی غیر تشریعی ہوتے جیسا کہ بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام کے بعد انبیاء غیر تشریعی ہوئے ہیں کہ وہ صاحب شریعت مجددہ وصاحب کتاب نہ تھے اھ۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت غیر تشریعیہ کسی کو حاصل ہوسکتی ہے، کیونکہ اس کی نفی تو خود اسی حدیث میں **لکن لا نبی بعدی** سے ہوچکی ہے، کہ چونکہ میرے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی اس لئے ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ نہیں رہ سکے، اگر نبوت غیر تشریعیہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد باقی ہوتی تو ابراہیم بن محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زندہ نہ رہنے کی علت میں **"ولکن لا نبی بعدی"** کیونکر صحیح ہوگا؟ بہرحال یہ تو صحیح ہے کہ نبوت کی دو قسمیں ہیں، نبوت تشریع جس میں نبی صاحبِ شرع مستقل ہو، دوسرے نبوت غیر تشریع، جس میں نبی صاحبِ شرع مستقل نہ ہو، لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت باقی نہ رہی، اگر باقی ہوتی تو آپ کے صاحبزادہ ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور زندہ رہتے اور نبی ہوتے، حیرت ہے کہ ابراہیم بن محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو اس لئے دنیا سے اٹھالیا جاوے کہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور ایک مغل بچہ قادیانی کو نبوت مل جائے اور اس کی نبوت خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے منافی نہ ہو، اسی طرح بعض علماء نے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور حدیث لا نبی بعدی پر سے ایک اشکال کو رفع کیا ہے وہ یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام بوقت نزول نبی

ہونگے یا امتی ہونگے اور عہدہ نبوت سے معزول ہوکر آئیں گے؟ جواب کا حاصل یہ ہے کہ وہ اس وقت نبوت سے معزول نہ ہوں گے بلکہ نبی ہوں گے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے تو وہ نبی تشریعی تھی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جو نازل ہوں گے وہ نبی غیر تشریعی ہوکر آئینگے کیونکہ اس وقت وہ شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع کریں گے، پس مقصود اس قائل کا صرف عیسیٰ علیہ السلام کی شانِ نزول کو بتلانا ہے کہ وہ اس وقت نبوت سے معزول نہ ہوں گے، یہ مطلب نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت غیر تشریعیہ کا انقطاع نہیں ہوا، اور یہ نبوت کسی کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد مل سکتی ہے حاشا وکلا، رہا یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت غیر تشریعیہ ملی اس کا جواب بالکل ظاہر ہے کہ ان کو کسی قسم کی نبوت بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نہیں ملی، بلکہ ان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے نبوت مل چکی ہے، اور **خاتم النبیین ولانبی بعدی** کا مطلب یہ ہے کہ حضور خاتم النبیین ہیں، **ولا ینبا احد بعدہٗ**، کہ آپ کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا ہاں یہ ممکن ہے کہ انبیاء سابقین میں سے کوئی نبی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تک زندہ رہے، جیسا کہ حیاتِ خضر کے بہت سے لوگ قائل ہیں، اور ان کو نبی بھی مانتے ہیں اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کو سمجھو کہ اُن کی نبوت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے ظہور میں آچکی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تک وہ زندہ رہیں گے، سو یہ امر لانبی بعدی کے خلاف نہیں، اور نہ اس حالت میں نبی کا عزل نبوت سابقہ سے لازم آیا، بلفظ دیگر یوں کہئے کہ **خاتم النبیین ولانبی بعدی** سے حدوث عطاء نبوت بعدہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نفی ہوتی ہے بقاء نبوت حاصلہ قبلہ کی نفی نہیں ہوتی، کما سنوضحہ بعدہ، اور مرزا کا دعویٰ نبوت یقیناً ان نصوص کے خلاف ہے، کیونکہ وہ مردود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت بعد پیدا ہوا ہے، اور اپنے لئے نبوت کا مدعی ہے، اس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت دیا جانا لازم آتا ہے جس کو ملا علی قاری اور شیخ ابن عربی وغیرہ کسی نے بھی جائز نہیں رکھا بلکہ مقصود ان کا صرف یہ ہے کہ جس نبی کو آپ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے نبوت مل چکی ہو اس کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہنا اور نبوت تشریعیہ سے نبوت غیر تشریعیہ کی طرف منتقل ہو کر نازل ہونا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا متبع بن کر دنیا میں آنا لا نبی بعدی اور خاتم النبیین کے خلاف نہیں۔

قال الزمخشری امام اللغة والعربية فی تفسيره خاتم بفتح التاء بمعنى الطابع وبكسرها بمعنى الطابع وفاعل الختم وتقويه قراء ة بن مسعود رضی اللّٰہ تعالی عنه ولكن نبيا ختم النبيين فان قلت كيف كان اٰخر الانبياء وعيسیٰ عليه السلام ينزل فی اٰخر الزمان قلت معنى كونه اٰخر الانبياء انه لاينبأ احد بعدهٗ وعيسیٰ ممن نبیء قبله الخ [ص ۲۱۵ ج ۲] وقال العلامة النسفی فی تفسيره مدارک التنزيل خاتم النبيين بفتح التاء عاصم بمعنى الطابع ای اٰخرهم يعنی لاينبأ احد بعدهٗ وعيسیٰ عليه السلام ممن نبئ قبله اهـ. [ص ۳۷۰ ج ۳ مع الخازن] وقال افضل متأخری المفسرين صاحب روح المعانی والمراد بكونه عليه الصلاة والسلام خاتمهم انقطاع حدوث وصف النبوة فی احدی الثقلين بعد تحلية عليه الصلاة والسلام بها فی هذه النشأة ولايقدح فی ذٰلک ما اجمعت عليه الامة واشتهرت فيه الاخبار ولعلها بلغت مبلغ التواتر المعنوی ونطق به الكتاب علی قول ووجب الايمان وبه اكفر منكره كالفلاسفة من نزول عيسیٰ عليه السلام فی اٰخر الزمان لانه كان ينبا قبل تحلی نبينا صلی اللّٰه تعالی عليه وسلم بالنبوة فی هذه النشأة [روح المعانی، ص ۶۰ ج ۷] وقال الزرقانی فی شرح المواهب [ص ۲۶۷ ج

۵] ومنها [ای من خصائصه علیه السلام] انه خاتم الانبیاء والمرسلین کما قال تعالی ولکن رسول اللّٰه وخاتم النبیین ہ ای اٰخرهم الذی ختمهم او ختموا به علی قراء ة عاصم بالفتح وروی احمد والترمذی والحاکم باسناد صحیح عن انس رضی اللّٰه تعالی عنه مرفوعاً ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولانبی ولایقدح نزول عیسیٰ علیه السلام بعدهٗ لانه یکون علی دینه مع ان المراد انه اٰخر من نبیٔ اھ۔

وقال الشیخ محی الدین ابن العربی فی الباب الرابع عشر من الفتوحات ثم اعلم ان حقیقة النبی الذی لیس برسول هو شخص یوحی اللّٰه بامر یتضمن ذلک شریعة یتعهد بها فی نفسه فان بعث به بها الی غیره کان رسولا ایضاً واطال فی ذلک ثم قال واعلم ان الملک یاتی النبی بالوحی علی حالین تارة ینزل بالوحی علیه قلبه وتارة یاتیه فی صورة جسدیة من خارج وهذا باب اغلق بعد موت محمد صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم فلایفتح لاحد الی یوم القیامة ولکن بقی للاولیاء الالهام الذی لاتشریع فیه انما هو بفساد حکم قال بعض الناس بصحة دلیله ونحو ذلک فیعمل به فی نفسه فقط اھ۔ من الیواقیت [ص ۳۷ ج ۲] وفیه ایضا اعلم ان الاجماع قد انعقد علی انه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم خاتم المرسلین کما انه خاتم النبیین اھ. وفیه ایضا وقال الشیخ فی الباب الحادی والعشرین من الفتوحات من قال ان اللّٰه

تعالى امره بشیء فليس ذلک بصحيح انما ذٰلک تلبيس لان الامر من قسم الكلام وصفته وذلک باب مسدود دون الناس فانه ما بقی فی الحضرة الالهية امر تكليفی الا وهو مشروع فما بقی للاولياء وغيرهم الاسماع امرها ولكن لهم المناجاة الالهية وذلک لا امر فيه وانما هو حديث وسمر وكل من قال من الاولياء انه مامور بامر الٰهی فی حركاته وسكناته مخالف لامر شرعی محمدیٍّ تكليفی او موافق له فقد التبس عليه الامر وان كان صادقا فيما قال انه سمعه فليس ذٰلک عن اللّٰه وانما هو عن ابليس فظن انه عن اللّٰه لان ابليس قد اعطاه اللّٰه تعالى ان يصور عرشا و كرسيا وسماء ويخاطب الناس منه اھ. [ص ۳۸ ج ۲]

یہ شیخ کی تصریحات ہیں جو اجماع امت کے موافق ہیں، اور اسی پر تمام امتِ صوفیہ اور علماء کا اجماع ہے کہ رسالت ونبوت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم ہوچکی، اب کسی کے لئے باب نبوت مفتوح نہیں ہوسکتا، اور شیخ کی طرف جو یہ قول منسوب کیا گیا ہے:

اعلم ان النبوة لم ترتفع مطلقا بعد محمد صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم وانما ارتفع نبوة التشريع فقط اھ.

اس کا مطلب یا تو وہی ہے جو ہم نے شروع میں بیان کیا ہے کہ شیخ کا مقصود عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے اشکال کو دفع کرنا ہے، کہ آیت خاتم النبیین وحدیث لا نبی بعدی سے عیسیٰ علیہ السلام کا نبوت سے معزول ہوکر نازل ہونا لازم نہیں آتا، یا اس کا مطلب وہ ہے جو شرح قصیدہ فارضیہ میں مذکور ہے:

واما الولاية فهی التصرف فی الخلق بالحق وليست فی الحقيقة الا باطن النبوة لان النبوة ظاهرها الانباء وباطنها

التصرف فی النفوس باجراء الاحکام علیها والنبوة مختومة من حیث الانباء ای الاخبار اذ لا نبی بعد محمد صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم وائمة من حیث الولایة والتصرف لان نفوس الانبیاء من امة محمد صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم حملة تصرف ولایته یتصرف بهم فی الخلق بالحق الی قیام الساعة فباب الولایة مفتوح وباب النبوة مسدود وعلامة صحة الولی متابعة النبی فی الظاهر اهـ. من کشاف اصطلاحات الفنون. [ص ۱۵۲۹]

جس کا حاصل یہ ہے کہ صوفیاء اپنی اصطلاح میں ولایت کو باطنِ نبوت کہتے ہیں، اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ ولایت نبوت کی فرد یا قسم ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ نبوت کے کمالات اور اجزاء میں سے ہے، اور ظاہر ہے کہ جُز پر کُل کا اطلاق صحیح نہیں، جیسے نمک کو پلاؤ نہیں کہہ سکتے، اخر حدیث میں مبشرات کو نبوت کا چھیالیسواں جزء کہا گیا ہے، کیا اس سے یہ لازم آئے گا کہ مبشرات پر نبوت کا اور صاحبِ مبشرات پر نبی کا اطلاق جائز ہے؟ ہرگز نہیں، اسی طرح ولایت بھی نبوت کا جُزء ہے، مگر اس پر اطلاق نبوت جائز نہیں، اللّٰھم الا ان یکون مجازا بقیام القرائن علی عدم ارادة الحقیقة، جس کی دلیل خود شرح قصیدۂ فارضیہ کا یہ قول ہے فباب الولایۃ مفتوح وباب النبوۃ مسدود اھ۔ اگر ولایت نبوت یا فرد یا قسم ہوتی تو باب النبوۃ کو مسدود کیوں کہتے، اور اس سے معلوم ہوا کہ ولایت پر نبوت کا اطلاق صحیح نہیں ہے، پس شیخ کے کلام میں نبوت غیر تشریعیہ سے ولایت مراد ہے، چنانچہ فصوص الحکم میں فص عزیزی میں لکھتے ہیں:

واعلم ان الولایة هی الفلک المحیط العالم ولهٰذا لم تنقطع ولها الانباء العام واما نبوة التشریع والرسالة فمنقطعة وفی محمد صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم فقد انقطعت

الی ان قال فابقی لهم النبوة العامة التی لاتشریع فیها اھـ. من الحل الا قوم [ص ۲۵]

اس میں تصریح ہے کہ نبوت عامہ سے شیخ کی مراد ولایت عامہ ہے جس کو اوپر انباء عام کہا ہے، اور اس کو نبوت غیر تشریعیہ اسی وجہ سے کہا گیا کہ وہ نبوت کے کمالات اور اجزاء میں سے ہے، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ نعوذ باللہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی یا صاحبِ نبوۃ ہوسکتا ہے، بلکہ مطلب صرف یہ ہے کہ اولیاء اللہ بطریقِ وراثت کے اس کمالِ نبوت سے جس کا نام ولایت ہے متصف ہوتے ہیں، اور اس معنی کا مراد لینا اس لئے ضروری ہے کہ شیخ کی دوسری تصریحات انقطاعِ نبوت پر صراحۃً دال ہیں، چنانچہ شیخ نے فتوحات مکیہ [ص۵۱۰ ج۳] میں فرمایا ہے:

فما بقی للاولیاء بعد انقطاع النبوة الا التعریفات وانسدت ابواب الاوامر الالهیة والنواهی فمن ادعاها بعد محمد صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم فهو مدعی شریعة اوحی بها الیه سواء وافق بها شرعنا او خالف اھـ کذا نقله بعض المعاصرین الثقات فی رسالة له، وقال الشعرانی فی الیواقیت بعد ذکر معناه فان کان مکلفا ضربنا عنقه والا ضربنا عنه صفحاً اھـ [ج ۲ ص ۳۷] وفی العبقات للشاه محمد اسماعیل الدهلوی الشهید فالاتصاف بکمالات النبوة لایستلزم الاتصاف بالنبوة اھـ. من نقل هذا البعض ایضاً.

اور اس سے زیادہ واضح علامہ شعرانیؒ کا قول ہے، جو کہ شیخ ابن عربیؒ کے کلام کو بہت زیادہ سمجھنے والے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

ان الولایة وان جلت مرتبتها وعظمت فهی اخذة عن النبوة فلاتلحق نهایة الولایة بدایة النبوة ابداً ولو ان ولیا تقدم

الی العین التی یاخذ منها الانبیاء لاحترق فغایة امر الاولیاء انهم یتعبدون بشریعه محمد صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم قبل الفتح علیهم وبعده فلایمکنهم ان یستقلوا بالاخذ عن اللّٰہ ابداً اهـ [ص ۱۷ ج ۲]

پھر علامہ نے شیخ ابن عربیؒ کے چند اقوال اس مضمون کے تحت نقل فرمائے ہیں جو ان کی مراد کو اچھی طرح واضح کرتے ہیں۔

فقال قال الشیخ فی الباب الرابع عشر من الفتوحات اعلم ان الحق تعالی قصم ظهور الاولیاء بانقطاع النبوة والرسالة بعد موت محمد صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم وذلک لفقدهم الوحی الربانی الذی هو قوت ارواحهم الی ان قال وانما غایة لطف اللّٰہ بالاولیاء...... انه ابقی علیهم المبشرات فی المنام لیستأنوا برائحة الوحی اهـ من الیواقیت [ص ۲۷]

اس میں نبوت اور رسالت کے انقطاع کا صاف اقرار ہے اور یہ کہ اولیاء کی کمر کو اس انقطاع نے توڑ دیا، پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ شیخ کے دوسرے قول کا یہ مطلب نکالا جائے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بقاء نبوت کے قائل ہیں، نعوذ باللہ منہ، بلکہ ان کا مطلب صرف یہ ہے کہ نبوت تو منقطع ہو چکی ہے لیکن اس کے بعض اجزاء وکمالات اور روائح باقی ہیں جن کو ولایت سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور کبھی مقام ارث سے، چنانچہ چند اقوال اور ملاحظہ ہوں:

وقال ایضا فی الکلام علی التشهد من الفتوحات اعلم ان اللّٰہ تعالی قد سد باب الرسالة عن کل مخلوق بعد محمد صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم الی یوم القیامة وانه

لامناسبة بيننا وبينه صلى الله تعالى عليه وسلم لكونه فى مرتبة لاينبغى ان تكون لنا اهـ. وقال فى شرحه لترجمان الاشواق اعلم ان مقام النبى ممنوع لنا دخوله وغاية معرفتنا به من طريق الارث النظر اليه كما ينظر من هو فى اسفل الجنة الى من هو فى اعلىٰ عليين وكما ينظر اهل الارض الى كواكب السماء وقد بلغنا عن الشيخ ابى يزيد انه فتح له من مقام النبوة قدرخرم ابرة تجليا لا دخولا فكاد ان يحترق اهـ وقال فى الباب الثانى والستين واربعمائة من الفنوحات اعلم انه لا ذوق لنا فى مقام النبوة لتكلم عليه وانما نتكلم على ذلك بقدر ما اعطينا من مقام الارث فقط لانه لايصح لاحد منا دخول مقام النبوة وانما نراه كالنجوم على الماء اهـ. من اليواقيت. [ص ۲۷ ج ۲]

پس جولوگ شیخ کے اس قول سے واعلم النبوة لم تنقطع مطلقا بموت محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بل انقطعت نبوة التشريع فقط یہ مطلب نکالتے ہیں کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت من کل الوجوہ منقطع نہیں ہوئی بلکہ من وجہ منقطع ہوئی اور من وجہ باقی ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسری قسم کا نبی ہونا ممکن ہے وہ شیخ کے ہاں اُس دوسرے اقوال سے اس مطلب کو منطبق کریں جن میں صاف تصریح ہے کہ بابِ نبوت ورسالت مسدود ہو چکا، اور یہ کہ اب مقامِ نبوت میں کسی کے لئے دخول ممکن نہیں بلکہ دخول تو کیا مقامِ نبوت کی تجلی بھی کسی پر نہیں ہوتی، اور شیخ ابو یزید پر بقدر سوئی کے ناکہ کے مقامِ نبوت کی صرف تجلی ہوئی تھی، بغیر دخول کے تو وہ جلنے کے قریب ہو گئے اھ پس لامحالہ یہی کہنا پڑے گا کہ شیخ کا مطلب عبارت مذکورہ سے وہ ہرگز نہیں جو بعض نادانوں نے سمجھا ہے بلکہ اس سے یا تو نزول عیسیٰ علیہ السلام پر سے

اشکال کو رفع کرنا منظور ہے جس کو کبھی اس عنوان سے تعبیر کرتے ہیں جو نادانوں کو چکر میں ڈال رہا ہے، اور کبھی اس عنوان سے تعبیر کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام وقت نزول من السماء کے جماعت اولیاء میں داخل ہو کر نازل ہوں گے نہ کہ جماعت رُسل میں۔

وعبارت الشيخ في الباب الثالث والتسعين من الفتوحات اعلم انه ليس في امة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم من هو افضل من ابى بكر غير عيسىٰ عليه السلام وذلك انه اذا نزل بين يدى الساعة لايحكم الا بشرع محمد صلى الله تعالى عليه وسلم فيكون له يوم القيامة حشر ان حشر في زمرة الرسل بلواء الرسالة وحشر في زمرة الاولياء بلواء الولاية اهـ. من اليواقيت [ص ۷۳، ج ۲]

یا یہ مطلب ہے کہ نبوت کے منقطع ہونے سے یہ مت سمجھو کہ اس کی برکات اور روائح اور کمالات بھی منقطع ہوگئے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبوت تشریع یعنی وحی منقطع ہو چکی ہے اور نبوت کا باطنی جز و یعنی وہ نسبتِ باطنیہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب میں تھی جس کو ولایت کہتے ہیں منقطع نہیں ہوئی، بلکہ اولیاء کو اس نسبت باطنیہ سے حصہ ملنا ہے، پھر اولیاء اس نسبتِ باطنیہ کے حاملِ ہو کر مقامِ نبوت کے قریب بھی نہیں ہوتے، بلکہ صرف دُور سے اس کو اس طرح دیکھ سکتے ہیں جس طرح زمین والے آسمان کے تارے دیکھتے ہیں، بتلائیے اس توضیح وتفصیل کے بعد شیخ کے کلام سے یہ کیونکہ مفہوم ہوسکتا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بقاء نبوت کے قائل ہیں، حاشا وکلا، اور اگر اس پر بھی کوئی ہٹ دھرمی کرے تو اس کے لئے دوسرا جواب یہ ہے کہ:

ختمِ نبوت وانقطاعِ رسالت کا مسئلہ قرآن واحادیث میں نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اور اس پر تمام امت کا اجماع ہے، اب تم اس کے خلاف اس دعوے پر کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو کسی قسم کی نبوت مل سکتی ہے کوئی نصِ قطعی پیش کرو، کیونکہ قطعی

کی تخصیص قطعی ہی سے ہوسکتی ہے اور شیخ ابن عربی یا کسی اور بزرگ کا قول نص قطعی نہیں، بلکہ کسی درجہ میں بھی حجت نہیں کیونکہ شیخ ابن عربیؒ کے اقوال میں بعض یہودیوں کا خلاف شرع اقوال ٹھونسنا درجہ ثبوت کو پہونچ چکا ہے، جیسا کہ علامہ شعرانیؒ نے یواقیت و بحر مورود وعہود ومحمدیہ میں اس کی تصریح کی ہے، نیز صوفیہ نے اس کی بھی تصریح کی ہے کہ ہم بہت سی باتیں رموز میں کہا کرتے ہیں جن کو دیکھنا اور بیان کرنا ہر شخص کو جائز نہیں، انہی وجوہ سے بہت سے مسائل میں صوفیہ پر زندقہ وکفر کا فتویٰ لگایا گیا ہے، کیونکہ یہودیوں کے دس وخلط کی وجہ سے بعض اقوالِ خلاف شرع ان کی طرف منسوب کیئے گئے تھے، یا رموز کے نہ سمجھنے سے غلط مطلب ان کی طرف منسوب کیا گیا، پس ایسی حالت میں ان حضرات کی کتابوں سے کوئی قول نکال کر نصوص قطعیہ ومسئلہ اجماعیہ کے معارضہ میں پیش کرنا کس طرح صحیح ہوسکتا ہے، بلکہ ہم کو یہ کہنے کا حق ہے کہ جو قول نصوص قطعیہ واجماع کے خلاف ہے وہ کسی کا الحاق ہے، جس کی دلیل خود ان حضرات کے وہ اقوال ہیں جو نصوص واجماع کے موافق اور اس قول موہم کے خلاف ہیں، پھر خصوصاً مرزا قادیانی کو شیخ کا یہ قول تو کسی طرح بھی مفید نہیں ہوسکتا ہے، کیونکہ وہ تو اپنے لئے نبوتِ تشریعیہ ورسالت کا مدعی ہے، اس کے اقوال ملاحظہ ہوں،

لعنہ اللّٰہ ولعن اتباعہ واخزاھم وشردھم وبددھم اجمعین.

نمبرا: ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا ہے، جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر اور نہی بیان کئے، اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا ہے، وہی صاحب الشریعۃ ہوگیا، پس اس تعریف کی رُو سے سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی، مثلاً یہ الہام **قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم،** یہ براہین احمدیہ میں درج ہے، اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی، اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی الخ۔[دیکھو اربعین مصنفہ مرزا علیہ ما علیہ، ص۶ نمبر۴]

نمبر۲۔ رسالہ نزول المسیح مصنفہ مرزا، صفحہ ۹۹ میں ہے۔

آنچہ من بشنوم زوحیِ خدا بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآں منزہش دانم ازخطاہا ہمین ست ایمانم

اوراسی کتاب کےصفحہ مذکورہ میں ہے۔

انبیاء گرچہ بودہ اندبسے من بعرفان نہ کمترم زکسے
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

ان تصریحات کے بعد کوئی کہہ سکتا ہے کہ مرزا نبوتِ تشریعیہ کا مدعی نہ تھا، اسی رسالہ نزول المسیح کے صفحہ مذکور میں کہتا ہے۔

آنچہ دادست ہر نبی راجام داد آں جام را مرا بتمام

کیا اس میں تصریح نہیں ہے کہ مرزا اپنے کو تمام انبیاء سے افضل کہتا ہے کہ جو تمام کمالات سارے انبیاء علیہم السلام میں تقسیم ہوئے تھے وہ سب تنہا اس کو دیئے گئے، نعوذ باللہ من ہذہ الکفریات والہذیانات۔

اوراوپر ہم شیخ ابن عربی کا قول نقل کر چکے ہیں کہ جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اپنے لئے حق تعالیٰ کی طرف سے امر ونہی کا دعویٰ کرے وہ تلبیس ابلیس میں مبتلا ہے، پس مرزا کے متبعین اگر مرزا کو شیخ کے کسی قول سے نبی بنانے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ شیخ کے اس قول سے اس کی تشریح بھی کردیں کہ وہ نبی تو ہے مگر خدا کی طرف سے نہیں بلکہ ابلیس کی طرف سے اور وہ وحی کو تو سنتا ہے مگر خدا کی وحی کو نہیں بلکہ شیطانی وحی کو [فاعتبروا یا اولی الابصار]

اخبار البدر مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء میں ہے قادیان سے شائع ہوتا تھا:

”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول ہیں اور نبی ہیں“۔

نمبر۳: دافع البلاء، ص۱۱ میں ہے:

”سچا خداوہ ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا“۔

[نقلنا اقوال هذا للعين باسرها مع الحوالة من رسالة ختم النبوة

لبعض افاضلِ دیوبند]

﴿جواب سوال سوم﴾:

مولانا رومی رحمہ اللہ تعالیٰ یا اور کسی بزرگ نے کسی ولی کو نبی نہیں کہا اور نہ الہام کو وحی کہا، ہاں مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک مصرعہ مرزائیوں کی زبان زد ہے اور کہتے ہیں کہ یہ مثنوی میں ہے۔

''او نبی وقت باشد اے مرید''

جس میں مرشد کو نبی وقت کہا ہے، مگران ناقلین سے تصحیحِ نقل کا مطالبہ کرنا چاہئے، اگر یہ مصرعہ مثنوی میں نکل آیا اسی مقام پر سیاق وسباق میں اس کا مطلب بھی مل جاوے گا کہ مراد نائبِ نبی ہے جس کو مجازاً نبی کہد یا گیا اور مجازاً تو بعض دفعہ اس سے زیادہ کہہ دیا جاتا ہے، خود قرآن میں ''افرایت من اتخذ الٰھہ ھوٰہ'' کیا تم نے اس کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو الٰہ بنایا ہے، تو کیا اس مجاز سے کوئی شخص دعویٰ مصاحبت الوہیت کو جائز کرلے گا کہ میں بھی صاحب ہویٰ ہوں اور ہویٰ کو قرآن میں الٰہ کہا گیا تو میں بھی صاحبِ الٰہ ہوں، یا اگر کسی کلکٹر کو مجازاً بادشاہ کہد یا جائے کہ وہ بھی اپنے ضلع میں بادشاہ کی مثل ہے، کیونکہ اس کا نائب ہے، تو کیا اس سے کلکٹر کو دعویٰ سلطنت جائز ہوگا؟ ہرگز نہیں، اسی طرح بزرگوں نے الہام کو وحی ہرگز نہیں کہا، ہاں بعض کے کلام میں ''وحی الالہام'' کا لفظ وارد ہے جس میں تقیید موجود ہے، اور قید کے ساتھ وحی کا اطلاق غیر وحی حقیقی پر جائز ہے، ''وحی الشیطان'' وغیرہ اور اگر کسی کے کلام میں بغیر قید کے بھی غیر وحی کہا گیا ہو تو وہاں معنی لغوی مراد ہوں گے، نہ کہ اصطلاحی معنی، جس کا قرینہ یہ ہوگا کہ اس شخص نے دعویٰ نبوت نہیں کیا تھا، اور جو شخص اپنے الہام کو وحی کہہ کر دعویٰ نبوت کرے گا اس کے کلام میں یہ تاویل نہیں ہوسکتی۔

﴿جواب سوال چہارم﴾:

الہام اور وحی کی تعریف حسب ذیل ہے:

الوحی بالفتح والسکون فی الاصل الاعلام فی خفاء

وقیل الاعلام فی سرعة وکل ما دللت به من کلام او کتابه او اشارة او رسالة فهو وحی [ای لغة] وفی اصطلاح الشریعة هو کلام اللّٰه تعالی المنزل علی نبی من انبیائه، کذا فی الکرمانی والعینی وقال صدر الشریعة فی التوضیح فی رکن السنه الوحی ظاهر وباطن الی ان قال وکل ذلک حجة مطلقا بخلاف الالهام فانه لایکون حجة علی غیره اھ من کشاف اصطلاحات الفنون للعلامة التھانویؒ. [ص ۱۵۲۳]

اوروحی انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے اسی لئے کسی کا یہ دعویٰ کرنا کہ مجھ پروحی نازل ہوتی ہے، موجبِ کفروردت ہے، شفاءقاضی عیاض میں ہے:

ومن ادعیٰ النبوة لنفسه او جوز اکتسابها والبلوغ بصفاء القلب الی مرتبتها کالفلاسفة وعلاة المتصوفة وکذلک من ادعی منهم انه یوحی الیه وان لم یدع النبوة وھؤلاء کلهم کفار مکذبون للنبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم لانه اخبر انه خاتم النبیین وانه لا نبی بعدهٗ واخبر عن اللّٰه وانه ارسل کافة للناس واجمعت الامة علی ان ھٰذا الکلام علی ظاهره وان مفهومه المراد منه دون تاویل وتخصیص فلاشک فی کفر ھؤلاء الطوائف کلها قطعاً واجماعاً وسمعاً اھ ملخصاً [من شرح الشفاء للخفاجی ج ۴، ص ۵۴۲و ۵۴۷] ملاحظہ ہو رسالہ اکفار الملحدین، جس میں دیگر ائمہ سے اسی کی مثل تصریح مذکور ہے۔

والالهام بالهاء لغة الاعلام مطلقا وشرعاً القاء معنی فی القلب بطریق الفیض ای بلا اکتساب وفکر ولا استفاضة

بل ھو وارد غیبی ورد من الغیب کذا فی الکشاف المذکور [ص ۱۳۰۸] قال وھو ای الالھام لیس سبباً یحصل بہ العلم لعامۃ الخلق ویصلح للالزام علی الغیر لکن یحصل بہ العلم فی نفسہ ھکذا یستفاد من شرح العقائد النسفیہ وحواشیہ اھ۔ [ص مذکور]

مگر اس تعریف میں ایک قید مذکور نہیں یعنی ''قلب غیر النبی'' اور بدون اس قید کے تعریف الہام نبی کے الہام کو بھی شامل ہے، اور نبی کا الہام اگر تعریف میں داخل ہوا تو آگے یہ قول مطلقاً صحیح نہ ہوگا، ''**ولیس سبباً یحصل بہ العلم لعامۃ الخلق الخ** کیونکہ نبی کا الہام وحی ہے اور وہ حجت ہے جیسا کہ اوپر گذرا، پس تعریف جامع مانع یوں ہے، **ھو القاء معنی فی قلب غیر النبی بطریق الفیض.**

اور صوفیہ نے یہ فرق کیا ہے کہ وحی وہ ہے جو بواسطہ جبرئیل کے ہو اور الہام وہ ہے جو بواسطہ ملک الہام کے ہو جو دوسرا فرشتہ ہے، مگر یہ تعریف جامع مانع نہیں، کیونکہ نبی کا منام اور رائے اس تعریف وحی سے خارج ہوئے جاتے ہیں، حالانکہ وہ بھی وحی میں داخل ہیں، اور وحی غیر نبوت شرعاً کوئی چیز نہیں، بعضے صوفیہ الہام ہی کو وحی الالہام سے تعبیر کر دیتے ہیں، جس میں وحی سے مراد معنی لغوی ہیں نہ کہ معنی شرعی جس کا قرینہ خود یہی قید ہے، اگر مرزا قادیانی بھی اس کا دعویٰ کرے کہ میں نے بھی الہام کو مجازاً یا لغۃً وحی کہا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تیرے صریح اقوال اس تاویل کو رد کر رہے ہیں، اول تو ان کے غلط اور کذب ہونے کا اقرار کرو، وقد ذکرنا ھا قبل پھر تو اپنے اقرار نبی نہ ہوگا، بلکہ مدعیِ ولایت ہوگا، اور مدعیِ ولایت کاذب ہوا کرتا ہے، کیونکہ دعویٰ کرنا نبی کے لئے مخصوص ہے ولی دعویٰ نہیں کیا کرتا، قال فی کشاف اصطلاحات الفنون نقلاً عن النفحات والرسالۃ القشیریۃ ونیز از شروطِ ولی آنست کہ اخفائے حال خود کند چنانکہ از شروطِ نبی آنست کہ اظہارِ حال خود کند **وعن خلاصۃ السلوک الولی علی ما قال البعض ھو الذی یکون مستور الحال ابداً**

والکون کلہ ناطقاً علی ولایة والمدعی الذی ناطق بالولایة والکون کلہ ینکر علیہ اھ۔

﴿جواب سوال پنجم﴾:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بوقتِ نزول متبع شریعتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بن کر تشریف لائیں گے، لیکن یہ اتباع ان کی شانِ نبوت کا منقص نہیں، بلکہ مکمل ہے، پس عیسیٰ علیہ السلام اس وقت نبی بھی ہوں گے اور امتی بھی، مگر نبی صاحبِ شرع نہ ہوں گے بلکہ نبی متبع ہوں گے، جیسے موسیٰ علیہ السلام کے بعد بہت سے انبیاء متبع تورات ہوئے ہیں، اور گو اس وقت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی بواسطہ جبریل علیہ السلام توضیح مراد قرآن وحدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے نازل ہونے میں بھی کوئی اشکال نہیں، مگر شیخ ابن عربی کے بعض اقوال سے جو کشف پر مبنی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے واسطہ سے وحی نہ آئے گی، کما یفھم من الیواقیت [ص ۳۸ ج ۲]

اور صورتِ اولیٰ کے موجب اشکال نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آیت خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر النبیین ہیں، جیسے کہا جاتا ہے فلاں خاتم الراکبین وآخر الراحلین، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فلاں شخص صفتِ رکوب وارتحال سے سب کے بعد موصوف ہوا اس کے لئے یہ لازم نہیں کہ اس سے پہلے راکبین وراحلین اس کے رکوب وارتحال کے وقت فنا ومعدوم ہو چکے ہوں بلکہ ان کے بقاء کے ساتھ بھی یہ خاتم الراکبین وآخر الراحلین ہوگا، پس عیسیٰ علیہ السلام کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے نبوت سے متحلّی ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تک رہنا خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے منافی نہیں، اور یہی معنی انقطاع وحی کے ہو سکتے ہیں، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ابتداً کسی پر وحی نہ آئے گی، اور جس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے آچکی ہو اس پر وحی کا آتا رہنا اس کے خلاف نہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی سابق یا وحی سابق باقی رہے وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت ووحی کے تابع ہوگی،

ورنہ اس کا نسخ لازم آئے گا، حالانکہ یہ دین اسلام اجماعاً ناسخ الادیان کلھا ہے، اور اس کو نبی یا وحی منسوخ نہ کر سکے گی، اور آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکثرت اس پر........شاہد ہیں، اگر تفصیل مطلوب ہو تو رسالہ ختم النبوۃ فی القرآن وختم النبوۃ فی الحدیث وختم النبوۃ فی الآثار، وہدیۃ المہدیین فی آیۃ خاتم النبیین واکفار الملحدین فی من ضروریات الدین، مطبع قاسمی دیوبند سے طلب کر کے ملاحظہ ہوں۔

جواب سوال ششم:

میں نے مرثیہ دیکھا مجھے تو کوئی لفظ توہین کا موہم بھی نہیں ملا اگر آپ کے نزدیک کچھ ایہام ہو تو اس کی تشریح فرما کر سوال کریں۔ (امداد الاحکام، ج:۱، ص:۱۵۱ تا ۱۶۷، ط، مکتبہ دار العلوم کراچی)

(مؤلف کی دیگر کتب ورسائل)

(١) فتاوی رشیدیہ پر ٣ جلدوں میں تحقیق وتخریج۔

(٢) فتاوی دینیہ پر ٨ جلدوں میں تحقیق وتخریج۔

(٣) مسائل جمعه للحنفی.

(٤) پھلوں کی خرید وفروخت کے شرعی احکام۔

(٥) ردالهماهم علی حسن العمائم کطلوع الغمائم.

(٦) سید البشر محمد رسول اللہ ﷺ کی سلسلۂ نسب کی مدلل تحقیق۔

(٧) الرسالة العالية فی تحقيق الجماعة الثانية.

(٨) القول التمام فی رد من قال خلاف الامام.

(٩) تبلیغی جماعت علمائے عرب وعجم کے آئینہ میں۔

(١٠) معدنیات کا شرعی حکم۔

(١١) اجرت تراویح کا شرعی حکم۔

(١٢) نماز جنازہ پڑھانے کا حقدار کون ہے؟

(١٣) روزہ کی حالت میں انجکشن لگانے کا شرعی حکم۔

(١٤) بالوں کے شرعی احکام۔

(١٥) آلات موسیقی کے حرمت پر فقہائے احناف کے دلائل۔